وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صَحِيْحُ الْبُخَارِي

مؤلّفه

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ و شرح

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

تحقیق و تفحص

جناب شبیر احمد صاحب ثاقب

صدر شعبہ حدیث جامعہ احمدیہ ربوہ

جلد پنجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست

۞۞۞۞۞۞۞

۵۳- كِتَابُ الصُّلۡح

٥٤- كِتَابُ الشُّرُوْطِ

۵۵- كِتَابُ الْوَصَايَا

۵٦- كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

۵۷- كِتَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ

۵۸- كِتَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۳- كِتَابُ الصُّلْحِ

بَاب ۱ : مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے بارے میں جو (اقوال وارد ہوئے) ہیں

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء: ۱۱۵)

نیز اللہ عز وجل کے اِس ارشاد کا ذکر کہ اُن کے بہت سے مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی، باستثناء اُن لوگوں کے مشوروں کے جو صدقہ یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان اِصلاح کرنے کا حکم دیں اور جو اللہ کی رضا جوئی کی خاطر ایسا کرے گا تو ہم اُسے جلد ہی بڑا اجر دیں گے۔

وَخُرُوْجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ.

اور اِمام کا اپنے ساتھیوں کو لوگوں کی جگہوں پر صلح کرانے کی غرض سے لے جانا۔

۲۶۹۰: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ

۲۶۹۰: سعید بن ابی مریم نے ہمیں بتایا۔ ابوغسان نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: ابوحازم (سلمہ بن دینار) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ (قبیلہ) بنی عمرو بن عوف کے بعض لوگوں کے درمیان کچھ جھگڑا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے چند لوگوں سمیت اُن کے پاس گئے تاکہ اُن کے درمیان صلح کرائیں۔ نماز کا وقت ہوگیا اور نبی ﷺ (واپس) نہ آئے۔

فَأَذَّنَ ☆ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوْفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْحِ حَتَّى أَكْثَرُوْا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ إِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَّابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللهِ فَإِنَّهُ

حضرت بلالؓ آئے☆ نماز کے لئے اذان دی اور نبی ﷺ (واپس) نہ پہنچے۔ تب (حضرت بلالؓ) حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو رُک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوگیا ہے تو کیا آپؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا: اچھا اگر تم چاہو۔ (حضرت بلالؓ نے) نماز کے لئے اقامت کہی اور حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور اِس کے بعد نبی ﷺ صفوں سے گزرتے ہوئے آئے اور پہلی صف میں کھڑے ہوگئے۔ لوگ تالیاں بجانے لگے اور بہت (تالیاں) بجائیں اور حضرت ابوبکرؓ نماز میں اِدھر اُدھر نگاہ نہیں کرتے تھے۔ (جب بہت تالیاں بجیں) تو انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ اُن کے پیچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اُن کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ نماز پڑھائیں، جیسا کہ وہ پڑھا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اللہ کی حمد کی اور پھر وہ اُلٹے پاؤں ہٹے، یہاں تک کہ صف میں آگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپؐ (نماز سے) فارغ ہوئے تو آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! جب نماز میں تمہیں کوئی بات پیش آئے تو تم تالیاں بجانے لگ جاتے ہو۔ تالیاں بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔ جس کسی کو نماز میں کوئی بات

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ الفاظ "فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ" ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ۲۶۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ. يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پیش آئے تو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہے۔ پھر جو کوئی اُسے سنے گا ضرور متوجہ ہوگا۔ ابوبکرؓ! جب میں نے آپؓ کو اِشارہ کیا تھا تو آپؓ کو کونسی بات مانع ہوئی کہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھائی؟ انہوں نے کہا: ابوقحافہ کے بیٹے کو شایاں نہیں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے (کھڑا) ہو کر نماز پڑھائے۔

اطرافہ: ٦٨٤، ١٢٠١، ١٢٠٤، ١٢١٨، ١٢٣٤، ٢٦٩٣، ٧١٩٠۔

٢٦٩١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ أُبَيٍّ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ. فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ

۲۶۹۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: اگر آپؐ عبداللہ بن ابی کے پاس آئیں (تو اچھا ہو۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ گدھا آپؐ کی سواری میں تھا۔ مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ چل پڑے اور وہاں کی زمین شوریدہ تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس پہنچے تو اُس نے کہا: مجھ سے دُور رہیں۔ بخدا! آپؐ کے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ تو صحابہ میں سے ایک انصاری (حضرت عبداللہ بن رواحہؓ) بولے: بخدا! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبداللہ (بن ابیّ) کی قوم میں سے ایک شخص اس کی وجہ سے غصہ میں بھر گیا اور اُن دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سخت سُست کہا۔ جس کی وجہ سے دونوں

وَالْأَيْدِيْ وَالنِّعَالِ☆ فَبلَغنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ: وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج (الحجرات: ١٠)

کے ساتھی بھڑک اُٹھے اور نوبت چھڑیوں، جوتوں اور ہاتھا پائی☆ تک پہنچ گئی۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ یہ آیت (اسی واقعہ سے متعلق) نازل ہوئی یعنی اگر مومنوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کی صلح کرا دو۔

تشریح: **اَلْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ:** بخاری کے بعض نسخوں میں کتاب الصلح کی جگہ ابواب الصلح ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۶۶) صلح سے مراد اِصلاح ہے جیسا کہ باب کے عنوان مَا جَآءَ فِي الْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ اور محولہ بالا آیت سے ظاہر ہے جس میں عامۃ الناس کی اِصلاح کے بارے میں تلقین کی گئی ہے۔ کتاب الصلح کی یہ ابتداء کتاب الشهادات کے خاتمہ سے لطیف مناسبت رکھتی ہے۔ جس آیت کا حوالہ عنوانِ باب میں دیا گیا ہے وہ یہ ہے: لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا o (النساء:١١٥) یعنی اُن لوگوں کے مشوروں کو مستثنیٰ کر کے جو صدقہ یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیتے ہیں، ان کے بہت سے مشوروں میں کوئی بھی بھلائی نہیں ہوتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرے گا ہم اُسے جلدی بہت بڑا اَجر دیں گے۔ صدقہ ہر وہ نیک عمل ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ چنانچہ عدل وانصاف کو بھی صدقہ میں شمار کیا گیا ہے۔ (روایت نمبر ۲۷۰۷) خاص معنوں میں اِس لفظ کا اطلاق مالی قربانی پر ہوتا ہے اور یہ معروف جامع لفظ ہے جو اُن تمام نیکیوں پر حاوی ہے جن سے مختلف اقوام کی شریعتیں اور مذاہب متفق ہیں اور لفظ اِصلاح کا تعلق خرابیوں کی درستی سے ہے۔ محولہ بالا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مشاورتی مجالس کی توجہ زیادہ تر مذکورہ بالا اُمور کی طرف منعطف ہونی چاہیے اور اس میں مقصود بالذات رضائے الٰہی ہو نہ نفسانی اَغراض کہ وہ اِس قدر مخالف سمتوں میں واقع ہیں کہ بجائے اِصلاح ان کی کشمکش، باہمی آویزش وتصادم سے نیک مقصد مفقود ہو جاتا ہے اور ان میں موافقت، یکجہتی اور دوام کی صورت پیدا کرنے والا صرف ایک ہی عنصر ہے کہ مذکورہ بالا خدمات مشیتِ الٰہی کے تحت ہوں اور استواریٔ حالات ہی مرکزی نقطہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ہدایت وضلالت کے درمیان مابہ الامتیاز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ حقیقت اِن الفاظ میں واضح فرماتا ہے: وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ o الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ص وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ o (البقرة:٢٧، ٢٨) یعنی قرآنِ مجید کے ذریعہ فاسقوں (نافرمانوں) ہی کو اللہ تعالیٰ گمراہ ٹھہراتا ہے، جو اللہ کا عہد پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہی درحقیقت نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تعلقات قائم کرنے میں فائدہ اور قطع تعلقات میں خسارہ ہے اور ان تعلقات میں سب سے مقدم

☆ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ ”وَالنِّعَالِ وَالْاَيْدِيْ“ (فتح الباری جزء۵ حاشیہ صفحہ ۳۶۶) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

تعلق باللہ ہے۔ لفظ صلح کا اطلاق ہر قسم کے تعلق کی صحت اور استواری پر ہوتا ہے۔ فقہاء نے تنازعات کی نوعیت کے اِعتبار سے صلح کی چند قسمیں بیان کی ہیں۔ خاوند بیوی کی صلح، افرادِ خاندان کی صلح، ہمسایہ سے صلح، مالی تنازعات میں فریقین کی صلح، معاملاتِ قصاص میں صلح، مسلم وغیر مسلم کی صلح، باغی حکومت کی صلح، قوموں اور ملکوں کی صلح۔ یہ تقسیم محض نسبتی اور اعتباری ہے۔ صلح کا دائرہ من حیث الافراد اور من حیث المجموع معاشرۂ بشریہ پر حاوی ہے۔ آئندہ ابواب میں اِس کا مفصل بیان آئے گا۔

خُرُوْجُ الْاِمَامِ اِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ: تمہید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے کہ مطابق مثل ”قضیہ زمین برسر زمین“ آپؐ موقع نزاع پر خود تشریف لے جاتے اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کراتے تھے۔ امام جماعت کے فرائض منصبی میں سے ہے کہ وہ افرادِ معاشرہ کی نگرانی رکھے اور جہاں رخنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، انسداد کا خاطر خواہ انتظام کرے۔ یہ نہ ہو کہ اپنا چنگل مضبوط رکھنے کے لئے ایک کو دوسرے سے اُلجھائے رکھے جو فرعون کی پالیسی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝** (القصص:۵) یعنی فرعون نے (اپنے) ملک میں بڑی تعلّی سے کام لیا اور اُس کے رہنے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ جس سے وہ ایک گروہ کو کمزور کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح اُن کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور اُن کی عورتیں زندہ رکھ کر (بطور کنیز) استعمال کرتا تھا۔ وہ یقیناً مفسد لوگوں میں سے تھا۔

لفظ صلح اور اِصلاح کی ضد فساد اور اِفساد ہے یعنی بگاڑنا۔ **کتاب الصلح** کی پہلی روایت (نمبر۲۶۹۰) کے لئے **کتاب العمل فی الصلاۃ** باب۳ روایت نمبر۱۲۰۱ دیکھئے؛ جہاں بنوعمرو بن عوف میں صلح کرانے کا ذکر ہے۔ بنوعمرو بن عوف قبیلہ اوس کی شاخ تھی۔ یہ لوگ قباء میں آباد تھے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۶۸) اس فساد میں یہودیوں کا ہاتھ تھا جو گندے پانی میں شکار کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے کے خلاف اُکسا کر پھر حلیف اپنے حلیف قبیلہ کا حمایتی بن جاتا اور مال وغیرہ سے مدد دے کر اُسے زیر بار کرتا اور سُود سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُن پر اپنا اقتصادی تسلط جمائے رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے جو میثاق ملّی طے ہوا۔ انہوں نے اسے درحقیقت اپنے مفاد کے منافی پایا۔ اس لئے وہ موقع کی تلاش میں رہتے کہ پھر خانہ جنگی کو اُکسا کر صورتِ مداہنہ کسی نہ کسی طرح قائم ہو جائے۔ عبداللہ بن اُبیّ اِس فتنہ کا بانی مبانی تھا۔

دوسری روایت (نمبر۲۶۹۱) میں جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ الگ ہے۔ عبداللہ بن اُبیّ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کا قبیلہ خزرج میں سے تھا جو عالیہ میں آباد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپؐ کے صحابہ میں سے بعض نے خواہش کی کہ عبداللہ بن اُبیّ کو تبلیغ کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ جس پر آپؐ گئے تو اُس نے کہا کہ آپؐ کے آنے کی ضرورت نہیں۔ آپؐ کے پاس جو آئے، اُسے تبلیغ کی جائے اور اس کی تلخ گفتگو پر جھگڑا ہوا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۶۷، ۳۶۸)

فَبَلَغَنَا اَنَّهَا اُنْزِلَتْ......: اس فقرہ میں فَبَلَغَنَا قابل تشریح ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ آیت محولہ بالا اس واقعہ کی مناسبت سے نازل ہوئی ہے۔ یہ خبر دینے والے کون ہیں اِس کا ذکر نہیں۔ اس پر ابن بطالؒ نے یہ

سوال اُٹھایا ہے کہ مذکورہ واقعہ کے وقت عبداللہ بن اُبیّ بن سلول مسلمان نہیں تھا اور لڑائی میں ایک فریق مسلم تھا اور دوسرا غیر مسلم۔ مشارٌ الیہ آیت میں تو مومنوں کی لڑائی پر صلح کرانے کا ذکر ہے۔ ابن بطالؒ کا اعتراض بیان کر کے امام ابن حجرؒ نے اس اشکال کو اور مضبوط کیا ہے کہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا روایت حضرت اسامہ بن زیدؓ سے بھی مروی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ مذکورہ بالا جھگڑا غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے۔ جب عبداللہ بن اُبیّ اور اُس کے ساتھی بحالتِ کفر تھے۔ علاوہ ازیں حضرت اُسامہؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ.... (بخاری، کتاب التفسیر، باب ۱۵، روایت نمبر ۴۵۶۶) یعنی مسلمانوں اور مشرکوں میں گالی گلوچ ہوئی۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳٦۷، ۳٦۸)

محولہ بالا آیت سورۃ الحجرات کی ہے جس کا نزول ۹ ھ میں ہوا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ جس راوی نے حضرت انسؓ سے بیان کیا کہ آیت واقعہ مذکورہ کے تعلق میں نازل ہوئی تھی؛ اُس کی مراد محض تطبیق تھی جو شارحین کے نزدیک درست اجتہاد نہ تھا۔ پوری آیت یہ ہے: وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (الحجرات: ۱۰) یہ آیت بھی اصلاح ذات البین کے تعلق میں ایک اصولی ہدایت پر مشتمل ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس بارہ میں فرمایا ہے:-

> ''اگر دو قومیں مسلمانوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی آپس میں صلح کرا دو؛ یعنی دوسری قوموں کو چاہیے کہ بیچ میں پڑ کر ان کو جنگ سے روکیں اور جو وجہ جنگ کی ہے اس کو مٹائیں، اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیں۔ لیکن اگر باوجود اس کے ایک قوم باز نہ آئے اور دوسری قوم پر حملہ کر دے اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو اس قوم سے جو زیادتی کرتی ہے، سب قومیں مل کر لڑو یہاں تک کہ خدا کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے یعنی ظلم کا خیال چھوڑ دے۔ پس اگر وہ اس امر کی طرف مائل ہو جائے تو ان دونوں قوموں میں پھر صلح کرا دو مگر انصاف اور عدل سے اور مروت سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (احمدیت یعنی حقیقی اسلام- انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی روشنی میں حکومتوں کے آپس کے تعلقات اور اصلاح بین الناس کے مختلف پہلوؤں کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: احمدیت یعنی حقیقی اسلام زیرِ عنوان ''حکومتوں کے آپس کے تعلقات''- انوار العلوم جلد ۸۔

یہ وہ اصل ہے جسے جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز (مجلس اقوامِ عالم) کی شکل میں اپنایا گیا اور پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد کونسل آف یونائیٹڈ نیشنز (مجلس متحدہ اقوامِ عالم) کی شکل میں ایک نئی طرح ڈالی گئی ہے۔ اور جو بنیادی نقص اس میں ابھی تک موجود ہے، اس کی وضاحت مذکورہ بالا کتاب میں کی گئی ہے۔ محولہ بالا دونوں آیتوں کا تعلق بھی مجالس امن و صلح سے ہے اور اسی وجہ سے ان کا ذکر کتاب الصلح کی تمہید میں اکٹھا کر کے شروع ہی میں الصلح سے اصلاح

بین الناس مراد لی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبیّ کے پاس دعوت و تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ جس کا تعلق اصلاح عقیدہ وعمل سے ہے اور اِس اعتبار سے اس روایت کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اور آپؐ اہل قباء کے پاس بھی مصالحت ہی کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ دیکھئے روایت نمبر ۲۶۹۳۔

بَاب ۲ : لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے

۲۶۹۲ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا.

۲۶۹۲: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ حُمید بن عبدالرحمٰن نے انہیں خبر دی کہ اُن کی والدہ حضرت امّ کلثومؓ بنت عقبہ نے انہیں بتایا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: وہ جھوٹا نہیں ہوتا جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلی بات کسی کی طرف منسوب کرتا ہے یا (فرمایا:) بھلی بات کہتا ہے۔

تشریح: **لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ:** ایک مشہور مقولہ ہے: اَلْغَايَةُ تَبَرُّ الْوَسِيْلَةَ غرض وسیلہ کو جائز قرار دیتی ہے۔ یعنی غرض اچھی ہو تو اُسے حاصل کرنے کے لئے ناجائز وسائل اِختیار کئے جاسکتے ہیں اور یہ وسائل بھی درست سمجھے جائیں گے۔ یہ ایک مشہور مقولہ ہے جس پر مغربی ممالک کی سیاست کا محور ہے۔ یہ قول مکاولی (Machiavelli) کی طرف منسوب ہے جو اٹلی کا باشندہ تھا اور اس کے نام سے مشہور ہوا۔ اس مقولہ سے خطرناک سے خطرناک جرائم کا اِرتکاب روا رکھا گیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الاجرام السیاسیۃ)

اسلام ناجائز وسائل اِختیار کرنے کے قطعی خلاف ہے۔ غرض کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو، ناجائز وسائل نہیں اختیار کئے جاسکتے۔ مندرجہ بالا روایت کے غلط مفہوم کا ازالہ کیا گیا ہے۔ جھوٹا شخص لوگوں میں صلح نہیں کراسکتا کیونکہ دروغ گو کی قلعی جلد کھل جاتی ہے اور کاذب کا اِعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ خود حدیث مندرجہ باب نے مفہوم واضح کردیا ہے کہ بوقت صلح اگر کسی فریق سے متعلق اِس خیال کا اِظہار کیا جائے کہ آئندہ وہ اس غلطی کا اِعادہ نہیں کرے گا یا فلاں فلاں بات میں اُس کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اور فریقین میں صلح ہوجائے۔ لیکن جس فریق کی نسبت یقین دِلا کر دوسرے فریق کو صلح پر آمادہ کیا گیا ہے، اُس سے متعلق نیک توقعات پوری نہ ہوں تو صلح کرانے والے کو کاذب نہیں کہیں گے۔ **فَيَنْمِىْ خَيْرًا اَوْ**

يَقُولُ خَيْرًا سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ عمداً جھوٹ بات کہنا۔ ایک مقولہ مشہور ہے: دروغِ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ یہ بالکل لغو اور باطل ہے۔ دروغ کسی حالت میں جائز نہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنا جائز ہے۔ جنگ میں، مصالحت کی غرض سے اور بیوی کو خوش کرنے کیلئے۔☆ اسی قسم کی کمزور روایات کا یہاں ردّ کرنا مقصود ہے۔ امام ابن حجرؒ نے ایسی روایات کا سقم واضح کیا ہے کہ وہ اَز قبیل مدرج ہیں۔ یعنی راویوں نے اپنی طرف سے آمیزش کی ہے۔ جن روایات میں لفظ کذب وارد ہوا ہے وہاں توریہ اور تعریض مراد ہے یعنی ذو معنی الفاظ کا استعمال جس سے ذہن اصل بات کی طرف منتقل نہ ہو۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۶۹) جیسے سفرِ ہجرت کے دوران ایک شخص کے دریافت کرنے پر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ۔ یعنی یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے۔ سمجھنے والا سمجھا کہ ان کی مراد صرف یہی راستہ ہے حالانکہ ان کی مراد بھلائی کا راستہ تھی۔ آنحضرت ﷺ کا نام پوشیدہ رکھنے کی غرض سے ایسا لفظ استعمال کیا کہ ذہن آپؐ کی طرف نہیں گیا۔ (دیکھئے روایت نمبر ۳۹۱۱) بعض فقہاء نے اِس واقعہ سے اِستدلال کیا ہے کہ کسی کو قتل یا ظلم سے بچانے کے لئے اِخفاء، توریہ یا تعریض سے کام لیا جانا جائز ہے؛ مگر جہاں اس طریق سے کسی کی حق تلفی ہو، ناجائز فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو تو وہاں توریہ و تعریض وغیرہ جائز نہیں۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۶۹) اس تعلق میں مزید **کتاب الجہاد** باب ۱۵۷ تا ۱۶۰ مع تشریح دیکھئے۔

بَاب۳: قَوْلُ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ: اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ

امام کا اپنے ساتھیوں سے کہنا ہمیں لے چلو ہم صلح کرائیں گے

۲۶۹۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءَ اقْتَتَلُوْا حَتَّى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ.

۲۶۹۳: محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ اُویسی اور اسحاق بن محمد فروی نے ہمیں بتایا۔ اُن دونوں نے کہا: محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل قباء آپس میں جھگڑ پڑے؛ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے پر پتھر چلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کی اِطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: ہمیں لے چلو ہم اُن کی صلح کرائیں گے۔

اطرافُهُ: ٦٨٤، ١٢٠١، ١٢٠٤، ١٢١٨، ١٢٣٤، ٢٦٩٠، ٧١٩٠۔

☆ (ترمذی، کتاب البرّ والصلة، باب ما جاء فی إصلاح ذات البین)

تشریح: قَوْلُ الْإِمَامِ: اِذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ: باب نمبر ا کی تشریح میں اہل قباء کی مصالحت کا واقعہ گزر چکا ہے۔ فریقین کے درمیان صلح کرانا اور اُن کو فتنہ سے بچانا معاشرہ کے واجبات سے ہے۔ اس روایت کے تعلق میں کتاب الایمان روایت نمبر ۳۱ کی تشریح بھی دیکھئے۔

بَاب ٤

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: ۱۲۹)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اگر میاں بیوی دونوں کسی طرح صلح کرلیں اور صلح کرنا ہی سب سے اچھی بات ہے

٢٦٩٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا (النساء: ۱۲۹) قَالَتْ: هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنِ امْرَأَتِهِ مَا لَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ: أَمْسِكْنِي وَاقْسِمْ لِي مَا شِئْتَ. قَالَتْ: وَلَا بَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا.

۲۶۹۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: (آیت اِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا یعنی) اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے بدمعاملگی یا عدم توجہ کا خوف ہو تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی میں ناپسندیدہ بات دیکھتا ہو، بڑھاپے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی اور سبب سے۔ اور اس سے الگ ہونا چاہتا ہو، وہ (عورت) یہ کہے: تم مجھے اپنے پاس ہی رکھو اور میرے لئے جو تم چاہو حصہ مقرر کردو۔ (حضرت عائشہؓ) کہتی تھیں: کوئی حرج نہیں اگر وہ آپس میں اس طرح راضی ہو جائیں۔

اطرافہ: ۲٤٥٠، ٤٦٠١، ٥٢٠٦.

تشریح: اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَّالصُّلْحُ خَيْرٌ: عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ خاوند اور بیوی کی ناچاقی سے متعلق ہے، پوری آیت یہ ہے: وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء: ۱۲۹) یعنی اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدسلوکی یا رُوگردانی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی طریق پر آپس میں صلح کرلیں اور صلح سراسر بہتر ہے۔ (صلح کرنے میں) نفس بالطبع بخل کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اگر تم نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے

خوب واقف ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شقاق (ناچاقی) کے طبعی سبب کی طرف توجہ دلائی ہے جو بسا اوقات صلح کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ طبعی سبب شحِّ نفس ہے۔عام طور پر الشُّحّ کا ترجمہ بخل کیا جاتا ہے۔اصل معانی کے لحاظ سے بخل اور الشُّحّ میں بڑا فرق ہے۔بخیل دوسروں کو نہیں دیتا۔شحیح اپنے نفس سے بھی بخل کرتا ہے اور حرص اُس پر اِتنی غالب ہوتی ہے کہ دوسروں کا حق غصب کرتے بھی اُس کی طمع کم نہیں ہوتی۔شحاح اُس چقماق کو کہتے ہیں جو آگ نہ دے۔خاوند بیوی کے درمیان جھگڑے عموماً اِسی طبعی نقص سے پیدا ہوتے ہیں کہ خاوند گھریلو ضرورتیں پوری کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے یا بیوی ضرورت سے زیادہ حریص ہوتی ہے، قناعت سے کام نہیں لیتی۔

زیر باب روایت میں حضرت عائشہؓ نے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا کی جو وضاحت مثال دے کر کی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معاشرہ میں صلح ایسی ضروری شئے ہے کہ اگر حق چھوڑ کر بھی حاصل ہو تو کسی فریق کا اِس غرض سے حق چھوڑ دینا گناہ کی بات نہیں۔ایک اعلیٰ غرض کے لئے اپنا حق چھوڑ نا کوئی گناہ کی بات نہیں؛ بشرطیکہ وہ حق فریقین کی رضامندی سے چھوڑا جائے۔حضرت عائشہ کے الفاظ لَا بَأْسَ اِذَا تَرَاضَيَا کا یہی مفہوم ہے۔قرآنِ مجید میں زوجین کے درمیان صلح کرانے کے لئے ایک طریق ثانی بھی تجویز کیا گیا ہے۔مگر اس بیرونی مداخلت سے قبل خاوند بیوی ہی کو نیک تلقین کی گئی ہے کہ صلح کی صورت ہی سب سے بہتر ہے، جس نیک طریق سے بھی ہو سکے۔

بَاب ۵: إِذَا اصْطَلَحُوْا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُوْدٌ

اگر لوگ ظالمانہ فعل پر آپس میں صلح کرلیں تو یہ صلح ردّ کی جائے گی

۲۶۹۵-۲۶۹۶: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ. فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى

۲۶۹۵-۲۶۹۶: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا۔ابن ابی ذئب نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں بتایا۔انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُن دونوں نے کہا: ایک بدوی آیا اور اُس نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی کتاب کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔اُس کا مخالف اُٹھا اور بولا: اِس نے سچ کہا ہے اللہ کی کتاب ہی کی رُو سے ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔اُس

بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوْا لِي: عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا: إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ. وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

بدوی نے کہا: میرا بیٹا اِس کے پاس نوکر تھا۔ اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا: تمہارا بیٹا سنگسار ہونا چاہیے۔ میں نے اس کو ایک سو بکری اور ایک لونڈی دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہارے بیٹے کو تو صرف سو کوڑے پڑنے تھے اور ایک سال کے لئے جلاوطنی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی سے فیصلہ کروں گا۔ وہ لونڈی اور بکریاں جو ہیں وہ تو تمہیں واپس دی جائیں اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے۔ اور ایک شخص سے (فرمایا:) اُنیسؓ (بن ضحاک)! تم صبح اِس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اُسے سنگسار کرو۔ چنانچہ اُنیسؓ صبح اُس عورت کے پاس گئے اور اُسے سنگسار کیا۔

اطراف الحدیث۲۶۹۵: ۲۳۱۵، ۲۷۲٤، ٦٦۳۳، ٦۸۲۷، ٦۸۳۳، ٦۸۳٥، ٦۸٤۲، ٦۸٥۹، ۷۱۹۳، ۷۲٥۸، ۷۲٦۰، ۷۲۷۸۔

اطراف الحدیث۲۶۹۶: ۲۳۱٤، ۲٦٤۹، ۲۷۲٥، ٦٦۳٤، ٦۸۲۸، ٦۸۳۱، ٦۸۳٦، ٦۸٤۳، ٦۸٦۰، ۷۱۹٤، ۷۲٥۹، ۷۲۷۹۔

۲٦۹۷: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ.

۲۶۹۷: یعقوب (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد (بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے قاسم بن محمد (بن ابی بکر صدیق) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہماری اِس شریعت میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کی جو اِس میں نہیں تو وہ ردّ کی جائے گی۔

رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ.

عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے یہ حدیث سعد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے بتائی۔

تشریح: **اِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُوْدٌ:** سابقہ باب سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اُس کا ازالہ اس باب میں کیا گیا ہے۔ جو صلح ظلم پر مبنی ہو، وہ بہر حال ردّ ہوگی۔ جس حدیث کا حوالہ اس باب میں دیا گیا ہے اس کے لئے کتاب الوکالۃ باب ۱۳ روایت نمبر ۲۳۱۴-۲۳۱۵ دیکھئے۔ یہ روایت کتاب الحدود باب ۳۰ روایت نمبر ۶۸۲۷-۶۸۲۸ میں بھی آئے گی۔ وہاں مسائل متعلقہ حد زنا کی مفصل بحث ہوگی۔ اس باب کا مفہوم یہ ہے کہ حدود اللہ کے خلاف صلح جائز نہیں اور حقوق سے متعلق تعزیرات میں صلح کی جاسکتی ہے۔ حدیث نمبر ۲۶۹۵-۲۶۹۶ ایک اُصولی قاعدہ پر مشتمل ہے اور ادلّہ شرعیہ کے لئے بطور بنیاد ہے اور ہر امر جو ازرُوئے شریعت ناجائز ہے ردّ کئے جانے کے قابل ہے۔ صلح کی بنیاد نہ جھوٹ پر ہو نہ کسی اور ناجائز بات پر۔

يَا أُنَيْسُ .....: اُنیس جو اَنس کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد بعض کے نزدیک حضرت انس بن ضحاک اسلمیؓ ہیں۔ بعض شارحین کے نزدیک حضرت انسؓ بن مالک یا انس بن ابی مرثد غنویؓ ہیں۔ مگر مشہور اوّل الذکر ہیں۔

(عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۷۲) (الإصابة فی تمییز الصحابة، ذکر من اسمه أنیس، أنیس الأسلمی)

جن اہل علم سے فتویٰ دریافت کرنے کا ذکر ہے وہ خلفاء اربعہ اور انصار میں سے حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم ہو سکتے ہیں جنہیں عہد نبوی میں اِفتاء کی اجازت تھی۔ چونکہ روایت میں کسی عالم کا نام نہیں بتایا گیا ہے، اِس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مذکورہ بالا فتویٰ انہی اصحاب میں سے کسی کا ہے۔

بَاب ٦: كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فُلَانَ☆ بْنَ فُلَانٍ وَإِنْ لَّمْ يَنْسُبْهُ إِلَى قَبِيْلَتِهٖ أَوْ نَسَبِهٖ

(صلح نامہ) کیسے لکھا جائے؟ یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں☆ نے صلح کی ہے اور اگر (صلح کرنے والے کو) اُس کے قبیلہ یا اُس کے شجرۂ نسب کی طرف منسوب نہ کیا جائے (تو کوئی حرج نہیں)

٢٦٩٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۲۶۹۸: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا۔ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

☆ عمدۃ القاری میں الفاظ "فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ" ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۷۵) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ. فَقَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُهُ. فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ. فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَّدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُوْهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلُوْهُ: مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ فَقَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيْهِ.

ابواسحاق سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے اُن کے درمیان ایک تحریر لکھی اور (اس میں آپؐ کا نام) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا۔ مشرکوں نے کہا: محمد رسول اللہ نہ لکھو۔ اگر آپؐ رسول ہوتے تو ہم آپؐ سے نہ لڑتے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے کہا: اسے مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے کہا: میں وہ (شخص) نہیں ہوں گا جو اِسے مٹائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور اُن سے اِس شرط پر صلح کر لی کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ تین دن (مکہ میں) رہیں گے اور وہ اِس میں ہتھیار جُلُبّان میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ یہ جُلُبّان کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ غلاف جس میں تلوار مع میان رکھی جاتی ہے۔

اطرافه: ۱۷۸۱، ۱۸٤٤، ۲٦۹۹، ۲۷۰۰، ۳۱۸٤، ٤۲٥۱۔

۲٦۹۹: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ

۲٦۹۹: عبیداللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اِسرائیل سے، اِسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ماہ) ذیقعدہ میں عمرے کا ارادہ کیا۔ اہل مکہ نے

يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. فَلَمَّا كَتَبُوْا الْكِتَابَ كَتَبُوْا: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالُوْا: لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ لَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُ رَسُوْلَ اللهِ. قَالَ: لَا وَاللهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا. فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا: قُلْ لِّصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ

اِنکار کیا اور آپؐ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ جب تک آپؐ نے اُن کے ساتھ یہ فیصلہ نہ کرلیا کہ آپؐ اس میں صرف تین دن رہیں گے۔ جب وہ تحریر لکھنے لگے تو (صحابہ نے) لکھا: یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس کی بناء پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اِس کو نہیں مانیں گے۔ اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپؐ کو نہ روکتے بلکہ آپؐ کا نام محمد بن عبداللہ (لکھو۔) آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: رسول اللہ کا لفظ مٹا دیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اسے ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تحریر لی اور لکھا: یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس کی بناء پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا ہے کوئی ہتھیار مکہ کے اندر داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو قراب میں داخل ہو اور یہ کہ مکہ والوں میں سے کوئی شخص اگر کسی کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اُسے نہیں لے جائے گا اور وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو روکے گا نہیں، اگر وہ مکہ میں رہنا چاہے۔ جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور میعاد گزر گئی تو (مشرک) حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی سے کہو کہ ہمارے یہاں سے چلا جائے، میعاد گزر چکی ہے۔ نبی ﷺ روانہ ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ کی بیٹی ان کے پیچھے چل پڑی۔ چچا چچا پکار رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے لپک کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور

لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ احْمِلِيْهَا.[1] فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ. فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي. {وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي[2]} وَخَالَتُهَا تَحْتِي. وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ. وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي. وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.

حضرت فاطمہ (علیہا السلام) سے کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو۔ انہوں نے اُسے سوار کر لیا[1] پھر حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ اس لڑکی کے بارے میں آپس میں جھگڑ پڑے۔ حضرت علیؓ نے کہا: میں اس کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور حضرت جعفرؓ نے کہا: وہ میرے چچا کی بھی بیٹی ہے[2] اور اُس کی خالہ (حضرت اسماء بنت عمیس) میری بیوی ہے اور حضرت زیدؓ کہتے تھے: وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی خالہ کو دیئے جانے کا فیصلہ کیا اور فرمایا: خالہ بمنزلہ والدہ کے ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ سے کہا: تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔ اور حضرت جعفرؓ سے کہا: تم صورت اور خصلت میں مجھ سے ملتے جلتے ہو۔ اور حضرت زیدؓ سے کہا: تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے محبّ۔

اطرافہ: ۱۷۸۱، ۱۸٤٤، ۲٦۹۸، ۲۷۰۰، ۳۱۸٤، ٤۲٥۱۔

تشریح: **كَيْفَ يُكْتَبُ هَذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ:** فقہاء نے وثیقہ صلح کے الفاظ میں نام، کنیت، حسب نسب اور قبیلہ وسکونت وغیرہ تجویز کیا ہے۔ مگر یہ صورت صلح نامہ وہاں اختیار کی جاسکتی ہے جہاں ایک ہی نام کے متعدد اشخاص ہوں اور جہاں نسب میں شک کا احتمال نہ ہو، وہاں مختصر الفاظ کافی ہیں۔ اسی غرض سے یہ باب قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلح نامہ کا نمونہ پیش کیا گیا ہے، جو مقام حدیبیہ میں قریش مکہ کے ساتھ طے پایا۔ تفصیل کے لئے کتاب المغازی روایات زیر باب ۳٦ دیکھئے۔

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ: اس روایت کے آخر میں حضرت حمزہؓ کی بیٹی کی ولایت کے بارے میں اختلاف ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہمارے لئے نہایت شاندار نمونہ ہے۔ آپؐ نے شیریں و دلکش الفاظ سے اُن اقرباء میں سے ہر فرد کو خوش کر دیا جو سمجھتے تھے کہ لڑکی کی ولایت ہمارا حق ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "حَمَلَتْهَا" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۷٦) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] الفاظ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء ۵ حاشیہ صفحہ ۳۷۳) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

بَاب ۷: اَلصُّلْحُ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکوں کے ساتھ صلح کرنا

فِيْهِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ. وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ.

وَفِيْهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَأَسْمَاءُ وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۰۰: وَقَالَ مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ أَتَاهُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلَى أَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَّيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ فَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُيُوْدِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ.

اس بارہ میں ابوسفیانؓ سے روایت بیان کی جاتی ہے۔ اور حضرت عوف بن مالکؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ پھر اس کے بعد تمہارے اور بنی اصفر (شام کے عیسائیوں) کے درمیان عارضی صلح ہوگی۔

اور اس بارہ میں حضرت سہل بن حنیفؓ کی روایت ہے کہ ابوجندل کے واقعہ میں ہم اپنے تئیں دیکھ چکے ہیں۔ اور حضرت اسماء (بنت ابی بکرؓ) اور حضرت مِسور (بن مخرمہؓ) نے بھی نبی ﷺ سے اس بارے میں روایت کی ہے۔

۲۷۰۰: اور موسیٰ بن مسعود نے کہا: سفیان بن سعید نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہتے تھے: نبی ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے تین باتوں پر صلح کی کہ جو مشرکین میں سے اُن کے پاس آئے گا آپؐ اسے اُن کی طرف واپس کر دیں گے اور جو اُن کے پاس مسلمانوں میں سے آئے وہ اُس کو واپس نہیں کریں گے۔ اور آپؐ آئندہ (سال) مکہ میں آئیں گے اور اُس میں تین دن ٹھہریں گے۔ ہتھیار تلوار اور کمان وغیرہ غلاف میں رکھے ہوئے (مکہ میں) داخل ہوں گے۔ حضرت ابوجندلؓ زنجیروں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے تو آپؐ نے انہیں اُن کی طرف واپس کر دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ وَقَالَ: إِلَّا بِجُلُبِّ السِّلَاحِ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: مومل (بن اسماعیل) نے سفیان (ثوری) سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابوجندلؓ کا ذکر نہیں کیا اور لفظ جُلُبَّان کی جگہ جُلُب کہا۔

اطرافه: ١٧٨١، ١٨٤٤، ٢٦٩٨، ٢٦٩٩، ٣١٨٤، ٤٢٥١.

٢٧٠١ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوْفًا وَلَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَّخْرُجَ فَخَرَجَ.

۲۷۰۱: محمد بن رافع نے ہمیں بتایا۔ سُرَیج بن نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ فُلَیح نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لئے نکلے۔ مگر کفارِ قریش نے آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ڈالی اور آپؐ نے حدیبیہ میں اپنی قربانی کے اُونٹ ذبح کر دیئے اور اپنے سر کے بال منڈوا دیئے اور اُن سے فیصلہ کیا کہ آئندہ سال آپؐ عمرہ کریں گے اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار نہیں لائیں گے اور مکہ میں آپؐ اتنی ہی دیر ٹھہریں گے جتنی دیر وہ چاہیں گے۔ چنانچہ آپؐ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس طرح مکہ میں داخل ہوئے جس طرح کہ آپؐ نے اُن سے معاہدہ کیا تھا۔ جب آپؐ وہاں تین دن رہے تو مشرکوں نے آپؐ سے چلے جانے کے لئے کہا اور آپؐ چلے گئے۔

طرفه: ٤٢٥٢.

٢٧٠٢ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ

۲۷۰۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) یحيٰ (بن سعید انصاری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُشَیر بن یسار سے، بُشَیر نے سہل بن ابی حثمہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبداللہ

مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ.

بن سہل اور مُحیّصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف چلے گئے اور (اہل خیبر سے) اُن دِنوں صلح کی ہوئی تھی۔

اطرافه: ٣١٧٣، ٦١٤٣، ٦٨٩٨، ٧١٩٢.

تشریح: **اَلصُّلْحُ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ:** مسئلہ معنونہ کے تعلق میں زیرعنوان چھ حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مشرکین سے مصالحت کی گئی اور اُن سے نیک سلوک روا رکھا گیا؛ من حیث القوم بھی اور من حیث الافراد بھی۔

پہلا حوالہ ابوسفیان صخر بن حربؓ کا ہے۔ اس کے لیے کتاب **بدء الوحی** روایت نمبر ۷ دیکھئے۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان پورا کرنے کا ذکر ہے۔ دوسرا حوالہ عوف بن مالکؓ الاشجعی کا ہے جو **کتاب الجزیه باب ۱۵** روایت نمبر ۳۱۷۶ میں مذکور ہے کہ رومیوں کے ساتھ تمہاری جنگ ہوگی اور فتح کے بعد اُن کے ساتھ صلح ہوگی۔ تیسرا حوالہ سہل بن حنیف انصاری کا ہے جو **کتاب الجزیه باب ۱۷** روایت نمبر ۳۱۸۱ میں منقول ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرائط طے ہونے پر مجھے خواہش ہوئی کہ کاش مجھے قدرت حاصل ہوتو میں اس صلح نامہ کو رڈ کر دوں اور مظلوم ابوجندلؓ کو قریش مکہ کے پاس واپس نہ جانے دوں، مگر میں بے بس تھا۔ چوتھا حوالہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا ہے جو **کتاب الهبة باب ۲۹** روایت نمبر ۲۶۲۰ میں گزر چکا ہے کہ اُن کی والدہ صلح حدیبیہ کے بعد اُن سے ملنے آئیں اور آنحضرت ﷺ نے اُن کو اپنی والدہ سے اچھے برتاؤ کے لئے اِرشاد فرمایا۔ پانچواں حوالہ حضرت مسور بن مخرمہؓ کا ہے جو **کتاب الشروط باب ۱** میں منقول ہے اور صلح حدیبیہ ہی سے اس کا تعلق ہے۔ چھٹا حوالہ بصورت روایت جو عنوان باب پر معطوف ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ جات اور احادیث مندرجہ زیر باب سے جاہل طبقہ کے تعصب کا ازالہ مقصود ہے جو غیر قوموں سے عدم رواداری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس تعلق میں **کتاب الشروط باب ۱، ۱۵** بھی دیکھئے۔

اس باب کی آخری روایت کا تعلق دیت سے ہے۔ ابوحثمہ کا نام عامر بن ساعدہ ہے۔ قبیلہ بنو حارثہ میں سے تھے۔ عبداللہ بن سہل حارثی اور مُحیّصہ بن مسعود بن زید حارثی انصار مدینہ میں سے تھے۔ جزیہ وصول کرنے کی غرض سے یہ دونوں خیبر گئے اور وہاں اوّل الذکر قتل کر دیئے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت خود ادا فرمائی۔ تفصیل کے لئے **کتاب الجزیة** روایت نمبر ۳۱۷۳ دیکھئے۔

بَاب ۸: اَلصُّلْحُ فِي الدِّيَةِ

دِیت پر صلح کرنا

۲۷۰۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا

۲۷۰۳: محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حمید (طویل) نے مجھے بتایا۔

حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا الْأَرْشَ وَطَلَبُوْا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ.

حضرت انسؓ نے اُن سے بیان کیا کہ رُبیع نے جو نضر کی بیٹی تھیں ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا۔ (لڑکی والوں نے) دِیت مانگی اور (رُبیع کے لوگوں نے) معافی مانگی۔ انہوں نے نہ مانا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا: قصاص لیں۔ حضرت انس بن نضرؓ (جو حضرت انسؓ بن مالک کے چچا تھے) نے کہا: یارسول اللہ! کیا رُبیع کا دانت توڑا جائے گا؛ نہیں۔ اُس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا، ایسا تو نہیں ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: انس! اللہ کا حکم یہی ہے کہ قصاص لیا جائے۔ پھر وہ لوگ (لڑکی والے) راضی ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے قسم کھائیں تو وہ اُن کی قسم کو ضرور سچا کر دیتا ہے۔

زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ.

(مروان بن معاویہ) فزاری نے حمید سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے اِتنا زیادہ بیان کیا۔ پھر وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دِیت قبول کر لی۔

اطرافہ: ٢٨٠٦، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤۔

تشریح: **اَلصُّلْحُ فِي الدِّيَةِ:** یہ بتایا جا چکا ہے کہ حدود میں قصاص ضروری ہے۔ لیکن اگر فریقین دِیت پر صلح کر لیں تو اسلام اِس کی اجازت دیتا ہے۔ قاضی کے لئے اِجازت نہیں کہ وہ قصاص میں مداخلت کرے۔ کیونکہ یہ قصاص لینے والے کی مرضی پر ہے۔ اس تعلق میں کتاب التفسیر، سورۃ المائدۃ باب ۶ روایت نمبر ۴۶۱۱ اور کتاب الدیات باب ۱۹ روایت نمبر ۶۸۹۴ بھی دیکھئے۔

فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا: یعنی دانت کا بدلہ دانت معاف کیا گیا اور دِیت قبول کی گئی اور دونوں خاندانوں میں صلح ہو گئی۔ حضرت انس بن نضرؓ حضرت انس بن مالکؓ کے چچا تھے۔ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ اَسّی (۸۰) سے کچھ اوپر انہیں تلوار، نیزے اور تیروں کے زخم لگے تھے (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۸۱) اور وہ اُن عباد اللہ میں سے تھے جن کے

بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ (الأحزاب:۲۴) اسی روح فدائیت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر انہیں ناز تھا۔

بَاب ۹: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہنا
میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اِس کے ذریعے سے دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (الحجرات: ۱۰)

اللہ جل ذکرہ کا یہ فرمانا: ان دونوں کے درمیان صلح کراؤ۔

٢٧٠٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اسْتَقْبَلَ وَاللهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَيْ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ مَنْ لِي بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِّي بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِّي بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِّنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ اذْهَبَا إِلَى هَذَا

۲۷۰۴: ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، (کہا:) سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ ابوموسیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حسن (بصری) سے سنا۔ کہتے تھے: حضرت حسن بن علیؓ بخدا پہاڑوں کی طرح فوجیں لے کر معاویہؓ کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ عمروؓ بن عاص نے کہا: میں تو ایسی فوجیں دیکھ رہا ہوں جو تاوقتیکہ اپنے ہمسروں کو مار نہ لیں پیٹھ نہ پھیریں گی۔ حضرت معاویہؓ نے جو بخدا عمروؓ بن عاص سے بہتر تھے، کہا: عمروؓ! اگر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور انہوں نے ان کو تو لوگوں کی حکومت کون سنبھالے گا۔ ان کی عورتوں کا اور ان کی جائیدادوں کا نگران کون ہوگا؟ پھر معاویہؓ نے قریش کے دو شخصوں کو جو کہ عبدالشمس کی اولاد میں سے تھے۔ یعنی عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو اُن کے پاس بھیجا اور کہا: تم اس شخص کے پاس جاؤ اور

الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ وَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِّي بِهَذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيْثِ.

اطرافہ: ۲٦۲۹، ۳٦٤٦، ۷۱۰۹۔

اس کے سامنے صلح پیش کرو اور اس سے گفتگو کرو اور اس سے منواؤ۔ چنانچہ وہ دونوں ان کے پاس آئے اور گفتگو کی اور ان سے بات کی اور صلح کا مطالبہ کیا۔ حضرت حسن بن علیؓ نے ان سے کہا: ہم عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ ہمیں مال تو مل چکا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ یہ امت اپنی خونریزیوں میں حد سے گزر گئی ہے۔ انہوں نے کہا: وہ آپؓ کے سامنے یہ یہ شرطیں پیش کرتے ہیں اور آپؓ سے صلح چاہتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ (حضرت حسنؓ نے) کہا: ان باتوں کا کون ذمہ دار ہوگا؟ اُن دونوں نے کہا: ہم آپؓ کے لئے اس کے ذمہ دار ہیں۔ جس بات کا بھی حضرت حسنؓ ان دونوں سے مطالبہ کرتے وہ یہی کہتے کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر انہوں نے معاویہؓ سے صلح کر لی۔ حسن (بصری) کہتے تھے: میں نے حضرت ابوبکرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن بن علیؓ آپؐ کے پہلو میں تھے۔ آپؐ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اُن کی طرف اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) کہتے ہیں: علی بن عبداللہ (مدینی) نے مجھے کہا کہ حضرت ابوبکرہؓ سے حسن (بصری) کا سننا صرف اس حدیث سے ثابت ہوا ہے۔

تشریح: هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے دو مسلمان جماعتوں کے درمیان صلح کی پیشگوئی کا واقعہ تاریخ اسلامی میں مشہور ہے۔ عنوانِ باب میں اِس کا حوالہ دے کر اِس کے ذیل میں جنگ سے متعلقہ روایت نقل کی ہے اور قرآنِ مجید کی آیت کا حوالہ دیا ہے۔ اس مضمون کے لیے باب ا کی تشریح بھی دیکھئے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تو ایسا واقعہ رُونما نہیں ہوا جس میں دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں برسرِ پیکار رہوئے ہوں۔ مگر آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے نواسے کو توفیق ملی کہ قرآنِ مجید کے محولہ بالا حکم کو عملی جامہ پہنائیں۔ اس واقعہ کی تفصیلات کے لئے کتاب الفتن باب ۲۰ روایت نمبر ۷۱۰۹ دیکھئے۔

بَاب ۱۰: هَلْ يُشِيْرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ؟

کیا اِمام صلح کرنے کے لئے اِشارہ کرے؟

۲۷۰۵: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمْ☆ وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ

۲۷۰۵: اسماعیل بن ابی اُویس نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی (عبدالحمید) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے یحيٰ بن سعید سے، یحيٰ نے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ اُن کی ماں عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر بعض جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی۔ دونوں☆ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اِتنے میں دونوں میں سے ایک دوسرے سے کچھ قرضہ چھوڑنے اور نرمی کرنے کے لئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس باہر گئے اور پوچھا: وہ کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھا رہا تھا کہ وہ نیکی نہیں کرے گا؟ اُس نے کہا:

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "اَصْوَاتُهُمَا" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۸۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ.

یارسول اللہ! میں ہوں اور جو کچھ وہ چاہتا ہے میں اُس کے لئے کئے دیتا ہوں۔

۲۷۰۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا لَهُ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

۲۷۰۶: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے، جعفر نے اعرج سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبداللہ بن کعب بن مالک نے مجھے بتایا۔ حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حَدْرَدْ اسلمی کے ذمہ اُن کا کچھ قرضہ تھا۔ وہ اُن سے ملے اور اُن سے چمٹ گئے۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اِتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے پاس سے گزرے اور آپؐ نے فرمایا: کعبؓ! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے کوئی کہتا ہے آدھا چھوڑ دو۔ چنانچہ حضرت کعبؓ نے جو عبداللہ کے ذمہ تھا، اُس کا آدھا لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

اطرافہ: ۴۵۷، ۴۷۱، ۲۴۱۸، ۲۴۲۴، ۲۷۱۰۔

تشریح: **هَلْ يُشِيْرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ:** حدود کے متعلق تو کوئی قاضی شریعت کے منشاء کے خلاف دخل نہیں دے سکتا، مگر حقوق سے متعلق تنازعات میں جہاں صلح کے اِمکانات ہوں وہاں وہ نیک مشورہ دے سکتا ہے۔ اسی غرض سے یہ باب قائم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے۔ اس بارہ میں فقہاء کے درمیان اِختلاف ہے۔ مالکی تو قاضی یا حاکم وقت کی مداخلت جائز نہیں سمجھتے لیکن جمہور کے نزدیک قاضی بغرض مصالحت مشورہ دے سکتا ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۷۸) یہی اِختلاف مدنظر رکھتے ہوئے عنوانِ باب بصورت استفتاء حرف اِستفہام سے شروع کیا گیا ہے۔ روایت زیرِ باب کے لئے کتاب الصلاۃ باب ۷۱ روایت نمبر ۴۵۷ دیکھئے۔

اَيْنَ الْمُتَأَلِّيْ عَلَى اللهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن الفاظ سے قرض خواہ سمجھ گیا کہ آپؐ کو تکلیف ہوئی ہے کہ نیکی نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی گئی ہے جو ناپسندیدہ بات ہے۔ اس لئے اُس نے فوراً کہا: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلَهُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ جو رقم یہ چاہے، دے۔ مجھے منظور ہے۔

بَاب ۱۱ : فَضْلُ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ

لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور ان کے درمیان اِنصاف کرنے کی فضیلت

۲۷۰۷ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

۲۷۰۷: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے ہر جوڑ پر ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے صدقہ لازم ہے۔ لوگوں کے درمیان عدل کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

اطرافہ: ۲۸۹۱، ۲۹۸۹۔

تشریح: فَضُلُ الْاِصُلَاحِ بَيُنَ النَّاسِ وَالْعَدُلِ بَيُنَهُمُ: عنوانِ باب میں لفظ عدل کا عطف لفظ اِصلاح پر ہے۔ جس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ لوگوں میں صلح اِس صورت میں قائم رہ سکتی ہے جب ان میں عدل قائم ہو۔ عدل کے معنی ہیں اِعتدالِ مناسب۔ اِرشادِ نبویؐ میں ہاتھوں و پاؤں کے پوروں اور جسم کے جوڑوں کا ذکر اِس لئے فرمایا ہے کہ ان سے جسم کے مختلف اعضاء میں اِعتدال و مناسبت قائم ہوتی ہے اور کوئی ایک جوڑ اپنی جگہ پر نہ ہو تو انسان بے چین ہو جاتا ہے۔ سکون و اطمینان کی حالت اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب ہر پور اور ہر جوڑ اپنی جگہ پر ہو۔ یہی حالتِ اعتدال جب افرادِ معاشرہ میں قائم ہو تو اُس کا امن برقرار رہتا ہے اور یہی فضیلت اِصلاح و عدل کی ہے۔

يَـعُدِلُ بَيُنَ النَّاسِ: یہ جملہ دراصل یوں ہے اَنُ يَّـعُدِلَ بَيُنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ۔ لوگوں میں عدل کرنا صدقہ ہے۔ اَنُ يَّعُدِلَ بتاویل مصدر مبتداء ہے اور صَدَقَةٌ اُس کی خبر ہے۔ کہتے ہیں تَسُمَعُ بِالْمُعَيُدِيِّ خَيُرٌ مِنُ اَنُ تَرَاهُ. مُعَیُدی کا ذکر اذکار سننا اُس کے دیکھنے سے بہتر ہے۔ عربی کی یہ مشہور ضرب المثل ہے۔ اس میں بھی تَسُمَعُ بتاویل مصدر مبتداء ہے اور مراد یہ ہے کہ اَنُ تَسُمَعَ یعنی تیرا سننا۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۲۸۷)

سُلَامَى کے معنی پور اور جوڑ؛ اس کی جمع سُلَامِيَات ہے۔ قدیم تشریح الابدان کے مطابق انسانی جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جوڑ سے متعلق فعل کو اگر وہ اللہ کی رضا کے ماتحت صادر ہو، صدقہ قرار دیا ہے۔ اسی شرط پر اِصلاح و عدل کی فضیلت متحقق ہوتی ہے۔

بَاب ١٢ : إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبَى حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ

اِمام اگر صلح کرنے کے لئے اِشارہ کرے اور کوئی فریق نہ مانے
تو اس کے لئے وہ فیصلہ کرے جو نہایت واضح ہو

٢٧٠٨ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ آنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ

۲۷۰۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ حضرت زبیرؓ (ان سے) بیان کرتے تھے کہ مدینہ کی پتھریلی زمین کے ایک کاریزہ☆ کے متعلق اُن کا ایک انصاری شخص سے جھگڑا ہوا جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ جھگڑا فیصلہ کے لئے لے آئے۔ وہ دونوں زمین کو اُس کاریزہ سے پانی دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا: زبیر! تم پانی دو۔ پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو۔ وہ انصاری ناراض ہوگیا۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ! اس لئے کہ وہ آپؐ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پھر آپؐ نے (حضرت زبیرؓ سے) فرمایا: تم پانی دو اور اسے روکے رکھو۔ یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک آجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا حق دِلوایا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے حضرت زبیرؓ کو اپنی رائے کا اشارہ کر چکے تھے،

☆ کاریزہ: کھیتوں کو پانی دینے کی چھوٹی نالی۔ (فیروز اللغات)

عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَّهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيْحِ الْحُكْمِ. قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللهِ مَا أَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء:٦٦) اَلْآيَةَ.

جس میں اُن کے اور اُس انصاری کے لئے بڑی گنجائش تھی۔ جب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کردیا تو آپؐ نے حضرت زبیرؓ کو صاف صحیح فیصلہ دے کران کا پورا حق دِلا دیا۔ عروہ نے کہا: حضرت زبیرؓ کہتے تھے: بخدا! میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی (واقعہ) سے متعلق نازل ہوئی: تیرے رب کی ہی قسم ہے ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ تجھے اُن باتوں میں حَکَم نہ بنائیں جواُن کے درمیان اِختلافی صورت اختیار کرتی ہیں۔

اطرافُهُ: ٢٣٦٠، ٢٣٦١، ٢٣٦٢، ٤٥٨٥.

بَاب ۱۳

اَلصُّلْحُ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيْرَاثِ وَالْمجَازَفَةُ فِي ذَلِكَ

قرض خواہوں اور وارثوں کے درمیان صلح کرانا اور قرضہ کی اَدائیگی کے متعلق اندازہ کرنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَّتَخَارَجَ الشَّرِيْكَانِ فَيَأْخُذَ هَذَا دَيْنًا وَهَذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ دو شریک آپس میں یوں فیصلہ کرلیں کہ ایک قرض لے لے اور ایک نقد۔ پھر اگر دونوں میں سے ایک کا حصہ ضائع ہو جائے تو وہ اپنے ساتھی سے مطالبہ نہ کرے۔

۲۷۰۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ

۲۷۰۹: محمد بن بشار نے مجھے بتایا۔ عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ (عمری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے وہب بن کیسان سے، وہب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میرے باپ فوت ہوگئے اور اُن کے ذمہ کچھ قرض

أَنْ يَّأْخُذُوْا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيْهِ وَفَاءً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَّهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَّهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَوْنٌ أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ.

تھا۔ میں نے اُن کے قرض خواہوں کے سامنے تجویز پیش کی کہ جو قرض اُن کے ذمہ ہے، اُس کے بدلہ میں پھل لے لیں۔ وہ نہ مانے کیونکہ اس میں وہ اپنے قرضہ کی پوری اَدائیگی نہ دیکھتے تھے۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے اِس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم انہیں توڑو اور خرمن میں رکھ دو تو رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دینا۔ پھر آپؐ آئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ آپؐ (خرمن) کے قریب بیٹھ گئے اور برکت کے لئے دعا کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انہیں اُن کا قرضہ پورا پورا اَدا کرو۔ پھر جس کسی شخص کا قرض بھی میرے باپ کے ذمہ تھا۔ میں نے اُسے نہیں چھوڑا اور قرض اَدا کر دیا۔ تیرہ وسق بچ رہے۔ سات وسق عجوہ (کھجور کی قسم) اور چھ وسق لون (کھجور کی قسم) یا چھ وسق عجوہ اور سات وسق لون۔ پھر میں مغرب کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملا اور آپؐ سے اِس کا ذکر کیا۔ آپؐ ہنسے اور فرمایا: ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ۔ اُن دونوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے وہ کیا جو آپؐ نے کیا تو ہم اُسی وقت جان چکے تھے کہ ایسا ہی ہوگا۔

وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَّهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ

اور ہشام نے وہب سے، وہب نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے (مغرب کی جگہ) عصر کی نماز کا ذکر کیا اور حضرت ابوبکرؓ کا ذکر نہیں کیا اور نہ کہا کہ

ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا.

آپؐ ہنس پڑے اور یہ بھی کہا: میرے باپ نے اپنے ذمہ تیس وسق قرضہ چھوڑا تھا۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

اور ابن اسحاق نے وہب سے، وہب نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے ظہر کی نماز کا ذکر کیا۔

اطرافہ: ۲۱۲۷، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵، ۲۶۰۱، ۲۷۸۱، ۳۵۸۰، ۴۰۵۳، ۶۲۵۰۔

تشریح: **اَلصُّلْحُ بَيْنَ الْغُرَمَآءِ وَاَصْحَابِ الْمِيْرَاثِ وَالْمُجَازَفَةُ فِيْ ذٰلِکَ:**

اَلْمُجَازَفَةُ کے معنی ہیں اندازہ سے ایک دوسرے کو معاوضہ دینا دِلانا؛ جہاں صحیح اندازہ ممکن نہ ہو۔ اور تُوِیَ الْمَالُ کے معنی ہیں مال ضائع ہوگیا۔ اسی طرح جب تُوِیَ الرَّجُلُ کہیں تو معنی ہوں گے خَسِرَ - آدمی خسارے میں رہا۔ عنوانِ باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا حوالہ دے کر فقہاء کے اِختلاف کی طرف اِشارہ کیا گیا ہے۔ مسئلہ معنونہ کے بارے میں ابراہیم نخعیؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ قرضوں کی تقسیم کے بعد اگر مقروض مرجائے اور کوئی شریک اُس سے اپنا قرضہ وصول نہ کرسکے تو ضائع شدہ مال باقی شریک قرض خواہوں سے بحصہ رسدی دِلایا جائے گا۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ سحنون رحمۃ اللہ علیہ نے اِس تعلق میں یہ فتویٰ بھی دیا ہے کہ اگر قرضخواہ شرکاء میں سے کسی شریک نے مقروض سے اپنا قرضہ سامان یا جائیداد کی شکل میں وصول کیا ہو۔ دوسرے نے نقد لینے کا فیصلہ کیا ہو اور پھر کسی وجہ سے نقد نہ ملا ہو تو وہ سامان لینے والے شریک کی طرف رجوع کرسکتا ہے اور اُس سے آدھا سامان لے کر دونوں کا باقی واجب الادا قرضہ مقروض کے ذمہ رہے گا۔ (عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ ۲۸۸)

عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ اصل مقصود مصالحت ہے جس طرح بھی ممکن ہو۔ روایت مندرجہ بالا کے لئے کتاب الإستقراض باب ۸، ۹ مع تشریح بھی دیکھئے۔

عَجْوَة عمدہ قسم کی کھجور ہے اور لَوْن عام قسم کی، جسے دَقَل بھی کہتے ہیں۔ لَون جمع ہے لِيْنَةٌ کی؛ اِس کی جمع اَلْوَان بھی ہے اور مختلف قسم کی ملی جلی کھجوروں کو بھی لَون کہتے ہیں۔ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

(فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۸۲) (لسان العرب- وسق)

بَاب ١٤ : اَلصُّلْحُ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ

(قرض) کچھ بذریعہ قرض اور کچھ نقد ادا کر کے صلح کرانا

٢٧١٠ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهِ.

۲۷۱۰: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا۔ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے ہمیں خبر دی۔ نیز لیث نے کہا: یونس نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے روایت ہے کہ (انہوں نے کہا:) عبداللہ بن کعب نے مجھے خبر دی۔ حضرت کعب بن مالکؓ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابن ابی حَدرَدْ سے اپنے ایک قرض کا مسجد میں تقاضا کیا جو اُن کے ذمہ تھا۔ اُن دونوں کی آوازیں اِتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالیکہ آپؐ اپنے گھر میں تھے، سنیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف چلے اور آپؐ نے اپنے حجرے کا پردہ اُٹھایا اور حضرت کعب بن مالکؓ کو آواز دی۔ آپؐ نے فرمایا: کعبؓ! انہوں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ نصف (قرض) چھوڑ دو۔ کعبؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابن ابی حَدرَدْ سے) کہا: اُٹھو اور اسے (قرض) ادا کردو۔

اطرافهُ: ٤٥٧، ٤٧١، ٢٤١٨، ٢٤٢٤، ٢٧٠٦۔

تشریح: اَلصُّلْحُ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ: اس تعلق میں باب ۱۰ کی تشریح بھی دیکھئے۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ مسئلہ معنونہ واضح نہیں۔ انہوں نے عنوانِ باب کی ترکیب میں غور نہیں کیا اور امام بخاریؒ پر اِعتراض کر دیا

ہے۔ واقعہ مذکورہ بالا میں مقروض پر تقاضا میں سختی ہوئی تھی جس سے بالطبع اُسے رنج پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سختی پر ناراضگی کا اِظہار فرمایا اور وہ رنج قرضہ کم کر کے دُور کیا گیا۔ یہ مقصود ہے عنوانِ باب کا۔ فقہاء نے میعاد سے قبل ادائیگی پر قرض میں کمی جائز قرار دی ہے اور میعاد کے بعد ادائیگی کے وقت کمی اُن کے نزدیک جائز نہیں۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۸۲) (عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ ۲۸۹) مگر یہاں صورت مصالحت کی ہے جس کا تعلق ازالہ رنجش سے ہے جیسا کہ الفاظ **فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا** سے ظاہر ہے۔ نیز اس تعلق میں کتاب الصلاۃ باب ۷۱ روایت نمبر ۴۵۷ بھی دیکھئے۔

فقہاء نے صلح کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک صلح الابراء اور دوسری صلح المعاوضہ۔ رنجش کا ازالہ عفو کے ذریعہ سے دوسری معاوضہ دِلا کر۔ مذکورہ بالا واقعہ میں درمیانی صورت ہے۔ یعنی کمی کرا کے مصالحت کرانا اور اِس کے لئے فقہاء نے نقد ادائیگی کی شرط رکھی ہے۔ عنوانِ باب میں اسی طرف اِشارہ ہے۔

لفظ **اَلْعَيْنِ** سے مراد ہے کہ معین شے مثلاً درہم یا دینار قابل اَدا ہوں تو درہم یا دینار ہی نقد دیئے جائیں۔ بعض فقہاء نے میعاد سے قبل یا بعد درہم کا دینار سے یا دینار کا درہم سے معاوضہ جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز۔ معاوضہ یہ ہے کہ نقدی کے عوض مکان یا جانور دے دیا جائے۔ (كفاية الأخيار، فصل فی الصلح، جزء ثانی صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)
(بداية المجتهد، كتاب الصلح، جزء ثانی صفحہ ۲۲۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٥٤-كِتَابُ الشُّرُوطِ

شرط وہ اَمر ہے جس کے پائے جانے سے وہ بات لازم آئے جس کے لئے شرط کی گئی ہو؛ اور اگر نہ پائی جائے تو لازم نہیں ہوگی۔ اَلشَّرْطُ هُوَ مَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيُهُ نَفْيَ اَمْرٍ اٰخَرَ غَيْرَ السَّبَبِ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۸۴) مثلاً کافر اسلام قبول کرتا ہے اور یہ شرط کرتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا تو اُس کا اسلام قبول کرنا بے معنی ہوگا۔ اور اگر یہ شرط کرے کہ اُسے کسی دوسرے شہر میں جانے کے لئے پابند نہیں کیا جائے گا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ سفر و قیام صحت اسلام کے لئے لازمی نہیں، مگر نماز لازمی ہے اور اس کی نفی اسلام قبول کرنے کی نفی ہے۔ اس کتاب میں ایسی ہی شرائط کا ذکر ہے جو کسی اَمر کی صحت کے لئے بطور لزوم ہوں اور ان شرطوں کا بھی جن کی شریعت اسلامیہ اجازت نہیں دیتی۔

بَاب ١ : مَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ

اسلام قبول کرتے وقت اَحکام (فیصلوں) اور معاملات سے متعلق جو شرطیں جائز ہیں

٢٧١١-٢٧١٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ

۲۷۱۱-۲۷۱۲: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے مروان اور مِسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ اُن دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب (حدیبیہ میں) سہیل بن عمرو نے (صلح نامہ) لکھوایا تو اس وقت سہیل بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شرطیں لگائیں (اُن میں یہ شرط بھی تھی) کہ ہم میں سے جو شخص آپؐ کے پاس آئے گو وہ آپؐ کے دین پر

عَلَى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوْا مِنْهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلَّا ذٰلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذٰلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا جَنْدَلٍ إِلَى أَبِيْهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَ تِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ: اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ إِلَى قَوْلِهِ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ. (الممتحنة: ۱۱)

ہی ہو تو آپؐ اُسے ضرور ہماری طرف واپس کریں گے اور ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیں گے۔ مومنوں نے اسے بُرا مانا اور اس سے بہت پیچ وتاب کھائے مگر سہیل نے اس کے بغیر (صلح کرنے سے) انکار کر دیا۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی اُس کو لکھ دیا اور آپؐ نے اُسی دِن ابوجندلؓ کو اس کے باپ سہیل بن عمرو کی طرف لوٹا دیا اور اس اثناء میں جو مرد بھی آپؐ کے پاس آتا آپؐ اسے واپس کر دیتے گو وہ مسلمان ہی ہوتا۔ اور مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور حضرت امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی انہیں عورتوں میں سے تھیں، جو اُن دِنوں (مکہ سے) نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور وہ کنواری تھیں۔ ان کے رشتہ دار آئے۔ نبی ﷺ سے درخواست کرنے لگے کہ آپؐ انہیں واپس کر دیں۔ آپؐ نے انہیں واپس نہیں دیا کیونکہ اللہ نے اُن عورتوں سے متعلق حکم نازل کیا تھا: جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں اچھی طرح آزما لیا کرو۔ اللہ اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ لیکن اگر تم بھی جان لو کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو اُن کو کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ اُن (یعنی کافروں) کے لئے جائز ہیں؛ اور نہ وہ (کافر) ان عورتوں کے لئے جائز ہیں۔

اطراف الحدیث ۲۷۱۱: ۱۶۹۵، ۲۷۳۲، ٤١٥٧، ٤١٧٩، ٤١٨٠۔
اطراف الحدیث ۲۷۱۲: ١٦٩٤، ١٨١١، ٢٧٣١، ٤١٥٨، ٤١٧٨، ٤١٨١۔

۲۷۱۳: قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۱۳: عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ

كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ: يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ إِلَى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنة: ١١-١٣) قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ.

اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ...... کی آیت کی بناء پر آزمایا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اُن (عورتوں) میں سے جو شرائط مان لیتی؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے فرماتے: میں نے تجھ سے بیعت لے لی ہے۔ یہ بات آپؐ اس سے زبان ہی سے کہتے اور بخدا آپؐ کا ہاتھ بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہ چھوتا اور عورتوں سے صرف اپنی زبان سے بیعت لے لیتے۔

اطرافهُ: ٢٧٣٣، ٤١٨٢، ٤٨٩١، ٥٢٨٨، ٧٢١٤۔

٢٧١٤: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۷۱۴: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زیاد بن علاقہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے جریر (بن عبداللہ بجلی) رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپؐ نے مجھ پر یہ شرط بھی عائد کی کہ ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی بھی کرنی ہوگی۔

اطرافهُ: ٥٧، ٥٢٤، ١٤٠١، ٢١٥٧، ٢٧١٥، ٧٢٠٤۔

٢٧١٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ

۲۷۱۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: قیس بن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. سے نماز سنوار کر پڑھنے، زکوۃ دینے اور ہر ایک مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے کی بیعت کی۔

اطرافہ: ۵۷، ۵۲٤، ۱٤۰۱، ۲۱۵۷، ۲۷۱٤، ۷۲۰٤.

تشریح: مَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ: عنوانِ باب کا تعلق تین قسم کی شرطوں سے ہے۔ اوّل: ایسی شرطیں جن کا تعلق صحت قبولیت اسلام سے ہے۔ دوم: وہ شرطیں جن کا تعلق فیصلہ جات سے ہے۔ سوم: وہ شرطیں جو معاملات بیع وغیرہ سے متعلق ہوں۔ روایت نمبر ۲۷۱۱-۲۷۱۲، ۲۷۱۳ کا تعلق صحت احکام سے ہے۔ حضرت ابوجندلؓ کا واپس نہ کرنا طے شدہ شرائط کے منافی تھا۔ اس لئے صحابہ کرامؓ کی مرضی کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ اس بارہ میں کتاب اللہ میں اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدة:۲) کا صریح حکم موجود ہے اور اس کے خلاف کہیں صراحت نہیں کہ مسلمان کافر کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مدینہ میں مہاجر عورتوں کی واپسی کے بارے میں صریح حکم موجود ہے کہ وہ واپس نہ کی جائیں اور وہ کفار کی عورتیں بن کر نہیں رہ سکتیں؛ اس لئے آپؐ نے انہیں واپس نہیں کیا۔ نیز معاہدے میں عورتوں کا ذکر بھی نہیں تھا۔ بیعت کے وقت اس حکم کی پابندی کا اقرار لے لیا جاتا تھا۔ روایت نمبر ۲۷۱٤، ۲۷۱۵ کا تعلق صحت قبولیت اسلام سے ہے۔ اوّل الذکر روایت میں خیر خواہی لازمی شرط قرار دی گئی ہے کہ اگر کوئی نفاق اور بدنیتی سے مسلمان ہو تو اس کا اسلام قبول کرنا درست نہ ہوگا۔ ثانی الذکر روایت میں نماز، زکوۃ اور خیر خواہی کا ذکر بطور شرط صحت اسلام اکٹھا کیا گیا ہے۔ واقعہ صلح حدیبیہ کا تعلق حقوق سے تھا کہ مسلمان عمرہ بیت اللہ کا حق رکھتے تھے اور قریش مکہ انہیں روک رہے تھے۔ جس سے ایک صورت نزاع قائم ہوئی اور اس کا فیصلہ بذریعہ شرائط صلح ہوا۔ چونکہ عمرہ کے لئے یہ شرط نہیں کہ فلاں وقت ہی کیا جائے اس لیے اس میں مصالحت کا طریق اختیار کیا گیا کہ شریعت میں وقت کی پابندی سے عمرہ ادا کرنا بطور شرط نہیں کہ وہ اگر دوسرے وقت کیا جائے تو باطل ہوگا۔ مگر نیک نیتی سے اسلام قبول کرنا اور فریضہ صلوۃ و زکوۃ صحت اسلام کے لئے ضروری شرطیں ہیں۔

محولہ بالا آیت یہ ہے جو بصورت حکم ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ (الممتحنة:۱۱) یعنی اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو اچھی طرح آزما لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمانوں کو خوب جانتا ہے۔ لیکن اگر تم بھی جان لو کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو ان کو کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ اُن (یعنی کافروں) کے لئے جائز ہیں؛ اور نہ وہ (کافر) ان عورتوں کے لئے جائز ہیں۔ اور چاہیے کہ کفار نے جو (اُن عورتوں کے نکاح پر) خرچ کیا ہو، وہ ان کو واپس کر دو اور (جب تم ان عورتوں کو کفار سے فارغ کروا لو تو) ان کے معاوضے (یعنی مہر) ادا کرنے کی صورت میں اگر تم ان سے شادی کر لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور کافر عورتوں کے

ننگ وناموس کو قبضہ میں نہ رکھو؛ اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے (اگر وہ بھاگ کر کفار کی طرف جائیں تو) کفار سے مانگو۔ (اگر کفار کی بیویاں مسلمان ہوکر مسلمانوں کے پاس آجائیں تو) جو کچھ انہوں نے (اپنے نکاحوں پر) خرچ کیا ہے، مسلمانوں سے مانگیں۔ یہ تمہیں اللہ کا ارشاد ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مَحَنَ کے معنے ہیں کھرے کھوٹے کا نکھار کیا۔ کہتے ہیں: مَحَنَ الْفِضَّةَ: صَفَّاهَا وَخَلَّصَهَا بِالنَّارِ. آگ سے چاندی کو صاف اور خالص بنایا۔ (اقرب الموارد- محن) اسی سے لفظ اِمْتِحَان ہے۔ لفظ اِخْتِبَار کے بھی یہی معنی ہیں: دلوں کی حالت پرکھنا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (الحجرات:۴) یعنی وہ لوگ جو اپنی آوازیں رسول کے سامنے دبا کر رکھتے ہیں، وہی ہیں جن کے دِلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے پوری طرح جائزہ لے لیا ہے اور اُن کے لئے مغفرت اور بڑا اَجر مقدر ہے۔ یعنی ظاہری ادب سے دِلوں کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح جن عورتوں سے متعلق بذریعہ تحقیق وآزمائش معلوم ہوجائے کہ وہ اپنا دین محفوظ کرنے کی غرض سے ہجرت کرکے آئی ہیں، وہ واپس نہ کی جائیں۔ سورۃ الممتحنۃ کا نزول صلح حدیبیہ کے بعد ہوا۔ اور اس میں جو واضح حکم عورتوں سے متعلق وارد ہوا ہے، اس حکم میں جہاں تک کفار کی عورتوں کا تعلق ہے اُن کے ساتھ پورا منصفانہ سلوک مدنظر رکھا گیا ہے؛ سو وہ شرائط صلح کے خلاف نہیں کہ صلح نامہ حدیبیہ میں عورتوں کا مسلمان یا مرتد ہوکر ایک طرف سے دوسری طرف آنے جانے کا سوال ہی نہ تھا۔

حضرت امّ کلثومؓ صلح حدیبیہ کے بعد پہلی مہاجر خاتون ہیں۔ یہ اور حضرت عثمانؓ اخیافی[1] بہن بھائی تھے۔ اُن کا باپ عقبہ بن ابی معیط ان سرداروں میں سے تھا جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ ابھی نا کتخدا[2] ہی تھیں جب وہ مکہ مکرمہ سے اسلام قبول کرنے کے لئے بغیر اطلاع واجازت مدینہ میں چلی آئیں۔ ان کے بھائی دوسرے دن مدینہ میں پہنچ گئے؛ سو ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے فریاد کی کہ وہ عورت ہے جو کمزور جنس ہے اور اپنا ایمان محفوظ نہ رکھ سکے گی۔ صلح نامہ میں عورتوں کی واپسی کا ذکر نہ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ نے انہیں واپس نہ کیا۔ ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا اور اُن کی جرأت ایمانی کی بڑی قدر کی گئی۔ (الإصابة فی تمييز الصحابة- امّ كلثوم بنت عقبة)

بَاب ٢ : إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ

جو ایسی کھجوریں بیچے جنہیں پیوند کیا جاچکا ہو

٢٧١٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ

۲۷۱۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

[1] اخیافی: وہ بھائی بہن جن کے باپ الگ الگ اور ماں ایک ہو۔ [2] نا کتخدا: کنواری

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایسی کھجوریں بیچے جنہیں پیوند کیا جاچکا ہو تو اُن کا پھل بیچنے والے کے لئے ہوگا؛ سوائے اس کے کہ خریدار شرط کرلے۔

اطرافہ: ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۶، ۲۳۷۹۔

تشریح: اِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ:
اس تعلق میں کتاب البیوع تشریح باب ۹۰ روایت نمبر ۲۲۰۳ دیکھئے۔

بَاب ۳: اَلشُّرُوْطُ فِي الْبُيُوْعِ

خرید و فروخت میں شرطیں کرنا

۲۷۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا

۲۷۱۷: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ بریرہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ ان سے اپنی کتابت کے متعلق مدد مانگتی تھی اور ابھی تک اس نے اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا: اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ۔ اگر وہ پسند کریں کہ میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت (کا روپیہ) ادا کردوں اور تمہارا حق وراثت میرا ہو تو میں ادا کئے دیتی ہوں۔ بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے یہ ذکر کیا تو وہ نہ مانے اور انہوں نے کہا: اگر حضرت عائشہؓ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تم پر کوئی احسان کریں تو وہ کریں مگر تمہارا حق وراثت ہمارا ہی ہوگا۔ پھر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

آپؐ نے ان سے فرمایا: تم خرید لو اور آزاد کر دو کیونکہ حق وراثت تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کر دے۔

اطرافہُ: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

تشریح: اَلشُّرُوطُ فِي الْبَيْعِ: اس تعلق میں کتاب العتق باب۱۰ روایت نمبر۲۵۳۶ اور کتاب البیوع باب۷۳ روایت نمبر۲۱۶۸ دیکھئے۔

بَاب ٤ : إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلَى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ

اگر بیچنے والا یہ شرط کرے کہ جانور پر وہ مقررہ مقام تک سوار رہے گا تو یہ جائز ہے

٢٧١٨ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ {فَدَعَا لَهُ☆} فَسَارَ سَيْرًا لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِأُوْقِيَّةٍ {قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِأُوْقِيَّةٍ☆} فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلَى أَثَرِي قَالَ مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذٰلِكَ

۲۷۱۸: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے عامر (شعبی) سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اپنے ایک اُونٹ پر سفر کر رہے تھے جو بالکل تھک کر رہ گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے اور آپؐ نے اس (اُونٹ) کو مارا {اور اس کیلئے دعا کی☆} تو وہ ایسا چلا کہ کبھی ویسا نہیں چلا کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ (اُونٹ) ایک اوقیہ (چاندی) کے عوض میرے پاس بیچ دو۔ {میں نے کہا: نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ایک اوقیہ (چاندی) کے بدلے میرے ہاتھ فروخت کر دو☆} تو میں نے بیچ دیا۔ میں نے یہ شرط لگائی کہ اپنے گھر والوں کے پاس اس پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ جب ہم (مدینہ) پہنچے تو میں آپؐ کے پاس وہ اُونٹ لے آیا اور آپؐ نے اس کی قیمت مجھے دی۔ پھر میں واپس چلا آیا۔ آپؐ نے میرے پیچھے

☆ الفاظ "فَدَعَا لَهُ" اور "قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِأُوْقِيَةٍ" فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء۵ حاشیہ صفحہ۳۸۵) ترجمہ ان کے مطابق ہے۔

فَهُوَ مَالُكَ.

ایک آدمی بھیجا، فرمایا: میں ایسا نہیں ہوں، تمہارا اُونٹ لوں۔ اپنے اس اُونٹ کو لے لو۔ وہ تمہارا ہی مال ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

شعبہ نے مغیرہ سے، مغیرہ نے عامر سے، عامر نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تک اُونٹ کی پیٹھ پر سوار رہنے کی مجھ کو اجازت دی۔

وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ. وَقَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. وَقَالَ زَيْدُ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرْجِعَ. وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ. قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلِاشْتِرَاطُ اَكْثَرُ وَاَصَحُّ عِنْدِيْ. وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَّهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُوْقِيَّةٍ. وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ

اور اسحاق نے جریر سے، جریر نے مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: میں نے (آپؐ کے ہاتھ) وہ (اُونٹ) بیچ دیا؛ اس شرط پر کہ مدینہ پہنچنے تک اُس کی پیٹھ پر سوار رہوں گا۔ اور عطاء (بن ابی رباح) وغیرہ نے (حضرت جابرؓ سے) یوں نقل کیا کہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا:) تمہیں اجازت ہے کہ مدینہ تک تم اس پر سوار رہو۔ اور محمد بن منکدر نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: مدینہ تک اُونٹ کی پیٹھ پر سوار رہنے کی شرط کرلی۔ اور زید بن اسلم نے حضرت جابرؓ سے یہ روایت نقل کرتے ہوئے یوں کہا کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا:) لوٹنے تک اُونٹ کی پیٹھ پر تم سوار رہ سکتے ہو۔ اور ابوزبیر نے حضرت جابرؓ سے یوں نقل کیا: مدینہ تک ہم نے تمہیں اُونٹ پر سواری کرنے کیلئے اس کی پیٹھ تمہاری ملکیت کردی۔ اور اعمش نے سالم سے، سالم نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس اسی پر پہنچو۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: شرط کرلینے کا ذکر کثرت سے ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔ اور عبیداللہ اور (محمد) بن اسحاق نے وہب

أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَهَذَا يَكُوْنُ أُوْقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّيْنَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُوالزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ أُوْقِيَّةُ ذَهَبٍ. وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ. وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيْقِ تَبُوْكَ أَحْسِبُهُ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ. وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا. وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِأُوْقِيَّةٍ أَكْثَرُ. الِاشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِي قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ.

سے، انہوں نے حضرت جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ نبی ﷺ نے اس (اُونٹ) کو ایک اوقیہ پر خرید لیا۔ اور (وہب کی طرح) زید بن اسلم نے بھی حضرت جابرؓ سے یہی روایت کی۔ اور ابن جریج نے عطاء وغیرہ سے، انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: میں نے اس کو چار دینار پر لے لیا اور یہ ایک دینار دس درہم کے حساب سے اوقیہ ہی ہوتا ہے۔ اور مغیرہ نے شعبی سے، شعبی نے حضرت جابرؓ سے، اور ابن منکدر اور ابوزبیر نے بھی حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے کوئی قیمت بیان نہیں کی۔ اور اعمش نے سالم سے، سالم نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: سونے کے ایک اوقیہ کے بدلے (تم سے اُونٹ خریدا۔) اور ابواسحاق نے سالم سے، سالم نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے دو سو درہم کہے۔ اور داؤد بن قیس نے عبیداللہ بن مقسم سے، عبیداللہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا کہ آپؐ نے اس (اُونٹ) کو تبوک کے رستے میں خریدا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: چار اوقیہ پر۔ اور ابونضرہ (منذر بن مالک) نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: آپؐ نے اس کو بیس دینار پر خریدا۔ اور (عامر) شعبی نے جو کہا ہے کہ ایک اوقیہ پر؛ یہ اکثر (روایتوں میں) ایسا ہی ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ یہ شرط (کہ مدینہ تک سوار رہو یہ بھی) اکثر روایتوں میں آتا ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

اطرافُهُ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٢٨٦١، ٢٩٦٧، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

تشریح: **اِذَا شْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّآبَّةِ اِلَى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ:** مسئلہ معنونہ سے متعلق امام بخاریؒ کا فیصلہ اثبات میں ہے کہ بوقت بیع اگر بائع یا مشتری کی طرف سے کسی استثناء کا اظہار کردیا جائے اور دونوں راضی ہوں تو ایسی شرط جائز ہوگی؛ اور یہی فتویٰ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، اوزاعی اور ابن شبرمہ کا ہے۔ لیکن بعض فقہاء کے نزدیک بیع میں ایسی شرط جو عقد بیع کو باطل کرنے والی ہو جائز نہیں۔ جیسے بریرہؓ کی آزادی میں مالکوں کی عائد کردہ شرط عقد مکاتبت کے منافی تھی؛ یا گھر کی بیع میں یہ شرط کرلی جائے کہ اس میں سکونت نہ اختیار کی جائے گی؛ یا سواری کی بیع میں کہ اس پر سواری نہ کی جائے گی۔ اصحاب السنن نے بعض روایتیں نقل کی ہیں، جن میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں شرط کو منع فرمایا ہے☆ امام بخاریؒ نے حضرت جابرؓ کے واقعہ سے جمہور کے فتویٰ کی تائید کی ہے کہ بیع کے الفاظ دیکھے جائیں گے۔ اگر وہ بیع کو باطل کرنے والے ہوں تو ایسی شرط جائز نہیں اور اگر کوئی شرط بیع کو باطل نہیں کرتی تو جائز ہوگی۔ اشہب مالکیؒ نے ایسی صورت میں بیع تو صحیح قرار دی ہے اور شرط باطل۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی بیع باطل نہیں بلکہ فاسد ہوگی۔

(فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۸۶) (عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ ۲۹۳)

بَاب ٥: اَلشُّرُوْطُ فِي الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں شرائط عائد کرنا

٢٧١٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا تَكْفُوْنَنَا الْمَئُوْنَةَ وَنُشْرِكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

اطرافه: ٢٣٢٥، ٣٧٨٢۔

۲۷۱۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ (انہوں نے کہا:) ابوزناد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: انصار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے: ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان یہ کھجوروں کے درخت تقسیم کردیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ تو (انصار) نے (مہاجرین سے) کہا: تم ہماری جگہ محنت کرو تو ہم تم کو پھلوں میں شریک کرلیں گے۔ (مہاجرین نے) کہا: اچھا؛ ہم نے قبول کیا۔

☆(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی النهي عن الثنيا) (ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی المخابرة) (نسائی، کتاب البیوع، باب النهي عن بيع الثنيا حتى تعلم)

۲۷۲۰: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

۲۷۲۰: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ بن اسماء نے ہمیں بتایا۔انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اس شرط پر یہود کو دے دیا کہ وہ اس میں محنت کریں اور کاشت کریں اور جو اس سے پیداوار ہوگی ان کو آدھا ملے گا۔

اطرافهُ: ۲۲۸۵، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۱، ۲۳۳۸، ۲۴۹۹، ۳۱۵۲، ۴۲۴۸۔

تشریح: اَلشُّرُوْطُ فِي الْمُعَامَلَةِ: اس باب کے تعلق میں کتاب المزارعة تشریح باب ۵ روایت نمبر ۲۳۲۵، باب ۱۱ روایت نمبر ۲۳۳۱ دیکھئے۔

بَاب ٦: اَلشُّرُوْطُ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

عقد نکاح کے وقت حق مہر میں شرطیں

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَلَكَ مَا شَرَطْتَ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي.

اور حضرت عمرؓ نے کہا: حقوق کی ادائیگی تو شرطوں کے پورا کرنے پر ہی ہوتی ہے اور جو تُو شرط کرے اسے پورا کرنے کا حق تجھے ہے۔ اور مسور نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپؐ نے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا۔ آپؐ نے اس کی تعریف کی کہ اس نے دامادی کے تعلقات اچھی طرح نباہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اُس نے مجھ سے بات کی اور سچی کی؛ اور مجھ سے وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔

۲۷۲۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ ابْنُ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ

۲۷۲۱: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یزید بن ابی حبیب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ مستحق شرطیں کہ جن کو تم پورا کرو، وہ ہیں جن کے ذریعہ سے تم نے (عورتوں کی) شرمگاہوں کو (اپنے لئے) حلال سمجھا ہے۔

طرفہ: ۵۱۵۱۔

تشریح: **اِنَّ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ:** عنوانِ باب میں حضرت عمرؓ کے قول کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ حضرت عبدالرحمٰن بن غَنْمؒ سے منقول ہے[1] یہ حوالہ کتاب النکاح باب ۵۲: الشُّرُوْطُ فِي النِّكَاحِ میں بھی منقول ہے۔ مَقَاطِع جمع ہے مَقْطَعٌ کی؛ اور مَقْطَعٌ کے معنی ہیں موقع محل جہاں فیصلہ ہو۔ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ حقوق کی آخری حد تک۔ حضرت عمرؓ کے فرمانے پر (لَهَا شَرْطُهَا) کہ عورت کا حق ہے کہ وہ شرط پورا کرنے کا مطالبہ کرے اور وہ پوری کی جائے۔ ایک شخص بولا: اِذًا يُطَلِّقْنَنَا – تب تو عورتیں ہمیں طلاق دے دیں گی۔ جس پر آپؓ نے مذکورہ بالا جواب دیا کہ طے کردہ شرائط کے مطابق ہی حقوق آخری حد تک پورے کئے جائیں گے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ ۲۹۸)

حضرت مِسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کے لیے کتاب فضائل الصحابة، باب۱۶: ذكر أصهار النبیؐ منهم أبو العاص بن الربيع، روایت نمبر ۳۷۲۹ دیکھئے۔ نیز اس تعلق میں کتاب الشهادات باب ۲۸ بھی دیکھئے۔ حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ وہ شریف النفس تھے۔ قریش مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ جس کا نیک اثر آپؐ کے دل میں بہت گہرا تھا؛ جب غزوہ بدر کے قیدیوں میں ابوالعاص بن ربیع آئے تو یہ بغیر فدیہ اس وعدہ پر آزاد کر دیئے گئے کہ حضرت زینبؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کے لیے بھجوا دیں گے[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر شکریہ کے جذبات سے فرمایا ہے اور وفاداری کے خلق کو سراہا ہے۔

بَاب ۷: اَلشُّرُوْطُ فِي الْمُزَارَعَةِ

بٹائی پر زرعی زمین دینے میں شرطیں کرنا

۲۷۲۲: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا

۲۷۲۲: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ یحيٰ بن سعید نے ہم

[1] (مصنف ابن ابی شيبة، كتاب النكاح، باب فى الرجل يتزوج المرأة ويشترط لها دارها)
[2] (الإستيعاب فى معرفة الأصحاب، ذكر أبو العاص بن الربيع)
(الإصابة فى تمميز الصحابة–ذكر أبو العاص بن الربيع)

يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنُهِيْنَا عَنْ ذَلِكَ وَلَمْ نُنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: میں نے حنظلہ زُرَقی سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے تھے کہ تمام انصار میں سے ہمارے کھیت زیادہ تھے اور ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ کبھی یہ (زمین) پیدا کرتی اور وہ (زمین) پیدا نہ کرتی۔ اس لئے ہمیں بٹائی پر زمین دینے کی ممانعت کی گئی اور روپے کے بدلے میں (زمین کا ٹھیکہ دینے سے) ممانعت نہیں کی گئی۔

اطرافہُ: ۲۲۸۶، ۲۳۲۷، ۲۳۳۲، ۲۳۴۴۔

تشریح: اَلشُّرُوْطُ فِي الْمُزَارَعَةِ: اس تعلق میں کتاب المزارعۃ تشریح باب ۱۸، ۱۹ دیکھئے۔

بَاب ۸: مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں جو شرطیں جائز نہیں

۲۷۲۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَزِيْدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ إِنَاءَهَا.

۲۷۲۳: مسدد نے ہمیں بتایا۔ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے سعید (بن مسیّب) سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: بستی والا دیہاتی کے لئے نہ بیچے؛ اور تم آپس میں فریب دہی نہ کیا کرو اور نہ کبھی کوئی اپنے بھائی کی خرید وفروخت پر بڑھائے؛ اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے؛ اور نہ کوئی عورت اپنی سوکن کو طلاق دینے کے لئے کہے تا کہ اس کے برتن کو بھی (اپنے برتن میں) اُنڈیل لے۔

اطرافہُ: ۲۱۴۰، ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۶۰، ۲۱۶۲، ۲۷۲۷، ۵۱۴۴، ۵۱۵۲، ۶۶۰۱۔

تشریح: مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ: باب کی تشریح کے لئے کتاب البیوع باب ۵۸ روایت نمبر ۲۱۴۰، کتاب النکاح باب ۴۵ روایت نمبر ۵۱۴۴ دیکھئے۔ جہاں حضرت ابو ہریرہؓ کی مذکورہ بالا روایت منقول ہے۔

بَاب ۹: اَلشُّرُوْطُ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُوْدِ

وہ شرطیں جو بدنی سزاؤں میں ناجائز ہیں

۲۷۲۴-۲۷۲۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيْدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ

۲۷۲۴-۲۷۲۵: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبید اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان دونوں نے کہا کہ بدویوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کی کتاب کے مطابق میرا فیصلہ فرمائیں۔ اور اُس کے حریف نے بھی کہا اور وہ اُس سے زیادہ سمجھدار تھا۔ ہاں آپؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے (بیان کرنے کی) اجازت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیان کرو۔ اُس نے کہا: میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اور اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھے بتایا گیا کہ میرا بیٹا سنگسار ہوگا۔ میں نے ایک سو بکری اور ایک لونڈی دے کر اُس کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ

عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ.

میرے بیٹے کو تو صرف ایک سو کوڑے پڑنا تھے اور ایک سال کی جلاوطنی، اور اس (شخص) کی بیوی کو سنگسار کرنا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ وہ لونڈی اور بکریاں تو واپس کی جائیں اور تمہارے بیٹے کو ایک سو کوڑا لگایا جائے اور وہ ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جائے۔ اُنیس! کل اس کی بیوی کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اقرار کرے تو اسے سنگسار کرو۔ (حضرت ابو ہریرہؓ نے) کہا: چنانچہ اُنیس دوسرے دن صبح اس کے پاس گئے۔ اُس نے اقرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نسبت فیصلہ فرمایا۔ وہ سنگسار کی گئی۔

اطراف الحدیث ۲۷۲۴: ۲۳۱۵، ۲۶۹۵، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨۔

اطراف الحدیث ۲۷۲۵: ۲۳۱٤، ۲٦٤٩، ۲٦٩٦، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩۔

تشریح: اَلشُّرُوْطُ الَّتِيْ لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُوْدِ: مسئلہ معنونہ کے تعلق میں کتاب الصلح تشریح باب ۵ روایت نمبر ۲۶۹۵-۲۶۹۶ دیکھئے۔

بَاب ۱۰: مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُّعْتَقَ

مکاتَب کا آزاد کئے جانے کی شرط پر فروخت ہونا، اگر وہ منظور کرلے تو پھر کونسی شرطیں جائز ہیں؟

۲۷۲٦: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ

۲۷۲٦: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد بن ایمن مکی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ کہتی تھیں کہ بریرہؓ میرے پاس آئی اور وہ مکاتبہ تھی۔ اس نے کہا: امّ المومنین! آپؓ مجھے خرید لیں

اشْتَرِيْنِي فَإِنَّ أَهْلِي يَبِيْعُوْنَنِي فَأَعْتِقِيْنِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي لَا يَبِيْعُوْنَنِي حَتَّى يَشْتَرِطُوْا وَلَائِي قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيْكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا وَلْيَشْتَرِطُوْا مَا شَاءُوْا قَالَتْ فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ.

کیونکہ میرے مالک مجھے بیچتے ہیں۔ پھر آپؓ مجھ کو آزاد کر دیں۔ (حضرت عائشہؓ نے) کہا: اچھا۔ بریرہؓ نے کہا: میرے مالک مجھے نہیں بیچتے جب تک میرے حق وراثت کو اپنے لئے مشروط نہ کر لیں۔ (یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے) کہا: مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سنی؛ یا آپؐ کو پہنچی تو آپؐ نے (حضرت عائشہ سے) پوچھا کہ بریرہؓ کا کیا معاملہ ہے؟ آپؐ نے (معاملہ سن کر) فرمایا: تم اسے خرید لو اور اس کو آزاد کر دو اور وہ جو چاہیں شرطیں کر لیں۔ (حضرت عائشہؓ) کہتی تھیں: تب میں نے اسے خرید لیا اور اس کو آزاد کر دیا؛ اور اس کے مالکوں نے اس کے حق وراثت کو اپنے لئے مشروط رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق وراثت تو اس کا ہوتا ہے جو آزاد کرے، خواہ مالک سو شرطیں لگائیں۔

اطرافه: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٩، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠.

تشریح: مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُّعْتَقَ: اس تعلق میں كتاب العتق باب۱۰ روایت نمبر ۲۵۳٦، كتاب المكاتب نیز محولہ روایت كتاب الشروط زیر باب۳ روایت نمبر ۲۷۱۷ دیکھئے۔

بَاب ۱۱: اَلشُّرُوْطُ فِي الطَّلَاقِ

طلاق میں شرطیں

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَعَطَاءٌ إِنْ بَدَا بِالطَّلَاقِ أَوْ أَخَّرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ.

اور (سعید) بن مسیّب، حسن (بصری) اور عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: خواہ طلاق پہلے بیان کرے یا بعد کو (یعنی یہ کہے کہ اگر تو نے ایسا کیا تو طلاق دے دوں گا؛ یا یہ کہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، اگر تو نے ایسا کیا) تو وہ شرط کی پابندی کا زیادہ حقدار ہے۔

۲۷۲۷ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ.

تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ. وَقَالَ غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ نُهِيَ. وَقَالَ آدَمُ نُهِيْنَا. وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ نَهَى.

۲۷۲۷: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے، عدی نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی قافلہ سے آگے جا کر ملنے کی ممانعت کی۔ اور اس بات سے بھی کہ کوئی مہاجر کسی بدوی کے لئے خرید وفروخت کرے۔ اور اس سے بھی کہ کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دینے کی شرط کرے۔ اور اس سے بھی کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے۔ اور آپؐ نے دھوکا دینے کیلئے قیمت بڑھانے سے اور تھنوں میں دودھ جمع رکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

(محمد بن عرعرہ کی طرح) معاذ (بن معاذ) اور عبدالصمد نے بھی شعبہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اور غندر اور عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے یوں کہا: منع کیا گیا ہے۔ اور آدم (بن ابی ایاس) نے کہا کہ ہمیں ممانعت کی گئی؛ اور نضر (بن شمیل) اور حجاج بن منہال نے یوں کہا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔

اطرافهُ: ۲۱۴۰، ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۶۰، ۲۱۶۲، ۲۷۲۳، ۵۱۴۴، ۵۱۵۲، ۶۶۰۱۔

تشریح: **اَلشُّرُوْطُ فِي الطَّلَاقِ**: عنوانِ باب کے حوالوں سے مسئلہ معنونہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ طلاق معلق میں بھی فقہاء نے شرطیں جائز رکھی ہیں۔ مثلاً خاوند کہے کہ اگر تم فلاں جگہ گئی تو تمہیں طلاق ہے۔ محولہ بالا دونوں روایتیں ابن ابی شیبہ☆ نے نقل کی ہیں کہ سعید بن مسیبؒ اور حسن بصریؒ کا فتویٰ ہے کہ لفظ طلاق جملہ شرطیہ میں مقدم ہو یا مؤخر؛ طلاق شرط کے مطابق واقع ہو جائے گی۔ یہی مذہب جمہور کا ہے۔ یہاں مسئلہ طلاق زیر بحث نہیں۔ شرط سے متعلق صرف وہ مسئلہ زیر بحث ہے جس کی بابت فقہاء کا اختلاف شروع میں بیان کیا جا چکا ہے۔ حوالہ جات کے لئے عمدۃ القاری جزء۱۳ صفحہ۳۰۲ دیکھئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی مذکورہ بالا روایت کا ذکر بھی اسی غرض سے کیا گیا ہے۔ اس روایت کے لئے کتاب البیوع باب ۵۸ روایت نمبر۲۱۴۰ نیز باب ۶۸ روایت نمبر ۲۱۵۸ بھی دیکھئے۔

☆ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، باب فی الرجل یحلف بالطلاق، جزء۴ صفحہ۸۱)

بَاب ١٢ : اَلشُّرُوْطُ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

لوگوں سے زبانی شرطیں طے کرنا

٢٧٢٨ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسَى رَسُوْلُ اللهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (الكهف:٧٦) كَانَتِ الْأُوْلَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا (الكهف:٧٤) لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ (الكهف:٧٥) فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهُ

۲۷۲۸: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ ان کو ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کچھ زیادہ بیان کرتا تھا۔ (ابن جریج نے کہا:) مجھ سے یہ بات یعلیٰ اور عمرو کے سوا اوروں نے بھی بیان کی۔ (کہتے تھے:) میں نے ان کو سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے خود سنا۔ انہوں نے کہا: ہم (حضرت عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا: ابیّ بن کعب نے مجھ سے بیان کیا، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے رسول موسیٰؑ ..... پھر آپؐ نے سارا واقعہ بیان کیا (جو قرآنِ مجید میں بیان ہوا ہے کہ خضرؑ نے موسیٰؑ سے) کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ استقلال سے نہیں ٹھہر سکو گے۔ پہلی بات بھول کر ہوئی اور درمیان کی بات شرطیہ تھی اور تیسری بات جان بوجھ کر ہوئی۔ (موسیٰؑ نے) کہا: جو میں بھول گیا اس پر میری گرفت نہ کریں اور میری غلطی کی وجہ سے مجھے مشکلات میں نہ ڈالیں۔ وہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو خضرؑ نے اس کو مار ڈالا۔ دونوں آگے چلے اور پھر ان دونوں نے ایک دیوار پائی جو گرنے کو تھی۔ انہوں نے اس کو درست کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ

قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ. نے یہ آیت یوں پڑھی ہے: اَمَامَهُمْ مَلِكٌ (بجائے وَرَآءَ هُمْ مَلِكٌ کے۔)

اطرافه: ٧٤، ٧٨، ١٢٢، ٢٢٦٧، ٣٢٧٨، ٣٤٠٠، ٣٤٠١، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٢٧، ٦٦٧٢، ٧٤٧٨۔

تشریح: **اَلشُّرُوطُ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جو قرآنِ مجید میں مذکور ہے یہاں اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک امر شرط سے طے کیا گیا تھا اور اس کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت اور فیضیابی سے محروم ہونا پڑا۔ شرط کی یہ تعریف کی گئی ہے: مَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيُهُ نَفْيَ اَمْرٍ آخَرَ غَيْرَ السَّبَبِ (فتح الباری، شرح کتاب الصلح باب ا، جزء۵ صفحہ ۳۸۴) یعنی وہ بات جس کے نہ پائے جانے پر اس امر کی نفی ہو، جس کے لئے اسے شرط ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت کے لئے یہ شرط تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر سے کام لیں گے مگر انہوں نے یہ شرط ملحوظ نہ رکھی۔ اس لئے وہ رفاقت کے مستحق نہ ہوئے۔ اس بیان کا ایک حصہ کتاب العلم باب ۱۶ روایت نمبر ۷۴ میں گذر چکا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل وتشریح کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر۔ تفسیر سورۃ الکہف آیات ۶۱ تا ۸۳- جلد ۴ صفحہ ۴۶۵ تا ۴۹۰ مصنفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ۔

بَاب ۱۳: اَلشُّرُوْطُ فِي الْوَلَاءِ

آزاد ہونے والے غلام ولونڈی کے ترکہ کے بارے میں شرط لگانا

٢٧٢٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي عَرَضْتُ

۲۷۲۹: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ کہتی تھیں: بریرہؓ میرے پاس آئی، کہنے لگی کہ میں نے اپنے مالکوں سے اپنی آزادی کے لئے نو اوقیہ ادا کرنے پر تحریری معاہدہ کرلیا ہے اور ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کروں گی۔ اس لئے آپؓ میری مدد کریں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: اگر وہ (یعنی مالک) پسند کریں کہ میں ان کو (نو اوقیہ ابھی) نقد ادا کردوں، اس شرط پر کہ تمہارا ترکہ میرا ہوگا؛ تو میں نقد دے دوں گی۔ بریرہؓ

ذَلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے ساری بات کہہ دی لیکن انہوں نے بات نہ مانی۔ جب وہ وہاں سے واپس آئی تو اُس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔اس نے (حضرت عائشہؓ سے) کہا: میں نے تو اُن کے سامنے (آپؓ کی) یہ بات پیش کردی تھی لیکن انہوں نے منظور نہیں کی؛ بجز اس کے کہ ترکہ انہی کا ہو۔ نبی ﷺ نے یہ بات سنی (تو دریافت فرمایا۔) حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کردیا۔ آپؐ نے فرمایا: بریرہؓ کوخرید لو اور انہیں رہنے دو۔ وہ حقِ وراثت کی شرط کیا کریں۔حق وراثت تو اس کے لئے ہوتا ہے جو آزاد کرے۔حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے،آپؐ نے اللہ کی حمد بیان کی اور تعریف کی؛ پھر فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔ جو شرط بھی ایسی ہوگی کہ اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہوگی؛ گو سَو شرطیں ہوں۔ اللہ کا فیصلہ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اللہ کی شرط ہی زیادہ مضبوط ہے۔حق وراثت اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔

اطرافُهُ: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٣٥، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

تشریح: **اَلشُّرُوْطُ فِي الْوَلَاءِ:** مسئلہ معنونہ کے لئے کتاب العتق باب ۱۰ دیکھئے۔

بَاب ١٤: إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ

اگر (زمین کا مالک) بٹائی پر کھیتی دیتے ہوئے (اپنے شریک سے) یہ شرط کرے کہ جب میں چاہوں تجھے علیحدہ کردوں

٢٧٣٠ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيْتُ قَوْلَ

۲۷۳۰: ابواحمد (مرار بن حمویہ) نے ہمیں بتایا کہ محمد بن یحیٰ ابوغسان کنانی نے ہم سے بیان کیا۔ (اس نے کہا) کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب خیبر والوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو مارا اور ان کے ہاتھ پاؤں مروڑے تو حضرت عمرؓ لوگوں میں کھڑے ہو کر ان سے مخاطب ہوئے اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کی ملکیتوں میں بٹائی کا معاملہ کیا تھا اور فرمایا تھا: ہم تمہیں اس وقت تک یہاں رکھیں گے جب تک اللہ تمہیں یہاں رکھے گا۔ اور عبداللہ بن عمرؓ اپنا مال لینے کے لیے وہاں گئے تو رات کو ان پر حملہ کیا گیا اور ان کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مروڑ کر ٹیڑھے کر دیئے اور وہاں اُن (یہودیوں) کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں۔ وہی ہمارے دشمن ہیں اور انہی پر ہمارا شبہ ہے۔ اور میں نے مناسب خیال کیا ہے کہ ان کو وہاں سے نکال دوں۔ جب حضرت عمرؓ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تو بنو اَبی حُقَیق میں سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اس نے کہا: امیرالمومنین! کیا آپؓ ہمیں نکالتے ہیں؛

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَ ذَلِكَ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوْضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ.

بحالیکہ محمد (ﷺ) نے ہم کو وہاں ٹھہرایا تھا اور ہمارے ساتھ ان زمینوں (میں بٹائی) کا معاملہ کیا تھا اور ہم سے یہی شرط کی تھی (کہ تم یہیں رہنا۔) حضرت عمرؓ نے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھول گیا ہوں۔ (آپؐ نے فرمایا تھا) کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب خیبر سے تم نکالے جاؤ گے اور تمہاری اُونٹنی تمہیں راتوں کو لئے بھاگتی پھرے گی۔ اس نے کہا کہ ابوالقاسم کی طرف سے یہ بات تو دِل لگی کے طور پر تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ آخر حضرت عمرؓ نے اُن کو وہاں سے نکال دیا اور پیداوار میں اُن کا جو حصہ تھا، انہیں اس کی قیمت دے دی۔ کچھ نقد دیا اور کچھ اُونٹ اور سامان یعنی پالان اور رسیاں وغیرہ دیئے۔

رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ.

حماد بن سلمہ نے بھی عبیداللہ سے اسے روایت کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ (مالک کی طرح) عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے، حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ مگر اس کو حماد نے (حضرت عمرؓ کا واسطہ ہٹا کر روایت کے سلسلہ کو) مختصر کر دیا۔

تشریح: **اِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ اِذَا شِئْتُ اَخْرَجْتُكَ:** معاہدۂ مزارعت میں مدت کی تعیین ضروری شرائط میں سے شمار کی گئی ہے؛ لیکن جنگی حالات کی وجہ سے یہودیانِ خیبر کے ساتھ مدت مزارعت غیر معین تھی۔ اس عدمِ تعیّن میں بھی یہ شرط مقدر تھی کہ جب تک ان کا معاملہ اور رویہ درست رہے گا یہ اراضیات ان کے پاس رہیں گی ورنہ ان سے لے لی جائیں گی۔ عنوانِ باب میں یہی تقدیری شرط نمایاں کی گئی ہے۔ اس تعلق میں کتاب المزارعة تشریح باب ۸ تا ۱۱ بھی دیکھئے۔

بَاب ۱۵

اَلشُّرُوْطُ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةُ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةُ الشُّرُوْطِ

جہاد میں شرائط طے کرنے کا بیان
اِسی طرح لڑائی کرنے والوں سے صلح کرانے اور (اُن سے) شرطیں (طے کر کے) لکھنے کا بیان

۲۷۳۱-۲۷۳۲: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهِ قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيْعَةً فَخُذُوْا ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَوَاللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ خَلَأَتِ

۲۷۳۱-۲۷۳۲: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ زہری نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا۔ اُن میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی بات کی تصدیق کرتا تھا۔ اُن دونوں نے کہا: جن دِنوں حدیبیہ کی صلح ہوئی رسول اللہ ﷺ اُن دِنوں (مکہ جانے کے لئے) نکلے۔ جب راستے کا کچھ حصہ طے ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے کچھ سوار لئے ہوئے بطور ہراول مقام غمیم میں موجود ہے۔ اِس لئے دائیں طرف کا راستہ اِختیار کرو۔ بخدا خالد کو اُن کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اچانک اُس کے سواروں نے فوج کے گرد و غبار کو دیکھا تو وہ قریش کو آگاہ کرنے کے لئے جلدی سے گیا اور نبی ﷺ بھی چلتے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ اُس گھاٹی میں پہنچے جہاں سے مکہ میں اُترا کرتے ہیں۔ آپؐ کی اُونٹنی آپؐ کو لئے ہوئے بیٹھ گئی۔ لوگ اُس کو اُٹھانے کے لئے حل حل کے الفاظ کہنے لگے۔ مگر وہ بیٹھی رہی۔ لوگ کہنے لگے: قصواء اَڑ بیٹھی۔ قصواء اَڑ بیٹھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: قصواء اَڑ کر نہیں بیٹھی اور نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ ہاتھیوں کے

الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُوْنَنِي خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانُوْا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوْا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ

روکنے والے نے اس کو روک لیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؛ جو بات بھی وہ مجھ سے ایسی چاہیں گے جس میں الٰہی حرمتوں کی تعظیم ہوگی میں اُن کی وہ بات ضرور قبول کرلوں گا۔ پھر آپؐ نے اُس کو ڈانٹا اور وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ (عروہ بن زبیر نے) کہا: آپؐ مکہ والوں کی طرف سے ہٹ کر حدیبیہ کے پرلے کنارے ایک حوض کے پاس جا اُترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگ اُس سے پانی لیتے رہے۔ ابھی دیر نہیں گذری تھی کہ لوگوں نے سب پانی کھینچ کر اُسے خشک کر دیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ سے پیاس کی شکایت ہوئی تو آپؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اُس تیر کو اُس حوض میں گاڑ دیں۔ بخدا جب تک وہ پانی پی پلا کر وہاں سے چلے نہیں آئے وہ برابر جوش مار مار کر انہیں پانی دیتا رہا۔ لوگ اِسی حالت میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں کو لے کر آ گیا اور اہل تہامہ میں سے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور محرم راز تھے۔ (بدیل نے) کہا: میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ آیا ہوں۔ وہ حدیبیہ کے اُن بہتے چشموں پر اُترے ہیں جن کے پانی ختم نہیں ہوئے۔ اُن کے ساتھ بال بچے بھی ہیں اور وہ آپؐ کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہیں اور آپؐ کو بیت اللہ (کا طواف کرنے) سے روکیں گے۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی سے لڑنے کیلئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے اِرادہ سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ فَإِنْ شَاءُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيُخَلُّوْا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَاءُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْا فِيمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هٰذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمْرَهُ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُوْلُ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا قَالَ إِنَّا جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَّعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرُوْنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلَى قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلَى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِّي قَالُوْا لَا

آئے ہیں اور قریش کو تو لڑائی نے کمزور کر دیا اور انہیں نقصان پہنچایا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں اُن کے ساتھ ایک مقررہ وقت کے لئے صلح کرلوں گا اور وہ میرے اور لوگوں کے درمیان دخل نہ دیں۔ پس اگر مَیں غالب ہو جاؤں اور یہ لوگ اِس (دین) میں داخل ہونا چاہیں جس میں اور لوگ داخل ہو رہے ہیں تو ایسا کرلیں ورنہ پھر وہ (اِس وقفہ میں) اپنی کھوئی ہوئی طاقت تو دوبارہ حاصل کریں گے اور اگر وہ نہ مانیں تو پھر اُسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اپنے اس دین کی حفاظت کیلئے اُن کا مقابلہ ضرور کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے اور اللہ اپنی بات ضرور پوری کر کے رہے گا۔ بدیل نے کہا: جو آپؐ کہتے ہیں میں انہیں پہنچا دیتا ہوں۔ (عروہ) نے کہا: وہ چلے گئے اور قریش کے پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا: ہم اُس شخص (یعنی آنحضرت ﷺ) کی طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم نے اُس کو ایک بات کہتے سنا ہے اگر تم چاہو کہ ہم تمہارے سامنے وہ پیش کریں تو ہم پیش کر دیں۔ اُن میں سے جو بیوقوف تھے، کہنے لگے: ہمیں ضرورت نہیں کہ تم اُس کی طرف سے ہمیں کوئی بات کہو، اور جو اُن میں سے اہل الرائے تھے انہوں نے کہا: اچھا کہو جو تم نے اُس کو کہتے سنا۔ (بدیل نے) کہا: میں نے اُس کو یہ کہتے سنا ہے۔ اور جو باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدیل سے) کی تھیں وہ انہوں نے اُن کو بتا دیں۔ یہ سن کر عروہ بن مسعود کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا:

قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ فَلَمَّا بَلَّحُوْا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي قَالُوْا بَلَى قَالَ فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِي آتِهِ قَالُوْا ائْتِهِ فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى وُجُوْهًا وَإِنِّي لَأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْقًا أَنْ يَّفِرُّوْا وَيَدَعُوْكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوْا أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ كَلِمَةً أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ

میری قوم! کیا تم (میرے لئے) ایسے نہیں جیسے باپ؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ (عروہ نے) کہا: کیا میں (تمہارے لئے) ایسا (خیر خواہ) نہیں جیسے بیٹا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا: تو کیا تم مجھ پر کوئی شبہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ عروہ نے کہا: کیا تم جانتے نہیں کہ میں نے عکاظ والوں کو جنگ میں تمہاری مدد کے لئے ترغیب دی تھی؟ جب انہوں نے میری بات نہ مانی تو میں اپنے بال بچوں، اپنے خاندان کے لوگوں اور اُن کو جنہوں نے میرا کہا مانا تھا، ساتھ لے کر تمہارے پاس آ گیا تھا۔ انہوں نے کہا: بے شک۔ (عروہ نے) کہا: (اب سنو!) اس شخص (یعنی بدیل) نے حقیقت میں تمہاری بہتری کے لئے بھلائی کا راستہ پیش کیا ہے۔ اِسے مان لو اور مجھے محمد (ﷺ) کے پاس جانے دو۔ انہوں نے کہا: آپ اُس کے پاس جائیں۔ چنانچہ عروہ آپؐ کے پاس آئے اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے بدیل سے جو باتیں کی تھیں وہی باتیں عروہ سے بھی کیں۔ عروہ نے یہ باتیں سن کر کہا: محمدؐ! بتاؤ تو سہی اگر تم نے اپنی قوم کو بالکل نابود کر دیا تو کیا تم نے عربوں میں سے کسی عرب کی نسبت سنا ہے جس نے تم سے پہلے اپنے ہی لوگوں کو تباہ کر دیا ہو اور اگر دوسری بات ہو (یعنی قریش غالب ہوئے) تو اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو اِدھر اُدھر سے اکٹھے ہو گئے ہیں وہ بھاگ جائیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے (عروہ بن مسعود سے) کہا: لات کی شرمگاہ چوس، کیا ہم

قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ غُدَرُ أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمُوْا

بھاگ جائیں گے اور آپؐ کو چھوڑ دیں گے؟ اِس پر عروہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوبکرؓ۔ عروہ نے کہا: دیکھو اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تمہارا مجھ پر ایک اِحسان نہ ہوتا جس کا میں نے ابھی تک تمہیں بدلہ نہیں دیا تو میں (اِس کا) تمہیں جواب دیتا۔ عروہ نے یہ کہا: اور نبی ﷺ سے باتیں شروع کر دیں اور جب وہ کوئی بات کرتا تو آپؐ کی داڑھی کو ہاتھ لگاتا اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نبی ﷺ کے پاس تلوار لئے خَود پہنے کھڑے تھے۔ جب کبھی عروہ اپنے ہاتھ کو نبی ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تو حضرت مغیرہؓ اُس کے ہاتھ کو تلوار کی میان کی نوک لگا کر کہتے: رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے اپنا ہاتھ پیچھے رکھ۔ آخر عروہ نے اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ (انہوں نے) کہا: مغیرہؓ بن شعبہ۔ (عروہ نے) کہا: اے دغاباز! کیا میں (ابھی تک) تیری دغابازی کا خمیازہ نہیں بھگت رہا۔ کوشش میں ہوں کہ (کسی طرح) اس کا تدارک ہو اور مغیرہؓ زمانہ جاہلیت میں (بنوثقیف کے) کچھ لوگوں کے ساتھ سفر میں گئے اور مغیرہؓ نے انہیں قتل کر دیا اور اُن کے مال لے لئے تھے۔ پھر آکر مسلمان ہو گئے؛ اِس پر نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارا اِسلام تو میں قبول کرتا ہوں۔ لیکن جو مال ہے میرا اُس سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔ پھر عروہ نبی ﷺ کے صحابہؓ کو ترچھی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ (عروہ بن زبیر) کہتے تھے: اللہ کی قسم! نبی ﷺ جب بھی کوئی تھوک تھوکتے تو آپؐ کا تھوک اُن (صحابہؓ) میں سے کوئی نہ کوئی اپنی ہتھیلی پر لے لیتا اور اُسے اپنے منہ

خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِيْكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللهِ إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمُوْا خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهُ وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ دَعُوْنِي آتِيْهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ

اور بدن پر (بطور تبرک) مل لیتا اور جب کبھی آپؐ انہیں کوئی حکم دیتے تو آپؐ کا حکم بجالانے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر لپکتے اور جب آپؐ وضو کرتے تو قریب ہوتا کہ وضو کے پانی کے تبرک پر لڑ پڑیں اور جب وہ ان کے پاس بات کرتے تو اپنی آوازوں کو دھیما کر لیتے اور صحابہ آپؐ کی عظمت کی وجہ سے آپؐ کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ پھر عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لَوٹ گیا۔ اُن سے کہا: اے میری قوم! بخدا میں تو بادشاہوں کے پاس بھی جا چکا ہوں۔ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی گیا اور نجاشی کے پاس بھی گیا۔ بخدا میں نے کبھی کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھی اُس کی وہ تعظیم کرتے ہوں جو تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی آپؐ کی کرتے ہیں اور اللہ کی قسم! جب وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھوکتے ہیں تو اُن کے متبعین میں سے کوئی نہ کوئی اُس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اُسے اپنے منہ اور بدن پر (بطور تبرک) مل لیتا ہے اور جب وہ اُن کو حکم دیتے تو وہ حکم بجالانے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہوئے لپکتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے تو قریب ہوتا ہے کہ وہ (یعنی صحابہؓ) وضو کے پانی پر آپس میں لڑ پڑیں اور جب وہ کوئی بات کرتے ہیں تو وہ اُن کے پاس اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور اُن کی عظمت کی وجہ سے اُن کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے اور بات یہ ہے کہ اُس نے تمہارے سامنے تمہارے فائدہ کی بات پیش کی ہے۔ تم اُس کو مان لو، تو بنی کنانہ میں سے ایک شخص بولا کہ مجھے اُس کے پاس جانے دو۔ انہوں نے کہا: جاؤ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

فَابْعَثُوْهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا يَنْبَغِي لِهٰؤُلَاءِ أَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُّصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُوْنِي آتِهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ ابْنُ عَمْرٍو. قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ. قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيْثِهِ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ {اكْتُبْ☆}

آپؐ کے صحابہؓ کو وہ (گھاٹی پر) چڑھتے ہوئے نظر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں ہے اور وہ ایسی قوم سے ہے جو قربانی کے اُونٹوں کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اِس لئے یہ قربانی کے اُونٹ اُس کے سامنے لے آؤ۔ چنانچہ وہ سامنے لائے گئے اور لوگوں نے لبیک پکارتے ہوئے اُس کا اِستقبال کیا۔ جب اُس نے یہ نظارہ دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! اِن لوگوں کو تو بیت اللہ سے روکنا نہیں چاہیے۔ پھر جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس لَوٹا تو اُس نے کہا: میں نے تو قربانی کے اُونٹ دیکھے ہیں جن کی گردنوں میں ہار ڈالے ہوئے ہیں اور اُن کے کوہان چیرے ہوئے ہیں۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ بیت اللہ سے روکے جائیں۔ یہ سن کر اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جسے مکرز بن حفص کہتے تھے۔ اُس نے کہا: مجھے اُس کے پاس جانے دو۔ انہوں نے کہا: جاؤ۔ جب وہ گھاٹی پر چڑھتے ہوئے نظر آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ مکرز ہے جو فاجر شخص ہے۔ وہ آکر نبی ﷺ سے باتیں کرنے لگا۔ ابھی وہ آپؐ سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر کہتے ہیں: ایوب نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اب تمہارا کام آسان ہوگیا۔ معمر کہتے ہیں: زہری نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ سہیل بن عمرو آیا تو اُس نے کہا: لائیے میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک تحریر لکھ دوں۔ نبی ﷺ نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: {لکھو☆} بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سہیل نے کہا:

☆ لفظ "اُكْتُبْ"، فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء۵ حاشیہ صفحہ ۴۰۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمَنُ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هِيَ وَلَكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ إِنِّي لَرَسُوْلُ اللهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِي اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُوْنَنِي خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً

خدا کی قسم! میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ کون ہے؟ مناسب یہ ہے کہ یوں لکھو: بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ جس طرح تم پہلے لکھوایا کرتے تھے، مسلمانوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم یہ نہیں لکھیں گے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہی لکھیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: لکھو بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ پھر آپؐ نے لکھوایا: یہ وہ شرطیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے صلح کا فیصلہ کیا ہے۔ سہیل نے کہا: بخدا! اگر ہم جانتے کہ آپؐ رسول اللہ ہیں تو ہم آپؐ کو بیت اللہ سے کبھی نہ روکتے اور نہ آپؐ سے لڑتے۔ لیکن یوں لکھو: محمد بن عبداللہ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں حقیقت میں اللہ کا رسول ہی ہوں گو تم مجھے جھٹلاتے ہو۔ محمد بن عبداللہ ہی لکھو۔ زُہری کہتے ہیں کہ یہ اِس لئے کیا کہ آپؐ فرما چکے تھے: وہ جو بات بھی مجھ سے ایسی چاہیں گے جس میں اُن کی طرف سے الٰہی حرمات کی تعظیم ہوگی تو میں اُن کی وہ بات (خوشی سے) منظور کرلوں گا۔ نبی ﷺ نے پھر یہ لکھنے کیلئے فرمایا: تم ہمیں بیت اللہ میں جانے دو تا کہ ہم اس کا طواف کریں۔ سہیل نے کہا: خدا کی قسم! کہیں عرب یہ چرچا نہ کریں کہ ہم سے یہ جبراً منوایا گیا ہے۔ لیکن یہ آئندہ سال ہوگا۔ چنانچہ یہی لکھا۔ پھر سہیل نے کہا اور ہم میں سے جو شخص بھی خواہ وہ آپؐ کے دین پر ہی ہو آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ اُسے ہماری طرف واپس کر دیں گے۔ مسلمان بول اُٹھے: سبحان اللہ! مشرکوں کے پاس وہ کیونکر لوٹایا جائے گا؟ جبکہ وہ مسلمان ہوکر آیا ہے۔ ابھی وہ انہی باتوں میں تھے کہ حضرت ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو اپنی زنجیروں میں

وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللهِ كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُوجَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُوْدِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَنْ أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجِزْهُ لِي قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيْزِهِ لَكَ قَالَ بَلَى فَافْعَلْ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللهِ

لڑکھڑاتے ہوئے آئے اور وہ مکہ کے نچلے حصہ کی طرف سے نکل کر آئے تھے اور آ کر اُنہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان ڈال دیا۔ سہیل نے کہا: محمدؐ! یہ وہ پہلا شخص ہے جس کا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپؐ اِس کو مجھے واپس کر دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابھی تو ہم یہ تحریر نہیں لکھ چکے۔ سہیل نے کہا: پھر تو میں اللہ کی قسم! آپؐ سے کسی بات پر بھی کبھی صلح نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر میری خاطر اِس کی اِجازت دے دے۔ اُس نے کہا: میں تو آپؐ کی خاطر اِس کی اِجازت نہیں دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں یہ ضرور کرو۔ اُس نے کہا: میں تو یہ نہیں کروں گا۔ مکرز نے کہا: ہم نے آپؐ کی خاطر اِس کی اِجازت دے دی (مگر سہیل نہ مانا۔) ابوجندلؓ نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! کیا میں مشرکوں کے حوالے کیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کہا: کیا تم نہیں دیکھتے جو مصائب میں جھیل چکا ہوں۔ ابوجندل کو اللہ کی راہ میں فی الحقیقت سخت دُکھ اُٹھانا پڑا تھا۔ (زُہری نے) کہا: حضرت عمرؓ بن خطاب کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: کیا آپؐ سچ مچ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا: تو پھر ہم اپنے دین سے متعلق ذِلت آمیز شرطیں کیوں مانیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اُس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ وہ میری مدد کرے گا۔ میں نے کہا: کیا آپؐ ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم عنقریب

قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا إِذًا قَالَ إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوْفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيْهِ الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا إِذًا قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوْفُ بِهِ قَالَ بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيْهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ

بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اُس کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: بے شک، اور کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ اِسی سال پہنچیں گے؟ (حضرت عمرؓ) کہتے تھے: میں نے کہا: نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: تو پھر تم بیت اللہ ضرور پہنچو گے اور اُس کا طواف بھی کرو گے۔ (حضرت عمرؓ) کہتے تھے: یہ سن کر میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا: ابوبکرؓ! کیا حقیقت میں آنحضرت ﷺ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: ہم اپنے دین سے متعلق ذِلّت آمیز شرط کیوں قبول کریں۔ (اُس وقت ابوبکرؓ) نے کہا: او مردِ خدا! بے شک آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کیا کرتا اور اللہ ضرور اُن کی مدد کرے گا۔ آپؐ کے طے فرمودہ معاہدے کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اللہ کی قسم! آپؐ یقیناً حق پر ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپؐ ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم ضرور بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اُس کا طواف کریں گے۔ (ابوبکرؓ نے) کہا: بے شک۔ کیا آپؐ نے تم کو یہ بھی بتایا تھا کہ تم اِسی سال وہاں پہنچو گے۔ میں نے کہا: نہیں۔ (ابوبکرؓ نے) کہا: پھر تم ضرور وہاں پہنچو گے اور اُس کا طواف کرو گے۔ زُہری نے کہا: حضرت عمرؓ کہتے تھے: میں نے اِس غلطی کی وجہ سے بطور کفارہ کئی (نیک) عمل کئے، کہتے تھے: جب آپؐ اس تحریر کے قضیہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: اُٹھو اپنے اُونٹوں کو ذبح کرو اور پھر سر منڈواؤ۔

فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا قَالَ فَوَاللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَتُحِبُّ ذَلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوْا فَنَحَرُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ حَتَّى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنة: ١١) فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي

کہتے تھے: اللہ کی قسم! اُن میں سے ایک شخص بھی نہ اُٹھا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے تین بار حکم دیا۔ جب اُن میں سے کوئی نہ اُٹھا تو آپؐ حضرت امّ سلمہؓ کے پاس اندر گئے اور لوگوں کے رویّہ سے آپؐ کو جو تکلیف پہنچی تھی اُن سے اُس کا ذکر کیا۔ حضرت امّ سلمہؓ نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپؐ یہی چاہتے ہیں تو باہر جائیں اور اُن میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں اور اپنی قربانی کی اُونٹنی ذبح کر دیں اور اپنے حجام کو بلالیں تا آپؐ کے بال اُتارے۔ چنانچہ آپؐ باہر آئے، اُن میں سے کسی سے بات نہ کی اور حضرت امّ سلمہؓ کے مشورہ پر عمل کیا۔ اپنی قربانی کو ذبح کیا اور حجام کو بلایا اور اُس نے آپؐ کے سر کے بال صاف کر دیئے۔ جب صحابہؓ نے یہ دیکھا تو وہ بھی اُٹھے اور انہوں نے قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ اژدہام کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو مار ڈالتے۔ پھر اس کے بعد چند مومن عورتیں آپؐ کے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو اُن کو اچھی طرح آزما لیا کرو۔ اللہ اُن کے ایمانوں کو خوب جانتا ہے۔ لیکن اگر تم بھی جان لو کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو اُن کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ۔ نہ وہ اُن کافروں کے لئے جائز ہیں اور نہ وہ کافر اُن کیلئے جائز ہیں اور چاہیے کہ کفار نے جو (اُن عورتوں کے نکاح پر) خرچ کیا ہو وہ اُن کو واپس کر دو (اور جب تم اُن عورتوں کو کفار سے فارغ کروا لو تو) اُن کے معاوضے (یعنی مہر) ادا کرنے کی صورت میں

الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوْا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوْا الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَنَزَلُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُ لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ وَاللهِ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ قَدْ

اگر تم ان سے شادی کرلو تو تم پر کوئی اعتراض نہیں اور کافر عورتوں کے ننگ وناموس کو قبضہ میں نہ رکھو۔ اِس پر حضرت عمرؓ نے اُسی دن اپنی اُن دو عورتوں کو طلاق دے دی جو مشرکہ تھیں۔ اُن میں سے ایک سے تو معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کر لی اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ پھر نبی ﷺ مدینہ واپس آئے۔ آپؐ کے پاس قریش میں سے ایک شخص ابوبصیر آیا اور وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اہل مکہ نے اُن کی تلاش کے لئے قریش میں سے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے آکر کہا: اُس عہد کی پابندی کیجئے جو آپؐ نے ہم سے کیا ہے۔ تب آپؐ نے ابوبصیر کو اُن دو آدمیوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ اُس کو لے کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے اور وہاں اُتر کر جو کھجوریں اُن کے پاس تھیں، کھانے لگے۔ ابوبصیر نے اُن دو آدمیوں میں سے ایک سے کہا: اے فلاں! خدا کی قسم! میں تمہاری تلوار عمدہ دیکھتا ہوں۔ دوسرے نے اُس کو کھینچ کر کہا: بے شک یہ تو خدا کی قسم! بہت ہی عمدہ ہے میں اس کو کئی بار آزما چکا ہوں۔ ابوبصیر نے کہا: مجھے دکھاؤ میں اسے دیکھوں۔ پھر ابوبصیر نے اس سے پکڑ لی اور اُس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا اور دوسرا بھاگ کر مدینہ پہنچا اور پھر بھاگتا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اُس کو دیکھا تو فرمایا: اس نے ضرور کوئی ہیبت ناک واقعہ دیکھا ہے۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی ضرور مارا جاؤں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آپہنچے اور کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! خدا کی

رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيْرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَأَخَذُوْا أَمْوَالَهُمْ فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ اللهَ وَالرَّحِمَ لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ حَتَّى بَلَغَ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ (الفتح:۲۵-۲۷) وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوْا أَنَّهُ

قسم؛ اللہ نے آپؐ کی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ آپؐ نے تو مجھے ان کی طرف واپس بھیج دیا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دِلوائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کی ماں کا بھلا ہو یہ تو لڑائی پیدا کرنے والا ہے۔ کاش کوئی اس کو سنبھالے۔ جب اُس نے یہ سنا وہ سمجھ گیا کہ آپؐ اس کو ضرور اُن کے پاس لوٹا دیں گے، وہاں سے نکل کر سمندر کے کنارے چلا آیا۔ زُہری نے کہا: ابوجندلؓ بن سہیل بھی اُن سے چھوٹ کر ابوبصیر سے آملا۔ پھر قریش میں سے جو شخص بھی ایسا نکلتا جو مسلمان ہو چکا ہوتا وہ ابوبصیر سے جاملتا۔ یہاں تک کہ ایسے آدمیوں کا ایک جتھا اکٹھا ہو گیا۔ پھر اللہ کی قسم! جس قافلہ کو سن پاتے کہ قریش کا (مال لے کر) شام کی طرف نکلا ہے تو وہ اُس سے ضرور ہی چھیڑ چھاڑ کرتے اور اُن کو مارتے اور اُن کا مال لُوٹ لیتے۔ آخر قریش نے تنگ آکر نبی ﷺ کو اللہ کی قسم اور رشتہ ناطہ کا واسطہ دے کر کہلا بھیجا کہ آپؐ ابوبصیر کو ضرور بلالیں اور پھر جو بھی آپؐ کے پاس آئے وہ ہماری طرف سے اَمن میں ہے۔ تب نبی ﷺ نے اُن کو بلالیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: اور یہ خدا ہی ہے جس نے اُن کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو اُن سے مکہ کی وادی میں روک دیا، بعد اس کے کہ اس نے تمہیں (حالات کے مطابق) اُن پر فتح عطا فرمادی تھی .... جب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے دلوں میں غیرت کا یعنی جاہلانہ غیرت کا مسئلہ بنا بیٹھے۔ اُن کی حمیت جاہلیہ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے نہ تو اقرار کیا کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور نہ بِسمِ اللّٰہِ

نَبِيُّ اللهِ وَلَمْ يُقِرُّوْا بِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ وَحَالُوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ.

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو اپنی جگہ رہنے دیا اور بیت اللہ کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان روک بن گئے۔ (یعنی مسلمانوں کو بیت اللہ کے طواف سے روک دیا۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مَّعَرَّةٌ (الفتح: ٢٦) الْعُرُّ الْجَرَبُ. تَزَيَّلُوْا (الفتح: ٢٦) انْمَازُوْا. وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً. وَأَحْمَيْتُ الْحِمَى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ. وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: مَعَرَّةٌ یعنی عیب وملامت کی تکلیف۔ تَزَيَّلُوْا کے معانی ہیں نتھر کر الگ ہوگئے۔ حَمَيْتُ الْقَوْمَ کے معانی ہیں میں نے حفاظت کے لیے انہیں روکا۔ اور اَحْمَيْتُ الْحِمَى کے معانی ہیں کہ میں نے اس کو ایسی چراگاہ بنایا کہ اس میں داخل نہ ہوا جا سکے۔ اور اَحْمَيْتُ الرَّجُلَ کہتے ہیں جب تو اُسے غصہ دِلا کر خوب بھڑکا دے۔

اطراف الحديث ۲۷۳۱: ١٦٩٤، ١٨١١، ٢٧١٢، ٤١٥٨، ٤١٧٨، ٤١٨١۔
اطراف الحديث ۲۷۳۲: ١٦٩٥، ٢٧١١، ٤١٥٧، ٤١٧٩، ٤١٨٠۔

٢٧٣٣: وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدُّوْا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَّا يُمَسِّكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قَرِيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ وَابْنَةَ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قَرِيْبَةَ مُعَاوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرَى أَبُو جَهْمٍ

۲۷۳۳: اور عقیل نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا اِمتحان لیا کرتے تھے اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ (مسلمان) مشرکوں کو اُن کے وہ خرچ دے دیں، جو انہوں نے اپنی ان بیویوں پر کئے ہیں جو ہجرت کر کے (مسلمانوں کے پاس) آگئی ہیں اور مسلمانوں کو یہ حکم بھی دیا کہ کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں تو حضرت عمرؓ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دے دی ایک قریبہ بنت ابی امیہ اور دوسری بنت جرول الخزاعی۔ پھر معاویہ نے قریبہ سے شادی کر لی اور دوسری سے

فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُّقِرُّوْا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ (الممتحنة: ١٢) وَالْعَقْبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُعْطَى مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الْكُفَّارِ اللَّائِي هَاجَرْنَ وَمَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيْمَانِهَا. وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرِ بْنَ أَسِيْدٍ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شُرَيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيْرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

ابوجہم نے۔ اور جب کفار نے اُس خرچ کی ادائیگی کا اِقرار کرنے سے اِنکار کیا جو مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کے پاس چلی جائے (اور وہ خرچ نہ دیں) تو تم بھی اُن سے ویسا ہی سلوک کرو۔ (فَعَاقِبُوْهُمْ، عَقَبَ سے ہے۔) اور عقب وہ خرچ ہے جو مسلمان کافروں میں سے اُس شخص کو دیتے تھے جس کی بیوی (مسلمان ہو کر اور) ہجرت کر کے (مدینہ) آجاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جس مسلمان کی بیوی (مرتد ہو کر مکہ) چلی جائے اُس مسلمان کو وہ خرچ دے دیا جائے جو کافروں کی اُن عورتوں کا مہر ہے جنہوں نے ہجرت کر لی ہے اور کسی مہاجر عورت کا ہمیں علم نہیں کہ وہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبصیر بن اسید ثقفی نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر مدت صلح میں ہجرت کر کے آیا تو اخنس بن شریق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور آپؐ سے ابوبصیر کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ پھر یہی حدیث بیان کی (جس کا ذِکر اُوپر گذر چکا ہے۔)

اطرافہ: ٢٧١٣، ٤١٨٢، ٤٨٩١، ٥٢٨٨، ٧٢١٤۔

تشریح: **اَلشُّرُوْطُ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةُ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةُ الشُّرُوْطِ:** شرائطِ صلح خواہ زبانی گفتگو سے طے پائیں یا بذریعہ تحریر اُن کی پابندی لازمی ہے جب تک کہ فریقین میں سے کوئی فریق یہ شرط نہیں توڑتا۔ حتیٰ کہ شدید دشمنوں سے بھی جب شرائطِ صلح طے ہوں تو اُن میں وضاحت ہونی چاہیے اور اُن کی پابندی کرنی چاہیے۔ یہ جو کہا گیا ہے: اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی جنگ فریب ہے۔ اِس سے بعض لوگ اِستدلال کرتے ہیں کہ دشمن سے دغا وفریب جائز ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ درحقیقت اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ سے وہ جنگی چالیں

اور داؤ مراد ہیں جن پر میدانِ جنگ میں عمل کیا جاتا ہے۔پس اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کی آڑ میں شرائطِ معاہدہ میں دھوکے اور فریب سے کام لیا جانا کسی طرح بھی درست نہیں قرار پا سکتا۔مغربی اقوام کی موجودہ سیاست مکاولی (Machiavelli) اُصول کے نام سے نہایت ہی گھناؤنی شکل میں شہرت پا چکی ہے۔مگر شریعت اسلامیہ نے اِس مکارانہ اور ظالمانہ سیاست کی کسی صورت میں بھی اِجازت نہیں دی۔امام بخاریؒ نے اسی غرض سے صلح حدیبیہ کا واقعہ مفصل نقل کر کے مذکورہ بالا عنوان قائم کیا ہے اور بتایا ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت شرطیں صحابہ کی مرضی و منشاء کے خلاف طے پائیں جو بظاہر قومی غیرت کو سخت مجروح کرنے والی تھیں۔ باوجود اِس کے انہوں نے اُن میں کوئی خلل واقع نہیں ہونے دیا بلکہ وہ ان سے پورے طور پر عہدہ برآ ہوئے۔

وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: مذکورہ بالا روایت میں بعض فقرے قابل تشریح ہیں۔عَيْبَةٌ کے لفظی معنی صندوق کے ہیں جس میں پوشاک وسامان زیبائش محفوظ رکھا جاتا ہے۔یہ لفظ بطور اِستعارہ بھی استعمال ہوتا ہے۔رازدار کو عَيْبَةُ سِرٍّ اور خیر خواہ کو عَيْبَةُ نُصْحٍ کہتے ہیں۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۸)

بدیل خزاعی فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو گئے تھے۔جب بدیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مقام حدیبیہ میں آئے تو عمرو بن سالم، خراش بن امیہ، خارجہ بن کرز اور یزید بن امیہ اُن کے ساتھ تھے۔تہامہ کا علاقہ وہی ہے، جس میں مکہ مکرمہ واقع ہے۔کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی سے مراد قبائل قریش ہیں جو اپنے جدِّ اَمجد کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔(فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۱۳-۴۱۴) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۸)

اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ: یہ کلمات عرب لوگ گالی کے طور پر استعمال کرتے تھے۔لیکن یہ فقرہ اِستعارةً غصہ دلانے اور خمیازہ بھگتنے کے معنوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ **لات** طائف میں قبیلہ بنو ثقیف کی دیوی تھی اور اُسی کے نام پر بت خانہ تھا جو ایک چٹان پر واقع تھا۔لات دیوی خوبصورت پوشاک میں ملبوس اور زیوروں سے آراستہ و پیراستہ رکھی جاتی تھی۔نہ صرف بنو ثقیف بلکہ سارا عرب ہی اُس کی پوجا کرتا تھا۔جس طرح ہندوؤں میں لنگ پوجا وغیرہ کا رواج ہے اسی طرح کی ایک پوجا اِس بت خانہ میں بھی ہوتی تھی اور لات کے پجاریوں میں زنا کاری اور شراب خوری بکثرت تھی۔جب فتح مکہ کے بعد بنو ثقیف کا وفد کنانہ بن عبد یالیل کی سرکردگی میں صلح کی غرض سے مدینہ منورہ آیا اور آنحضرت ﷺ نے انہیں اِسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو پہلا سوال انہوں نے یہی کیا تھا: أَفَرَأَيْتَ الزِّنَا فَإِنَّا قَوْمٌ نَغْتَرِبُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهُ. زنا کی نسبت آپؐ کا کیا خیال ہے۔ہمیں اِس سے چارہ نہیں، سفر کرنے پڑتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زنا اسلام میں حرام ہے اور انہوں نے شراب اور سود وغیرہ سے متعلق بھی دریافت کیا اور لات کی پوجا کی نسبت بھی پوچھا۔آپؐ نے قرآنِ مجید کی آیات انہیں سنائیں اور فرمایا: یہ سب باتیں حرام ہیں۔اسلام قبول کرنے کے بعد ترک کرنا ہوں گی اور لات کی دیوی توڑی جائے گی۔چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور لات کا بت خانہ گرانے کے لئے ابوسفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ؛ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بھیجے گئے☆ اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا

☆ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب قدوم وفد ثقیف، جزء۵ صفحہ۳۸۶)

عیوب کا اِستیصال کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی تھی کہ آپؓ عروہ بن مسعود کی یہ طعنہ زنی برداشت نہ کر سکے کہ مہاجرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کریں گے اور مذکورہ بالا فقرے سے اُن کے عیوب کی طرف اِشارہ کیا جو لات دیوی کے پجاریوں میں عام تھے۔

اَیْ غُدَرُ اَلَسْتُ اَسْعٰی فِیْ غَدْرَتِکَ......: غُدَرُ، عُمَرُ کے وزن پر غَدْرٌ سے مشتق ہے۔ یعنی بڑا دغا باز۔ اِن الفاظ سے جس واقعہ کی طرف عروہ بن مسعود نے اِشارہ کیا ہے اُس کا تعلق بنوثقیف کے چند آدمیوں کے قتل سے ہے۔ جنہیں مغیرہ بن شعبہ نے ایک سفر میں دھوکے سے مار کر مال ومتاع لُوٹ لیا تھا۔ یہ لوگ بنو مالک قبیلہ میں سے تھے، جو بنوثقیف ہی کی شاخ تھی اور علاقہ طائف کے باشندے تھے۔ یہ لوگ مقوقس شاہِ مصر کی ملاقات کے لئے گئے تھے؛ جو اُن سے عزت و اِکرام سے پیش آیا اور اُن کو تحفے تحائف دیئے مگر مغیرہ بن شعبہ سے بے التفاتی برتی گئی جس پر اُس نے اِنتقام لینے کی ٹھان لی۔ راستے میں ایک پڑاؤ پر اُن لوگوں نے خوب شراب پی اور جب وہ خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہوئے تھے، مغیرہ بن شعبہ نے اُن سب کو ٹھکانے لگا دیا اور اُن کا مال و اسباب لے کر چلے آئے۔ اِس واقعہ سے قبیلہ بنو مالک اور قبیلہ مغیرہ بن شعبہ میں فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ عروہ بن مسعود کو جو مغیرہ کے چچا تھے، دخل دینا پڑا اور دِیت وغیرہ دے دِلا کر اُن کی صلح کرائی تھی اور اس طرح بمشکل وہ فتنہ فرو ہوا تھا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۱۸)

وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ......: فجور کے معنی بدعہدی کے ہوتے ہیں اور فاجر عہد شکن کو کہتے ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے انہی معنوں میں یہ لفظ لیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں لفظ غَادِرٌ وارد ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مکرز بن حفص کے خوردسال بھائی کو بنوبکر قبیلہ کے ایک شخص نے بطور انتقام قتل کر دیا تھا۔ قریش نے دخل دے کر دیت پر صلح کرا دی مگر مکرز کو اس سے تسلی نہ ہوئی۔ اس نے بنوبکر کے سردار عامر بن یزید کو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ غَادِر (دھوکہ باز) کے نام سے مشہور ہوا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی شہرت کی بناء پر لفظ فَاجِر یا غَادِر اِستعمال فرمایا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اُس کی طرف سے کوئی غداری نہیں ہوئی۔ بلکہ حضرت ابوجندلؓ کے واقعہ میں مکرز نے ہمدردی کا اِظہار کیا اور سہیل کو مشورہ دیا تھا کہ ابوجندلؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہنے دیا جائے؛ جیسا کہ اسی روایت میں مذکور ہے۔

فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ.... فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ....: ابوبصیر کے رشتہ داروں اخنس بن شُرَیق اور ازہر بن عبدعوف نے مدینہ منورہ کو دو آدمی بھیجے۔ ایک اپنا غلام اور ایک شخص قبیلہ بنوعامر کا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تحریراً مطالبہ کیا کہ اپنے عہد کا خیال رکھیں اور شرائط کے مطابق ابوبصیر کو مکہ مکرمہ کی طرف لوٹا دیں۔ چنانچہ آپؐ نے اُس کو واپس جانے کا اِرشاد فرمایا اور وہ مدینہ سے نکل گئے۔ روایت نمبر ۲۷۳۳ کے آخر میں اخنس بن شُرَیق کے خط لکھنے کا ذکر بھی ہے: وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَا بَصِيرِ بْنَ اَسِيدِ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ ...... فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ...... یہ قول زُہری کا ہے۔

(فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۲۸، ۴۳۱)

بَاب ١٦ : اَلشُّرُوْطُ فِي الْقَرْضِ

قرض میں شرطیں کرنے کا بیان

٢٧٣٤ : وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى.

۲۷۳۴: لیث نے کہا: جعفر بن ربیعہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے بنی اسرائیل میں سے کسی شخص کو ایک ہزار دینار قرض دینے کے لئے کہا اور اُس نے اُس کو وہ اشرفیاں مقررہ معیاد تک کے لئے دے دیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

اور حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: اگر قرض میں مدت مقرر کرلیں تو یہ جائز ہے۔

اطرافُهُ: ١٤٩٨، ٢٠٦٣، ٢٢٩١، ٢٤٠٤، ٢٤٣٠، ٦٢٦١۔

تشریح: اَلشُّرُوْطُ فِي الْقَرْضِ: مذکورہ بالا واقعہ کی تفصیل کیلئے کتاب الکفالة باب ۱ روایت نمبر ۲۲۹۱، کتاب الإستقراض باب ۱۷ روایت نمبر ۲۴۰۴ دیکھئے۔

بَاب ١٧: اَلْمُكَاتَبُ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوْطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ

مکاتب کا بیان اور ایسی ناجائز شرائط کا بیان جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہوں

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوْطُهُمْ بَيْنَهُمْ.

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو شرائط مکاتب غلام لونڈی اور اُن کے مالکوں میں طے ہوں وہ معتبر ہوں گی۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ

اور حضرت ابن عمرؓ نے یا حضرت عمرؓ نے کہا: ہر شرط جو اللہ کی کتاب کے خلاف ہو وہ باطل ہے گو وہ سَو شرطیں

وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ. وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

ہی کیوں نہ کرے۔ اور ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ قول دونوں سے مروی ہے۔ یعنی حضرت عمرؓ سے بھی اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی۔

۲۷۳۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِي فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ.

۲۷۳۵: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحیٰ (بن سعید انصاری) سے، یحیٰ نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں کہ اُن کے پاس بریرہؓ آئیں جو اپنی کتابت کے بارے میں اُن سے کچھ مدد مانگتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: اگر تم چاہو تو میں (تمہارے معاہدہ کے مطابق رقم) تمہارے مالکوں کو دے دیتی ہوں مگر حق وراثت میرا ہوگا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم اُسے خرید لو پھر اُسے آزاد کردو۔ کیونکہ حق وراثت اُسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی کتاب میں نہیں۔ جو شخص ایسی شرط کرے گا جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ (شرط) اُس کے لئے (مفید) نہ ہوگی؛ گو وہ سَو شرطیں کرے۔

اطرافهُ: ٤٥٦، ١٤٩٣، ٢١٥٥، ٢١٦٨، ٢٥٣٦، ٢٥٦٠، ٢٥٦١، ٢٥٦٣، ٢٥٦٤، ٢٥٦٥، ٢٥٧٨، ٢٧١٧، ٢٧٢٦، ٢٧٢٩، ٥٠٩٧، ٥٢٧٩، ٥٢٨٤، ٥٤٣٠، ٦٧١٧، ٦٧٥١، ٦٧٥٤، ٦٧٥٨، ٦٧٦٠۔

تشریح: **مَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوْطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ:** کتاب الشروط کے پہلے باب کا عنوان ہے: مَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ۔ یہ عنوان مثبت ہے۔ لیکن اِس باب کا عنوان منفی ہے اور عام ہے۔

ہر شرط جو کتاب اللہ کے خلاف ہو؛ ساقط الاعتبار ہوگی۔ عنوانِ باب میں دو حوالے منقول ہیں۔ ایک حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت کا جو سفیان ثوریؒ نے کتاب الفرائض میں نقل کی ہے کہ غلاموں کی آزادی سے متعلق جو شرطیں اُن کے مالکوں سے طے ہوں وہ قابلِ اعتبار سمجھی جائیں گی (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۰) اور دوسرے حوالے سے اِس اَمر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایسی شرطیں خلافِ شریعت نہ ہوں۔ روایت نمبر۲۷۳۵ کے لئے کتاب العتق باب۱۰ روایت نمبر۲۵۳۶ دیکھئے۔

بَاب۱۸: مَا يَجُوْزُ مِنَ الْاِشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الْإِقْرَارِ وَالشُّرُوْطُ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ

اِس بیان میں کہ اِقرار میں شرط لگانا اور اِستثناء کرنا جائز ہے اور اُن شرطوں کا بیان جو عرفاً لوگ آپس میں کرتے ہیں

وَإِذَا قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ. وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ الرَّجُلُ لِكَرِيِّهِ أَدْخِلْ رِكَابَكَ فَإِنْ لَّمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شُرَيْحٌ مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ. وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا قَالَ إِنْ لَّمْ آتِكَ الْأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ يَجِئْ فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِيْ أَنْتَ أَخْلَفْتَ فَقَضَى عَلَيْهِ.

اور اگر کوئی کہے کہ (میرے ذمہ فلاں شخص کے) سو روپے نکلتے ہیں مگر ایک یا دو کم (تو ننانوے یا اٹھانوے دینے ہوں گے۔) اور ابن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ ایک شخص نے اپنے کرائے کے اُونٹ والے سے کہا کہ اپنا اُونٹ اندر لے آ اور اگر میں نے تمہارے ساتھ فلاں فلاں دن سفر نہ کیا تو تمہیں سو درہم ملیں گے۔ پھر وہ (اُس دن سفر کو) نہ نکلے۔ تو شریح نے کہا: جو اپنے اُوپر خوشی سے کوئی شرط لگائے اور کسی نے اُسے مجبور نہ کیا ہو تو وہ شرط اُس کے ذمہ واجب ہوگی۔ اور ایوب نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ کوئی شخص اَناج بیچے (اور) یہ کہے کہ اگر میں بدھ تک تمہارے پاس نہ آیا تو میرے اور تمہارے درمیان کوئی بیع نہ رہے گی اور پھر وہ نہ آیا تو شریح نے خریدار سے کہا: تم نے خلاف ورزی کی ہے۔ پس انہوں نے اُس کے خلاف فیصلہ کیا۔

۲۷۳۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا

۲۷۳۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب

شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

نے ہمیں خبر دی۔ ابوزناد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو۔ جس نے انہیں اچھی طرح سمجھ لیا۔ جنت میں داخل ہوگیا۔

اطرافه: ٦٤١٠، ٧٣٩٢۔

تشریح: **مَا يَجُوزُ مِنَ الِاشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الْإِقْرَارِ:** ثُنیا کے معنی ہیں استثناء یعنی الگ کرنا۔ ایک فقہی اختلاف کے پیش نظر یہ باب قائم کیا گیا ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کثیر سے قلیل یا قلیل سے اُس کا ایک حصہ جو نسبتاً زیادہ حصہ ہو مستثنیٰ کیا جائے۔ مثلاً کہا جائے کہ فلاں کام کردے تو ایک سو روپیہ تجھے دیا جائے گا ایک یا دو روپے کم یا کہے کہ زمین تجھے دوں گا سوا ایک تہائی کے۔ تو ایسی شرط اُن کے نزدیک جائز ہے۔ بعض مالکیوں نے ایسی شرط فاسد قرار دی ہے۔ جمہور نے قرآنِ مجید کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اِستدلال کیا ہے: قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ٥ (الحجر: ۴۰-۴۱) شیطان نے کہا کہ اے میرے ربّ! چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے میں ضرور اُن کے لئے دنیا میں گمراہی کو خوبصورت کر کے دکھاؤں گا اور اُن سب کو گمراہ کروں گا۔ مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں اور جو میرے فریب میں نہیں آسکتے وہ بچ جائیں گے۔ خدا کے مخلص اور برگزیدہ بندے اس دنیا میں تھوڑے ہیں اور گمراہ بہت۔ اِن دونوں کو ایک دوسرے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عون بصری کا حوالہ سعید بن منصور نے نقل کیا ہے کہ قاضی شریح نے دونوں صورتوں میں شرط کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس قسم کی شرط میں بیع تو جائز ہوگی اور شرط باطل۔ (فتح الباری جزء ۵ صفحہ ۴۳۴-۴۳۵) (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۲۱) روایت مندرجہ بالا سے جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

بَاب ۱۹: اَلشُّرُوْطُ فِي الْوَقْفِ

وقف سے متعلق شرطوں کا بیان

۲۷۳۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ

۲۷۳۷: قتیبہ بن سعید نے ہمیں بتایا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ)

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

بن عون نے ہمیں یہ بتایا، کہا کہ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مجھے خبر دی کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے خیبر میں کچھ زمین حاصل کی اور وہ نبی ﷺ کے پاس اُس کے متعلق مشورہ کرنے آئے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے خیبر میں زمین حاصل کی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر مجھے کبھی کوئی جائیداد نہیں ملی۔ آپؐ مجھے اس کے بارہ میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اصل زمین وقف کردو اور اس کی آمدنی غرباء پر خرچ کرو۔ (نافع) کہتے تھے: پھر حضرت عمرؓ نے وہ صدقہ میں دے دی؛ اس شرط پر کہ نہ وہ بیچی جائے اور نہ کسی کو ہبہ دی جائے، نہ ورثہ میں تقسیم کی جائے۔ اور انہوں نے وہ زمین محتاجوں، رشتہ داروں، غلاموں کے آزاد کرنے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں اور مہمانوں کے لئے وقف کردی۔ اور جو زمین کا نگران ہو اُس کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور کھلائے مگر مال کو جمع کرنے والا نہ ہو۔ (ابن عون) کہتے تھے: میں نے ابن سیرین کے پاس یہ روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا: (اِس کے یہ معنی ہیں کہ متولی اس کی آمد سے) کوئی جائیداد بنانے والا نہ ہو۔

اطرافہ: ۲۳۱۳، ۲۷٦٤، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۷۔

تشریح: اَلشُّرُوْطُ فِي الْوَقْفِ: اس تعلق میں کتاب الوصایا باب ۱۲، ۱۳ دیکھئے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۵- كِتَابُ الْوَصَايَا

بَاب ۱: اَلْوَصَايَا

وصایا کے بارے میں اَحکام

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.

نیز (اِس بارے میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد کا ذکر کہ آدمی کی وصیت اُس کے پاس لکھی رہنی چاہیے۔

وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (البقرة: ۱۸۱-۱۸۳)

اور اللہ عزوجل کا اِرشاد: جب تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجائے تو تم پر بشرطیکہ مرنے والا بہت سا مال چھوڑے، والدین اور قریبی رشتہ داروں کو دستور کے مطابق وصیت کرجانا فرض کیا گیا ہے۔ یہ بات متقیوں پر واجب ہے۔ مگر جو شخص اس (وصیت) کو اس کے سننے کے بعد بدل دے تو اُس کا گناہ صرف اُنہیں پر ہوگا جو اسے بدل دیں۔ اللہ یقیناً خوب سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ اور جو شخص کسی وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری یا گناہ کے سرزد ہونے کا خطرہ محسوس کرکے ان کے درمیان اِصلاح کردے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جَنَفًا مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ.

جَنَفًا کے معنی ہیں: ایک طرف جھکنا۔ اور مُتَجَانِفٌ کے معنی ہیں: ایک طرف جھکنے والا۔

۲۷۳۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ

۲۷۳۸: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے

عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو کہ اُس میں اُسے وصیت کرنی چاہیے، مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بغیر وصیت تحریر کر دینے کے گزارے۔ (مالک کی طرح) محمد بن مسلم نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کی۔

۲۷۳۹: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

۲۷۳۹: ابراہیم بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰی بن ابی بکیر نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) زہیر بن معاویہ جعفی نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (عمرو بن عبداللہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن حارث سے روایت کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی یعنی حضرت جویریہؓ بنت حارث کے بھائی تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑا، نہ دینار، نہ غلام، نہ لونڈی، نہ کوئی اور چیز، سوائے اپنے ایک سفید خچر کے اور اپنے ایک ہتھیار کے اور کچھ زمین کے جس کو آپؐ وقف کر گئے تھے۔

اطرافہ: ۲۸۷۳، ۲۹۱۲، ۳۰۹۸، ٤٤٦١۔

۲۷٤۰: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ

۲۷۴۰: خلاد بن یحیٰی نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا، جو مِغْوَل کے بیٹے تھے۔ (انہوں نے کہا:) طلحہ بن مصرف نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ میں نے

ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

اطرافه: ٤٤٦٠، ٥٠٢٢.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وصیت کی تھی؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر لوگوں پر کیسے وصیت فرض کی گئی یا (یہ کہا کہ) انہیں وصیت کا حکم کیسے دیا گیا؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا: آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی ہے۔

٢٧٤١: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ.

طرفه: ٤٤٥٩.

۲۷۴۱: عمرو بن زُرارہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل (بن عُلَیَّہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن عون سے، ابن عون نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے روایت کی، کہا کہ (بعض لوگوں) نے حضرت عائشہ کے پاس یہ ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) وصی تھے۔ انہوں نے کہا: آپؐ نے اُن کو کب وصی بنایا تھا، بحالیکہ میں تو آپؐ کو وفات کے وقت اپنے سینے سے سہارا دیئے ہوئے تھی۔ یا کہا: اپنی گود میں لئے ہوئے تھی۔ آپؐ نے طشت منگوایا اور میری گود ہی میں آپؐ جھک گئے اور مجھے پتہ ہی نہ لگا کہ آپؐ فوت ہو گئے ہیں۔ تو آپؐ نے علیؓ کے حق میں کب وصیت کی تھی؟

تشریح: وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ: عنوانِ باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس ارشاد کا حوالہ درج ہے وہ بالمعنی ہے۔ ارشادِ نبوی کے مروی الفاظ یہ ہیں: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. (روایت نمبر ۲۷۳۸) باب کے شروع میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے، وہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸۱ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ کا اطلاق ہر مرنے والے پر ہوتا ہے کہ اُس کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے اِس کے لئے صحت، عقل و رشد اور بلوغت شرط قرار دی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نابالغ بچے وصیت کرنے کے اہل نہیں۔ موصی اُن ورثاء کے لئے جن کے حِصَصِ وصیت قرآنِ مجید میں بیان ہوئے ہیں، وصیت نہیں کرسکتا۔ امام مالکؒ نے نابالغ غیر عاقل بچے کی وصیت جائز قرار دی ہے۔ موصی غیر رشتہ دار کے حق میں وصیت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اِس بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک کرسکتا ہے، لیکن اگر وصی (یعنی جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو)

فوت ہوجائے تو جمہور کے نزدیک وصیت باطل ہوجاتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **بدایة المجتهد، کتاب الوصایا، القول فی الأرکان**، جزء ثانی صفحہ ۲۵۰-۲۵۱۔ فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۳۷۔ عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۲۶-۲۷۔

کتاب الوصایا میں وصیت کے متعلق اَحکام کی تفصیل پیش کرنے سے قبل قرآنِ مجید کی محولہ بالا آیت بطور تمہید پیش کی گئی ہے اور لفظ جَنَف اور مُتَجَانِفٌ کی لُغوی تشرح کرکے بتایا ہے کہ فقہاء کے اِختلاف کا حل خود قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ اس کے منشاء سے اِدھر اُدھر ہونا درست نہیں۔ اِس کی تشریح کے لئے تفسیر کبیر- تفسیر سورۃ البقرہ، جلد دوم صفحہ ۳۶۵ تا ۳۷۰ مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ دیکھئے۔

محولہ بالا حدیث اور آیت کے تحت چار روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی روایت کا تعلق وجوب وصیت سے ہے اور دوسری کا تَرَكَ خَيْرًا کی تفسیر سے کہ وصیت اِس صورت میں لازم ہے کہ جب مرنے والے کی قابل وصیت جائیداد موجود ہو۔ خَيْرًا سے مراد ہے بہت مال، جیسا کہ تفسیر کبیر میں وضاحت کی گئی ہے اور تیسری روایت سے اِس شبہ کا اَزالہ کیا گیا ہے کہ جب قرآنِ مجید میں ورثاء کے حصص بیان کردیئے گئے ہیں تو پھر وصیت کرنے کے کیا معنی۔ گویا اِس طرف توجہ دِلائی کہ موصی اَحکام وصیت کے مطابق اپنی جائیداد ورثاء کے درمیان تقسیم کرکے اپنی وصیت کا اِعلان کردے تا اُن کے درمیان جھگڑا نہ ہو۔ چوتھی روایت سے اِس قسم کے تنازعات کی طرف توجہ دِلائی گئی ہے۔ عہدِ اوّل میں ہی صحابہ کرامؓ نے فیصلہ کردیا تھا کہ حضرت علیؓ کی خلافت وغیرہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی۔

فقہاء نے وصیت کے چار رُکن قرار دیئے ہیں:

- ✧ موصی
- ✧ وصی (جس کے حق میں وصیت کی جائے)
- ✧ قابل وصیت مال
- ✧ وصیت منصوصہ

مذکورہ بالا چار روایتوں میں اِن چاروں ارکان سے متعلق اِجمالی ہدایات موجود ہیں۔ یعنی وصیت ضبط تحریر میں ہو۔ جس میں قابل وصیت جائیداد کی تقسیم حسب ہدایات شریعت ورثاء کے لئے معین ہونی چاہیے تا کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔

اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ: اِن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصی ہونے کے لحاظ سے مسلم، غیر مسلم، ذمی اور حربی سبھی شامل ہیں۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۳۸) نیز اَز روئے شریعت اسلامیہ کوئی وارث مذہبی اختلاف کی وجہ سے حق وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

بَاب ٢ : أَنْ يَّتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَّتكَفَّفُوْا النَّاسَ

اپنے وارثوں کو دولت مند چھوڑنا بہتر ہے اِس سے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

٢٧٤٢ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ عَفْرَاءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِي أَيْدِيْهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَّفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ.

۲۷۴۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سے سفیان (بن عیینہ) نے بیان کیا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے عامر بن سعد سے اور عامر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ میری عیادت کے لئے آئے۔ اُن دِنوں میں مکہ میں تھا اور آپؐ ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی اُس زمین میں فوت ہو جس سے وہ ہجرت کر چکا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ عفراء کے بیٹے پر رحم کرے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: آدھا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تہائی۔ آپؐ نے فرمایا: تہائی سہی اور تہائی بھی بہت ہے۔ تم اگر اپنے وارثوں کو دولت مند چھوڑو تو یہ اِس سے بہتر ہے کہ تم اُن کو ایسا محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جو خرچ بھی تم کرو گے تو وہ صدقہ ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اُٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو (وہ بھی صدقہ ہی ہے۔) اور عین ممکن ہے کہ اللہ تمہیں اِس بیماری سے صحت دے کر اُٹھائے اور بعض لوگ تم سے فائدہ حاصل کریں اور بعض کو تمہاری وجہ سے نقصان پہنچے۔ اور اُن دِنوں حضرت سعدؓ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔

اطرافهُ: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣.

تشریح: **اَنْ يَّتْرُكَ وَرَثَتَهُ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّتَكَفَّفُوا النَّاسَ:** آیت اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ نے مال کثیر سے کی ہے اور بہت سے فقہاء تابعین اور تبع تابعین (مجاہد، عطاء اور سعید بن جبیر وغیرہ) نے ان کی تائید کی ہے۔ یہ سوال کہ کتنا مال ہو تو وہ قابل وصیت ہوگا؟ اِس کے جواب میں بعض نے اَسّی دِینار اور بعض نے تین سَو اور چار سَو دِینار کی مقدار تجویز کی ہے۔ ان کے نزدیک خَيْرٌ کا لفظ اس قدر مال پر اطلاق پاتا ہے۔ (عمدۃ القاری- شرح کتاب الوصایا، باب ۱، جزء۱۴ صفحہ ۲۷)

مندرجہ بالا روایت کتاب الجنائز باب ۳۶ روایت نمبر ۱۲۹۵ میں مفصل گذر چکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ اپنے کنبہ کو ایسی حالت میں نہ چھوڑا جائے کہ اُس کے افراد پیٹ بھرنے کی خاطر دَربدر مارے مارے پھریں۔ بعض فقہاء نے یہ اِستدلال کیا ہے کہ حوائج ضروریہ سے جو مال زیادہ ہو وہ قابل وصیت ہے۔ اس تعلق میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی جائیداد کا اندازہ لگایا گیا ہے اور اس اندازے کے تین حصے کنبے کی ضروریات کے لئے الگ کرکے باقی ایک حصہ جائیداد کا قابل صدقہ تھا۔ اِس پر قیاس کرکے ایک فریق نے اپنے فتوے کی بنیاد رکھی ہے۔ مگر اِرشادِ نبوی اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کی جائیداد میں ورثاء کا حق تسلیم فرمایا ہے۔ اِس لئے کسی موصی کو اِجازت نہیں کہ وہ ساری جائیداد بطور صدقہ یا کسی اور غرض کے لئے وقف کرکے ورثاء کو اُن کے حق سے محروم کردے۔ بعض فقہاء نے جائیداد قابل وصیت کی کوئی تعیین نہیں کی۔ اُن کے نزدیک خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ حسب وصیت شرعی ورثاء میں قابل تقسیم ہوگی۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۳۴-۳۵) اس تعلق میں کتاب الفرائض، باب ۶ (مِيْرَاثُ الْبَنَاتِ) روایت نمبر ۶۷۳۳ بھی دیکھئے۔

لَمْ يَكُنْ لَّهُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا ابْنَةٌ: از روئے تحقیق حافظ ابن حجرؒ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی یہ بیٹی اُم حکم کبریٰ تھیں۔ یہ اُن کی پہلی بیوی سے تھیں جو شہاب بن عبداللہ بن حارث کی بیٹی تھیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بہت لمبی عمر پائی۔ انہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور اَولاد ہوئی۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۵۱)

بَاب ۳: اَلْوَصِيَّةُ بِالثُّلُثِ

تہائی مال کی وصیت کرنا

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا يَجُوْزُ لِلذِّمِّيِّ وَصِيَّةٌ اِلَّا الثُّلُثَ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (المائدۃ: ۵۰)

اور حسن (بصری) نے کہا: ذمی کی وصیت بھی تہائی مال کے سِوا نافذ نہ ہوگی اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: اللہ نے جو (کلام) نازل کیا ہے اُسی کے مطابق تو اُن کے درمیان فیصلہ کر۔

۲۷۴۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ

۲۷۴۳: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبْعِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ {أَوْ كَبِيْرٌ☆}.

(بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ اگر لوگ (تہائی سے بھی کچھ کم یعنی) چوتھائی حصہ مال کی وصیت کریں (تو بہتر ہے۔) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تہائی کی وصیت کرو اور تہائی بھی بہت ہے، یا یہ (فرمایا) کہ تہائی بڑا حصہ ہے☆۔

٢٧٤٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ لَّا يَرُدَّنِي عَلَى عَقِبِي قَالَ لَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ أُرِيْدُ أَنْ أُوْصِيَ وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ قُلْتُ أُوْصِي بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَوْ كَبِيْرٌ قَالَ فَأَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ.

۲۷۴۴: محمد بن عبدالرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ زکریا بن عدی نے ہمیں بتایا۔انہوں نے کہا کہ مروان (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ہاشم بن ہاشم سے، ہاشم نے عامر بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا: میں بیمار ہوگیا تو نبی ﷺ میری بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اُلٹے پاؤں واپس نہ کرے۔(یعنی مکہ میں نہ مارے۔) آپؐ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تمہیں (اِس بیماری سے صحت دے کر) اُٹھائے گا اور تمہارے ذریعہ کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔میں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں اور میری صرف ایک ہی بیٹی ہے۔میں نے کہا: میں نصف کی وصیت کرنا چاہتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا: نصف تو بہت ہے۔میں نے عرض کی: اچھا تہائی کی کروں؟ فرمایا: تہائی سہی اور تہائی بھی بہت ہے۔(راوی کو شک ہے کہ مفہوم "بہت" کیلئے حضور ﷺ نے لفظ کَثِيْرٌ استعمال فرمایا یا کَبِيْرٌ) حضرت سعدؓ کہتے تھے: پھر لوگ تہائی کی وصیت کرنے لگے اور یہ اُن کیلئے جائز ہوگیا۔

اطرافهُ: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣.

☆ الفاظ "اَوْ كَبِيْرٌ" عمدۃ القاری کے متن کے مطابق ہیں۔(عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ۳۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: **اَلْوَصِيَّةُ بِالثُّلُثِ:** فقہاء کا اِس اَمر پر تو اجماع ہے کہ ایک تہائی جائیداد سے زیادہ طوعی وصیت نہیں کی جاسکتی کیونکہ وصیت وارثوں کے مقررہ حق میں مخل ہوگی۔ لیکن جو لاوارث ہو، کیا اُس کے لئے بھی ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنا ناجائز ہے؟ اِس بارہ میں اِختلاف ہے۔ احناف اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے اِجازت دی ہے۔ مگر جمہور کے نزدیک ایسے موصی کے لئے بھی جائز نہیں اور اِس جواز کے حق میں حنبلیوں کی دلیل یہ ہے کہ آیت زیر عنوان (البقرۃ:۱۸۱) میں وصیت کا ذکر تو علی الاطلاق ہے۔ مگر اِرشادِ نبویؐ اور سنت نے اسے اُن موصیوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے جن کے وارث ہوں اور اِسی قیدِ تخصیص سے لاوارث موصی آزاد ہیں۔ وہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کر سکتے ہیں۔ فقہاء کے اِسی اِختلاف کے پیشِ نظر عنوانِ باب میں حسن بصریؒ کے فتویٰ اور آیت کا حوالہ دے کر جمہور کے نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔ پوری آیت یہ ہے: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ○ (المائدۃ:۵۰) اور اے رسول! تو اُن کے درمیان اِس کلام کے ذریعہ فیصلہ کر جو اللہ نے تجھ پر اُتارا ہے اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کر، اور اُن سے ہوشیار رہ کہ تجھے فتنہ میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کے اُتارے ہوئے کلام سے دُور نہ لے جائیں۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کی وجہ سے انہیں سزا دے اور لوگوں میں سے بہت سے لوگ عہد شکن ہیں۔ اِس آیت کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ اَحکامِ الٰہی میں خفیف کمی وبیشی بھی جائز نہیں کہ اِس سے انسان کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے اور یہی ادب حضرت ابن عباسؓ کے مذکورہ بالا مشورہ میں ملحوظ ہے۔ جن فقہاء نے ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر ذمی ورثاء جھگڑا کریں کہ موصی نے ایک تہائی سے زیاد وصیت کی ہے تو پھر فیصلہ میں کتاب اللہ کا حکم ایک تہائی ہی مقدم رکھنا پڑے گا۔ اسی اِستدلال کے پیشِ نظر حضرت حسن بصریؒ کے قول کا حوالہ دے کر قرآنِ مجید کی اِس آیت سے فقہاءِ حنابلہ کا اِستدلال کمزور ثابت کیا ہے اور عنوانِ باب میں جمہور کا فتویٰ ان الفاظ میں پیش کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی حکم مدنظر رکھتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے کی اِجازت نہیں دی اور فرمایا: یہ بھی زیادہ ہے۔ اِس اِرشادِ نبوی کے تحت حضرت ابن عباسؓ کا مشورہ ہے کہ اِس حد کے اَندر وصیت ہو تو بہتر ہے۔
(فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۵۳)

جس قسم کی وصیت کا ذکر اِن ابواب میں ہے وہ فرائض والی وصیت نہیں بلکہ عام وصیت ہے جو طوعی ہے اور جس کا تعلق ایک تہائی جائیداد سے ہے اور اِس طوعی وصیت ہی کے تعلق میں یہ بات بھی ہے کہ علاوہ مالی وصیت کے بچوں کی تربیت اور اُن کے حقوق کی نگہداشت سے متعلق بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔ اِس ضمن میں اگلا باب نیز کتاب الجنائز باب ۷۷ روایت نمبر ۱۳۵۰ دیکھئے۔

بَاب ٤ : قَوْلُ الْمُوْصِي لِوَصِيِّهِ تَعَاهَدْ وَلَدِيْ وَمَا يَجُوْزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى

وصیت کرنے والے کا اپنے وصی سے یوں کہنا کہ میری اَولاد کا خیال رکھیں اور وصی کو دعویٰ کرنا جائز ہے

٢٧٤٥ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ ابْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ

۲۷۴۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے نبی ﷺ کی حرم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے، اُسے لے کر اپنے پاس لے رکھنا۔ جس سال مکہ فتح ہوا تو سعدؓ نے اُسے لے لیا اور کہنے لگے: یہ میرا بھتیجا ہے۔ (میرے بھائی نے) اِس کی نسبت مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوگئے اور انہوں نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے بستر سے پیدا ہوا۔ تب دونوں مقدمہ فیصلہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ سعدؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ میرے بھائی نے مجھے اس کی بابت وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ یہ لڑکا تیرے سپرد ہے کیونکہ بچہ اُسی کو ملتا ہے جس کی عورت ہو اور زانی کو پتھر پڑتے ہیں۔ پھر سودہؓ بنت زمعہ سے آپؐ نے فرمایا: تم اس سے پردہ کیا کرو۔ کیونکہ آپؐ نے اُس کی شکل و شباہت عتبہ سے ملتی جلتی دیکھی۔

بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ.

چنانچہ اُس لڑکے نے بھی حضرت سودہؓ کو پھر کبھی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملا۔

اطرافہُ: ۲۰۵۳، ۲۲۱۸، ۲۴۲۱، ۲۵۳۳، ۴۳۰۳، ٦٧٤٩، ٦٧٦٥، ٦٨١٧، ٧١٨٢۔

بَاب ۵: إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ

جب بیمار اپنے سر سے کھلم کھلا اِشارہ کرے تو اُس اشارے کے مطابق حکم نافذ ہوگا

٢٧٤٦: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

۲۷۴۶: حسان بن ابی عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچل دیا (ابھی وہ لڑکی زندہ تھی) اُس سے پوچھا گیا: تجھے کس نے مارا ہے؟ کیا فلاں فلاں نے؟ آخر جب اُس یہودی کا نام لیا گیا تو اُس نے اپنے سر سے اِشارہ کیا کہ ہاں۔ تب وہ یہودی پکڑ کر لایا گیا اور تفتیش جاری رہی یہاں تک کہ اُس نے اِقرار کرلیا۔ اِس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا (کہ اُس سے بھی ایسا ہی کیا جائے) تو اس کا سر بھی پتھر سے کچلا گیا۔

اطرافہُ: ۲۴۱۳، ۵۲۹۵، ٦٨٧٦، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ٦٨٨٤، ٦٨٨٥۔

بَاب ٦: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

اس بیان میں کہ وارث کے لیے وصیت نہیں کی جاسکتی

٢٧٤٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللهُ مِنْ ذَلِكَ

۲۷۴۷: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ورقاء سے، ورقاء نے ابن ابی نجیح سے، انہوں نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: (اِبتدائی زمانہ میں) ترکہ اَولاد کا ہوا کرتا تھا اور وصیت

مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

والدین کے لئے، تو اللہ تعالیٰ نے اِس دستور میں سے جو چاہا منسوخ کردیا اور بیٹے کے لئے بیٹی کے حصہ سے دوگنا حصہ مقرر فرمایا اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ رکھا اور بیوی کے لئے آٹھواں یا چوتھا اور خاوند کے لئے آدھا یا چوتھا حصہ رکھا۔

اطرافہ: ۴۵۷۸، ۶۷۳۹۔

تشریح: **لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ:** آیت وصیت مندرجہ زیر باب[1] (البقرة:۱۸۱) مجمل ہے، منسوخ نہیں اور آیت فریضۂ وصیت مندرجہ زیر باب ۸ (النساء:۱۲-۱۳) اس کی ناسخ نہیں بلکہ شارح اور مفصل ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت نمبر ۲۷۴۷ میں لفظ منسوخ کا تعلق اُس دستور سے ہے جو پہلے رائج تھا، آیت سے نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں موصی جسے چاہتا دیتا تھا اور محولہ آیت کے نزول پر سابقہ دستور منسوخ ہوا۔ اسی دستور کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی اپنی مرضی سے ساری جائیداد صدقہ میں دینا چاہتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی کی اجازت دی۔ حضرت ابن عباسؓ کا مذکورہ بالا قول ان معنوں میں قطعاً نہیں کہ آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ[1] (البقرة:۱۸۱) منسوخ ہے۔ اُن کے قول میں نہ سورۃ النساء کی آیت کا ذکر ہے اور نہ سورۃ البقرہ کی آیت میں مذکور والدین اور اقرباء کے لئے وصیت کا حکم منسوخ ہوا ہے۔ بلکہ اس میں اِس کے برعکس اُن کے حصص کی تعیین و تفصیل ہے۔ الفاظ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ دستور میں سے جن رشتہ داروں کو چاہا چھوڑ دیا اور جنہیں چاہا رکھا۔

حضرت امام بخاریؒ نے بھی عنوانِ باب میں لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ کے الفاظ اختیار کر کے اِسی طرف توجہ دلائی ہے کہ چونکہ آیت مواریث میں ہر وارث رشتہ دار کا حصہ مقرر ہے، اس لئے موصی کا حق نہیں کہ اس تعیّن کے بعد وہ اپنی طرف سے کوئی الگ وصیت کرے بجز ایک تہائی مال کے، جس کی اُسے غیر وارث رشتہ داروں یا قرض کی اَدائیگی کے لئے اجازت ہے اور اسی وضاحت کی غرض سے امام موصوفؒ نے پہلے ایک تہائی وصیت کے تعلق میں ابواب قائم کئے ہیں پھر اس کے بعد باب لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ قائم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی فرمائے تھے کہ وارث کے لئے وصیت نہیں کیونکہ اُس کا حصہ مقرر ہو چکا ہے۔[2] صرف غیر وارث کے لئے ایک تہائی میں سے وصیت کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ مواریث سے خارج ہے۔ امام ابن حجرؒ نے بھی مذکورہ بالا روایت کے تعلق میں اِن

---

[1] ترجمہ از حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ: ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ کوئی مال (ورثہ) چھوڑ رہا ہو تو وہ اپنے والدین کے حق میں اور رشتہ داروں کے حق میں دستور کے مطابق وصیت کرے۔

[2] (ترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء لا وصية لوارث)

الفاظ میں صراحت کی ہے: فِی تَفْسِیْرِہٖ اِخْبَارٌ بِمَا کَانَ مِنَ الْحُکْمِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْقُرْآنِ فَیَکُوْنُ فِي حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ بِھٰذَا التَّقْرِیْرِ۔ یعنی حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر میں یہ خبر دی گئی ہے کہ قرآنی حکم نازل ہونے سے قبل وصیت کی نسبت جو فیصلہ تھا وہ قابل عمل نہ رہا کیونکہ آیت وراثت کے ذریعہ ورثاء کا حصہ مقرر ہو چکا ہے اور لکھا ہے لَا یُجْمَعُ لَھُمَا (اَی لِلْوَالِدَیْنِ) بَیْنَ الْمِیْرَاثِ وَالْوَصِیَّةِ وَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ کَانَ مَنْ دُوْنَھُمَا أَوْلَی بِأَنْ لَّا یُجْمَعَ ذٰلِکَ لَهٗ. (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۵۶) یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ والدین کو وراثت میں سے بھی حصہ ملے اور اُن کے لئے الگ وصیت بھی کی جائے اور جب والدین کے لئے دونوں باتیں جمع نہیں ہوسکتیں تو دوسرے وارثوں کے لئے بدرجہ اولیٰ جمع نہیں ہوسکتیں۔ ایک تہائی وصیت کی جو اجازت ہے اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط غیر وارث اقرباء (مثلاً غیر حقیقی ماں یا باپ اور اقرباء جو دارالحرب میں رہتے ہوں یا پوتا، پوتی وغیرہ جنہیں وراثت سے حصہ نہیں ملتا۔) ایسے غیر وارث کے لئے تہائی میں الگ وصیت کی جاسکتی ہے۔ دوسری شرط یہ ہے: اِنْ تَرَکَ خَیْرًا (البقرۃ:۱۸۱) مالِ کثیر چھوڑے۔ علامہ بیضاویؒ اور دیگر اکابر مفسرین نے بھی دونوں آیتوں میں نسخ تسلیم نہیں کیا☆ مزید تفصیل کتاب الفرائض اور کتاب التفسیر میں دیکھی جائے۔

لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ: ترکہ کا آٹھواں حصہ جب موصی کی اولاد ہو اور چوتھا حصہ جب اُس کی اولاد نہ ہو، عورت کے لئے ہوگا۔ اسی طرح خاوند کے لئے نصف اُس وقت ہوگا جب اولاد نہ ہو اور چوتھا حصہ جب اولاد ہو۔

بَاب ۷: اَلصَّدَقَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ

موت کے وقت صدقہ کرنا

۲۷۴۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَأْمُلُ الْغِنَى

۲۷۴۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے عمارہ (بن قعقاع) سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزُرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہتے تھے: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ صدقہ جو تم تندرستی کی حالت

☆ (تفسیر البیضاوی، سورۃ البقرۃ، آیت۱۸۰: الوصیة للوالدین والأقربین)
(جامع البیان فی تأویل القرآن للطبری، سورۃ البقرۃ، آیت۱۸۰)

وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

میں کرو، جبکہ تمہیں مال کی ضرورت، دولت مندی کی اُمید اور محتاجی کا ڈر ہو۔ تم اِتنی دیر نہ کرو کہ جب آخری سانس کا وقت آ پہنچے تو تم کہنے لگو کہ فلاں کو اِتنا دو اور فلاں کو اِتنا۔ حالانکہ وہ فلاں کا تو ہو ہی چکا ہے۔

طرفہُ: ۱۴۱۹۔

تشریح: اَلصَّدَقَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ: موت کے وقت ایک تہائی مال میں سے صدقہ کرنا جائز ہے۔ مساکین بھی غیر وارث کی فہرست میں شامل ہیں۔ لیکن اگر حالت صحت میں صدقہ کیا جائے تو یہ افضل ہے۔

بَاب۸: قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

اللہ عزوجل کا فرمانا: اس وصیت کے بعد جس کی وہ وصیت کرے یا قرضے کے بعد (وارثوں میں ترکہ تقسیم کیا جائے) (النساء:۱۲)

وَيُذْكَرُ أَنَّ شُرَيْحًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَطَاوُسًا وَعَطَاءً وَابْنَ أُذَيْنَةَ أَجَازُوْا إِقْرَارَ الْمَرِيْضِ بِدَيْنٍ. وَقَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا تَصَدَّقَ بِهِ الرَّجُلُ آخِرَ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلَ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَالْحَكَمُ إِذَا أَبْرَأَ الْوَارِثَ مِنَ الدَّيْنِ بَرِئَ. وَأَوْصَى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنْ لَّا تُكْشَفَ امْرَأَتُهُ الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا أُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا. وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِمَمْلُوْكِهِ عِنْدَ الْمَوْتِ كُنْتُ أَعْتَقْتُكَ جَازَ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ

اور بیان کیا جاتا ہے کہ شریح (قاضی)، عمر بن عبدالعزیز، طاؤس، عطاء اور (عبدالرحمٰن) بن اُذینہ نے بیمار کا کسی قرضے کو تسلیم کر لینا درست قرار دیا ہے۔ اور حسنؒ (بصری) نے کہا: آدمی سچا سمجھے جانے کا زیادہ مستحق ایسے وقت میں ہوتا ہے جبکہ دنیا میں اُس کا آخری دن اور آخرت میں اُس کا پہلا دن ہو۔ اور ابراہیم (نخعی) اور حکم (بن عتیبہ) نے کہا: اگر کوئی (مورث) وارث کو قرض معاف کر دے تو وارث قرض سے بَری ہوگا۔ اور حضرت رافع بن خدیجؓ نے وصیت کی کہ اُن کی بیوی فزاریہ کے لئے اُس کے گھر میں جو (مال) بند ہو وہ نہ کھولا جائے۔ اور حسن نے کہا: اگر مرتے وقت اپنے غلام سے کوئی کہے: میں تم کو آزاد کر چکا تھا تو یہ جائز ہوگا۔ اور شعبی نے کہا: اگر عورت مرتے وقت یہ کہے کہ

مَوْتِهَا إِنَّ زَوْجِي قَضَانِي وَقَبَضْتُ مِنْهُ جَازَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ لِسُوْءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيْعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ. وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِيْنَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء: ۵۹) فَلَمْ يَخُصَّ وَارِثًا وَلَا غَيْرَهُ. فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میرا خاوند مجھ کو (مہر) دے چکا ہے اور میں اُس سے لے چکی ہوں تو جائز ہوگا۔ اور بعض نے کہا: اس کا اِقرار درست نہیں اِس لئے کہ وارثوں کو اُس پر بدگمانی ہوسکتی ہے۔ پھر (انہی لوگوں نے) اِس اَمر کو اچھا سمجھا اور کہا کہ امانت اور بضاعت (یعنی دوسرے شخص کا سرمایہ لے کر بلا اُجرت اُس کے لئے تجارتی کاروبار کرنا) اور مضاربت (یعنی دوسرے شخص کے سرمایہ سے تجارتی منافع میں شراکت) میں اس کا اقرار صحیح ہے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاتے رہنا، کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے اور مسلمانوں کا مال مار لینا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: منافق کی نشانی یہ ہے کہ جب اُس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے مالکوں کو اَدا کردو۔ اللہ نے اس سے نہ کسی وارث کو مخصوص کیا ہے اور نہ کسی دوسرے کو۔ اِس مسئلہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۲۷۴۹: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا

۲۷۴۹: سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا کہ) نافع بن مالک بن ابی عامر ابوسہیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے

حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔

اطرافہ: ۳۳، ۲۶۸۲، ۶۰۹۵۔

تشریح: **مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِي بِهَا اَوْ دَيْنٍ:** بتایا جاچکا ہے کہ آیت یُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ. (النساء:۱۲) مواریث سے متعلق ہے اور تفصیل ہے اس عام مجمل حکم کی جو آیت كُتِبَ عَلَيْكُمْ ...... الْوَصِيَّةُ (البقرة:۱۸۱) میں وارد ہوا ہے۔ آیت وراثت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وراثت کے مقررہ حصص ورثاء کو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ (النساء:۱۳) تمہاری وصیت یا تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد دیئے جائیں؛ اس حصہ آیت سے عنوان قائم کر کے اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ وصیت کا تعلق غیر وارث یا بیوی کے حق مہر کی ادائیگی سے ہے یا بیوی کی اُس اولاد سے جو اُس کے پہلے خاوند سے ہو۔ اسی طرح اس کا تعلق مساکین اور قومی اغراض کے لئے وقف جائیداد سے بھی ہے یا کسی قرض کی ادائیگی سے وصیت ایک تہائی مال کے اندر ہوگی۔ اس سے زیادہ موصی کو اختیار نہیں۔ مسئلہ معنونہ کی تفاصیل سے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے جس کی طرف عنوانِ باب میں مندرجہ ذیل حوالوں سے اشارہ کیا گیا ہے جو قابل وضاحت ہیں۔

اَجَازُوْا اِقْرَارَ الْمَرِيْضِ بِدَيْنٍ: پہلا حوالہ قاضی شریحؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، طاؤسؒ، عطاء بن ابی رباحؒ اور عبدالرحمٰن بن اُذینہؒ قاضی بصرہ کا ہے کہ اگر بیمار وصیت کرے کہ فلاں کا اُس کے ذمہ قرض ہے تو تقسیم ورثہ سے قبل اُس وصیت کی تعمیل مقدم ہوگی۔ (مصنف ابن ابي شيبة، كتاب البيوع، باب في الرجل يقر لوارث أو غير وارث بدين)

اَحَقُّ مَا تَصَدَّقَ بِهِ الرَّجُلُ اٰخِرَ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاَوَّلَ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ: یہ حوالہ امام حسن بصریؒ کا ہے۔ (سنن الدارمی، كتاب الوصايا، باب الوصية للوارث)

اِذَا اَبْرَاَ الْوَارِثَ مِنَ الدَّيْنِ بَرِئَ: یہ فتویٰ ابراہیم نخعیؒ کا ہے جو حَکَم بن عُتَیبہ سے مروی ہے کہ اگر وارث کو بیماری کے ایام میں کسی قرضہ سے آزاد کر دیا جائے تو اُس کے حصہ سے وہ قرضہ وضع نہ ہوگا۔

(مصنف ابن ابي شيبة، كتاب البيوع، باب في المريض يبرئ الوارث من الدين)

لَا تُكْشَفُ امْرَاَتُهُ الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا اُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا: یہ حوالہ حضرت رافع بن خدیجؓ کی وصیت کا ہے۔ وہ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور فوت ہونے سے قبل وصیت کی کہ اُن کی بیوی کے گھر میں جو اثاثہ ہے وہ اُسی کا ہے۔ اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ یعنی وہ بطور میراث تقسیم نہ ہوگا۔

اِذَا قَالَ لِمَمْلُوْكِهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ كُنْتُ اَعْتَقْتُكَ جَازَ: یہ حوالہ حضرت حسن بصریؒ کے فتویٰ کا ہے کہ مرض الموت میں غلام آزاد کیا جاسکتا ہے۔

اِذَا قَالَتِ الْمَرْاَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا اِنَّ زَوْجِيْ قَضَانِيْ وَقَبَضْتُ مِنْهُ جَازَ: یہ حوالہ عامر شعبیؒ کے فتویٰ کا ہے۔

لَا يَجُوْزُ اِقْرَارُهُ لِسُوْءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ: اس حوالے کا تعلق احناف کے فتویٰ سے ہے کہ مرض الموت میں وصیت اس جہت سے مشکوک ہے کہ اس سے بعض ورثاء کو عمداً محروم کرنا مقصود ہوسکتا ہے۔ اس لئے وہ قابل نفاذ نہ ہوگی۔ **ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ ....** پھر احناف نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اموال امانت یا تجارت یا حصص شراکت کے بارے میں وصیت کی جاسکتی ہے۔ احناف نے قرض، ودیعت (یعنی امانت) بضاعت اور مضاربت میں فرق ملحوظ رکھا ہے۔ اوّل الذکر سے متعلق وصیت کرنا لازم ہے کیونکہ اس بارہ میں آیت مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ اَوْ دَيْنٍ نص صریح ہے اور باقی تینوں کے بارے میں مریض کی وصیت بطور استحسان ہوگی۔ علامہ عینیؒ سوء ظنی کے الزام کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مرض الموت کی وصیت میں جو غیر وارث کے حق میں کی گئی ہو، شک کا احتمال ہوسکتا ہے۔ گو یہ ظن ہے مگر ظن فاسد نہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ کے الفاظ سے منع فرمایا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۴۱) یہ جواب محض لفظی بحث ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب درحقیقت احتیاط پر مبنی ہے اور امام اوزاعیؒ، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مذہب اس بارے میں سہولت پر مبنی ہے کہ موصی کو بغیر قید و تخصیص ارشادِ باری تعالیٰ میں اجازت دی گئی ہے کہ وہ ایک تہائی وارث یا غیر وارث کے لئے وصیت کرسکتا ہے۔ امام مالکؒ نے اس میں ایک استثناء کیا ہے کہ اگر بیٹی کے ساتھ اس کا چچیرا بھائی شریک ہو یا چہیتی بیوی ہو اور اُس کے ساتھ اُس کا بیٹا شریک ہو جو دوسری بیوی سے ہو خصوصاً جب اُس چہیتی بیوی کا بھی بیٹا ہو تو اس صورت میں احتیاط کا تقاضا ہے کہ مرض الموت میں وصیت نہ کی جائے۔ لیکن اگر یہ صورت نہ ہو تو بیماری میں اُن کے حق میں ایک تہائی مال سے وصیت کی جاسکتی ہے۔ شوافع میں سے اوزاعی، اسحاق اور ابوثورؒ نے اس امر میں حضرت امام مالکؒ کے فتویٰ سے اتفاق کیا ہے۔ قاضی شریح اور حسن بن صالحؒ کے نزدیک بیوی کا حق مہر ہی بطور ایک قرض مستثنیٰ ہے ورنہ وارثوں کے لئے وصیت نہیں کی جاسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ہر ایک کا حق مقرر کردیا ہے۔ صرف قرض کی ادائیگی کے لئے وصیت ہوسکتی ہے اور غیر وارث کے لئے بھی جس کا تعلق ایک تہائی جائیداد سے ہے باقی دو تہائی وارثوں کے لئے مخصوص ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۶۰-۴۶۱)

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ......: یہ جملہ ایک ارشادِ نبویؐ کا حصہ ہے جو امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب الأدب روایت نمبر۶۰۶۴، ۶۰۶۶ میں منقول ہے۔

وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِيْنَ: یہ جملہ ایک حدیث سے مستنبط ہے کہ آيَةُ الْمُنَافِقِ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (کتاب الإیمان باب۲۴ روایت نمبر۳۳، ۳۴)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا: اس آیت کے حوالے سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ وصیت بھی درحقیقت انسان کے ذمہ بطور ایک امانت ہی کی ادائیگی ہے جس سے ہر حقدار کو اس کا حق

ملتا ہے اور اس حکم میں وارث اور غیر وارث دونوں شامل ہیں اور موصی کو اس حکم کی تعمیل میں سوءِ ظن سے کسی کو حق وصیت سے محروم رکھنا خلاف منشاءِ الٰہی ہے۔ اگر کسی فرد کی نسبت ثابت ہو کہ وہ امین نہیں اور وصیت میں خیانت کرنا چاہتا ہے تو اس کا تدارک بھی قرآنِ حکیم میں بتایا جاچکا ہے کہ اس میں مناسب اصلاح کی جاسکتی ہے۔ ایک فرد کی غلطی سے تمام موصیوں کو محلِ احتمال وشبہ گردان کر اُن کے حق سے محروم کر دینا درست نہیں؛ یہ استدلال ہے امام موصوفؒ کا۔

فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مشارٌ الیہ ارشادِ نبویؐ کی تفصیل کے لئے کتاب الایمان باب ۴ روایت نمبر ۱۰، باب ۲۴ روایت نمبر ۳۴ دیکھئے۔

بَاب ۹: تَأْوِيْلُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ

اللہ تعالیٰ کے قول ''وصیت کی ادائیگی کے بعد جو اُس نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد'' کی تفسیر

(النساء:۱۲)

وَيُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء:۵۹)

اور بیان کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی اَدائیگی سے پہلے قرضہ اَدا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور اللہ عزوجل کا فرمانا: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو اُن کے سپرد کردو جو اُن کے اہل ہیں۔

فَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوْصِي الْعَبْدُ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ.

اس لئے امانت کا اَدا کرنا اپنی مرضی کی وصیت سے زیادہ ضروری ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ وہی ہے جس کو دے کر خود محتاج نہ ہو جائے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: غلام اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر وصیت نہ کرے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے۔

۲۷۵۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

۲۷۵۰: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ اَوزاعی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ

أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيْمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَّقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَأَبَى أَنْ يَّأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللهُ.

اطرافہ: ۱۴۷۲، ۳۱۴۳، ۶۴۴۱۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر میں نے مانگا تو آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا: حکیم! یہ مال (دیکھنے میں) خوشنما اور (مزے میں) شیریں ہے۔ جس کسی نے اِسے سیر چشمی سے لیا اُس کے لئے تو اس میں برکت دی جاتی ہے، اور جس نے جان جوکھوں میں ڈال کر اور للچا للچا کر لیا اُس کے لئے اِس میں کبھی برکت نہیں ڈالی جائے گی۔ اور وہ اُس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اور اونچا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ حضرت حکیمؓ کہتے تھے: میں نے کہا: یا رسول اللہ! اُسی ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں آپؐ کے بعد کسی سے بھی کوئی چیز نہیں لوں گا؛ یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ اور حضرت ابوبکرؓ حضرت حکیمؓ کو بلایا کرتے تھے کہ انہیں وظیفہ دیں تو وہ اِنکار کر دیتے تھے کہ اُن سے کچھ لیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی اُن کو بلایا کہ انہیں وظیفہ دیں۔ مگر انہوں نے اُس کے لینے سے اِنکار کر دیا۔ تو (حضرت عمرؓ نے) کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! دیکھو میں ان کے سامنے ان کا حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس غنیمت سے (ان کے حصے میں) مقرر کیا ہے مگر یہ اس کے لینے سے اِنکار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حکیمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہیں لیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ اللہ اُن پر رحم کرے۔

۲۷۵۱: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخْتِيَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَأَحْسِبُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيْهِ.

۲۷۵۱: بِشر بن محمد سختیانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ (انہوں نے کہا:) یونس نے ہمیں بتایا۔ زہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سالم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور جس چیز کی وہ نگہبانی کر رہا ہے، اُس کے متعلق اُس سے پوچھا جائے گا۔ اور اِمام بھی ایک نگہبان ہے۔ اُس سے بھی اُس کے ماتحت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں میں ایک نگہبان ہے اور اُس سے بھی اپنے خاندان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت بھی اپنے خاوند کے گھر میں نگہبان ہے اور اُس سے بھی اپنے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور خادم بھی اپنے آقا کے مال میں نگہبان ہے اور اُس کو بھی اُس کی اشیاء زیر نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (حضرت ابن عمرؓ) کہتے تھے: اور میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے۔

اطرافہ: ۸۹۳، ۲۴۰۹، ۲۵۵۴، ۲۵۵۸، ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، ۷۱۳۸۔

تشریح: مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ: یہ باب بظاہر مکرر معلوم ہوتا ہے مگر لفظ تاْوِیل سے محولہ بالا آیت کی تفسیر بتانا مقصود ہے۔ سابقہ باب میں صرف یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ آیا وارث کے لئے وصیت کسی حالت میں کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ قرض کی ادائیگی تو واجب ہے اور صدقہ وغیرہ سے متعلق وصیت طوعی ہے۔ آیت کریمہ میں غیر واجب طوعی حکم کیوں مقدم کیا گیا ہے۔ قرضہ ایک امانت ہے اور اس کی ادائیگی کے بارے میں آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (النساء: ۵۹) نص صریح ہے اور صدقات غیر واجب ہیں؛ جیسا کہ اس بارہ میں ارشادِ نبویؐ عنوانِ باب میں مذکور ہے: لَا صَدَقَةَ اِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى۔

یعنی ضروریات سے جو بچا رہے، اس سے صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ اس تعلق میں کتاب الزکاۃ باب ۱۸ بھی دیکھئے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیت مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ (النساء:۱۳) میں وصیت کا ذکر دَین (قرضہ) پر مقدم کیوں کیا گیا ہے؟ اس کا جواب چند حوالہ جات سے دیا گیا ہے۔ پہلے ان حوالوں کی وضاحت کی جاتی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوْصِي الْعَبْدُ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهِ: ابن ابی شیبہ☆ نے ان کا یہ قول موصولاً نقل کیا ہے کہ طہمان بن عباس کے دریافت کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ غلام آقا کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کرسکتا کیونکہ وہ مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتا۔ علامہ عینی کا خیال ہے کہ یہ استدلال اس صورت میں مکمل ہوسکتا ہے جب آقا کی طرف سے غلام تصرفات سے روکا گیا ہو۔ اگر اُس کی طرف سے غلام کو تصرف کا اختیار حاصل ہو تو وہ اُس کی اجازت کے بغیر بھی وصیت کرسکتا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۴۳) مگر یہ صورت بھی درحقیقت مالک ہی کی اجازت ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس جملہ کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ موصی ورثاء کی رضامندی اور اجازت سے وصیت کرے تا انہیں اپنی حق تلفی کئے جانے کی شکایت پیدا نہ ہو اور اُن کی موافقت سے فضا سازگار رہے۔ گویا اَلْعَبْد کے معنی ہیں انسان۔

اَلْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ: اس ارشادِ نبویؐ کے لئے کتاب العتق باب ۱۷ روایت نمبر۲۵۵۴ دیکھئے۔ اس حدیث میں آقا کے مال پر نگرانی کا حق آقا کے مالکانہ حق تصرف کے تحت ہے، مستقل حق نہیں۔ اس لئے دونوں حقوق میں تعارض نہیں۔ ایک حق دوسرے کو باطل نہیں کرتا۔ اگر صورتِ تعارض پیدا ہو تو مالک کا حق فوقیت رکھے گا۔ اسی طرح اگر وصیت صدقات جو طوعی حقوق میں سے ہے حق فرائض کو باطل کرنے والی ہو تو ایسی وصیت جائز نہیں ہوگی۔ قرضہ کا حق مقدم ہوگا۔ یہ استدلال اور مفہوم ہے ان حوالہ جات کا۔ چنانچہ یہی مفہوم و مقصود اِن الفاظ میں واضح کیا گیا ہے: فَاَدَآءُ الْاَمَانَةِ اَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ۔

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى: زیرِ باب دو روایتیں منقول ہیں۔ ایک میں حضرت حکیم بن حزامؓ کا واقعہ ہے۔ جس میں ارشادِ نبویؐ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى وارد ہوا ہے اور یہ استدلال کیا گیا ہے کہ صدقہ وصیت کا طالب بہ نسبت طالب قرضہ کے ادنیٰ ہے۔ اگر کسی مریض نے ایک تہائی میں سے صدقہ کی وصیت کی ہو اور اس کے ذمہ قرضہ واجب الادا ہو تو قرض کی ادائیگی ہر حال میں مقدم ہوگی۔ اس روایت کی مزید تشریح کے لئے کتاب الزکاۃ باب ۵۰ روایت ۱۴۷۲ دیکھئے۔

دوسری روایت کا تعلق غلام کی نگرانی کے حق سے ہے جو حق مالک کے مقابل میں ثانوی درجہ رکھتا ہے۔ غرض محض تقدیم و تاخیر سے ایک تہائی والا حقِ وصیت قرضے والے واجب الادا حق پر مقدم نہیں ہوجاتا۔

علم معانی و بیان میں تقدیم و تاخیر کی چھ وجوہ مذکور ہیں۔ اوّل: سلاستِ عبارت مثلاً فقرہ رَبِيْعَةٌ وَّمُضَر بوجہ سلاست رَبِيْعَة مقدم ہے مُضَر پر۔ بولنے میں لفظ رَبِيْعَة ہلکا ہے؛ یہ پہلے بولا جاتا ہے بحالیکہ تقدم و فضیلت اور بڑائی میں قبیلہ

☆ (مصنف ابن ابي شيبة، كتاب الوصايا، باب فى العبد يوصي، جزء۶ صفحہ۲۲۳)

مُضَر کو قبیلہ رَبِیعَة پر فوقیت ہے۔ مُضَر رَبِیعَة بولنے میں ثقیل ہے۔ رَبِیعَةٌ صرف علت کی وجہ سے آسانی سے بولا جاتا ہے اور اگر مضر پہلے ہو تو اضافت کا شبہ ہوتا ہے یعنی ربیعہ کی شاخ مضر۔ حالانکہ مضر کا قبیلہ اصل ہے اور ربیعہ اُس کی شاخ ہے۔ علاوہ ازیں اس ترکیب میں ثقالت کا دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ مضر کو پہلے پڑھنے میں اس کی راء ربیعہ کی راء میں مدغم ہو کر ثقل پیدا کرتی ہے۔ تقدیم و تاخیر کی دوسری وجہ زمانے کا تقدم و تأخر بھی ہوتا ہے جیسے عاد و ثمود۔ تیسری وجہ طبعی ترتیب کا تقاضا جیسے ثُلُثُ وَرُبُعُ۔ چوتھی وجہ مرتبہ ہے جیسے صلاة و صوم یا صلاة و زکاة۔ نماز فرض عام ہونے کے لحاظ سے اوّل درجہ پر ہے۔ زکوۃ مالی عبادت ہے جو خاص طبقہ پر فرض ہے۔ نماز بدنی عبادت ہے جس کا پنجوقتہ پڑھنا فرض ہے اور روزے سال میں ایک ماہ رکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت افضل ہے روزے سے۔ اس لئے وہ بیان میں مقدم کی جاتی ہے۔ پانچویں وجہ سبب کا مسبب سے مقدم ہونا ہے جیسے عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ چونکہ وہ عزیز ہے اس لئے حاکم ہے۔ چھٹی وجہ افضلیت درجہ جیسے فرمایا: مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ. (النساء:۷۰)

ادائیگی قرضہ چونکہ لازمی ہے اور وہ بہر حال ادا کرنا ہے اور قرض خواہ بذریعہ عدالت بھی وارث سے لے سکتا ہے۔ مگر وصیت کا تعلق حق مہر، صلہ رحمی اور صدقہ وغیرہ سے ہے اور وارث اس کی ادائیگی میں سہل انگاری سے کام لے سکتا ہے۔ اس لئے بغرض تاکید بیان احکام میں وصیت دَین (قرضے) پر مقدم رکھی گئی ہے کہ وارث کی لاپروائی سے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ امام ابن حجرؒ نے تقدیم کی ایک اور وجہ بھی بیان کی ہے کہ وصیت کا تعلق ہر شخص سے ہے مگر قرضداری کی حالت محدود ہے۔ اس لئے عام کو خاص پر بالطبع مقدم رکھا گیا ہے اور زین بن المنیر نے یہ توجیہہ بھی کی ہے کہ احکام تقسیم ورثہ کے بیان میں وصیت کا تعلق احکام ورثہ ہی سے ہے۔ اس لئے تسلسل بیان میں اس کا ذکر پہلے ہی ہونا چاہیئے تھا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۶۳)

بَاب ۱۰ : إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ الْأَقَارِبُ

اگر کسی نے اپنے رشتہ داروں کے لئے کچھ وقف کیا یا کوئی وصیت کی۔ اور رشتہ دار کون ہیں؟

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ اجْعَلْهُ لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ قَالَ

اور ثابت نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا: اپنے اِس باغ کو اپنے محتاج رشتہ داروں کیلئے رہنے دو تو انہوں نے حضرت حسانؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو دے دیا۔ اور (محمد بن عبداللہ) انصاری نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے

أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّي وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانٍ وَأُبَيٍّ مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ ابْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ ابْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيٌّ إِلَى سِتَّةِ آبَاءٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَّجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصَى لِقَرَابَتِهِ فَهُوَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ.

ہوئے ثابت کی طرح حدیث بتائی۔ انہوں نے یوں کہا: یہ جائیداد اپنے محتاج رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت انسؓ نے کہا: چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے وہ حضرت حسانؓ اور حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو دے دی اور یہ دونوں مجھ سے زیادہ حضرت ابوطلحہؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اور حضرت حسان اور حضرت اُبیّ کی رشتہ داری حضرت ابوطلحہؓ سے یوں تھی۔ حضرت ابوطلحہ کا شجرۂ نسب یہ ہے: زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔ (اور حضرت حسانؓ کا شجرۂ نسب یہ ہے) حسان بن ثابت بن منذر بن حرام۔ تو یہ دونوں حرام تک پہنچ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں، جو کہ پڑدادا ہے۔ اور حرام بن عمرو بن زید منات بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار، حضرت حسانؓ کو حضرت ابوطلحہؓ سے ملا دیتا ہے اور اُبیّ سے اُن کی چھٹی پشت یعنی عمرو بن مالک تک پہنچ کر ملا دیتا ہے۔ اور حضرت اُبیؓ کا شجرۂ نسب یہ ہے: اُبیّ بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔ عمرو بن مالک، حضرت حسانؓ اور حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت اُبیؓ کو ملا دیتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں (یعنی امام ابو یوسف): اگر کوئی اپنے رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے تو یہ وصیت اُن رشتہ داروں پر حاوی ہوگی جو آبائی طور پر مسلمان ہوں۔

۲۷۵۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ

۲۷۵۲: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت انس

سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا: میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم باغ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے رہنے دو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

اطرافہُ: ۱۴۶۱، ۲۳۱۸، ۲۷۵۸، ۲۷۶۹، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۵۶۱۱۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء: ۲۱۵) جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: جب یہ آیت اُتری: تم قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار اور متنبہ کرو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نام لے لے کر پکارنے لگے: اے بنی فہر! اے بنی عدی! اِس طرح قریش کے سارے خاندانوں کو آپؐ نے بلایا (اور پیغام دیا۔)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ.

اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: جب یہ آیت اُتری کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار اور متنبہ کرو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پکارا: اے قریش کے لوگو!

تشریح: اِذَا وَقَفَ اَوْ اَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ الْاَقَارِبُ: حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اقرباء میں سے ہر محرم رشتہ دار وصیت کا مستحق ہے۔ خواہ باپ کی طرف سے رشتہ دار ہو یا ماں کی طرف سے۔ امام طحاویؒ کے نزدیک قاعدہ اَلْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔ یہی مذہب امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اَلْأَقْرَبِيْنَ سے موصی کے وہ رشتہ دار مراد ہیں جو ایک باپ سے ہوں۔ امام شافعیؒ نے اس کی وضاحت میں یہ کہا ہے کہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، مرد ہوں یا عورت، محتاج ہوں یا غیر محتاج، محرم ہوں یا غیر محرم، وارث ہوں یا غیر وارث، دادا ہو یا دادی، پوتا ہو یا پوتی۔ اور اکثر فقہاء والدین اور اولاد کو مستثنیٰ کرتے ہیں کیونکہ اُن کے لئے الگ حصص مقرر ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے غیر مسلم کو مستثنیٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ اُس کے حق میں وصیت درست نہیں۔ اور امام مالکؒ نے محتاج رشتہ دار کو مقدم رکھا ہے۔

(عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۴۴-۴۵) (فتح الباری جزء ۵ صفحہ ۴۶۵)

فقہاء کا یہ وہ اختلاف ہے جس کے پیش نظر یہ باب قائم کیا گیا ہے۔ عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ وقف بھی ایک طرح کی وصیت ہی ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ اس میں اصل شے قائم رہتی ہے اور اس کی آمد وغیرہ سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ موصی جیسے غیر وارث کے لئے وصیت کرسکتا ہے، وقف بھی کرسکتا ہے۔ علامہ ماوردیؒ کے نزدیک جس کے لئے وقف کیا جاسکتا ہے اُس کے حق میں وصیت بھی ہوسکتی ہے۔ نابالغ ہو یا بالغ، عاقل ہو یا مجنون، حاضر ہو یا غیر حاضر؛ بشرطیکہ ایسے ورثاء نہ ہوں جن کے لئے حصص مقرر ہو چکے ہیں یا قاتل نہ ہو۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۶۵)

اِجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ قَرَابَتِکَ: عنوانِ باب میں حضرت انسؓ کی روایت کا جو حوالہ منقول ہے اس سے ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ امام مالکؒ کی رائے سے متفق ہیں کہ محتاج وصیت میں مقدم کئے جائیں۔ اس روایت کے لئے باب ۱۷ اور باب ۲۶ بھی دیکھئے۔ اس حوالہ میں محتاج رشتہ داروں کی صراحت ہے۔ ثابتؒ کی سند سے امام احمد بن حنبلؒ، امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے بھی حضرت انسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔☆ الانصاری سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ اور ثمامہ سے ابن عبداللہ بن انس مراد ہیں۔ الانصاری سے امام بخاریؒ نے بکثرت روایت کی ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۶۶)

وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانَ وَاُبَيِّ مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ ....یہ بیان حضرت امام بخاریؒ کا ہے۔ **وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَوْصٰى لِقَرَابَتِهِ** .... اس جملہ سے امام ابو یوسفؒ کے مذہب کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے اور امام محمد بن حسنؒ کے نزدیک وصیت اُسی رشتہ دار کے لئے ہوسکتی ہے جو باپ یا ماں کی طرف سے اسلام میں رشتہ قرابت رکھنے والے ہوں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۴۶)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ....: حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت کتاب الجنائز میں زیر باب ۹۸ مختصر اور کتاب المناقب باب ۱۳ روایات نمبر ۳۵۲۵، ۳۵۲۶ اور کتاب التفسیر (سورۃ الشعراء باب ۲) روایت نمبر ۴۷۷۰ میں مفصل منقول ہے۔ **وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ** .... اس روایت کے لئے اگلا باب (نمبر ۱۱) دیکھئے۔ دونوں حوالوں سے حلقہ رشتہ داری کی وسعت کی طرف اشارہ ہے اور ائمہ فقہاء کا ردّ مقصود ہے جو اَلْاَقْرَبِيْنَ کا مفہوم محدود کرتے ہیں۔

بَاب ۱۱: هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ

کیا عورتیں اور بچے بھی قریبیوں میں داخل ہیں؟

۲۷۵۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

۲۷۵۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زہری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا:

☆ (مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقة و الصدقة على الأقربين)
(نسائی، کتاب الأحباس، باب الأحباس كيف يكتب الحبس)
(ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی صلة الرحم) (مسند احمد بن حنبل، جزء۳ صفحہ ۲۸۵)

سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء: ۲۱۵) قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا. تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار اور متنبہ کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ، تم دنیا کو چھوڑ دو اور خدا کے دین کو قبول کرلو۔ (یاد رکھو) میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے عباس! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے صفیہ! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہو؛ میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے فاطمہ! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے تو میرے مال سے جو چاہے مانگ لے؛ میں اللہ کے حضور تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ (ابوالیمان کی طرح) اصبغ نے بھی یہی حدیث ابن وہب سے روایت کی۔ ابن وہب نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے یہی حدیث بیان کی۔

اطرافہ: ۳۵۲۷، ۴۷۷۱۔

تشریح: هَلْ يَدْخُلُ النِّسَآءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ: اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے عنوانِ باب استفتاء کی صورت میں ہے۔ لفظ اَلْوَلَد کا اطلاق بیٹے اور بیٹیوں اور لفظ اَلنِّسَآء صلبی اقرباء پر اطلاق پاتا ہے جیسے بیٹی اور بہن۔ اس امر پر تو فقہاء کو اتفاق ہے۔ اگر وقف اقرباء کے لئے مقصود ہو تو یہ سب اس کے حاصلات سے فائدہ اُٹھانے کے شرعاً مستحق ہیں۔ ماں کی شمولیت سے متعلق اختلاف ہے۔ بقول اشہب حضرت امام مالکؒ کے نزدیک

ماں صلبی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے اس میں شامل نہیں، لیکن ابن القاسم کے نزدیک ماں تو شامل ہے لیکن ماں کی بہنیں شامل نہیں۔ امام طحاویؒ نے اس اختلاف کے بارے میں پانچ اقوال نقل کر کے امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کو باقی اقوال پر ترجیح دی ہے کہ لفظ اَلْاَقْرَبِیْن سب رشتہ داروں پر حاوی ہے جو ماں یا باپ کی طرف سے ہوں، مسلم ہوں یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۴۷، ۴۸) اس تعلق میں گذشتہ باب کی تشریح بھی دیکھئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ میں مرد و عورت کے نزدیک کے سب رشتہ داروں کو شامل کیا ہے۔ والدین کو وصیت سے مستثنیٰ کرنے کے بارے میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ اُن کا شمار اہل میراث میں ہے۔ اسی لئے آیت اِنْ تَرَکَ خَیْرًا الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرۃ:۱۸۱) میں والدین کا الگ ذکر کر کے اَلْاَقْرَبِیْنَ کو اَلْوَالِدَیْنِ پر عطف کیا ہے اور ظاہر ہے کہ معطوف معطوف علیہ سے جدا ہوتا ہے۔

بَاب ۱۲ : هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ

کیا وقف کرنے والا اپنے وقف سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟

وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ. وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلَّهِ فَلَهُ أَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ بِهَا غَيْرُهُ وَإِنْ لَّمْ يَشْتَرِطْ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (وقف میں) یہ شرط لگائی کہ جو اُس کا متولی ہو اُس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس میں سے کھائے اور خود وقف کرنے والا اور اس کے سوا دوسرے بھی اس کے متولی ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح جس نے اللہ کے لئے قربانی کا اُونٹ یا کوئی چیز وقف کر دی تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے فائدہ اُٹھائے جیسا کہ اس سے دوسرا فائدہ اُٹھاتا ہے گو واقف نے ایسی شرط نہ بھی کی ہو۔

۲۷۵۴ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهَا

۲۷۵۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اُونٹ ہانکے لئے جا رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ تو اُس نے

بَدَنَةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ.

کہا: یارسول اللہ! یہ اُونٹ تو قربانی کا ہے۔آپؐ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: تجھ پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔ (راوی کو شک ہے کہ اِظہار ناراضگی کیلئے آنحضرت ﷺ نے لفظ وَیْلَکَ استعمال کیا یا وَیْحَکَ فرمایا۔)

اطرافہ: ١٦٩٠، ٦١٥٩۔

٢٧٥٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

۲۷۵۵: اسماعیل (بن ابی اُویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اُونٹ ہانکے لئے جا رہا تھا۔آپؐ نے فرمایا: اِس پر سوار ہو جاؤ۔ تو اُس نے کہا: یارسول اللہ! یہ اُونٹ تو قربانی کا ہے۔آپؐ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔ دوسری یا تیسری بار یہ فرمایا۔

اطرافہ: ١٦٨٩، ١٧٠٦، ٦١٦٠۔

تشریح: **هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ:** معنونہ مسئلہ کا جواب حضرت امام بخاریؒ نے روایات مندرجہ باب کی بناء پر اثبات میں دیا ہے۔ کیونکہ وقف کرنے والا خود بھی متولی ہوسکتا ہے اور نگرانی کرنے کے عوض میں اگر وہ حاجت مند ہو تو بوجہ حق تولیت وخدمت اپنے وقف سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ متولی وقف کے استفادہ کی نسبت تو تمام فقہاء کو اتفاق ہے مگر امام مالکؒ کے نزدیک اگر واقف ہی متولی ہو تو اُس کے لئے وقف سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں کہ اس جواز سے وقف کی غرض و غایت معدوم ہو جانے کا احتمال ہے اور ناجائز تصرف کا راستہ کھلتا ہے۔ بعض کے نزدیک اگر واقف بوقت وقف شرط کرلے کہ وہ نگرانی خود کرے گا اور وقف کی آمد سے نگرانی کے عوض فائدہ اُٹھائے گا تو یہ جائز ہوگا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۶۹-۴۷۰) عنوانِ باب میں حضرت عمرؓ کے وقف کا جو حوالہ دیا گیا ہے، اس کے لئے روایت نمبر ۲۷۶۴، ۲۷۷۲، ۲۷۷۷ دیکھئے۔

بَاب۱۳: إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ☆ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ

اگر کسی نے کوئی چیز وقف کی ہو اور☆ کسی دوسرے کے سپرد نہ کرے تو ایسا وقف جائز ہے

لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْقَفَ فَقَالَ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ إِنْ وَّلِيَهُ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَفْعَلُ فَقَسَمَهَا فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور کہا: جو وقف کا متولی ہو اُس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ بھی کھائے اور یہ تخصیص نہیں کی کہ حضرت عمرؓ خود متولی ہوں یا حضرت عمرؓ کے سوا کوئی اور۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا: میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اِس (باغ) کو اپنے قریبیوں میں ہی تقسیم کردو تو انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کئے دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں اُسے تقسیم کردیا۔

تشریح: اِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّدْفَعَهُ اِلٰى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ: عنوانِ باب کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وقف شدہ جائیداد موقوف لۂ کو سپرد نہ کی جائے اور واقف خود اُس کا متولی ہو تو کیا ایسا وقف جائز ہوگا؟ جمہور کے نزدیک تو یہ وقف درست ہے لیکن امام مالکؒ کے نزدیک وقف اسی صورت میں صحیح ہوگا جب قبضہ دوسرے کو دے دیا جائے۔ امام طحاویؒ نے قبضہ کے بغیر وقف کی صحت سے متعلق یہ دلیل دی ہے کہ وقف اور عتق دونوں اس لحاظ سے برابر ہیں کہ جائیداد اور غلام بندوں کے قبضہ سے نکل کر خدا تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح مجرد اعلان سے آزادی صحیح قرار پا جاتی ہے، اسی طرح وقف بھی صرف اعلان سے درست قرار پاتا ہے۔ اس میں قبضہ کی ضرورت نہیں۔ اس کے برخلاف ہبہ میں تملیک (قبضہ دینا) ضروری ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ وقف کی نگرانی کے لئے کسی ایسے متولی کا ہونا ضروری ہے جو اہل ہو۔ ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا۔ جمہور نے حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے عمل سے جواز کا استدلال کیا ہے کہ انہوں نے جائیدادیں وقف کیں اور خود ہی اُن کے متولی رہے؛ کسی دوسرے کو قبضہ نہیں دیا۔

(فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۷۰) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۰)

عنوانِ باب میں حضرت ابوطلحہؓ کی روایت کا جو حوالہ دیا گیا ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں: أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ. (دیکھئے باب۱۰، روایت نمبر۲۷۵۲) ان الفاظ سے بغیر قبضہ دیئے مجرد اعلان ہی سے وقف صحیح قرار پانے کا استدلال کیا گیا ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۷۱)

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ الفاظ فَلَمْ يَدْفَعْهُ إِلٰى غَيْرِهِ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۴۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ١٤ : إِذَا قَالَ دَارِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيُعْطِيهَا☆ لِلْأَقْرَبِينَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ

اگر کوئی یوں کہے میرا گھر اللہ کے لئے صدقہ ہے
اور یہ کھول کر نہ بتائے کہ محتاجوں کے لئے ہے یا اُن کے سوا اَوروں کے لئے تو یہ جائز ہے
اور اس (صدقہ) کو قریبیوں میں خرچ☆ کرے یا جہاں وہ چاہے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ حِينَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

کیونکہ جب حضرت ابوطلحہؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میری جائیدادوں میں سے سب سے پیارا مال مجھے بیرحاء ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے تو نبی ﷺ نے اُسے جائز رکھا۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ جائز نہیں جب تک کہ یہ کھول کر بیان نہ کرے کہ کس کے لئے ہے اور پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: **اِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَآءِ اَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَآئِزٌ:** اس باب کے عنوان میں معترضین کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ کے وقف سے جو استدلال کیا گیا ہے، وہ واضح نہیں۔ اس اعتراض کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۵۰-۵۱۔

اِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ.....: حضرت ابوطلحہؓ نے بیرحاء کا باغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اُن کے رشتہ داروں کے لئے وقف کیا اور آپؐ کی اجازت سے حضرت ابوطلحہؓ تقسیم کے متولی ہوئے۔ محتاج رشتہ داروں کا حصہ معین کیا۔ اس سے امام بخاریؒ کا استدلال واضح ہو جاتا ہے اور اس استدلال سے متعلق جو اعتراض کیا گیا ہے اس کا جواب ابن منیرؒ اور علامہ ابن حجرؒ نے یہ دیا ہے کہ مشارٌ الیہ جائیداد کے اصل واقف خود آنحضرت ﷺ تھے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۷۱) اس تعلق میں تشریح باب ۱۷ نیز کتاب الزکاۃ باب ۴۴ بھی دیکھئے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوْزُ......: اس سے امام شافعیؒ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے کہ وقف کا مصرف معین ہونا چاہیے لیکن اس کے خلاف بھی اُن کا قول مروی ہے کہ بغیر تعین اشخاص وقف جائز ہے کیونکہ تعین تو بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہی مذہب امام مالکؒ اور امامین رحمہم اللہ کا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۱)

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ "وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ" کے الفاظ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۰)

بَاب ۱۵: إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَّمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ

اگر کوئی یوں کہے کہ میری زمین یا میرا باغ میری ماں کی طرف سے اللہ کی خاطر صدقہ ہے تو یہ جائز ہے گو یہ کھول کر نہ بیان کرے کہ یہ کس کے لئے ہے؟

۲۷۵۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

۲۷۵۶: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد بن یزید نے ہمیں خبر دی کہ ابن جریج نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یعلی (بن مسلم) نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عکرمہ سے سنا۔ کہتے تھے: ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ اُس وقت اُن کے پاس موجود نہ تھے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور اس وقت میں اُن کے پاس نہ تھا۔ کیا اُن کو کوئی چیز نفع دے گی؛ اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کردوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ (سعدؓ نے) کہا: پھر میں آپؐ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔

اطرافهُ: ۲۷۶۲، ۲۷۷۰۔

تشریح: **اِذَا قَالَ اَرْضِي اَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّي فَهُوَ جَآئِزٌ:** یہ باب بھی سابقہ مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعودؓ ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ ۵ھ میں فوت ہوئیں۔ ان دِنوں آپؐ غزوہ دومۃ الجندل میں مشغول تھے اور حضرت سعدؓ بھی آپؐ کے ساتھ شریکِ غزوہ تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے لوٹے تو اُن کی قبر پر گئے اور نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت ابن عباسؓ اُن دنوں مکہ مکرمہ میں تھے اور کمسن تھے۔ اس لئے اُن کی روایت مرسل ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۷۲) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۱) کسی سے انہوں نے حضرت سعدؓ کا واقعہ سنا اور اُسے نقل کیا ہے۔ اس تعلق میں باب ۱۹ روایت نمبر ۲۷۶۱ مع شرح فتح الباری بھی دیکھئے۔

بَاب ١٦: إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ وَقَفَ {بَعْضَ مَالِهِ أَوْ[1]} بَعْضَ رَقِيقِهِ أَوْ دَوَابِّهِ فَهُوَ جَائِزٌ

اگر کوئی {اپنے مال میں سے کچھ حصہ یا[1]} اپنے غلام یا جانوروں میں سے کچھ حصہ صدقہ کردے یا وقف کردے تو یہ جائز ہے

٢٧٥٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ {[2]أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ} قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

۲۷۵۷: یحیٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا، (کہا) کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے مجھے بتایا کہ (اُن کے باپ) عبداللہ بن کعب نے کہا کہ میں نے حضرت کعب[2] بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے اپنی نافرمانی پر جو ندامت ہے، اُس کی وجہ سے میں اپنے سارے مال سے دستبردار ہوتا ہوں جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے لئے صدقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے مال میں سے کچھ اپنے لئے بھی رکھ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: پھر میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے۔

اطرافہ: ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٠٨٨، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ٣٩٥١، ٤٤١٨، ٤٦٧٣، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٧٨، ٦٢٥٥، ٦٦٩٠، ٧٢٢٥.

تشریح: إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ وَقَفَ بَعْضَ مَالِهِ أَوْ بَعْضَ رَقِيقِهِ أَوْ دَوَابِّهِ فَهُوَ جَائِزٌ: غیر منقولہ جائیداد کے صدقہ اور وقف کی نسبت تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ جائز ہیں۔ لیکن منقولہ جائیداد جیسے غلام اور سامان کے وقف کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اختلاف ہے۔ علامہ عینی نے وضاحت کی ہے کہ وہ سرے

---

[1] الفاظ "بَعْضَ مَالِهِ أَوْ" فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء۵ حاشیہ صفحہ۴۷۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] الفاظ "أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قُلْتُ" فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء۵ حاشیہ صفحہ۴۷۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

سے وقف منقولہ کے قائل نہیں۔اس لئے اس کی صحت یا عدم صحت کا ان کے نزدیک سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔مگر امامینؒ کے نزدیک وقف منقولہ مثل آلات کاشتکاری، جوتنے کے جانور، جائیداد اور غلام جو اس میں کارکن ہیں بطور تبعاً وقف کئے جاسکتے ہیں۔تبعاً سے ان کی مراد یہ ہے کہ زمین وقف کی ہے تو اس کے ساتھ مذکورہ بالا اشیاء منقولہ بھی وقف کی جاسکتی ہیں۔کیونکہ یہ چیزیں بطور لوازمِ کاشت ہیں۔(فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۷۳) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۲)

مسئلہ معنونہ کے تعلق میں یہ سوال ہے کہ کیا کوئی شخص ساری جائیداد صدقہ یا وقف کرسکتا ہے؟ فقہاء کی اکثریت جواز کے حق میں ہے؛ بشرطیکہ وقف کرنے والا صنعت وحرفت یا کسی ایسے ہنر سے واقف ہو جس سے صورت معاش کا انتظام ہوسکے۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۵۲)

بَاب ۱۷ : مَنْ تَصَدَّقَ إِلَى وَكِيْلِهِ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيْلُ إِلَيْهِ

جو صدقہ کرکے اپنے مختار کے سپرد کردے اور پھر وہ مختار اس کو واپس کردے (تو یہ جائز ہے)

۲۷۵۸ : وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ال عمران:۹۳) جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ قَالَ وَكَانَتْ حَدِيْقَةً كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۵۸: اور اسماعیل نے کہا: عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے مجھے بتایا کہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے۔(انہوں نے کہا:) میں یہی جانتا ہوں کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت انسؓ نے کہا: جب یہ آیت اُتری: تم کامل نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکو گے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔تو ابوطلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا۔یارسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: تم نیکی کو ہرگز نہیں پاسکو گے، جب تک تم ان چیزوں کو نہ خرچ کرو جن سے تم محبت رکھتے ہو۔اور میری جائیداد میں سے سب سے پیارا مال مجھے بیرحاء ہے۔حضرت انسؓ کہتے تھے: یہ ایک باغ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ جایا کرتے تھے اور وہاں سایہ میں بیٹھا کرتے اور پانی

يَدْخُلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَهِيَ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُوْ بِرَّهُ وَذُخْرَهُ فَضَعْهَا أَيْ رَسُوْلَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْ يَا أَبَا طَلْحَةَ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَتَصَدَّقَ بِهِ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى ذَوِي رَحِمِهِ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أُبَيٌّ وَحَسَّانُ قَالَ وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَقِيْلَ لَهُ تَبِيْعُ صَدَقَةَ أَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَا أَبِيْعُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِّنْ دَرَاهِمَ قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيْقَةُ فِي مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِي حُدَيْلَةَ الَّذِي بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ.

پیا کرتے۔ (حضرت ابوطلحہؓ نے کہا:) وہ باغ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایک نیکی ہوگی اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا۔ اس لئے اے اللہ کے رسول! اسے جہاں اللہ تعالیٰ آپؐ کو سمجھائے خرچ کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاباش ابوطلحہ! یہ مال فائدہ مند ہے۔ ہم نے اس کو تم سے قبول کیا اور تمہارے پاس ہی اس کو واپس کر دیا۔ پس اپنے قریبیوں کو دے دو۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنے رشتہ داروں کو وہ باغ بطور صدقہ کے دے دیا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ ان میں سے اُبیؓ اور حسانؓ (بن ثابت) بھی تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ حسانؓ نے اپنا حصہ معاویہؓ کے پاس بیچ دیا تو ان سے کہا گیا: کیا تم ابوطلحہؓ کا صدقہ بیچتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: (یہ ایسا نفع مند سودا ہے) کیا میں کھجور کے ایک صاع کو درہموں کے ایک صاع کے بدلے نہ بیچوں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: اور وہ باغ بنی حُدَیلہ کے محل کے پاس تھا؛ جسے معاویہؓ نے بنایا تھا۔

اطرافہُ: ۱۴۶۱، ۲۳۱۸، ۲۷۵۲، ۲۷۶۹، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۵۶۱۱۔

تشریح: مَنْ تَصَدَّقَ اِلَى وَكِيْلِهِ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيْلُ اِلَيْهِ: باب ۱۳ میں بھی اپنے مذکور الصدر استدلال سے متعلق اعتراض دُہرا کر اس کا جواب علیحدہ عنوان سے واضح کیا گیا ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے آنحضرت ﷺ کو باغ پیش کیا تھا؛ جسے آپؐ نے قبول کیا اور پھر انہی کو اس کا متولی بنا دیا۔ اس تعلق میں فقہاء کے درمیان کوئی قبل ذکر اختلاف نہیں۔ البتہ بعض نے صدقہ اور وقف سے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ان کی بیع جائز نہیں۔ علامہ عینیؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ بیرحاء کا باغ بطور صدقہ تھا اور صدقہ میں تملیک کی صورت ہے۔ اس لئے جس شخص کو دیا گیا تھا۔ وہ اس کے مالکانہ تصرف میں آزاد ہے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنا حصہ ایک لاکھ درہم پر

معاویہؓ کے ہاتھ فروخت کیا اور مذکورہ بالا روایت ہی میں ہے کہ جب ان پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مبادلہ کی صورت ہے۔ قصر بنی حُدَیلہ سے ملحق ہی بیرحاء باغ تھا جس کی وجہ سے معاویہؓ نے وہ باغ خرید لیا تھا۔
(فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۷۵) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۵۳)

بَاب۱۸: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ (النساء: ۹)

اللہ عزوجل کا فرمانا: جب تقسیم کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مسکین آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو

۲۷۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللهِ مَا نُسِخَتْ وَلَكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالِيَانِ وَالٍ يَّرِثُ وَذَاكَ الَّذِي يَرْزُقُ وَوَالٍ لَّا يَرِثُ فَذَاكَ الَّذِي يَقُوْلُ بِالْمَعْرُوْفِ يَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ.

۲۷۵۹: محمد بن فضل ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر (جعفر) سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت (یعنی وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ) منسوخ ہے۔ نہیں اللہ کی قسم! یہ منسوخ نہیں۔ لیکن یہ ان باتوں میں سے ہے جن پر عمل کرنے میں لوگوں نے سُستی کی ہے۔ ترکہ کے نگران دو ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ورثہ پاتا ہے اور وہی دیتا ہے اور ایک دوسرا وہ جو ورثہ نہیں پاتا اور معروف مناسب بات کہتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے: میں تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا کہ تم کو دوں۔

طرفہ: ٤٥٧٦۔

تشریح: وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ: محولہ بالا آیت سے متعلق یہ خیال تھا کہ یہ آیت میراث نازل ہونے کے بعد منسوخ ہے۔ اس خیال کو حضرت ابن عباسؓ نے ردّ کیا ہے۔ پوری آیت یہ ہے: وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (النساء: ۹) اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت (دوسرے غیر وارث) قرابت دار، یتیم اور مسکین (بھی) آجائیں تو اس میں سے کچھ انہیں بھی دے دو۔ اور (اگر نہ دے سکو تو) ان سے بھلی بات کہو۔ یہ آیت

آیتِ میراث کے معاً بعد ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے لطیف جواب دیا ہے کہ رشتہ دار دو قسم کے ہیں۔ایک وارث اور دوسرے غیر وارث۔ جو لوگ غیر وارث رشتہ داروں اور مسکینوں سے نیک سلوک کرنے میں غافل ہیں۔انہیں اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے۔اس لئے یہ نہ ناسخ ہے نہ منسوخ بلکہ محکم اور قائم ہے۔

بَاب ۱۹: مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءُ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ

ناگہاں فوت ہونے والے کی طرف سے خیرات کرنا مستحب ہے اور میت کی طرف سے نذریں پوری کرنا

۲۷۶۰: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا.

طرفہ: ۱۳۸۸۔

۲۷۶۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے کہا کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی۔کیا میں اس کی طرف سے صدقہ دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے صدقہ دے دو۔

۲۷۶۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَقَالَ اقْضِهِ عَنْهَا.

اطرافہ: ۶۶۹۸، ۶۹۵۹۔

۲۷۶۱: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔کہنے لگے کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک نذر ہے۔آپؐ نے فرمایا: اس کی طرف سے تم ادا کردو۔

تشریح: **مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ:** باب۱۵(روایت نمبر۲۷۵۶) میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کے فوت ہونے کا واقعہ ابھی گذر چکا ہے۔اس باب میں اسی سے مسئلہ معنونہ اخذ کیا گیا ہے۔ **اُفْتُلِتَتْ** کے معنی ہیں اچانک وفات پا گئی ہے۔روایت نمبر۲۷۶۰ میں فتویٰ پوچھنے والے کا نام نہیں۔لیکن روایت نمبر۲۷۵۶، ۲۷۶۱ میں صراحت ہے اور دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ دوسری روایت (نمبر۲۷۶۱) میں نذر کا بھی ذکر ہے۔دونوں روایتیں مل کر مضمون مکمل کرتی ہیں۔(فتح الباری جزء۵صفحہ۴۷۶) اس تعلق میں کتاب الجنائز باب۹۵روایت نمبر۱۳۸۸ کی تشریح بھی دیکھئے۔

ایک روایت میں حضرت سعدؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں: **أَفَيُجْزِئُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا.** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ**[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ نے غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔مؤطا کی روایت میں ہے کہ بوقت وفات ان سے کہا گیا کہ اپنی نذر پوری کریں تو انہوں نے کہا: **اَلْمَالُ مَالُ سَعْدٍ.** مال تو سعد کا ہے۔ مَیں کیسے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہوں۔اس سے بعض نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت سعدؓ نے علم ہونے پر اپنی والدہ کی نذر پوری کی[2] مگر الفاظ **لَوْ تَكَلَّمَتْ** سے ظاہر ہے کہ انہیں اچانک موت کی وجہ سے بولنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ عنوانِ باب میں یہی بات نمایاں کر کے اس روایت کی خامی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے جو مؤطا میں ہے۔

اس تعلق میں میت کے روزے کی نذر پوری کرنے کے ضمن میں کتاب الصوم باب۴۲ دیکھئے۔

بَاب ۲۰ : اَلْإِشْهَادُ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ

وقف کرنے اور صدقہ کرنے کے وقت گواہ ٹھہرانا

۲۷۶۲ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أُمِّي

۲۷۶۲: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا: یعلی بن مسلم نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کے غلام عکرمہ سے سنا۔ کہتے تھے: ہمیں حضرت ابن عباسؓ نے خبر دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو بنی ساعدہ میں سے تھے؛ ان کی والدہ فوت ہو گئیں اور اس وقت وہ موجود نہ تھے تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔انہوں نے کہا: یارسول اللہ!

---

[1] (سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت)
[2] (مؤطا مالک، کتاب الأقضیة، باب صدقة الحي عن المیت)

تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور میں اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھا۔ تو کیا میرا ان کی طرف سے کچھ صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) پھر میں آپؐ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میرا باغ مخراف ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

اطرافه: ۲۷۵٦، ۲۷۷۰۔

تشریح: **اَلْإِشْهَادُ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ:** وقف بھی ایک قسم کا صدقہ ہے، اسی لئے باب میں ان دونوں کو اکٹھا بیان کیا ہے۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ وقف سے متعلق صرف اعلان ہی کافی ہے۔ تحریر اور شہادت وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے قول اُشْهِدُکَ میں اِشْهَاد بمعنی اعلام لیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے باقاعدہ شہادت مراد نہیں۔ مہلبؒ نے وقف میں شہادت ضروری سمجھی ہے اور اس کے لئے آیت وَأَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ (البقرة:۲۸۳) سے استدلال کیا ہے کہ بیع میں عوض معاوضہ ہوتا ہے۔ پس جب معاملاتِ بیع میں جو مبادلہ کی صورت ہے شہادت ضروری قرار دی گئی ہے تو وقف میں بدرجہ اولیٰ ضروری ہونی چاہیے کیونکہ اس میں سوائے ثواب کے اور کوئی معاوضہ نہیں ہوتا اور وقف سے پھر جانے کا بھی احتمال ہوسکتا ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۷۸)

بَاب ۲۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تم یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک مال کے بدلہ میں ناپاک مال نہ لو

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:۳-۴)

اور ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر نہ کھاؤ۔ یہ یقیناً بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو جو عورت تمہیں پسند ہو تم اس سے نکاح کرلو۔ (یعنی غیر یتیم عورتوں میں سے)

۲۷۶۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا

۲۷۶۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، انہوں نے کہا کہ عروہ بن زُبیر بیان کرتے تھے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا

تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِّكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ (النساء: ۱۲۸) قَالَتْ فَبَيَّنَ اللهُ فِي هَذِهِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوْهَا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَالْتَمَسُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَّنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا: اس سے مراد ایسی یتیم لڑکی ہے جو اپنے سرپرست کی پرورش میں ہو اور وہ اس کی خوبصورتی اور مال کی وجہ سے خواہش رکھتا ہو کہ اس سے شادی کرلے، اس مہر سے کم دے کر جو عام طور پر اس جیسی عورتوں کو دینے کا رواج ہے۔ اس لئے انہیں ایسی یتیم لڑکیوں کو اپنے نکاح میں لانے سے روک دیا گیا؛ سوائے اس کے کہ وہ پورا مہر دے کر ان کے ساتھ انصاف سے پیش آئیں اور انہیں ان یتیم لڑکیوں کے سوا اَور عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد اس بارے میں فتویٰ طلب کیا تو اللہ عزوجل نے یہ وحی نازل کی وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ یعنی یہ لوگ تجھ سے (ایک سے زیادہ) عورتوں (کے ساتھ نکاح) کی نسبت فتویٰ دریافت کرتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ اللہ تم کو ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ کھول کر بیان کر دیا ہے کہ یتیم لڑکی اگر خوبصورت اور مالدار ہو تو وہ اس کے نکاح کی خواہش کرتے ہیں اور جو رواج اس کو دینے کا ہے اس کے مطابق اس کو پورا مہر نہیں دیتے اور اگر مال کی کمی اور خوبصورتی کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اس کی خواہش نہ ہو تو اس کو چھوڑتے اور دوسری عورت کی تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چونکہ لوگ ایسی یتیم لڑکی کو جبکہ وہ ان کو ناپسند ہوتی ہے چھوڑ

فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا.

دیتے ہیں اس لئے ان کا حق نہیں کہ وہ یتیم لڑکی جو انہیں پسندیدۂ خاطر ہو، اس سے نکاح کریں سوائے اس کے کہ انصافاً جو زیادہ سے زیادہ مہر دے سکتے ہوں اس کو دے دیں اور جو اس کے حقوق ہیں وہ بھی اسے دیں۔

اطرافہ: ۲٤۹٤، ٤٥۷۳، ٤٥۷٤، ٤٦۰۰، ٥۰٦٤، ٥۰۹۲، ٥۰۹۸، ٥۱۲۸، ٥۱۳۱، ٥۱٤۰، ٦۹٦٥۔

تشریح: وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ.....: مذکورہ بالا دو آیتوں کی تشریح میں چار باب باندھے گئے ہیں۔ان آیات کی تشریح بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کتاب الشرکۃ باب ۷ روایت نمبر ۲۴۹۴ میں بھی گذر چکی ہے۔روایت میں مذکورہ دوسری آیت یہ ہے: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ لا وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (النساء: ۱۲۸) لوگ تجھ سے ایک سے زیادہ عورتوں کے متعلق احکام دریافت کرتے ہیں۔تو ان سے کہہ کہ اللہ تمہیں ان کے متعلق اجازت دیتا ہے اور جو حکم اس کتاب میں دوسری جگہ تمہیں پڑھ کر سنایا گیا ہے، وہ ان یتیم عورتوں کے متعلق ہے جنہیں تم ان کے مقررہ حق ادا نہیں کرتے۔مگر ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔باب میں دونوں آیتیں جمع کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کا موضوع ایک ہی ہے۔اس ضمن میں مزید کتاب التفسیر، سورۃ النساء دیکھئے۔

بَاب ۲۲: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یتیموں کی آزمائش کرتے رہو اس وقت تک کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ط وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ج وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۞ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ص وَلِلنِّسَآءِ

پھر اگر تم ان میں سمجھ کے آثار دیکھو تو ان کے مال انہیں واپس دے دو اور ان کے جوان ہو جانے کے خوف سے ان کے مالوں کو ناجائز طور پر اور جلدی جلدی نہ کھاؤ اور جو کوئی مالدار ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس مال کے استعمال سے کلی طور پر اجتناب کرے۔لیکن جو نادار ہو وہ مناسب طور پر اس مال میں سے کھائے۔پھر جب تم انہیں ان کے مال واپس دو تو یتامیٰ کے روبرو گواہ مقرر کر لو اور اللہ حساب لینے کے لحاظ سے اکیلا کافی ہے اور مَردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی اس مال میں سے جو

نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا (النساء:۷-۸) حَسِيْبًا يَعْنِي كَافِيًا.

ان کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں ایک حصہ ہے؛ خواہ اس ترکہ میں سے تھوڑا ہی ہو یا بہت۔ یہ ایک معین حصہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ حَسِيْبًا کے معنی ہیں کافی۔

تشریح: فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ: یتامیٰ کے متولی کی حیثیت بھی اوقاف کے متولی کی سی ہے۔ دونوں کے لئے جائز ہے کہ اگر ان کے گذارہ کی صورت نہ ہو اور وہ حاجت مند ہوں تو اپنی نگرانی کی خدمت کا حق آمد سے بقدرِ کفایت لے سکتے ہیں۔ محولہ بالا آیت میں لفظ حَسِيْبًا کے معنی كَافِيًا کر کے جہاں کم از کم مقدار کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں سابقہ مسئلہ (مذکورہ باب ۲۰) شہادتِ وقف کے بارے میں بھی یہ آیت بطور تائید پیش کی گئی ہے اس میں فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ کا ارشاد وارد ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی لین دین کا ہی معاملہ ہے اور یتامیٰ کے اموال میں تولیت اور ان سے متعلقہ آمد و خرچ کا حساب رکھنے ہی سے مطلوبہ شہادت صحیح قرار پا سکتی ہے۔ محض یہ مراد نہیں کہ یونہی یتیم کی جائیداد اس کے حوالے کر کے گواہ ٹھہرائے جائیں۔ اس نکتہ کی طرف توجہ منعطف کرانے کے لئے آئندہ باب کے عنوان میں یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں: وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ۔ لفظ حَسِيْبًا سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے باب اور آیت کا موضوع واضح کیا گیا ہے کہ عابد کو اپنے معبود کی صفات سے متصف ہونا چاہیے۔

بَاب: وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ

اس حکم کا ذکر کہ یتیم کے مال میں وصی (تجارت اور) محنت کر سکتا ہے
اور اپنی محنت کے موافق اس میں سے کھا سکتا ہے

۲۷۶۴: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيْدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَّهُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۶۴: ہارون بن اشعث نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں ابوسعید نے جو بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے، بتایا۔ (انہوں نے کہا:) ہمیں صخر بن جویریہ نے نافع سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنی ایک جائیداد صدقہ میں دے دی

وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيْسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ فَصَدَقَتُهُ تِلْكَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ.

جسے ثمغ کہتے تھے اور وہ کھجور کا باغ تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میں نے ایک مال حاصل کیا ہے وہ میرے نزدیک بہت عمدہ ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو صدقہ میں دے دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اصل مال کو اس شرط پر صدقہ میں دے دو کہ وہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے نہ ورثہ میں دیا جائے بلکہ اس کے پھل کو خرچ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے صدقہ میں دے دیا اور ان کا صدقہ اللہ کی راہ میں، غلاموں کے آزاد کرنے میں اور مسکینوں، مہمانوں، مسافروں اور رشتہ داروں کے لئے وقف تھا اور جو اس کا نگران ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس میں مناسب طور پر دستور کے مطابق خود کھائے یا اپنے دوست کو کھلائے۔ مگر یہ نہ ہو کہ اپنے لئے اس میں سے مال جمع کرے۔

اطرافه: ۲۳۱۳، ۲۷۳۷، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۷۔

۲۷٦٥ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ (النساء:۷) قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيْمِ أَنْ يُّصِيْبَ مِنْ مَّالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۲۷۶۵: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ (عروہ) سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی تھیں کہ یہ آیت وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا ....یعنی جو حاجت مند نہ ہو، اسے چاہیے کہ وہ (اس مال کے استعمال سے) کلی طور پر اجتناب کرے لیکن جو نادار ہو وہ مناسب طور پر (اس مال میں سے) کھائے؛ یتیم کے متولی کے بارے میں نازل ہوئی کہ اگر وہ حاجت مند ہو تو اس کے مال سے بقدرِ حاجت مناسب طور پر اندازہ کر کے لے لے۔

اطرافه: ۲۲۱۲، ٤٥٧٥۔

تشریح: وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ: فقہاء نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ یتیم کا نگران یا وقف کا متولی کس حد تک تولیت یا وقف کے اموال سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟ بعض کے نزدیک بقدرِ قوت لا یموت اور بعض کے نزدیک عام دستور کے مطابق فائدہ اُٹھانے کی اسے اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ فی الواقع محتاج ہو اور اس کے گذارہ کی کوئی اور صورت نہ ہو اور جب اس کی مالی حالت اچھی ہو تو وہ واپس کرے۔ اس ضمن میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: أَنْزَلْتُ نَفْسِي مِنْ مَّالِ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةِ وَالِي الْيَتِيمِ فَإِنِ اسْتَغْنَيْتُ اسْتَعْفَفْتُ وَإِنِ افْتَقَرْتُ أَكَلْتُ بِالْمَعْرُوفِ وَإِذَا أَيْسَرْتُ قَضَيْتُ☆ یعنی اموالِ زکوٰۃ کی نگرانی میں میری حیثیت یتیم کے متولی کی سی ہے۔ غنی ہونے کی حالت میں مَیں کچھ نہیں لیتا اور بحالتِ محتاجی بقدرِ ضرورت لیتا ہوں اور کشائش ہونے پر ادا کر دیتا ہوں۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک واپس کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تنگدستی کی حالت میں متولی نے اپنی خدمت کی اُجرت لی ہے۔ جس کی شرعاً اجازت دی گئی ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الوصایا شرح باب۲۲، جزء۱۴ صفحہ۵۸، ۵۹) اور یہی مذہب صحیح اور باب کا اصل موضوع ہے۔ اموالِ اوقاف کا بھی اسی پر قیاس کر لیا گیا ہے۔

بَاب ۲۳: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا

(النساء: ۱۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں
وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور وہ ضرور بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے

۲۷۶۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ

۲۷۶۶: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ سلیمان بن بلال نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید مدنی سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سات برباد کرنے والے گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہؓ نے عرض

☆ (سنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب البيوع، باب من قال يقضيه إذا أيسر، جزء۶ صفحہ۴)
(معرفة السنن والآثار، كتاب قسم الفيء والغنيمة، باب رزق الوالي، جزء۱۱ صفحہ۱۱۵)

بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

کی: یارسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: شرک باللہ اور جادو اور اس جان کو ناحق مارنا جس کے مارنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود اور یتیم کا مال کھانا اور (کافروں سے) مقابلہ کے دن بھاگنا اور ان پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا جو مومن ہیں اور جنہیں کسی بات کا پتہ نہیں۔

اطرافہ: ۵۷٦٤، ٦۸۵۷۔

تشریح: **الَّذِیْنَ یَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا:** معنونہ آیت انہیں آیات کے تسلسل میں ہے جن کا حوالہ سابقہ ابواب میں دیا گیا ہے۔ آیت محولہ بالا بلحاظِ انذار نہایت شدید ہے اور آگ کھانے کا مفہوم اَلْمُوْبِقَات سے بیان کیا گیا ہے کہ یتیموں کا مال کھانا تباہی کا موجب ہوگا۔ آخرت میں اعمال پر ثواب و عقاب تمثلات کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے اسلامی اصول کی فلاسفی- روحانی خزائن جلد۱۰ صفحہ۴۱۲ تا ۴۱۳، ۴۲۲ تا ۴۲۵ نیز سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۱۵۱ تا ۱٦۱۔

اس دنیا میں بھی ظلم اپنا انجام ہلاکت خیز صورت میں دکھاتا ہے۔ جو قوم یتیموں کی پرورش نظرانداز کرتی ہے اور اپنے افراد کو جو ان کے اموال میں بے جا تصرف کرتے ہیں نہیں روکتی اور اصلاحِ حال نہیں کرتی؛ آخر وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

بَاب ۲۴: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ

(اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ: ۲۲۱)

اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ مفسد کو بھی جانتا ہے اور مصلح کو بھی اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشکلات میں ڈال دیتا۔ یقیناً اللہ عزیز اور حکیم ہے۔

لَأَعْنَتَكُمْ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ عَلَيْكُمْ وَعَنَتْ خَضَعَتْ.

لَأَعْنَتَكُمْ کے معنی ہیں تم کو تنگی میں ڈال دیتا اور عَنَتَ کے معنی ہیں جھک گیا۔

۲۷٦۷: وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ

۲۷٦۷: (امام بخاریؒ کہتے ہیں:) اور سلیمان بن حرب نے ہمیں کہا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب

نَّافِعٍ قَالَ مَا رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلَى أَحَدٍ وَصِيَّتَهُ وَكَانَ ابْنُ سِيرِيْنَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ فِي مَالِ الْيَتِيْمِ أَنْ يَّجْتَمِعَ إِلَيْهِ نُصَحَاؤُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ فَيَنْظُرُوْا الَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَكَانَ طَاوُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْيَتَامَى قَرَأَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَقَالَ عَطَاءٌ فِي يَتَامَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ يُنْفِقُ الْوَلِيُّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حِصَّتِهِ.

سے، ایوب نے نافع سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ نے کسی کا وصی بننے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ اور (محمد) بن سیرین (تابعی) کو تمام باتوں میں سے یہ بات زیادہ پسند تھی کہ یتیم کے مال کا بندوبست کرنے کیلئے ان کے پاس اس کے خیر خواہ اور اس کے متولی اکٹھے ہوں اور اکٹھے ہو کر اس بات پر غور کریں جو اس کیلئے بہتر ہو۔ اور طاؤس (بن کیسان تابعی) سے جب یتیموں سے معاملہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہ آیت پڑھا کرتے کہ اللہ مفسد کو بھی جانتا ہے اور مصلح کو بھی۔ اور عطاء (بن ابی رباح) نے چھوٹے بڑے یتیموں کے بارے میں کہا کہ متولی ہر ایک انسان پر اس کے حصہ میں سے اندازے کے مطابق خرچ کرے۔

تشریح: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ: یتامیٰ کے حقوق دو طریق سے ضائع ہوا کرتے تھے۔ ایک ورثہ کے قدیم دستور سے کہ جس میں صرف ان مردوں کو ورثہ ملتا تھا جو جنگ اور مالِ غنیمت حاصل کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔ اس طریق سے اولاد کا کثیر حصہ محروم رہ جاتا تھا۔ دوسرا طریق سرپرست کے ناجائز فائدہ اُٹھانے سے جس کا ذکر باب ۲۱ تا ۲۳ میں محولہ آیات (سورۃ النساء: ۳ تا ۱۱، ۱۲۸) میں ابھی گذر چکا ہے۔ اس باب میں یتامیٰ کی پرورش کی مثبت صورت واضح کی گئی ہے کہ انہیں صالح اور مفید وجود بنایا جائے اور خاندان کا حصہ سمجھ کر ان سے وہی سلوک کیا جائے جو اپنی اولاد اور بھائیوں سے کیا جاتا ہے۔

لَأَعْنَتَكُمْ: عَنِتَ کے معنی ہوتے ہیں۔ لَقِيَ الشِّدَّةَ أَوْ وُقِعَ فِي أَمْرٍ شَاقٍّ. سختی جھیلی یا مشکل امر میں پڑ گیا۔ اس سے فعل متعدی أَفْعَلَ کے وزن پر أَعْنَتَ آتا ہے۔ جس کے معنی ہوں گے مشقت میں ڈال دیا اور مراد یہ ہے کہ یتامی سے متعلق ایسے احکام جاری کر دیئے جاتے کہ ان کی تعمیل میں مشکلات کا سامنا ہوتا۔ اَلْعَنَتُ کے معنی ہیں فساد، گناہ، ہلاکت، خطاء، غلطی اور ارتکابِ زنا۔ اور عَنَتْ کے معنی ہیں ذَلَّتْ وَخَضَعَتْ۔ اس کا اصل عَنَا يَعْنُو ہے اور عَنَتْ میں ''تاء'' فعل مؤنث کے لئے ہے۔ لیکن عَنِتَ میں ''تاء'' اصل لفظ کا حصہ ہے۔ عَنَا يَعْنُو کے معنی ہوتے ہیں خَضَعَ وہ جھک گیا اور اس نے تواضع اور عاجزی کا اظہار کیا۔ (دیکھئے اقرب الموارد - عنت، عنو) حضرت امام بخاریؒ نے لَأَعْنَتَكُمْ کی لغوی تشریح لَأَحْرَجَكُمْ کے الفاظ سے کی ہے۔ اس کے بعد عَنَتْ کا لفظ رکھ کر اس کی تشریح خَضَعَتْ سے کی ہے۔ یہ تفسیر

بعض شارحین کے نزدیک واضح نہیں۔ کیونکہ ان دونوں لفظوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ ہر ایک کا اشتقاق جدا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ۶۴-۶۵) امام ابن حجرؒ کے نزدیک ان کی یہ تشریح لفظی مشابہت کی وجہ سے ضمنی ہے اور آیت وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ (طٰهٰ: ۱۱۲) کی طرف اشارہ ہے۔ (فتح الباری جزء۵صفحہ۴۸۲) مگر قارئین حضرات بار بار ملاحظہ کر چکے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ بلاوجہ لغوی تشریح نہیں کرتے بلکہ ان کے بیان میں خاص حکمت ہوتی ہے۔ درحقیقت عَنَتُ کا لفظ بطور تشریح استعمال کرنے سے ان کا مقصد ارشاد باری تعالیٰ وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُم (البقرة:۲۲۱) کے مفہوم کی طرف توجہ دلانا ہے کہ یتامیٰ کی بود و باش ذلت والی نہ ہو۔ بلکہ اخوت و مساوات والی ہو اور اسی وجہ سے عنوانِ باب میں حوالے دیے گئے ہیں کہ یتامیٰ کا وصی مقرر کرنے کا طریق ان کی نگرانی، تربیت اور خیر خواہی کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ پہلا حوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے متعلق ہے کہ وہ بخوشی یتیم کا وصی بننا قبول کرتے تھے اور انہوں نے کبھی اس بارے میں کسی کی درخواست ردّ نہیں کی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ.☆... یعنی میں اور یتیم کا ولی جنت میں اس طرح ہوں گے اور دو انگلیاں اکٹھی کر کے اس کا اظہار فرمایا۔ دوسرا حوالہ ابن سیرینؒ کا ہے جو اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ تیسرا حوالہ طاؤس بن کیسان تابعی کا ہے۔ اس میں بحوالہ آیت یہی صراحت ہے کہ یتامیٰ کی اچھی تربیت مدنظر رہے۔ چوتھا حوالہ عطاء بن ابی رباح کے قول کا ہے جس کا تعلق نفقات کی عادلانہ تقسیم و نگرانی سے ہے کیونکہ انفاق میں انصاف ملحوظ نہ رکھنے سے بھی ذلت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اَخلاق بگڑتے ہیں۔ غرض یہ چاروں حوالے جہاں معنونہ آیت کی پوری تشریح کرتے ہیں۔ وہاں مشارٌ الیہ لغوی تشریح کے موقع و محل کو بھی واضح کرتے ہیں۔

بَاب ۲۵: اِسْتِخْدَامُ الْيَتِيْمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَهُ وَنَظَرُ الْأُمِّ اَوْ زَوْجِهَا لِلْيَتِيْمِ

یتیم سے سفر اور حضر میں خدمت لینا جبکہ یہ اس کے لئے بھلائی کا موجب ہو اور ماں یا اس کے خاوند (سوتیلے باپ) کا یتیم کی دیکھ بھال کرنا

۲۷۶۸: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ

۲۷۶۸: یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ (اسماعیل) بن علیہ نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) عبدالعزیز (بن صہیب) نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

☆ (بخاری، کتاب الأدب، باب فضل من یعول یتیما، روایت نمبر ۶۰۰۵)

فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا.

آئے۔آپؐ کا کوئی خادم نہ تھا۔حضرت ابوطلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! انس سمجھدار لڑکا ہے۔ یہ آپؐ کی خدمت کرے گا۔حضرت انسؓ کہتے تھے: چنانچہ میں نے سفر میں بھی آپؐ کی خدمت کی اور حضر میں بھی۔ جو کام بھی میں کرتا آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور جو کام میں نے نہ کیا ہو، اس کی نسبت آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے کہ تم نے اس کو اس طرح کیوں نہیں کیا۔

اطرافہ: ۶۰۳۸، ۶۹۱۱۔

تشریح: **اسْتِخْدَامُ الْيَتِيْمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ:** عام طور پر یتیموں سے گھر کا کام کاج لیا جاتا ہے اوران سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے جس سے وہ غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔اس کے ساتھ ان کے اَخلاق بھی پست ہو جاتے ہیں۔اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے کہ آپؐ نے حضرت انسؓ سے جو کمسن تھے کیا سلوک فرمایا اور آپؐ کی اعلیٰ تربیت سے جو برکتیں انہیں حاصل ہوئیں وہ تاریخ اسلامی کا سنہری باب ہیں۔

کتاب الجہاد باب ۷۴ میں ذکر ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کے لئے جانے لگے تو حضرت ابوطلحہؓ حضرت انسؓ کو ساتھ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ لڑکا سفر میں حضور کی خدمت کرے گا اور بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت انسؓ کی والدہ ان کو آپؐ کے پاس لائیں۔اس لئے عنوانِ باب میں ماں اور باپ دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔حضرت انسؓ حضرت ام سلیمؓ کے پہلے خاوند سے تھے۔اس لئے وہ باپ کی طرف سے یتیم تھے۔جب ان کی والدہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی تھیں، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی اور جب وہ فوت ہوئے، اس وقت ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔(فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۸۴)(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۶۶)

بَاب ۲۶: إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُوْدَ فَهُوَ جَائِزٌ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ

اگر کوئی زمین وقف کرے اور اس کی حدیں کھول کر بیان نہ کرے تو یہ (وقف) جائز ہوگا اور اسی طرح صدقہ بھی

۲۷۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ

۲۷۶۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے مالک سے، مالک نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے

عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَّخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ال عمران: ۹۳) قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ فَقَالَ بَخْ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ.وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ

روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ابوطلحہؓ مدینہ میں تمام انصاریوں سے کھجوروں کے باغ زیادہ رکھتے تھے اور ان کو سب سے زیادہ پیاری جائیداد بیرحاء کا باغ تھا۔ جو مسجد کے سامنے تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں آیا کرتے تھے اور وہاں کا صاف ستھرا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: جب یہ آیت اُتری کہ تم کامل نیکی کو اُس وقت تک نہیں پاسکو گے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ ابوطلحہؓ کھڑے ہو گئے اور کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نیکی کو ہرگز نہیں پاسکو گے جب تک تم اُن چیزوں کو نہ خرچ کرو جن سے تم محبت رکھتے ہو۔ اور میری جائیداد میں سے مجھے سب سے پیارا باغ بیرحاء ہے اور وہ اللہ کیلئے صدقہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ مقبول نیکی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور بطور ذخیرہ کے ہوگی۔ اس لئے جہاں اللہ تعالیٰ آپؐ کو سمجھائے، وہاں اسے خرچ کریں۔ آپؐ نے فرمایا: شاباش! یہ فائدہ دینے والا مال ہے یا فرمایا: ہمیشہ رہنے والا مال ہے۔ ابن مسلمہ نے اس بارے میں شک کیا (کہ آنحضرتؐ نے ان دونوں الفاظ رَابِحٌ یا رَایِحٌ میں سے کونسا لفظ استعمال فرمایا) پھر آپؐ نے فرمایا: جو تم نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے۔ مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبیوں میں ہی بانٹ دو۔ ابوطلحہؓ نے کہا: یارسول اللہ! حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسے ہی کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ ابوطلحہؓ نے اس باغ کو اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں

مَّالِكٍ رَايِحٌ.

تقسیم کر دیا۔ اسمٰعیل (بن ابی اویس)، عبداللہ بن یوسف اور یحيٰ بن یحيٰ نے مالک سے روایت کرتے ہوئے (رَابِحٌ کی جگہ) رَايِحٌ نقل کیا۔

اطرافہ: ١٤٦١، ٢٣١٨، ٢٧٥٢، ٢٧٥٨، ٤٥٥٤، ٤٥٥٥، ٥٦١١.

٢٧٧٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِي مِخْرَافًا فَأَنَا أُشْهِدُكَ أَنِّي تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

۲۷۷۰: محمد بن عبدالرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ رَوح بن عبادہ نے ہمیں خبر دی۔ (انہوں نے کہا:) زکریا بن اسحٰق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عمرو بن دینار نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے تو کیا میرا اس کی طرف سے صدقہ دینا اسے نفع دے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میرا کھجوروں کا ایک باغ ہے اور میں آپؐ کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کی طرف سے وہ صدقہ میں دے دیا۔

اطرافہ: ٢٧٥٦، ٢٧٦٢.

تشریح: إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَّلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُوْدَ: جہاں وقف کی تعیین اور اس کے لئے شہادت کی ضرورت ہو کہ تا دوسرے کی ملحقہ زمین میں سے اس میں کچھ شامل نہ ہو جائے وہاں تو حد بندی اور شہادت کی ضرورت ہے۔ لیکن جو جائیداد الگ تھلگ ہو اور لوگوں کو اس کا علم ہو، وہاں حدود قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہی مذہب حضرت امام شافعیؒ کا ہے اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے۔ عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ حضرت امام بخاریؒ بھی انہی کی تائید میں ہیں۔ اس تعلق میں باب ۱۴ کی تشریح بھی دیکھئے۔ باب کی دونوں روایتیں زیر باب ۱۰، ۱۵، ۱۷، ۱۹ گذر چکی ہیں۔

وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ ......: یعنی اسی سند سے انہوں نے کہا۔

بَاب ۲۷: إِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ

اگر ایک جماعت مشترکہ زمین (جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو) وقف کر دے تو یہ وقف جائز ہوگا

۲۷۷۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوْا لَا وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ.

۲۷۷۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالتیاح (یزید بن حمید) سے، یزید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور فرمایا: اے بنی نجار! تم مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت کا فیصلہ کرلو۔ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے۔

اطرافه: ۲۳٤، ٤۲۸، ٤۲۹، ۱۸٦۸، ۲۱۰٦، ۲۷۷٤، ۲۷۷۹، ۳۹۳۲.

تشریح: اِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُّشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ: حضرت امام مالکؒ وقف مشاع کے قائل نہیں ہیں۔ تا کسی شریک کو نقصان نہ پہنچے۔ لیکن مطلق وقف ان کے نزدیک جائز ہے اور اگر کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کی تلافی کی جاسکتی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ٦۷) اس تعلق میں باب ۱۶ کی تشریح بھی دیکھئے۔

بَاب ۲۸: اَلْوَقْفُ كَيْفَ يُكْتَبُ

وقف کیسے لکھا جائے

۲۷۷۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَّمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ

۲۷۷۲: مسدد (بن مسرہد) نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُریع نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) عبداللہ بن عون نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ نے خیبر میں ایک زمین لی اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں نے ایسی زمین پائی ہے کہ اس سے زیادہ عمدہ کبھی نہیں پائی تو آپؐ اس کی نسبت مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپؐ

حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ.

نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اصل جائیداد کو وقف کردو اور اس کی آمد صدقہ میں دے دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ صدقہ میں ان شرطوں پر دے دی کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ ترکہ میں کسی کو ملے۔ اس کی آمد محتاجوں، رشتہ داروں، غلاموں کو آزاد کرنے، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے، مہمانوں اور مسافروں کے اخراجات کے لئے وقف رہے اور جو اس کا نگران ہو وہ اس میں سے مناسب طور پر خود کھائے یا کسی دوست کو کھلائے؛ مگر اس سے مال جمع نہ کرے۔

اطرافہ: ۲۳۱۳، ۲۷۳۷، ۲۷٦٤، ۲۷۷۳، ۲۷۷۷۔

تشریح: **اَلْوَقْفُ كَيْفَ يُكْتَبُ:** وقف نامہ کی صورت روایت زیر باب سے واضح ہے کہ ہر قابل ذکر شئے کی اس میں تصریح موجود ہے۔ **فِي سَبِيْلِ اللهِ** کا ارشاد وسیع ہے اور مہمان بھی اسی کی ذیل میں آجاتے ہیں۔ **غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ** أَیْ لَا يَتَمَلَّكُ شَيْئًا مِّنْ رِّقَابِهَا۔ (فتح الباری جزء۵صفحہ۴۹۱) یعنی وہ وقف کا مالک نہیں ہوجاتا کہ اصل جائیداد ذریعۂ کسب بن جائے۔ ایک روایت میں غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ کے الفاظ ہیں [1] جس کے یہی معنے ہیں کہ وقف کو جائیداد بنانے کا ذریعہ نہ بنائے اور **يَأْكُلُ بِالْمَعْرُوْفِ** میں اس طرف اشارہ ہے کہ حاجت مند متولی اکل و شرب اور لباس میں مناسب صورت سے متجاوز نہ ہو۔

حضرت عمرؓ کے وقف نامہ کا ایک نسخہ عمر بن شبہ نے ابوغسان سے نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے اصل وصیت نامہ حرف بحرف لکھا ہے۔ هٰذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي ثَمْغٍ أَنَّهُ اِلَى حَفْصَةَ مَا عَاشَتْ تُنْفِقُ ثَمَرَهُ حَيْثُ أَرَاهَا اللهُ فَإِنْ تُوُفِّيَتْ فَإِلَى ذَوِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا [2] یعنی حضرت حفصہؓ (ان کی بیٹی) ثمغ کے وقف کی متولی ہوں گی۔ جہاں اللہ انہیں سمجھائے، اس کے حاصلات سے خرچ کریں گی اور ان کی وفات کے بعد ان کے خاندان میں سے اہل الرائے کے مشورہ سے اس کی نگرانی کا انتظام ہوگا۔ (فتح الباری جزء۵صفحہ۴۹۱)

---

[1] (بخاري، كتاب الشروط، باب ۱۹: الشروط في الوقف)
(ابوداؤد، كتاب الوصايا، باب ما جاء في الرجل يوقف الوقف)

[2] (سنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الوقف، باب الصدقات المحرمات، جزء٦صفحہ۱٦۰)

بَاب ۲۹ : اَلْوَقْفُ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالضَّيْفِ

غنی، فقیر اور مہمان کے لئے وقف کرنا

۲۷۷۳ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّيْفِ.

۲۷۷۳: ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن عون نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک جائیداد ملی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ کو بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کو صدقہ میں دے دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کو محتاجوں، مسکینوں، رشتہ داروں اور مہمانوں کے لئے صدقہ (یعنی وقف) کر دیا۔

اطرافہ: ۲۳۱۳، ۲۷۳۷، ۲۷۶٤، ۲۷۷۲، ۲۷۷۷۔

تشریح: اَلْوَقْفُ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالضَّيْفِ: غنی کے وقف سے استفادہ کا استدلال ذوی القربیٰ کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ سب رشتہ داروں پر حاوی ہے خواہ وہ امیر ہوں یا غریب۔ حضرت عمرؓ کا وقف اسلام میں پہلا وقف ہے☆ جس کی باقاعدہ تحریر اور وصیت ہوئی۔

بَاب ۳۰ : وَقْفُ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

مسجد کے لئے زمین وقف کرنا

۲۷۷٤ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ وَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ

۲۷۷۴: اسحاق (بن منصور) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ (عبدالوارث) سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ابوتیاح نے ہم سے بیان کیا۔ کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو آپؐ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور فرمایا:

☆ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، جزء۲ صفحہ ۱۵۶)

ثَامِنُوْنِي حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

بنی نجار! مجھ سے تم اپنے اس باغ کی قیمت کا تصفیہ کرلو۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے۔

اطرافهُ: ٢٣٤، ٤٢٨، ٤٢٩، ١٨٦٨، ٢١٠٦، ٢٧٧١، ٢٧٧٩، ٣٩٣٢۔

تشریح: **وَقْفُ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ**: حضرت امام ابوحنیفہؒ نے زمین کے وقف کی ضرورت تسلیم نہیں کی۔ امام زفر کے سوا امامین اور باقی فقہاءِ احناف ان کی اس رائے سے متفق نہیں۔

(فتح الباری، کتاب الوصایا شرح باب ۲۸، جزء۵ صفحہ ۴۹۱، ۴۹۲)

مسجد بنانے اور اس کے اخراجات کا انتظام رکھنے کی غرض سے وقف اراضی کا مسئلہ سب کو مسلم ہے۔ یہ قبل ازیں بتایا جاچکا ہے کہ امام بخاریؒ وقف اراضی کے عدم جواز سے متعلق امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے خلاف ہیں۔ ابن منیر کا خیال ہے کہ امام موصوف نے عنوانِ باب مصدر یہ رکھ کر امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی عدم صحت کے بارے میں اشارہ کیا ہے کہ مسجد کے لئے وقف کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر نیک غرض کے لئے اراضی وقف کی جاسکتی ہے۔ زیر باب روایت سے ظاہر ہے کہ حاصل کردہ زمین پہلے وقف ہوئی اور مسجد وہاں بعد میں بنائی گئی اور اس کے وقف کا استدلال بنو نجار کے ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔ لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۹۴)

بَاب ٣١: وَقْفُ الدَّوَابِّ وَالْكُرَاعِ وَالْعُرُوْضِ وَالصَّامِتِ

جانوروں، گھوڑوں، سامانوں اور نقد سونا چاندی کو وقف کرنا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدَفَعَهَا إِلَى غُلَامٍ لَّهُ تَاجِرٍ يَتَّجِرُ بِهَا وَجَعَلَ رِبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَسَاكِيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْ رِّبْحِ تِلْكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِيْنِ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا.

زُہری نے ایسے شخص سے متعلق کہا جس نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار اشرفیاں مخصوص کر کے اپنے ایک تاجر غلام کے سپرد کردیں کہ وہ اس سے تجارت کرے اور اس کے نفع سے مسکینوں اور قریبیوں کے لئے صدقہ کرے؛ کیا ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ ان ہزار اشرفیوں کے نفع سے خود کچھ کھائے؟ اور اگر وہ ان کے نفع میں سے مسکینوں کو صدقہ نہ دے؟ انہوں نے کہا: اس کیلئے جائز نہیں کہ اس میں سے خود کچھ کھائے۔

٢٧٧٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي

۲۷۷۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا کہ عبیداللہ (عمری) نے ہم سے بیان کیا،

نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ لَّهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَعْطَاهَا رَسُوْلُ☆ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهَا رَجُلًا فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيْعُهَا فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبْتَاعَهَا فَقَالَ لَا تَبْتَاعُهَا وَلَا تَرْجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ.

کہا: نافع نے مجھے بتایا۔ (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیا۔ {رسول اللہ ﷺ کو یہ گھوڑا انہوں نے دیا تھا کہ وہ کسی آدمی کو سواری کیلئے دے دیں۔☆} پھر حضرت عمرؓ کو بتایا گیا کہ اس شخص نے تو اس گھوڑے کو (بازار میں) کھڑا کر رکھا ہے اور اس کو بیچ رہا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا وہ اس گھوڑے کو خرید لیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ مت لوٹاؤ۔

اطرافه: ۱۴۸۹، ۲۹۷۱، ۳۰۰۲۔

تشریح: **وَقْفُ الدَّوَابِّ وَالْكُرَاعِ وَالْعُرُوْضِ وَالصَّامِتِ:** یہ باب وقف منقولہ کے تعلق میں قائم کیا گیا ہے۔ الدَّوَابّ ہر قسم کے جانور پر اطلاق پاتا ہے اور کُرَاع گھوڑوں کے لئے مخصوص ہے۔ معنونہ جملہ میں خاص کو عام پر معطوف کیا گیا ہے۔ عُرُوض سے سامان اور صَامِت سے مراد درہم و دینار اور چاندی سونا ہیں۔ صَامِت کے معنی ہیں خاموش۔ یہ ناطق کی ضد ہے۔ سکّے معدنیات سے بنائے جاتے ہیں جو ٹھوس ہوتی ہیں اس لئے ان کے لئے لفظ صَامِت استعمال کیا جاتا ہے۔ زُہریؒ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کہ اگر روپیہ بطور صدقہ جاریہ مخصوص کر کے تجارت پر لگایا جائے تو چونکہ وہ مساکین کا حق ہے، اس کے نفع سے وہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ صدقہ کرنے والے کا فائدہ اُٹھانا جائز نہیں۔ مؤطا ابن وہب میں ان کا یہ قول مروی ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۹۵)

حضرت امام مالکؒ اور اَحناف کا مذہب اس بارہ میں وہی ہے جو جمہور کا ہے کہ اگر ایسا صدقہ کرنے والا نادار ہو جائے تو وہ مساکین میں شمار ہوگا اور ان کے ساتھ نفع تجارت سے بقدرِ حصہ رسدی فائدہ اُٹھانے کا مجاز ہے اور اس کے لئے جائز نہیں کہ سارا فائدہ اپنے ہی لئے مخصوص کرے۔ اس سے صدقہ کی غرض باطل ہو جائے گی۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۷۰)

لباس بھی ایسے عروض میں سے ہے جو وقف کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کوئی عورت شادی بیاہ پر قابل استعمال فاخرہ لباس سلا کر اس غرض سے وقف کر دے کہ غریب عورتیں بوقت ضرورت عارضی طور پر استعمال میں لائیں۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۹۵) وعلیٰ ھذا القیاس قابل انتقال دیگر اشیاء بھی وقف کی جا سکتی ہیں۔ روایت نمبر ۲۷۷۵ کے لئے کتاب الهبة باب ۳۰ روایت نمبر ۲۶۲۳ بھی دیکھئے۔

☆ عمدۃ القاری کے مطابق اس جگہ متن میں ''أَعْطَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا'' کے الفاظ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۷۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ۳۲: نَفَقَةُ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

اس شخص کے اخراجات جو وقف کا اہتمام کرتا ہو

۲۷۷٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

اطرافہ: ۳۰۹٦، ٦۷۲۹۔

۲۷۷٦: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے وارث درہم یا دینار (جو میں چھوڑ جاؤں) تقسیم نہ کریں۔ میری بیویوں کا خرچ اور جائیداد کا اہتمام کرنے والے کے خرچ کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہوگا۔

۲۷۷۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَقْفِهِ أَنْ يَّأْكُلَ مَنْ وَّلِيَهُ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا.

۲۷۷۷: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے اپنے وقف کے متعلق شرط کی کہ جو اس کا نگران ہو وہ کھائے اور اپنے دوستوں کو کھلائے مگر مال کو جمع کرنے والا نہ ہو۔

اطرافہ: ۲۳۱۳، ۲۷۳۷، ۲۷٦٤، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳۔

تشریح: نَفَقَةُ الْقَيِّمِ لِلْوُقُفِ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت کچھ نہ چھوڑا تھا اور فرمایا تھا: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔☆ ہمارا ورثہ قابل تقسیم نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

☆ دیکھئے روایت نمبر ۳۰۹۳، ۴۰۳۳، ٦۷۲٦۔

بَاب۳۳: إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا أَوِ اشْتَرَطَ☆ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ

اگر کوئی زمین یا کنواں وقف کرے

اور☆ اپنے لئے یہ شرط کرے کہ مسلمانوں کے ڈول ڈالنے کی طرح اس کا بھی حق ہوگا

وَوَقَفَ أَنَسٌ دَارًا فَكَانَ إِذَا قَدِمَ نَزَلَهَا. وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُوْرِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُوْدَةِ مِنْ بَنَاتِهِ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَلَا مُضَرٍّ بِهَا فَإِنِ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ. وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنَى لِذَوِي الْحَاجَاتِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللهِ.

اور حضرت انسؓ نے ایک گھر وقف کیا تو جب وہ (مکہ) آتے تو اس میں اُترتے اور حضرت زبیرؓ نے اپنے گھروں کو صدقہ میں دے دیا تھا اور ان کی بیٹیوں میں سے جس کو طلاق دی جاتی؛ اس کے متعلق کہتے کہ وہ اس میں رہے مگر خراب نہ کرے اور نہ کوئی اس کو نقصان پہنچے۔ پھر اگر وہ خاوند کی وجہ سے محتاج نہ رہے تو اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے گھر میں سے اپنے حصہ کو حضرت عبداللہؓ کے خاندان یعنی اپنے میں سے جو حاجت مند تھے ان کے رہنے کے لئے وقف کر دیا۔

۲۷۷۸: وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَيْثُ حُوْصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللهَ وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ

۲۷۷۸: اور عبدان نے کہا: میرے باپ (عثمان) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے ابوعبدالرحمٰن سے روایت کی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو آپؓ نے ان باغیوں پر بالا خانہ سے جھانکا اور کہا: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور قسم انہی کو دے رہا ہوں جو نبی ﷺ کے صحابہ ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رومہ کا کنواں کھودا اس کیلئے جنت ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس کو کھدوایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جو جیش عسرت

☆ عمدۃ القاری کے مطابق اس جگہ "وَاشْتَرَطَ" کا لفظ ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۷)

جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُ قَالَ فَصَدَّقُوْهُ بِمَا قَالَ.

کو ساز و سامان کے ساتھ تیار کردے، اس کے لئے جنت ہوگی اور میں نے اُن[1] کو ساز و سامان کے ساتھ تیار کرایا تھا۔ ابوعبدالرحمٰن کہتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کی باتوں کی انہوں نے تصدیق کی۔

وَقَالَ عُمَرُ فِي وَقْفِهِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ وَقَدْ يَلِيْهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ.

اور حضرت عمرؓ نے اپنے وقف سے متعلق کہا کہ جو اس کا نگران ہو، اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ خود کھائے اور اس کا نگران وقف کرنے والا بھی ہوسکتا ہے اور اس کے علاوہ دوسرا بھی۔ اس میں ہر ایک کیلئے وسعت ہے۔

تشریح: اِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا أَوِ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ: باب کا موضوع اوقاف وغیرہ سے عام استفادہ سے متعلق ہے اور مسئلہ کی نوعیت واضح کرنے کے لئے پانچ حوالے دیئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

پہلا حوالہ حضرت انس بن مالکؓ سے متعلق ہے۔ یہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے اور جب حج کو جاتے تو اسی گھر میں قیام فرماتے جو مکہ میں ان کی طرف سے وقف شدہ تھا۔ یہ روایت بیہقی کی ہے[2] امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے کہ واقف اپنی وقف کردہ جائیدادوں سے کوئی حصہ اپنے استعمال کے لئے مخصوص کرلے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۴۹۷) دوسرا حوالہ حضرت زبیرؓ کا ہے جو دارمیؒ نے اپنی مسند[3] میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے وقف علی الاولاد کر کے یہ شرط کی کہ جائیداد کو نہ بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، نہ ورثہ تقسیم ہو اور اگر ان کی بیٹی مطلقہ ہو جائے تو وہ مکان میں رہ سکتی ہے۔ پھر اگر نکاح کرلے تو اسے اس میں سکونت کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ تیسرا حوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہے جو ابن سعد[4] نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی مذکورہ بالا شرائط پر اپنا حصہ وقف کیا تھا۔ چوتھا حوالہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے کہ باغیوں نے جب آپؓ کے مکان کا محاصرہ کیا تو آپؓ نے انہیں مخاطب کر کے چند سوالات پوچھے۔ جن میں سے دو کا یہاں ذکر ہے۔ ایک بات کا ذکر کتاب الصلاۃ باب ۶۲، ۶۵ میں بھی گذر چکا ہے۔ پانچواں حوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف کا ابھی زیر باب ۲۸، ۲۹ گذر چکا ہے۔ مسئلہ معنونہ کے تعلق میں باب ۱۲ بھی دیکھئے جہاں واقف کے اپنے وقف سے فائدہ اُٹھانے کا ذکر ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری کے مطابق اس جگہ "فَجَهَّزْتُهُمْ" کا لفظ ہے (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] (سنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الوقف، باب الصدقات المحرمات، جزء۶ صفحہ۱۶۶)

[3] (سنن الدارمي، كتاب الوصايا، باب في الوقف)

[4] (الطبقات الكبرىٰ، الطبقة الثانية من المهاجرين والأنصار، من بني عدي بن كعب، جزء۴ صفحہ۱۶۲)

مَنْ حَفَرَ رُومَةَ: مہاجرین جب مدینہ میں آئے تو مدینہ کا پانی تلخ پایا۔ رومہ نامی ایک چشمہ تھا جس کا پانی ایک غفاری ایک مشکیزہ ایک مُدّ اناج کے بدلے بیچتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا یہ میرے ہاتھ تم فروخت نہیں کرو گے؟ جنت میں ایک چشمہ تمہیں ملے گا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میرا اور میرے خاندان کا اسی پر گذارہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار درہم میں اسے خرید لیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاءِ مبارک کے مطابق مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ چشمہ کے پاس انہوں نے ایک کنواں بھی کھدوا دیا تا لوگوں کو پانی لینے میں آسانی ہو۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۹۸)

جَيْشُ الْعُسْرَةِ سے غزوہ تبوک کی فوج مراد ہے۔ اس کی تفصیل کیلئے **كتاب المغازي باب ۷۸: غزوة تبوك وهي غزوة العسرة** دیکھئے۔

بَاب ٣٤: إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ فَهُوَ جَائِزٌ

اگر وقف کرنے والا یوں کہے: ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے تو یہ وقف جائز ہوگا

٢٧٧٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ.

۲۷۷۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوتیاح سے، ابوتیاح نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی نجار! تم اپنے باغ کی میرے ساتھ قیمت ٹھہرا لو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے۔

اطرافه: ٢٣٤، ٤٢٨، ٤٢٩، ١٨٦٨، ٢١٠٦، ٢٧٧١، ٢٧٧٤، ٣٩٣٢.

تشریح: **اِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللهِ فَهُوَ جَائِزٌ:** امام مالکؒ کے نزدیک مذکورہ بالا الفاظ سے کوئی شیئے وقف متصور نہ ہوگی؛ جب تک کہ وقف کی صراحت نہ ہو۔ اسی طرح غلام بھی مبہم الفاظ سے آزاد نہ ہوگا۔ حضرت امام بخاریؒ کے نزدیک اگر قرینہ موجود ہو تو پھر الفاظ جو بھی استعمال ہوں؛ اس قرینہ کے مطابق مفہوم سمجھا جائے گا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۹۹) عام مساجد کسی فرد کی ملکیت نہیں بلکہ حسبِ ارشادِ باری تعالیٰ ازقبیلِ وقف ہیں۔ جیسے فرمایا: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا (الجنّ:۱۹) بنو نجار نے اس نیک غرض کی وجہ سے اپنی جگہ کی قیمت نہ لینی چاہی۔ اس لئے ان کی طرف سے وہ زمین وقف ہی متصور ہوگی۔ اس تعلق میں باب ۲۷ و باب ۳۰ بھی دیکھئے۔

بَاب ۳۵

قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ

اللہ عزوجل کا فرمانا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے تو وصیت کے وقت تمہارے پاس گواہی کا طریق یوں ہونا چاہیے کہ تم میں سے دو عدل والے گواہ مقرر ہوں یا دو گواہ جو تم مسلمانوں میں سے نہ ہوں بلکہ غیر لوگوں میں سے ہوں۔ یہ قاعدہ اس حالت میں ہوگا جب تم ملک میں سفر کر رہے ہو اور تم پر موت کی مصیبت نازل ہو جائے اور تم کو اپنے گواہ میسر نہ آئیں۔ اس صورت میں تم (مومنوں کا گروہ) ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد روک لے اور وہ دونوں اس صورت میں کہ تمہیں ان کی گواہی کے متعلق شبہ ہو؛ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس شہادت سے کوئی اپنا فائدہ مدنظر نہیں رکھتے خواہ جس کے حق میں ہم گواہی دے رہے ہیں؛ ہمارا قریبی ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی مقرر کردہ شہادت (یعنی سچ بولنے کے فرض) کو نہیں چھپائیں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو اس صورت میں ہم گناہ گار ہوں گے۔ پھر اگر بعد میں کھل گیا کہ ان دونوں نے اپنے ذمہ گناہ واجب کر لیا ہے تو دو اور شخص ان وارثوں یعنی میت کے رشتہ داروں میں سے جن کے خلاف پہلے دو نے حق قائم کیا تھا۔ شہادت کے لئے کھڑے ہوں اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان پہلے دو گواہوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو ہم کو ظالموں میں سے شمار کرنا چاہیے۔ یہ طریقہ انہیں (یعنی پہلے گواہوں کو) اس بات کے زیادہ قریب کر دے گا کہ وہ گواہی عین واقعہ

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝
(المآئدة: ۱۰۷-۱۰۹)

الْاَوْلَيٰنِ وَاحِدُهُمَا أَوْلَى وَمِنْهُ أَوْلَى بِهِ. عُثِرَ ظُهِرَ. أَعْثَرْنَا أَظْهَرْنَا.

۲۷۸۰: وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوْا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ فَأَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ

کے مطابق دیں یا اس بات سے ڈریں کہ ان کی قسموں کے بعد کوئی اور قسمیں ان کی قسموں کو ردّ کرنے کے لئے پیش کی جائیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے حکموں کی اچھی طرح اطاعت کرو اور یاد رکھو کہ اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اَلْأَوْلَیَانِ کی واحد اَوْلٰی ہے یعنی حق دار۔ اسی سے اَوْلٰی بِہٖ ہے یعنی وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ عُثِرَ کے معانی ہیں کھل گیا، ظاہر ہو گیا۔ اَعْثَرْنَا کے معانی ہیں ہم نے کھول دیا، ظاہر کر دیا۔

۲۷۸۰: (امام بخاریؒ نے کہا:) مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا: ہم سے یحيٰ بن آدم نے بیان کیا کہ ابوزائدہ کے بیٹے نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن ابی قاسم سے، محمد نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے، عبدالملک نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر کو نکلا تو وہ سہمی شخص ایسے ملک میں فوت ہوا جس میں کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب وہ دونوں اس کا متروکہ مال لائے تو اس کے وارثوں نے ایک چاندی کا گلاس گم پایا۔ جس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم دی (انہوں نے قسم کھالی) پھر اس کے بعد وہی گلاس مکہ میں پایا گیا۔ جن کے پاس ملا انہوں نے کہا: ہم نے تمیم اور عدی سے اسے خریدا ہے تو اس میت کے

السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (المآئدة: ۱۰۷)

وارثوں میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت کے مقابل زیادہ لائق اعتبار ہے اور یہ پیالہ انہی کے آدمی کا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: انہی کے بارے میں آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِکُمْ ...... نازل ہوئی تھی۔

تشریح: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ: یہ بتایا جا چکا ہے کہ کتاب الوصایا کے ابواب میں امام بخاریؒ نے مسائل وقف بھی شامل کئے ہیں۔ کیونکہ ان کی نوعیت بھی وصیت ہی کی ہے۔ خاتمہ پر پھر مسائل وصیت کی طرف عود کیا ہے اور وصیت کے متعلق امر متنازعہ کے بارے میں شہادت موجود نہ ہونے پر بذریعہ قسم فیصلہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔

اگر یہ معلوم ہو کہ مرنے والے موصی کی وصیت میں خیانت کی گئی ہے تو جن کا نقصان ہوا ہو، انہیں اجازت ہے کہ وہ زیر الزام اشخاص کی قسم کو اپنے گواہوں کے ذریعہ باطل ثابت کریں جیسا کہ واقعہ مذکورہ بالا میں ہوا۔ تمیم داری اور عدی بن بداء کے خلاف شہادت مہیا ہونے پر کہ انہوں نے جام مکہ مکرمہ میں فروخت کیا ہے۔ سہمی کے رشتہ داروں میں سے عمرو بن عاص اور مطلب بن ابی وداعہ نے قسم کھائی کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور جام ایک ہزار درہم پر بیچا گیا ہے۔ خود تمیم داری نے یہ بات تسلیم کی۔ یہ واقعہ ان کے مسلمان ہونے سے قبل کا ہے۔ بعد میں ان کا شمار قابل قدر صحابہ رضوان اللہ علیہم میں ہوا۔ پہلے یہ عیسائی تھے اور دارین کے باشندے تھے۔ عدی بن بداء ان کے رضاعی بھائی تھے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۵۰۲)

مذکورہ بالا آیات اور واقعہ سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ غیر مسلم کی شہادت قابل تسلیم ہے اور ان سے حلف بھی لیا جا سکتا ہے۔ مِنْکُمْ اور مِنْ غَیْرِکُمْ کے تقابل سے ظاہر ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کی شہادت کا یہاں ذکر ہے۔

وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: شانِ نزول آیات کے تعلق میں متعدد بار مثالوں سے بتایا جا چکا ہے کہ واقعات سے ان آیات کی تطبیق مراد ہوتی ہے نہ یہ کہ اس واقعہ کی وجہ سے آیات کا نزول ہوا۔ مذکورہ بالا آیات کے نزول کا واقعہ بھی اسی قسم کی تطبیق سے ہے۔ یہ آیات سورۂ مائدہ کی ہیں جو آخر میں نازل ہوئیں اور بقول حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ، عمرو بن شرحبیل اور سلف صالح کی ایک بڑی جماعت نے انہیں محکمات میں شمار کیا ہے۔ جن فقہاء نے غیر مسلم کی شہادت اس وجہ سے ناقابل اعتبار قرار دی ہے کہ فاسق کی شہادت غیر معتبر ہے اور کافر فاسق کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ ناقابل اعتبار ہوگا۔ ان کے نزدیک محولہ بالا آیات میں حکم منسوخ ہے۔ آیت مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ (البقرة: ۲۸۳) سے ان

کا نسخ کے بارے میں قول محض ایک قیاسی بات ہے۔ وَالنَّسْخُ لَا يَثْبُتُ بِالْاِحْتِمَالِ۔ احتمال سے نسخ ثابت نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور بعض دیگر فقہاء نے نسخ کے خیال کو ردّ کیا ہے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ثابت ہے کہ مذکورہ طریق شہادت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی عمل ہوتا رہا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ۵۰۳-۵۰۴)

شہادت اور یمین میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر میں تعداد گواہان اور صفت عدالت کی شرط ہے اور یمین میں یہ شرط نہیں۔ یہ بات معلوم ہونے پر کہ جھوٹی قسم کھائی گئی ہے۔ اس کے ردّ کرنے کا حق فریق ثانی کو دیا جاتا ہے۔ جھوٹی قسم کھانے والا خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ وصیت کا مال حاصل کرے بلکہ یہ تنازع کی ایک مخصوص صورت ہے جس میں مذکورہ بالا اجازت دی گئی ہے۔ یہ گواہوں والی شہادت نہیں۔ گواہوں کا تعلق تو اصول عدالت ومحاکمہ سے ہے۔ لیکن وصی پر شبہ نہ ہونے کی صورت میں مذکورہ بالا طریق پر فیصلہ عدالت کے طریق کار سے الگ ہے اور روایت زیر باب سے اس کی صورت ونوعیت ظاہر ہے جس سے آیت کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔

بَاب ٣٦: قَضَاءُ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ

وصی کا میّت کے قرضوں کو بغیر دوسرے وارثوں کی حاضری کے ادا کرنا

٢٧٨١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْهُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَهُ جِذَاذُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ

۲۷۸۱: محمد بن سابق نے ہمیں بتایا؛ یا فضل بن یعقوب نے محمد بن سابق سے روایت کی کہ شیبان (بن عبدالرحمٰن) ابومعاویہ نے ہمیں بتایا۔ فراس (بن یحیٰ) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: (عامر) شعبی کہتے تھے: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ احد کی جنگ میں شہید ہوئے اور انہوں نے چھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں۔ اسی طرح اپنے اوپر قرضہ بھی چھوڑا۔ جب ان کے باغ کی کھجور کاٹنے کا وقت آپہنچا تو مَیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کو علم ہی ہے کہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے اور انہوں نے بہت سا قرضہ اپنے ذمہ چھوڑا ہے اور میں چاہتا ہوں

وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ قَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ أُغْرُوْا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَأَنَا وَاللهِ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي تَمْرَةً فَسَلِمَ وَاللهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً.

کہ آپؐ تشریف لائیں اور قرض خواہ آپؐ کو دیکھیں (تو شاید قرض میں کچھ تخفیف کر دیں۔) آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور ہر قسم کی کھجور الگ الگ ڈھیر کر دو۔ چنانچہ (میں واپس آیا اور) ایسا ہی کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کو بلانے گیا تو قرض خواہوں نے جب آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو مجھ سے اور بھی سختی سے مطالبہ کرنے لگے۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا یہ حال دیکھا تو آپؐ کھجوروں کے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ پھر آپؐ نے اس ڈھیر میں سے انہیں ماپ ماپ کر دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میرے والد کا کل قرضہ ادا کر دیا۔ اور بخدا میں تو اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرضہ ادا کر دے چاہے میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ لیکن جتنے ڈھیر وہاں تھے سب بچ رہے۔ خدا کی قسم! میں اس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جس پر آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے۔ وہ ایسا ہی رہا جیسے ایک کھجور بھی اس میں سے کم نہیں ہوئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أُغْرُوْا بِي يَعْنِي هِيْجُوْا بِي، فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ. (المآئدة: ۱۵)

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: أُغْرُوْا بِي کے معانی ہیں مجھ پر بھڑک اُٹھے..... پس ہم نے ان کے درمیان باہمی دشمنی اور بغض مقدر کر دیے ہیں۔

اطرافہ: ۲۱۲۷، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵، ۲۶۰۱، ۲۷۰۹، ۳۵۸۰، ۴۰۵۳، ۶۲۵۰۔

تشریح: قَضَاءُ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الْوَرَثَةِ: مسئلہ معنونہ میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ وصی میت کے قرضے رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں ادا کرنے کا مجاز ہے۔

مذکورہ بالا روایت میں راوی محمد بن سابق ابوجعفر بغدادی ہیں۔ **أَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْب** - یہ شک حضرت امام بخاریؒ کا ہے۔ یہ روایت کئی سندوں سے مروی ہے۔ دیکھئے کتاب المغازی، روایت نمبر ۴۰۵۳۔ اس سے قبل کتاب الصلح باب ۱۳، کتاب الاستقراض باب ۱۸ اور کتاب الھبة باب ۲۱ میں بھی گذر چکی ہے۔

اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ: اس کے معنی ہیں جاؤ اور قسم وار کھجوروں کے ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگادو۔

أُغْرُوْا بِي: أَيْ هِيْجُوْا بِيْ۔ مجھے دیکھ کر بھڑک اُٹھے۔ غَرَى يَغْرى کے معنی ہوتے ہیں تَمَادَى فِي غَضَبِهِ۔ یعنی غصہ میں تیز ہوگیا۔ (لسان العرب – غرى)

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٥٦- كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

لفظ جِہَاد، جُہْد سے مشتق ہے۔جس کے لغوی معنے ہیں انتہائی کوشش کرنا اور غایت درجہ محنت و مشقت اُٹھانا۔ اور اس کے شرعی معنی ہیں مجاہدۂ نفس، دفاع اور خود حفاظتی میں دشمن کا مقابلہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سعی۔ اور لفظ سِیَر جمع ہے سِیْرَۃ کی؛ جس کے معنے سوانح اور حالاتِ زندگی کے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۷۸) اس کتاب میں جہاں جہاد سے متعلق احکام کا ذکر ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالاتِ زندگی سے ان احکام کی وضاحت کی گئی ہے، تا معلوم ہو کہ آپ نے جہاد کے بارے میں کیا نمونہ دکھایا ہے۔

بَاب ١ : فَضْلُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

جہاد کی فضیلت اور (جہاد کے بارے میں) نیک نمونہ کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر: اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس وعدہ کے ساتھ خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس یا تو وہ اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر لازم ہے اور تورات اور انجیل میں بھی بیان کیا گیا ہے اور قرآن میں بھی۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس (اے مومنو!) تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے کیا ہے، اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے، جس کا مومنوں کو

بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهٖ ۗ إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ○
(التوبة: ۱۱۱ – ۱۱۲)

وعدہ دیا گیا ہے۔ جو لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، ایسے مومنوں کو تُو بشارت دے دے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ.

حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: اللہ کی حدوں سے مراد اُس کے احکام ہیں۔

۲۷۸۲ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَسَكَتُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

اطرافہ: ۵۲۷، ۵۹۷۰، ۷۵۳۴۔

۲۷۸۲: حسن بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سابق نے ہمیں بتایا۔ مالک بن مِغْوَل نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے ولید بن عَیزار سے سنا۔ انہوں نے ابوعمرو (سعد بن ایاس) شیبانی سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا۔ کہتے تھے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: والدین سے نیک سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید کچھ نہ پوچھا۔ اور اگر میں آپؐ سے اَور پوچھتا تو مجھے اَور بھی بتاتے۔

۲۷۸۳ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

۲۷۸۳: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔انہوں نے کہا: منصور (بن معتمر) نے مجھے بتایا۔انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں، لیکن جہاد ہے اور نیت ہے۔اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو جہاد کے لئے چل پڑو۔

اطرافہ: ۱۳۴۹، ۱۵۸۷، ۱۸۳۳، ۱۸۳٤، ۲۰۹۰، ۲٤۳۳، ۲۸۲۵، ۳۰۷۷، ۳۱۸۹، ٤۳۱۳۔

۲۷۸٤ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

۲۷۸۴: مسدد نے ہمیں بتایا۔خالد (بن عبداللہ) نے ہم سے بیان کیا کہ حبیب بن ابی عمرہ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے عائشہ بنت طلحہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل سمجھتے ہیں تو کیا ہم بھی جہاد نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: لیکن افضل جہاد وہ حج بھی ہے جو سراسر نیکی پر مبنی ہو۔

اطرافہ: ۱۵۲۰، ۱۸٦۱، ۲۸۷۵، ۲۸۷٦۔

۲۷۸۵ :حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ

۲۷۸۵: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ عفان (بن مسلم) نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جحادہ نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ ابوحصین نے مجھے بتایا۔ذکوان نے ان سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا۔کہتے تھے کہ ایک

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ ذَلِكَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ.

شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: میں ایسا کوئی کام نہیں پاتا۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ کرسکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تُو مسجد میں جائے اور نماز کے لئے کھڑا ہو اور پھر نہ تھکے، اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے؟ اس نے کہا: ایسا کون کرسکتا ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: جہاد کرنے والے کا گھوڑا اگر رسی کی لمبان میں کلیلیں کرتا ہے تو اس کے عوض میں مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

تشریح: **فَضْلُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ:** جہاد کی فضیلت اور سیرتِ صالحہ کے تعلق میں جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہیں: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (التوبة:۱۱۱-۱۱۲) اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ (کیونکہ) وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔ پس (یا تو وہ) اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر حق ہے (اور) تورات اور انجیل (میں بھی بیان کیا گیا ہے) اور قرآن میں (بھی۔) اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس (اے مومنو!) اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ، جو تم نے کیا ہے اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کا مومنوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔ جو لوگ) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، (خدا تعالیٰ کی) حمد کرنے والے، (خدا تعالیٰ کی راہ میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ (تعالیٰ) کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، ایسے مومنوں کو تو بشارت دے دے۔

مذکورہ بالا آیات میں فضیلتِ جہاد اور جہاد کرنے والوں کی سیرتِ صالحہ کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس لئے کتاب الجہاد میں بھی ان دونوں کا ذکر ایک جگہ ہے۔ فضیلتِ جہاد کے تعلق میں آیات مذکورہ بالا کا حوالہ دینا امام موصوفؒ کے حُسنِ انتخاب کی ایک بیّن مثال ہے۔ ان آیات میں ایک بیع کا ذکر ہے جس میں مومنوں کی جانوں اور اموال کو اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار

دیا گیا ہے اور یہ کہ وعدۂ جنت کے عوض اللہ نے مومنوں کے اموال اور ان کی جانیں لے لی ہیں۔ اس سے جو قدر و قیمت ان نفوس و اَموال کی ہوسکتی ہے اسی نسبت سے اس مجاہدے کی فضیلت متحقق ہوگی۔ جس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ اشیاء مومنوں کی نہیں بلکہ سچ مچ اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اور انہیں بے دریغ الٰہی کاموں میں خرچ کرنا چاہیے، جو اللہ کے ہیں۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد الٰہی مشیت سے تعلق رکھنے والے تمام کام ہیں۔ اس ضمن میں کتاب الزکاۃ باب ۱ تا ۴ مع تشریح دیکھئے۔

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ: مذکورہ بالا جہاد کے تعلق میں جن وعدوں کا آیت میں حوالہ دیا گیا ہے ان سے بھی فضیلت جہاد کا علم ہوتا ہے۔ یہ وعدے مختصراً حسب ذیل ہیں۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب استثناء میں جہاد کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو وعدہ کا ملک دیا جائے گا۔ ان الفاظ میں ان کو بشارت دی گئی ہے:-

”اے اسرائیل! سُن اور احتیاط کر کے ان (آئین اور احکام) پر عمل کر، تا کہ تیرا بھلا ہو اور تم خداوند اپنے باپ دادا کے خدا کے وعدہ کے مطابق اُس ملک میں جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے، نہایت بڑھ جاؤ۔“ (استثناء- باب ۶ آیت ۳)

انجیل میں ایک شخص کے سوال کا ذکر ہے کہ میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے سائل کو جواب دیا: اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اور اس کے دریافت کرنے پر آپؑ نے تورات کے مشہور دس احکام میں سے بعض کا نام لیا۔ سائل نے کہا: اس پر تو میں عمل کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال واَسباب بیچ کر غریبوں کو دے تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آکر میرے پیچھے ہولے۔ (متی باب ۱۹ آیت ۲۱) اور اسی واقعہ پر پطرس نے کہا: ”دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لئے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟ یسوع نے ان سے کہا: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو؛ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے، اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ لیکن بہت سے اوّل آخر ہو جائیں گے اور آخر اوّل۔“ (متی باب ۱۹ آیت ۲۷ تا ۳۰)

الفاظ **فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ** سے نفوس کی قربانی مراد ہے جو دفاع و تحفظ کے وقت کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ قربانی اموال کی قربانی سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے اور اس ذکر کے اندر ہی مالی قربانی شامل ہے۔ مذکورہ بالا بیع اور اس کے ذریعہ عظیم الشان کامیابی کی بشارت دینے کے بعد دوسری آیت میں ان نفوس کے اوصاف ترتیب وار بیان کیے گئے ہیں جو مذکورہ بیع و شراء سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ترتیب میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف تدریجی بیان ہے۔

۱- **اَلتَّآئِبُوْنَ** : گناہوں سے توبہ کرنے والے

۲- **اَلْعٰبِدُوْنَ** : خدا پرست صفاتِ الٰہیہ میں رنگین

۳- **اَلْحَامِدُوْنَ** : صفاتِ الٰہیہ کے بیان کرنے والے

٤- اَلسَّآئِحُوْنَ: مُبَلِّغ یعنی زمین پر چل پھر کر کلمۃ اللہ کا اعلان کرنے والے

٥- اَلرَّاکِعُوْنَ: موحد-عبادت گذار

٦- اَلسَّاجِدُوْنَ: اَحکامِ الٰہیہ کے فرماں بردار

٧- اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ: اچھے نمونہ سے نیکی کی تلقین کرنے والے

٨- وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ: ناپسندیدہ باتوں سے روکنے والے

٩- وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ: عدل واَمن قائم کرنے والے

یہ آخری تین وصف قدرت وحکومت پر دلالت کرتے ہیں۔نفوسِ قدسیہ کے یہ وہ اَوصاف ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی سیرتِ صالحہ کو ظاہر کرتے ہیں۔کتاب الجہاد میں اس مقدس سیرت کے نمونے بیان ہوئے ہیں تا جہاد کا مفہوم اپنے وسیع معنوں میں ذہن نشین ہوجائے۔اس تمہیدی باب کے ساتھ کتاب الجہاد شروع کی گئی ہے اور محولہ بالا آیات اسلامی جہاد کے وسیع تصور کی آئینہ دار ہیں۔

أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ: اس باب کے تحت چار روایتیں ہیں۔پہلی میں سائل کے سوال کا جواب اس کے مخصوص حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے دیا گیا ہے۔اس سے یہ مراد نہیں کہ اعمالِ صالحہ میں فضیلت کے لحاظ سے جہاد تیسرے درجہ پر ہے۔کیونکہ جہاد کا بیان کردہ مفہوم ہر نیکی کو اپنے ساتھ شامل رکھتا ہے۔اس تعلق میں کتاب الإیمان باب ۵ و ۲۶ بھی دیکھئے۔

وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ: دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ دشمن پر فتح وغلبہ حاصل ہونے کے بعد بھی سلسلہ جہاد جاری رہتا ہے۔جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ– اسلام میں جس طرح ہر عمل، عمل صالح اسی وقت کہلاتا ہے جب نیت صالح ہو اور اس سے رضائے الٰہی مطلوب ہو۔اسی طرح جہاد کے لئے بھی یہی شرط ہے۔اس تعلق میں کتاب الایمان باب ۴۱ بھی دیکھئے۔

أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ: تیسری روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دریافت کرنے پر جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کو افضل الجہاد قرار دیا ہے۔اس سے جہاں جہاد کے مفہوم کی وسعت دکھانا مقصود ہے، وہاں یہ سمجھانا بھی مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سائلین کو حسب حال ومناسب موقع جواب دیا ہے اور افضلیت کا مفہوم نسبتی امر ہے۔اس تعلق میں کتاب مواقیت الصلاۃ باب ۵ بھی دیکھئے۔

هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَاتَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَاتُفْطِرَ: چوتھی روایت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جہاد میں شامل نہ ہوسکنے والے کا فرض ہے کہ وہ معتکف ہوکر مجاہد کے لئے دعاؤں میں مشغول ہوجائے۔

إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِيْ طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ: طِوَلٌ کے معنی ہیں وہ لمبی رسی جس سے گھوڑا وغیرہ جانور اس غرض سے باندھا جاتا ہے کہ وہ چراگاہ میں کھلا چرے اور اپنی خوراک کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹک نہ جائے۔اِسْتِنَانٌ کے معنی ہیں بچھیرے کا خوشی میں اُچھلنا کودنا۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۸۲-۸۳) ایسی حالت

میں وہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا جواب لطیف ہے کہ تم خواہش تو کرتے ہو ایسے عمل کی جو جہاد کے برابر ہو اور پھر کہتے ہو کہ مجاہد کے لئے اس طرح دعائیں کون کرسکتا ہے۔ تم سے تو وہ گھوڑا ہی اچھا ہے جو مرغزار میں اپنی غذا کی ہری بھری گھاس دیکھ کر خوشی سے کلیلیں کرنے لگتا ہے۔ عربی میں ضرب المثل ہے: اِسْتَنَّتِ الْفِصَالُ حَتَّى الْقَرْعَى. (فتح الباری جزء۶ صفحہ۸) دودھ چھوڑے ہوئے بچھیرے اُچھلے کودے یہاں تک کہ ان کی نقل میں وہ بچھیرا بھی چوکڑیاں بھرنے لگا جو لُنجا، لاغر اور بیمار تھا۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جو بڑوں کی ریس کرے۔ یعنی تمہاری حالت تو یہ ہے کہ دعاؤں جیسا کام بھی نہیں کرسکتے ہو اور تعجب سے کہتے ہو کہ ایسا کون کرسکتا ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے یہ ہو کہ کوئی ایسا کام بتائیں جو کر کے جہاد کا سا ثواب حاصل کروں۔ وہ بچھیرا ہی اچھا ہے جو ہری گھاس دیکھ کر اُچھلنے لگتا ہے۔ جہاد و ذکرِ الٰہی میں تمہاری روح کی غذا اور دائمی زندگی ہے اور تم اسے حاصل کرنے سے عاجز ہو۔

بعض شارحین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ذکرِ الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے۔ یہ استدلال درست نہیں کیونکہ ہر کام کی فضیلت کا دار و مدار حالات پر ہے۔ دشمن حملہ آور ہو اور انسان نماز پڑھنے لگ جائے۔ ایسے نازک وقت میں نماز کی قیمت صفر ہے۔

بَاب ۲ : أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُّجَاهِدٌ☆ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

اس بات کا بیان کہ تمام لوگوں میں سے افضل وہ مومن ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا☆ ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ذکر: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دیدے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور ایسے پاکیزہ مکانوں میں داخل کرے گا جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔ یہ

☆ کشمیہنی کی روایت کے مطابق اس جگہ یُجَاهِدُ کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۹)

فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ۙ (الصف: ۱۱-۱۳)

بہت بڑی کامیابی ہے (جو تمہیں دے گا۔)

٢٧٨٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ ابْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَبِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.

طرفہ: ٦٤٩٤۔

۲۷۸۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عطاء بن یزید لیثی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا۔ کہتے تھے کہ کسی نے کہا: یارسول اللہ! لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہو۔ لوگوں نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: وہ مومن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کو اپنی سپر بنائے بیٹھا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

٢٧٨٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِهِ بِأَنْ يَّتَوَفَّاهُ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ

۲۷۸۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سعید بن مسیّب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال- اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کون جہاد کرتا ہے- اس روزہ دار کی مثال ہے جو رات دن عبادت کرتا ہو اور اللہ نے اس شخص کے لئے جو اس کے راستے میں جہاد کرے، ذمہ لے لیا ہے کہ اگر (جہاد میں) اس کو وفات دیدے تو اس کو

سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

جنت میں داخل کرے گا، ورنہ اس کو صحیح سالم ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا۔

اطرافہ: ۳۶، ۲۷۹۷، ۲۹۷۲، ۳۱۲۳، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۴۵۷، ۷۴۶۳۔

تشریح: **اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُّجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ:** یہ باب سابقہ باب کے مضمون ہی کے تسلسل میں ہے۔ اس باب کی آیات میں ایک بیع کا ذکر کرکے اس کے بدلے میں ابدی جنت اور فوزِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ سابقہ باب میں نفوس و اموال اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کی دعوت ہے اور یہاں بھی اموال ونفوس کی قربانی والے مجاہدہ کا ذکر ہے۔ دونوں محولہ بالا آیات کا مضمون ایک ہی ہے، اس فرق کے ساتھ کہ یہاں ایسے مومنوں سے خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے تحت ہیں اور تفرقہ میں ہیں اور جن کی وحدت مفقود ہے اور جن کی صفیں بکھری ہوئی ہیں اور اسی وجہ سے عذاب الیم میں ہیں اور انہیں بتایا گیا ہے کہ اس عذاب الیم سے نجات پانے کی راہ یہ ہے کہ پھر سے ایمان لائیں اور اموال ونفوس کے ذریعہ سے جہاد کریں۔ اس سے ان کی کمزوریاں بھی دور کی جائیں گی اور انہیں ابدی جنت دی جائے گی۔

کیا ان آیات میں ایسے ہی نام نہاد مومن مراد ہیں جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں؟ سورۂ صف کی ابتدائی آیات اور اس کے سارے سیاق سے واضح ہے کہ ان کا مصداق منافق تو ہو سکتے ہیں مگر صحابہ کرامؓ پر قطعاً چسپاں نہیں ہوسکتیں کیونکہ انہوں نے جو زبان سے کہا تھا وہ عمل سے کر دکھایا۔ امام بخاریؒ نے آیت وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ (التوبة:۱۱۱) کے تعلق ہی میں اس کے دوسرے ہم معنی ارشادِ باری تعالیٰ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ زمانہ نبوی والے جہاد کے بعد جہاد کی ضرورت قائم ہے۔ جب مسلمان اپنی روحانی اور دنیوی دولت کھو بیٹھیں گے تو جہاد کی برکت ہی سے وہ اپنی چھنی ہوئی متاع واپس لے سکیں گے۔

بَاب۳: اَلدُّعَاءُ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

مردوں اور عورتوں کا جہاد اور شہادت نصیب ہونے کے لئے دعا کرنا

وَقَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُوْلِكَ.

اور حضرت عمرؓ نے یہ دعا کی: اے اللہ! اپنے رسول کے شہر میں مجھے شہادت نصیب کر۔

۲۷۸۸-۲۷۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ

۲۷۸۸-۲۷۸۹: عبداللہ بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت

يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ

انس بن مالکؓ سے سنا، کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امّ حرام بنت مِلحانؓ کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ آپؐ کو کھانا کھلاتیں اور حضرت امّ حرامؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امّ حرامؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا اور آپؐ کا سر دیکھنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ اس کے بعد آپؐ ہنستے ہوئے جاگ اُٹھے۔ حضرت امّ حرام کہتی تھیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کس بات سے ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ وہ اس سمندر میں سوار ہیں، گویا تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہ ہیں یا فرمایا: ان بادشاہوں کی طرح ہیں جو تختوں پر بیٹھے ہوں۔ اسحاق نے یہ شک کیا (کہ کونسا لفظ فرمایا) کہتی تھیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امّ حرامؓ کے لئے دعا کی۔ پھر آپؐ نے اپنا سر رکھا (اور سو گئے۔) پھر اس کے بعد آپؐ ہنستے ہوئے جاگ اُٹھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کس بات سے ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے

قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

نکلے ہوئے تھے۔آپؐ نے پہلی بار والی بات دُہرائی۔ کہتی تھیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔آپؐ نے فرمایا: تُو تو پہلے لوگوں میں شریک ہوچکی۔ چنانچہ وہ بھی معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں سمندری سفر میں شامل ہوئیں اور جب سمندر سے باہر آئیں تو وہ اپنی سواری سے گر کر فوت ہوگئیں۔

اطراف الحديث۲۷۸۸: ۲۷۹۹، ۲۸۷۷، ۲۸۹٤، ٦٢٨٢، ۷۰۰۱.
اطراف الحديث۲۷۸۹: ۲۸۰۰، ۲۸۷۸، ۲۸۹۵، ۲۹۲٤، ٦٢٨٣، ۷۰۰۲.

تشریح: **اَلدُّعَآءُ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ:** باب کا موضوع واضح ہے کہ فریضہ جہاد کے لئے مرد و زن ہر دو مخاطب ہیں۔ ہر ایک پر فرض ہے کہ وہ اس میں اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے لحاظ سے شریک ہو جیسا کہ آنے والی تفصیلات سے ثابت ہوگا کہ صحابہؓ کی عورتیں بھی اس میں شریک ہوئیں۔ان میں سے حضرت امّ حرامؓ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ صرف غزوۂ مصر میں شریک ہونے کا موقع دیا بلکہ جامِ شہادت بھی پینا نصیب ہوا۔حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔

قَالَ عُمَرُ......: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشارٌ الیہ دعا ان الفاظ میں گذر چکی ہے: **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ** ۔اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور تیرے رسولؐ کے شہر میں میری موت ہو۔(کتاب فضائل المدينة، باب۱۲ روایت نمبر۱۸۹۰) ابن سعد☆ نے طبقات کبیر میں یہی روایت ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے نقل کی ہے،جس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَتْلًا فِيْ سَبِيْلِكَ وَوَفَاةً فِيْ بَلَدِ نَبِيِّكَ قَالَتْ قُلْتُ وَاَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ اِنَّ اللّٰهِ يَاْتِيْ بِاَمْرِهٖ اَنّٰى شَآءَ** ۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۸۵) یہ الفاظ امام بخاریؒ کی روایت میں نہیں ہیں۔

حضرت امّ حرامؓ کی دعائیں غزوہ وجہاد میں شریک ہونے کی تھیں۔ یہ خواہش بتاتی ہے کہ جہاد صرف مردوں ہی کے لئے فرض نہ تھا۔روایت نمبر ۲۷۸۸-۲۷۸۹ کے آخر میں جس غزوہ کا ذکر ہے اس کا تعلق جزیرہ قبرص کی فتح سے ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو سمندری لڑائی کی اجازت نہیں دی تھی۔ بحری لٹیرے ساحلی آبادیوں پر یلغار کرنے کے عادی تھے اور ان کی روک تھام ضروری تھی۔ جب حضرت عثمانؓ کی خلافت میں انہیں اجازت ملی تو خلافت کی طرف سے یہ ہدایت بھی دی گئی تھی کہ کسی کو اس میں جبراً شریک نہ کیا جائے۔۲۸ ہجری میں مُتَطَوِّعِيْن کی ایک فوج تیار ہوئی جس میں

☆ (الطبقات الكبرى لابن سعد، الطبقة الاولى، طبقات البدريين من المهاجرين ذكر استخلاف عمر، جزء۳ صفحہ۳۳۱)

بعض صحابہ کرامؓ بھی شامل ہوئے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویاء کے مصداق بنیں۔ان میں سے حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت اوران کی بیوی حضرت امّ حرام بنت ملحان، حضرت شداد بن اوس اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔فتح کے بعد جب غازی قبرص سے کوچ کرنے لگے تو حضرت امّ حرام بنت ملحانؓ کی مذکورہ بالا شہادت کا واقعہ پیش آیا اور وہ وہیں دفن ہوئیں۔ان کی قبراب تک قبرص میں زیارت گاہ ہے اور وہ پہلی غازی خاتون ہیں جنہوں نے بحری جنگ میں جامِ شہادت پیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا وَ رَضِيَتْ (عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ۸۶-۸۷) اس تعلق میں باب ۸ بھی دیکھئے جس میں ان کی موت شہادت قرار دی گئی ہے۔

بَاب ٤ : دَرَجَاتُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجے

يُقَالُ هَذِهِ سَبِيْلِي وَهَذَا سَبِيْلِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ غُزًّا وَاحِدُهَا غَازٍ. هُمْ دَرَجٰتٌ (اٰل عمرٰن: ١٦٤) لَهُمْ دَرَجَاتٌ.

(عربی زبان میں) هَذِهِ سَبِيْلِي بھی کہتے ہیں اور هَذَا سَبِيْلِي بھی۔(یعنی سَبِیْل مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے) ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: غُزًّا کی واحد غَازٍ ہے۔هُمْ دَرَجَاتٌ یعنی اُن کے درجات ہیں۔

٢٧٩٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيْهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ

۲۷۹۰: یحيٰ بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ فُلَیح نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ہلال بن علی سے، ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس نے نماز سنوار کر ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے،اس کا اللہ پر یہ حق ہو چکا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنے اس ملک میں ہی رہے جہاں پیدا ہوا ہو۔صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! کیا لوگوں کو ہم یہ خوشخبری سنائیں؟

النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ.

طرفہٗ: ۷۴۲۳۔

آپؐ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں۔ جن کو اللہ نے ان لوگوں کے لئے تیار کیا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان میں۔ جب تم اللہ سے مانگنے لگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت میں سب سے عمدہ اور جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں: آپؐ نے یوں فرمایا کہ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں بھی نکلتی ہیں۔ اور محمد بن فلیح نے اپنے باپ سے یوں روایت کی: اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

۲۷۹۱: حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ وَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَ☆ أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ.

۲۷۹۱: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا کہ ابورجاء نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت سمرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے آج رات (خواب میں) دو آدمیوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ پھر مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو نہایت ہی خوبصورت اور نہایت ہی عمدہ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت گھر کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں☆ نے (مجھے) کہا: یہ گھر شہیدوں کا گھر ہے۔

اطرافہٗ: ۸۴۵، ۱۱۴۳، ۱۳۸۶، ۲۰۸۵، ۳۲۳۶، ۳۳۵۴، ۴۶۷۴، ۶۰۹۶، ۷۰۴۷۔

تشریح: دَرَجَاتُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: عنوانِ باب میں مجاہدین کے درجات کے تعلق میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے: اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ○ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ○ یعنی کیا وہ

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ "قَالَا" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۹۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

شخص جو اللہ کی رضا کے پیچھے چلتا ہے، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف سے (نازل ہونے والے) غضب کو لے کر لوٹے اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو۔ اور وہ جگہ (رہنے کے لحاظ سے) بہت بری ہے۔ وہ (لوگ) اللہ کے نزدیک مختلف مدارج پر ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں، اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (آل عمران: ۱۶۳-۱۶۴) تفاوت درجات سے متعلق اس آیت کے حوالے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ درجات کے حصول کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ایک مجاہد رضائے الٰہی کا خواہاں ہے اور ایک غازی کی نیت مالِ غنیمت کا حصول، کسی شہرت ونمود اور جوہر شجاعت کی داد لینا ہے۔ غرض نیت کے فرق سے درجے میں بھی فرق ہوگا۔ یہی اہم نکتہ ذہن نشین کرانے کی غرض سے سبیل اللہ کی لغوی تشریح بھی کی گئی ہے کہ سبیل اللہ میں جہاد کرنے والے کا نصب العین صرف ایک ہی امر (رضوانِ الٰہی) سے وابستہ ہوتا ہے۔ جس جہاد کی دعوت اسلام نے دی ہے وہ خالص توحید الٰہی پر مبنی اور ہر قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ فرماتا ہے: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۟ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (یوسف: ۱۰۹) یعنی تو کہہ دے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں خود اور وہ نفوس جنہوں نے سچے طور پر میری پیروی اختیار کی ہے ہم سب بصیرت پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ سب قسم کے نقائص سے پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ قرآنِ مجید میں اس سبیل اللہ کی تفصیلات مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہیں۔ سبیل اللہ پر قائم ہونے کے معیار سے درجات میں تفاوت ہوگا۔ ہر عمل صالح جنت کا ضامن ہے بشرطیکہ رضائے الٰہی کی نیت سے صادر ہو۔

زیر باب روایت میں جنت الفردوس کے لئے اَوْسَطُ الْجَنَّةِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اَوْسَط کے معنی ہوتے ہیں سب سے اعلیٰ۔ جیسے فرمایا: جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا. (البقرۃ: ۱۴۴) ہم نے تمہیں اعلیٰ درجے کی امت بنایا۔ اس کے ایک معانی اَلسَّعَةُ یعنی فراخی بھی ہیں۔ فردوس وہ مقام ہے جہاں ہر قسم کا میوہ اور نعمت مہیا ہو۔ جس جنت کی یہ شان ہو، اسے عربی میں فردوس کہتے ہیں۔ بعض شارحین کے نزدیک یہ لفظ رومی، سریانی اور قبطی زبان سے ماخوذ ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۷) سریانی اور قبطی تو سامی زبانیں ہی ہیں جو عندالتحقیق عربی کے بگڑے ہوئے لہجے ہیں اور رومی زبان کا تعلق آریہ زبانوں سے ہے۔ امّ الالسنہ کی تحقیق میں مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلوی ایڈووکیٹ نے تمام زبانوں کا ماخذ عربی ثابت کیا ہے اور یہ وہ نظریہ ہے جسے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلحاظِ زبان قرآنِ مجید کی عظمت سے متعلق دلائل کے ضمن میں پیش فرمایا ہے۔ جہاں تک لفظ فردوس کا تعلق ہے زجاج جس کا شمار چوٹی کے ادباء میں سے ہے، اس کی تحقیق ہے کہ فردوس ان وادیوں کو کہتے ہیں کہ جہاں ہر قسم کی نباتات پائی جاتی ہوں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۹۰) مندرجہ بالا حدیث نبوی میں فردوس انتہائی مقام بتایا گیا ہے جس کے اوپر اور کوئی مقام نہیں سوائے عرش الرحمٰن کے۔ صفت رحمانیت کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنت کے سَو درجوں میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان۔ اس حساب سے اس کی وسعت کئی آسمانوں کی وسعت ہے۔ اس وسعت بے پایاں کا ذکر قرآنِ مجید کی اس آیت میں بھی ہے: سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ. (الحدید:۲۲) یعنی اے لوگو! تم اپنے ربّ کی طرف سے آنے والی مغفرت اور ایسی جنت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی قیمت تمام آسمان اور زمین کی قیمت کے برابر ہے۔ اسی جنت الفردوس کا وعدہ مجاہدین سے کیا گیا ہے جس سے ان کے درجات کی فضیلت ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فردوس حاصل کرنے کی ترغیب ان الفاظ میں فرمائی ہے: فَإِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْا الْفِرْدَوْسَ. (روایت نمبر ۲۷۹۰)

اس تعلق میں کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی ''تیسرا سوال'' - روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۴ تا ۴۲۲ بھی دیکھئے۔

اُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ: یہ شک یحیٰ بن صالح راوی حدیث کا ہے۔ اس شک کا ازالہ امام بخاریؒ نے قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ کہہ کر کیا ہے۔ ان کی روایت میں وضاحت ہے کہ فردوس سے بالا صرف رحمٰن کا عرش ہے۔ اس روایت کے لئے کتاب التوحید باب ۲۲ دیکھئے۔

بَاب ٥: اَلْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

اللہ کی راہ میں صبح وشام آنا جانا اور جنت میں تم میں سے ایک کے لیے کمان برابر جگہ کی فضیلت

٢٧٩٢: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

اطرافه: ٢٧٩٦، ٦٥٦٨.

۲۷۹۲: معلّٰی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) حمید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح یا شام نکلنا ساری دنیا سے اور نیز جو نعمتیں اس میں ہیں ان سے بہتر ہے۔

٢٧٩٣: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ

۲۷۹۳: ابراہیم بن منذر نے ہمیں بتایا۔ محمد بن فُلَیح نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہلال بن علی سے، ہلال نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:

فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ.

جنت میں ایک کمان برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج چڑھتا اور غروب ہوتا ہے، اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح کو نکلنا اور شام کو نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج چڑھتا اور غروب ہوتا ہے۔

طرفہ: ۳۲۵۳۔

۲۷۹۴: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

۲۷۹۴: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے، حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح اور شام کو نکلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

اطرافہ: ۲۸۹۲، ۳۲۵۰، ۶۴۱۵۔

تشریح: **اَلْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ:** یہ باب بھی جہاد ہی کی فضیلت سے متعلق ہے۔ سبیل اللہ میں صبح یا شام نکلنے سے مراد جہاد ہے اور اس کی جزا **خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا** بتائی گئی ہے۔ **قَابُ قَوْسِ أَحِدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ.** جنت میں کمان بھر جگہ ملنے سے جنت کے حصول کی فضیلت اور اس کی اس وسعت کا بیان ہے جس کا ذکر سابقہ باب میں کیا گیا ہے۔ زیر باب تینوں روایتیں ایک ہی مفہوم میں مختلف سندوں سے مروی ہیں۔ ابن ماجہؒ، مسلمؒ اور ترمذیؒ ☆ نے بھی اس حدیث کے ہم معنی روایتیں نقل کی ہیں جن میں سے بعض بلحاظِ سند کمزور ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ کی تحقیق میں یہ حدیث مستند ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۹۱-۹۲)

☆ (مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله)
(ترمذى، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل الغدوّ والرواح فى سبيل الله)
(ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله)

بَاب ٦ : اَلْحُوْرُ الْعِيْنُ وَصِفَتُهُنَّ

خوبصورت نازک بدن بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں اوراُن کا بیان

يُحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ. شَدِيْدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيْدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ. وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ (الدخان: ٥٥) أَنْكَحْنَاهُمْ.

جس کو دیکھ کر آنکھ حیران رہ جائے۔(حَوِرَتِ الْعَيْنُ کے معنی ہوتے ہیں) آنکھ کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید۔زَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ کے معنی ہیں ہم نے فراخ چشم دوشیزاؤں سے ان کا نکاح کر دیا۔

٢٧٩٥ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا إِلَّا الشَّهِيْدُ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى.

طرفہ: ٢٨١٧۔

۲۷۹۵: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق نے ہمیں بتایا۔انہوں نے حمید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔آپؐ نے فرمایا: کوئی بندہ بھی نہیں جو ایسی حالت میں مرے کہ اللہ کے پاس اس کی نیکی ہو، پھر دنیا میں لوٹنا اس کے لیے خوشی کا موجب ہو، گو اسے دنیا و مافیہا بھی مل جائے، سوائے شہید کے کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھ لیتا ہے، پھر اس کو خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں واپس لوٹے تا کہ وہ ایک دفعہ پھر مارا جائے۔

٢٧٩٦ : قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيْدٍ يَعْنِي

۲۷۹۶: (حمید نے) کہا: اور میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں شام کو نکلنا یا صبح نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے ایک کے لئے کمان برابر جگہ بھی یا

سَوْطَهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

(فرمایا) اس کے کوڑے کے برابر جگہ بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور اگر جنت والوں میں سے کوئی عورت زمین والوں کی طرف جھانکے تو وہ (زمین وآسمان) دونوں میں جو کچھ ہے سب کو روشن کر دے، اور وہ خوشبو سے مہک جائیں اور اس کی اوڑھنی جو اس کے سر پر ہے، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اطرافہ: ۲۷۹۲، ۶۵۶۸۔

تشریح: **اَلْحُوْرُ الْعِيْنُ وَصِفَتُهُنَّ:** حُوْرٌ عِيْنٌ جو جنت کی موعودہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس کا سابقہ ابواب کے تعلق میں ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ یہ نعمت بھی فریضہ جہاد کی ادائیگی سے وابستہ ہے۔ اس ضمن میں جن آیاتِ کریمہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ قرآنِ مجید میں دو جگہ وارد ہوئی ہیں۔ اوّل سورۂ دخان آیت ۵۵، دوم سورۂ طور آیت ۲۱۔ اوّل الذکر کے سیاقِ کلام کا تعلق نعیم اُخروی سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا: لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۝ (الدخان: ۵۷) متقی ابدی حیات کے وارث ہوں گے۔ ثانی الذکر کا تعلق نعیم دنیوی سے ہے جیسا کہ آیات کے آخر میں فرمایا: قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ (الطور: ۲۷-۲۸) {وہ کہیں گے یقیناً ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل وعیال میں بہت ڈرے ڈرے رہتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والے لپٹوں کے عذاب سے بچایا۔} یہ نجات اور نعمت؛ انقلاب خیز جہادِ عظیم کے بعد حاصل ہوگی۔ اس انقلاب کے تعلق میں آیات سورۃ الواقعہ دیکھئے جو دنیوی واخروی جزا سزا کے ذکر پر حاوی ہیں۔ نیز اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۵ تا ۴۰۰ بھی دیکھئے۔

ان تینوں سورتوں میں "جناتِ نعیم"، "حورِ عین" مع عرش کی جانشینی کا ذکر کھلے الفاظ میں بطور ایک عظیم الشان پیشگوئی کیا گیا ہے اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا انحصار جہاد پر ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق دنیا سے ہے جس شان میں وہ پوری ہوئی، سارا جہان اس کا گواہ ہے اور حیاتِ آخرت میں وہ کس شان سے ظہور پذیر ہوگی دنیا کی زندگی میں اس کا تصور کرنا ناممکن ہے۔ فرماتا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (السجدة: ۱۸) {پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چُھپا کر رکھا گیا ہے، اُس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔} اور زیر باب حدیث نمبر ۲۷۹۵ میں بھی یہی مضمون تمثیلاً بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ موعودہ جنت الفردوس میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص نہیں چاہے گا کہ وہ اس سے نکل کر دوبارہ دنیا میں آئے، خواہ اسے دنیا کی ساری نعمتیں دیئے جانے کا لالچ کیوں نہ دیا جائے۔ البتہ مجاہد شہید ضرور یہ خواہش کرے گا کہ وہ دنیا میں دوبارہ آئے اور اللہ کی راہ میں پھر شہید ہو کیونکہ وہ اس شہادت کا ایسا بدلہ پا چکا ہوگا کہ اس کے اندر بار بار جامِ شہادت پینے کی خواہش پیدا

ہوگی۔کس بلاغت سے جہاد کی فضیلت آیات اور حدیث کے حوالے سے مندرجہ بالا باب میں بیان کی گئی ہے۔اس مخصوص اسلوبِ بیان کے تعلق میں کتاب مواقیت الصلاۃ باب ۶، ۱۶ بھی دیکھئے اور مجاہد شہید فی سبیل اللہ کی خواہش کے تعلق میں کتاب الإیمان باب ۲۶ دیکھئے۔ترجمہ وتشریح آیات کیلئے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا مطالعہ کیا جائے۔اس کے علاوہ کتاب سرمہ چشم آریہ- روحانی خزائن جلد۲ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۶۲ بھی دیکھئے جہاں اسلامی بہشت، حور وقصور اور شراب طہور سے متعلق مخالفین اسلام کا مدلل اور شافی جواب دیا گیا ہے۔

بَاب ۷: تَمَنِّي الشَّهَادَةِ

شہادت کی آرزو کرنا

۲۷۹۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْدُو فِي سَبِيْلِ اللهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

۲۷۹۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔انہوں نے زہری سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) سعید بن مسیّب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔آپؐ فرماتے تھے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔اگر مومنوں میں سے بعض کو ناگوار نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد میں نکل جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں ہوتیں کہ ان سب کو سوار کر کے لے جاؤں تو میں کبھی کسی دستہ فوج سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے نکلتا ہے۔اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

اطرافهُ: ۳۶، ۲۷۸۷، ۲۹۷۲، ۳۱۲۳، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۴۵۷، ۷۴۶۳۔

۲۷۹۸: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ

۲۷۹۸: یوسف بن یعقوب صفار نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن علیہ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ایوب

أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوْبُ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

(سختیانی) سے، ایوب نے حُمَید بن ہلال سے، حُمَید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: زید (بن حارثہؓ) نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر اس کو جعفر (بن ابی طالبؓ) نے لیا۔ پھر وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے اسے لیا وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولیدؓ نے اسے لیا بغیر اس کے کہ وہ امیر بنائے گئے ہوں۔ تب ان کیلئے فتح ہوئی اور فرمایا: ہمیں اس سے خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے۔ ایوب نے کہا: یا آپؐ نے یوں فرمایا: انہیں یہ بات خوش نہیں کرتی کہ وہ ہمارے پاس رہتے۔ (یہ مضمون بیان کرتے وقت) آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

اطرافہُ: ۱۲۴۶، ۳۰۶۳، ۳۶۳۰، ۳۷۵۷، ۴۲۶۲۔

تشریح: **تَمَنِّي الشَّهَادَةِ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا تمنائے شہادت کے تعلق میں کتاب الإیمان باب ۲۶ بھی دیکھئے۔ صحابہ کرامؓ کے فدا کارانہ نمونے کی چند مثالیں روایت زیر باب حضرت انسؓ کے حوالے سے درج ہیں۔

مَا يَسُرُّهُمْ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا ......: یہ شک ایوب راوی کا ہے کہ حضرت انسؓ نے مذکورہ جملوں میں سے کون سا جملہ کہا۔ پہلا جملہ قابل ترجیح ہے کیونکہ شہید کے لوٹنے کی خواہش کا ذکر سابقہ باب کی روایت میں گذر چکا ہے۔ غزوۂ موتہ میں مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے۔ (دیکھئے کتاب المغازی، باب ۴۴)

علامہ ابن حجرؒ نے جملہ **لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ......** سے ایک لطیف استدلال کیا ہے کہ جملہ معترضہ **وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ** سے ان صحابہ کی دلجوئی فرمائی جو جنگ میں شریک نہ ہو سکے، اس وجہ سے کہ ان کے لئے سواری کا انتظام نہ کیا جا سکا ورنہ وہ تو جہاد کی خواہش رکھتے تھے۔ اور آپؐ نے غازیوں کی بھی یہ کہہ کر ہمت افزائی فرمائی کہ بعض اوقات میرے غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان پیچھے رہ جانے والوں کی دلداری ہو ورنہ جہاد فی سبیل اللہ اتنی محبوب شے ہے کہ میری آرزو ہے کہ اس راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو کر بار بار شہید ہوں۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۱)

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ .... : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی خواہش تھی کہ اللہ کی راہ میں آپؐ کو شہادت نصیب ہو۔اس پر شارحین نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ جب آپؐ کے متعلق آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة: ٦٨) میں وعدہ تھا کہ آپؐ لوگوں کے ہاتھوں قتل سے محفوظ رہیں گے تو آپؐ نے شہادت کی خواہش کیوں کی؟ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۲) اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ کسی نیک بات کی تمنا رکھنا اور بات ہے اور اس کا پورا ہونا حالات سے تعلق رکھتا ہے جن کا انحصار خالق مسبب الاسباب کی مشیت پر ہے۔اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ میں جس قدر تکالیف اُٹھائی ہیں، ان میں سے ہر ایک تکلیف درحقیقت جامِ شہادت کی حیثیت رکھتی تھی۔

بَاب۸: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

اس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے وقت) سواری سے گر کر مر جائے
ایسا شخص بھی شہیدوں میں ہی شمار ہوگا

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ (النساء: ۱۰۱)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور پھر وہ مرجائے تو اس کا اجر اللہ پر ہو چکا۔

وَقَعَ وَجَبَ.

وَقَعَ کے معنی ہیں ضروری ہوگیا، واجب ہوگیا۔

۲۷۹۹-۲۸۰۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي

۲۷۹۹-۲۸۰۰: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا۔انہوں نے کہا: لیث نے مجھ سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید انصاری) نے ہمیں بتایا۔انہوں نے محمد بن یحيٰ بن حبان سے، انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے اپنی خالہ حضرت امّ حرام بنت ملحانؓ سے روایت کی، کہتی تھیں کہ نبی ﷺ ایک روز میرے یہاں ہی سو گئے۔ پھر آپؐ مسکراتے ہوئے جاگ پڑے۔میں نے پوچھا: آپؐ کس بات سے ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے کچھ لوگ میرے

عُرِضُوْا عَلَيَّ يَرْكَبُوْنَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوَتِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوْا الشَّأْمَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

سامنے پیش کئے گئے جو اس بحرِ اخضر (میں جہازوں) پر سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تختوں پر ہوں۔ حضرت امّ حرامؓ نے کہا: آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔ آپؐ دوبارہ سو گئے۔ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے جاگے۔ انہوں نے جیسے پہلے پوچھا تھا آپؐ سے پوچھا۔ آپؐ نے ان کو ویسا ہی جواب دیا (جیسا کہ پہلے دیا تھا۔) حضرت امّ حرامؓ نے کہا: آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو ان پہلوں میں سے ہو۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ نکلیں جبکہ وہ جنگ کیلئے اس وقت نکلے جب مسلمانوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ پہلے پہل بحری سفر اختیار کیا۔ جب وہ اس جنگ سے واپس لوٹے اور شام میں اُترے تو حضرت امّ حرامؓ کے پاس ایک سواری لائی گئی کہ وہ اس پر سوار ہوں۔ (جب سوار ہونے لگیں) تو اس نے ان کو گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

اطراف الحدیث ۲۷۹۹: ۲۷۸۸، ۲۸۷۷، ۲۸۹٤، ٦٢٨٢، ٧٠٠١۔
اطراف الحدیث ۲۸۰۰: ۲۷۸۹، ۲۸۷۸، ۲۸۹٥، ۲۹۲٤، ٦٢٨٣، ٧٠٠٢۔

تشریح: فَضْلُ مَنْ يُّصْرَعُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ: شہید صرف وہی نہیں جو دینی جنگ میں لڑتا ہوا مارا جائے بلکہ وہ بھی ہے جو جنگ کیلئے نکلا ہو اور کسی حادثہ یا طبعی موت سے فوت ہو جائے۔

جس آیت کا عنوانِ باب میں حوالہ دیا گیا ہے، وہ یہ ہے: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء: ۱۰۱) اور جو شخص بھی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ ملک میں حفاظت کی بہت سی جگہیں اور فراخی کے سامان پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اسے موت آ جائے تو سمجھو کہ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو چکا اور اللہ بہت ہی بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے سیاق میں وارد ہوئی ہے اور لفظ خروج میدانِ جہاد میں نکلنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ دیکھئے سورۃ انفال آیت ۴۸، سورۃ توبہ آیات ۴۱ تا ۴۷۔

فَنَزَلُوا الشَّامَ سے مراد شارحین نے مُتَوَجِّهِينَ اِلَى نَاحِيَةِ الشَّامِ لی ہے۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۹۷) یعنی ملک شام کو جانے کا قصد تھا۔ حضرت امّ حرامؓ کا واقعہ شہادت زیر باب ۳ بھی گذر چکا ہے۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی خواہش جہاد اور دعا کے لئے درخواست قلب کی گہرائی سے پیدا ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جام شہادت پلا کر ان کی خواہش پوری فرما دی۔

بَاب ۹: مَنْ يُّنْكَبُ {أَوْ يُطْعَنُ☆} فِي سَبِيْلِ اللهِ

جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی حادثہ یا زخم پہنچے

۲۸۰۱: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِيْنَ فَلَمَّا قَدِمُوْا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُوْنِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِّنِّي قَرِيْبًا فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوْهُ فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوْا إِلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوْا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ أَعْرَجُ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ وَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ

۲۸۰۱: حفص بن عمر (الحوضی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔انہوں نے اسحاق (بن عبداللہ بن ابی طلحہ) سے، اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے بنی سلیم میں سے کچھ لوگوں کو جو ستر کی تعداد میں تھے، بنی عامر کی طرف بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو میرے ماموں (حرام بن ملحان) نے انہیں کہا: (تم ٹھہرو!) میں تم سے آگے جاتا ہوں، اگر انہوں نے مجھے امن دیا، یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام انہیں پہنچا سکوں تو بہتر ورنہ تم میرے قریب ہی ہو۔ چنانچہ وہ آگے گئے اور لوگ ان کے ساتھ امن سے پیش آئے۔ابھی وہ ان سے نبی ﷺ کی باتیں کر رہے تھے کہ انہوں نے اپنے ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے ان کو برچھا مارا، جو اُن کے بدن سے پار نکل گیا اور انہوں نے کہا: اللہ اکبر! کعبہ کے ربّ کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پھر وہ ان کے باقی ساتھیوں پر پل پڑے اور ان کو مار ڈالا، سوائے ایک لنگڑے شخص کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُوْلَهُ.

کہ اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو بتادیا کہ وہ اپنے ربّ سے جا ملے ہیں اور وہ ان سے خوش ہے اور اس نے ان کو بھی خوش کر دیا ہے۔ (حضرت انسؓ کہتے تھے کہ) ہم یوں پڑھا کرتے تھے: ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ سے جا ملے ہیں۔ وہ ہم سے خوش ہو گیا اور اس نے ہم کو خوش کر دیا۔ پھر اس کے بعد اس کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔ نبی ﷺ نے چالیس دن تک صبح کو رِعل، ذکوان، بنی لحیان اور بنی عصیہ کے خلاف دعا کی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔

اطرافهُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۱٤، ۳۰٦٤، ۳۱۷۰، ٤۰۸۸، ٤۰۸۹، ٤۰۹۰، ٤۰۹۱، ٤۰۹۲، ٤۰۹٤، ٤۰۹٥، ٤۰۹٦، ٦۳۹٤، ۷۳٤۱۔

۲۸۰۲: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ هُوَ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ قَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِي سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ

۲۸۰۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسود بن قیس سے، اسود نے جندب بن سفیان سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں شریک تھے۔ آپؐ کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپؐ نے یہ شعر پڑھا:

تو ایک انگلی ہی ہے جو زخمی ہوئی ہے
اور جو تجھے تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کی راہ میں ہے

طرفهُ: ٦۱٤٦۔

تشریح: **مَنْ يُّنْكَبُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ**: نَكْبَةٌ کے دو معانی ہیں ناگہانی حادثہ اور زخمی ہونا۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۹۷) اس باب میں دونوں امور کا ذکر ہے۔ بئر معونہ کا واقعہ تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ ہے جو بقول ابن سعد غزوہ اُحد کے چار ماہ بعد ماہ صفر ۴ ہجری میں پیش آیا۔ بئر معونہ مدینہ سے چار منزل (یعنی ۴۰ میل کے فاصلہ)

پر واقع ہے۔قبیلہ بنو عامر کے سردار ابو براء عامر بن مالک بن جعفر کی درخواست پر کہ اسے دین اسلام پسند ہے اور اس کی خواہش ہے کہ وہ مع اپنی قوم کے مسلمان ہو جائے۔اس کے ساتھ چند صحابی بھیجے جائیں تا وہ نجد میں ان کی قوم کو اسلام سے آگاہ کریں۔(الطبقات الکبریٰ لابن سعد،سریۃ المنذر بن عمرو، جزء۲صفحہ۵۱-۵۲) آنحضرت ﷺ نے جیسا کہ روایت زیر باب میں ہے ستر قاریوں کا وفد اس کے ساتھ بھیجا۔اس واقعہ کی تفصیل کے لئے کتاب المغازی زیر باب ۲۸ بھی دیکھئے۔ یہاں جہاد اور شہادت کے تعلق میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وفد دراصل خالص تبلیغی تھا جس کے افراد شہید کئے گئے۔ان پر قبیلہ بنوسلیم کے لوگوں نے شب خون مارا اور صحابہ کرامؓ نے اپنے دفاع میں ان ظالموں کا مقابلہ کیا مگر چونکہ دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا اور حملہ بھی اچانک تھا اس لئے ان میں سے ایک شخص کے سوا کوئی نہ بچا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو جتنی لڑائیاں لڑنا پڑیں وہ سب دفاعی تھیں اور غایت درجہ مظلوم و مجبور ہونے کی حالت میں لڑی گئیں۔

بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْوَامًا مِّن بَنِیْ سُلَیْمٍ اِلَی بَنِیْ عَامِرٍ: اس روایت (نمبر ۲۸۰۱) کے راوی حفص بن عمر الحوضیؒ ہیں جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں۔ یہ بغداد کے اس محلّہ کے رہنے والے تھے جس کا نام حوض تھا۔ان کا بیان ترکیب نحوی کے لحاظ سے بظاہر مخدوش ہے جسے شارحین نے مختلف لغوی توجیہات سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی سلیم کے کچھ لوگوں کو بنو عامر کی طرف بھیجا۔ یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ بالا قاری بنوسلیم قبیلہ سے نہ تھے، ہاں قبائل بنو عامر کی طرف بھیجے گئے تھے جبکہ ان کے سردار نے قاریوں کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدشہ تھا کہ مخالف ان کو نقصان نہ پہنچائیں اور یہی وجہ تھی کہ اس وفد میں شامل ہونے والوں کی تعداد زیادہ کی گئی تھی کہ اگر ان سے دھوکہ وفریب ہو اور لڑنا پڑے تو وہ مقابلہ کر کے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ یہ تعداد عام حالات میں مقابلہ کے لئے کافی تھی۔ مہماتِ نبویہ میں بالعموم مختصر دستوں ہی نے بڑی تعداد والے دشمنوں کو میدانِ جنگ میں مغلوب کیا ہے۔لیکن یہ حملہ ایسے وقت کیا گیا تھا جب صحابہؓ سوئے ہوئے تھے اور خلاف توقع تھا۔اس امر واقعہ کے پیش نظر **بَعَثَ النَّبِيُّ اَقْوَامًا مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ اِلَی بَنِیْ عَامِرٍ** کی عبارت یوں ہے: **بَعَثَ اِلَی اَقْوَامٍ مِّن بَنِیْ سُلَیْمٍ اِلَی بَنِیْ عَامِرٍ.** گویا اقوام سے پہلے حرف جار اِلَی محذوف ہے اور یہ معروف قاعدہ ہے کہ جب حرف اِلَی محذوف ہو تو اس کے بعد آنے والے اسم پر زبر آجاتی ہے۔عرب لوگ بات کرنے میں اختصار پسند تھے۔اس لئے واقعہ بئر معونہ بیان کرتے ہوئے اس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ نیز چونکہ یہ واقعہ ایک مشہور واقعہ تھا، اس میں غلطی لگنے کا احتمال نہ تھا اور عرب لوگ ایسی تراکیب کے استعمال کے خوگر تھے اس لئے حرفِ جار حذف کر دیا گیا۔پس حضرت امام بخاریؒ کی اس روایت پر اعتراض درست نہیں کہ انہوں نے واقعہ غلط نقل کیا ہے۔امام ابن حجرؒ کی اس بارے میں تشریح واضح ہے کہ حضرت انسؓ کے ماموں بنوسلیم میں سے تھے جو قائدِ وفد تھے۔اس لئے ان کے ساتھی بنوسلیم کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ان کے نزدیک عبارت یوں ہے: **بَعَثَ اَقْوَامًا مَّعَهُمْ اَخُو اُمِّ سُلَیْمٍ اِلَی بَنِیْ عَامِرٍ** (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۵) کہ حضرت امّ سلیمؓ کے بھائی کے ساتھ چند لوگوں کو بنی عامر کی طرف بھیجا گیا۔حضرت امّ سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں اور ان کے بھائی کا

نام جسے بھجوایا گیا تھا حرام بن مِلحان ہے۔ قبائل رِعل، بنولحیان، عُصَیّہ اور ذکوان بنوسلیم میں سے تھے اور انہوں نے شب خون مارا تھا اور ان کے خلاف مہینہ بھر دعا کی گئی۔ ان کا سردار عامر بن طفیل اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ وفد کی اطلاع پاکر وہ پوری تیاری کے ساتھ ان کی گھات میں بیٹھ گیا اور سوئے ہوئے لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑا۔ اس تعلق میں کتاب الجزیہ باب ۸ نیز کتاب المغازی باب ۲۸ بھی دیکھئے۔

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ: ربِّ کعبہ کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی۔ حضرت حرام بن مِلحانؓ کا یہ ایمان افروز بے ساختہ فقرہ بعض کے لئے ہدایت کا موجب ہوا۔ جس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی کہ ان قاریوں کی مذکورہ بالا شہادت وقربانی رائیگاں نہیں گئی۔

بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا: حضرت جبرائیلؑ کی پیغام رسانی کا یہ کلامِ موزوں ایک عرصہ تک وردِ زبان رہا۔ شدید صدمہ کی وجہ سے اور غم غلط کرنے کے لئے وہ بار بار دُہرایا جاتا تھا۔ روایت زیرِ باب سے یہ مراد نہیں کہ مذکورہ بالا فقرہ بطور قرأت نماز میں پڑھا جاتا تھا۔ لفظ قرأت عام پڑھنے اور لفظ نسخ محض ترک کرنے کے معنوں میں عموماً استعمال ہوتا ہے۔ پس پڑھنے سے مراد صرف یہ ہے کہ یہ کلامِ موزوں ایک عرصہ تک لوگوں کی زبان پر جاری رہا اور پھر ایک عرصہ گذرنے پر یہ ذکر ختم ہوگیا۔ صحابہ کرامؓ کی غلط فہمی بہت جلد دور ہوگئی تھی۔ اس تعلق میں باب ۱۹ کی تشریح بھی دیکھئے۔

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ......: باب کی دوسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کا جو حادثہ مذکور ہے بعض شارحین کے نزدیک غزوۂ احد اور بعض کے نزدیک غزوۂ خندق میں پیش آیا تھا۔[۱] ایک پتھر لگنے سے آپؐ کی انگلی زخمی ہوئی اور آپؐ نے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ کہہ کر اسے معمولی زخم قرار دیا اور اس کے ساتھ زخمی انگلی کی عظمت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے، جسے ایسے وقت میں زخم پہنچا جبکہ آپؐ مصروفِ جہاد تھے۔ صحیح مسلم کی روایت میں لفظ فِي غَارٍ ہے[۲] جس کے معنی فوج یا فوج کشی اور چڑھائی کے کئے گئے ہیں اور اس کی تصدیق صحیح بخاری کی روایت زیرِ باب سے بھی ہوتی ہے۔

---

۱ (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۹۹) (لسان العرب—صبع)

(المفصل في الردّ على شبهات أعداء الإسلام، الباب الخامس، شبهات حول السنة النبوية، جزء ۱۰ صفحہ ۲۱۴)

۲ (مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب ما لقي النبي من أذى المشركين والمنافقين)

بَاب ۱۰ : مَنْ يُّجْرَحُ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ

جو اللہ عزوجل کی راہ میں زخمی ہو

۲۸۰۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ.

۲۸۰۳: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ابی زناد سے، ابی زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی ہو اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔مگر وہ ضرور قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ رنگ تو خون کا رنگ ہوگا اور خوشبو مشک کی سی۔

اطرافہ: ۲۳۷، ۵۵۳۳۔

تشریح: مَنْ يُّجْرَحُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ: یہ باب اس لئے باندھا گیا ہے کہ تا بتایا جائے جو شخص محض اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر زخمی ہوتا ہے یا دُکھ اُٹھاتا ہے تو اس کا اس کو اَجر ملے گا۔

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ: جملہ معترضہ ہے جس سے اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ ثواب کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔اس لئے خالص نیت سے جو کام ہو اس میں ثواب یقینی ہے۔اس کے علاوہ ترمذیؒ، ابن حبانؒ اور ابوداؤدؒ کی تصحیح روایت بھی مقصود ہے جو حضرت معاذ بن جبلؓ سے منقول ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا الْمِسْكُ۔☆ اس روایت کی تمثیل کا تعلق زخموں کی نوعیت سے ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کی تمثیل والی روایت کا تعلق مجروح فی سبیل اللہ سے ہے۔دونوں روایتوں کے الفاظ میں فرق ہے مگر مذکورہ بالا روایت امام بخاریؒ کے معیارِ صحت پر نہیں اس لئے وہ نظر انداز کی گئی ہے۔اگرچہ دونوں میں اخروی ثواب کو مثال سے واضح کیا گیا ہے اور اخروی عقاب بھی تمثیل ہی سے بیان ہوا ہے۔

☆ (ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يكلم في سبيل اللّٰه)
(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فيمن سأل اللّٰه تعالٰى الشهادة)
(صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، باب المريض وما يتعلق به)

بَاب ۱۱

قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط (التوبة: ۵۲)

اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: تو کہہ دے دو بھلائیوں میں سے ایک کے سوا تم ہمارے لئے کسی بات کا انتظار نہیں کرتے

وَالْحَرْبُ سِجَالٌ.

اور لڑائی تو ڈول ہے (کبھی اِدھر کبھی اُدھر)

۲۸۰۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ.

۲۸۰۴: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا، کہا: یونس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہیں خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے ان کو بتایا کہ ہرقل نے اس سے کہا: میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ اس پیغمبر سے تمہاری لڑائی کی کیا حالت رہتی ہے تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈولوں کی طرح ہے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر، اسی طرح رسول آزمائے جاتے ہیں مگر اچھا انجام انہی کا ہوتا ہے۔

اطرافه: ۷، ۵۱، ۲۶۸۱، ۲۹۴۱، ۲۹۷۸، ۳۱۷۴، ۴۵۵۳، ۵۹۸۰، ۶۲۶۰، ۷۱۹۶، ۷۵۴۱۔

تشریح: **فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ:** باب مذکورہ بالا میں اس وہم کا ازالہ کیا گیا ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ اللہ کا سپاہی ہے۔ جسمانی تکلیف سے ہر طرح مامون ومحفوظ رہے گا درست نہیں۔ مجاہد کو تو نشانہ مصائب بننا پڑتا ہے۔ مدِّمقابل پر فتح پائے یا اس کے ہاتھوں مارا جائے وہ بہرحال ظفرمند ہے اور اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اس مضمون کے تعلق میں ایک حوالہ قرآنِ مجید کی اس آیت کا دیا گیا ہے: قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا صلے فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ (التوبة: ۵۲) تو (ان سے) کہہ دے دو بھلائیوں میں سے ایک کے سوا تم ہمارے لئے کسی بات کا انتظار نہیں کرتے اور ہم تمہارے لئے صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب پہنچائے گا۔ پس تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں اور دوسرا حوالہ ہرقل کے قول کا ہے جو نہ صرف یہ کہ اہل کتاب میں سے تھا بلکہ عالم تورات اور انجیل بھی۔ اس لئے اس کا

قول علی وجہ البصیرت تھا۔انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ

”ٹھوکروں کے سبب سے دنیا پر افسوس ہے کیونکہ ٹھوکروں کا ہونا ضرور ہے۔“
(متی باب ۱۸، آیت ۷)

”اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گا۔“
(متی باب ۱۷، آیت ۱۲)

”اس وقت لوگ تم کو اِیذا دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تم کو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی.....مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔“
(متی باب ۲۴، آیات ۹ تا ۱۳)

آزمائش کے متعلق یہی سنت اللہ ہے جو اس وقت سے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلافت سے سرفراز فرمائے گئے اب تک جاری ہے۔اس تعلق میں کتاب مواقیت الصلاۃ باب ۴ کی تشریح بھی دیکھئے۔

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ سے مراد غلبہ واقبال یا جامِ شہادت اور آخرت کا ثواب ہے مگر دشمنِ حق کے لئے سوائے ناکامی ورسوائی کے اور کوئی دوسری صورت نہیں۔ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ ط انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ ج خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ط ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ (الحج: ۱۲) {اگر اسے کوئی ابتلاء آئے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے۔ وہ دنیا بھی گنوا بیٹھا اور آخرت بھی۔ یہ تو بہت کھلا کھلا نقصان ہے۔}

بَاب ۱۲ : قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝
(الأحزاب: ۲٤)

اللہ عزوجل کا فرمانا: مومنوں میں سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اپنے اس عہد کو سچا کر دکھایا ہے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا اور ان میں سے بعض نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں انہوں نے کسی قسم کی تبدیلی نہیں آنے دی

۲۸۰۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا ح. حَدَّثَنَا

۲۸۰۵: محمد بن سعید خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے حمید سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا۔

عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ ابْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ

(دوسری سند) عمرو بن زرارہ نے بھی ہمیں بتایا کہ ہم سے زیاد نے بیان کیا، کہا: حُمید طویل نے مجھے بتایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میرے چچا حضرت انس بن نضرؓ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں پہلی ہی جنگ میں شریک نہیں ہوسکا جو آپؐ نے مشرکوں سے کی ہے۔ اگر اللہ نے مشرکوں سے جنگ میں مجھے شریک کیا تو پھر اللہ بھی ضرور دیکھ لے گا کہ میں کیا کروں گا۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی اور مسلمان میدانِ جنگ سے ہٹ گئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ! جو میرے ان (مسلمان) ساتھیوں نے کیا ہے میں تیرے حضور اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو ان مشرکوں نے کیا ہے میں اس سے تیرے حضور بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ (جنگ کیلئے) آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذؓ ان کو سامنے سے ملے۔ تب (حضرت انس بن نضرؓ نے حضرت سعد بن معاذؓ سے) کہا: اے سعد بن معاذؓ! میں تو بہشت میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ نضر کے ربّ کی قسم! میں تو اُحد کے پاس اس کی خوشبو پا رہا ہوں۔ سعدؓ کہتے تھے: یا رسول اللہ! پھر جو کچھ انہوں نے کیا میں نہ کرسکا۔ حضرت انس (بن مالکؓ) کہتے تھے: ہم نے ان کے بدن پر اُسی سے کچھ اوپر نشان دیکھے جو بعض تلوار کے تھے اور بعض برچھی کے زخم تھے اور بعض تیر کے اور ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ ایسی حالت میں قتل کئے گئے ہیں کہ مشرکوں نے ان کی ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں سب

بِبَنَانِهِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (الأحزاب:۲۴) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

اطرافہُ: ۴۰۴۸، ۴۷۸۳۔

کاٹ ڈالے۔ حتّٰی کہ ان کو کوئی نہ پہچان سکا سوائے ان کی بہن کے جس نے ان کی انگلیاں دیکھ کر پہچانا۔ حضرت انس (بن مالکؓ) کہتے تھے: ہم سمجھتے تھے یا (کہا) ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضرؓ یا ان جیسے دوسرے مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی وہ ایسے مرد ہیں کہ جو عہد انہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا۔......

۲۸۰۶: وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَرَضُوْا بِالْأَرْشِ وَتَرَكُوْا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

۲۸۰۶: اور (حضرت انس بن مالکؓ) یہ بھی کہتے تھے کہ ان کی بہن نے جس کا نام رُبَیِّع تھا ایک عورت کا دانت توڑ دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے قصاص لینے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت انس (بن نضرؓ) نے کہا تھا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ چنانچہ اس عورت کے رشتہ دار دیت پر راضی ہو گئے اور انہوں نے قصاص چھوڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھا بیٹھیں تو وہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دیتا ہے۔

اطرافہُ: ۲۷۰۳، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۶۱۱، ۶۸۹۴۔

۲۸۰۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۲۸۰۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ نیز اسماعیل (بن ابی اویس) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: مجھ سے میرے بھائی (ابوبکر) نے ذکر کیا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے روایت کی۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب

نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُّ آيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ ۚ (الأحزاب: ٢٤)

سے، ابن شہاب نے خارجہ بن زید سے روایت کی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کئی ورقوں سے نقل کر کے قرآنِ مجید جمع کیا اور مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جو میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے سنا کرتا تھا۔ میں نے اسے خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے سوا اور کہیں نہ پایا۔ صرف انہی کے پاس تھی اور ان کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا اور وہ یہ آیت تھی: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ.... {مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔}

اطرافہُ: ٤٠٤٩، ٤٦٧٩، ٤٧٨٤، ٤٩٨٦، ٤٩٨٨، ٤٩٨٩، ٧١٩١، ٧٤٢٥.

تشریح: **مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ:** زیر باب جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ عزم و استقلال اور ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرنے والوں کی حالت سے متعلق ہے اور روایت باب سے صحابہ کرام کا بہترین نمونہ اس بارے میں پیش کیا گیا ہے۔ پوری آیت یہ ہے: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (الأحزاب:۲۴) ان مومنوں میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا سچا کر دکھایا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت پوری کر دی (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔

كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: اس حصہ روایت سے ظاہر ہے کہ شانِ نزول سے مراد واقعات پیش آمدہ سے تطبیق ہے جیسا کہ دوسری روایات سے بتایا گیا ہے کہ یہ آیت سورۂ احزاب کی تھی جو کئی جگہ لکھی ہوئی پائی گئی اور حضرت زید بن ثابتؓ کو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع قرآن کی خدمت کے لئے مامور کئے گئے تھے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ سے اس آیت کی تصدیق ہوئی۔ انہیں سورۂ احزاب یاد تھی۔ اس سورۃ کا تعلق غزوۂ خندق سے ہے جو شوال ۵ ھ میں ہوا تھا☆ غزوہ اُحد کے بعد نزول آیت کے بارے میں شبہ کے ازالہ کی غرض سے روایت نمبر ۲۸۰۷ لائی گئی ہے۔ حضرت انس بن نضرؓ کی شہادت کے واقعہ کے لیے **کتاب المغازی** باب ۱۷، ۲۷ بھی دیکھئے۔ ان کی ہمشیرہ کا واقعہ **کتاب الصلح** باب ۸ میں بھی گذر چکا ہے۔

☆ (السيرة النبوية لابن هشام، ما نزل في الخندق، جزء۲ صفحہ۲۴۵)

بَاب۱۳ : عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

لڑائی سے پہلے نیک کام کرنا

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُوْنَ بِأَعْمَالِكُمْ. وَقَوْلُهُ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ (الصف:۳-۵)

حضرت ابودرداءؓ نے کہا: تم اپنے نیک کاموں کی وجہ سے ہی لڑ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کو یہ بات بہت ناپسند ہے کہ تم ایسی بات کہو جسے کرتے نہیں۔ اللہ تو ان لوگوں کو ہی پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صفیں باندھے جم کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک نہایت مضبوط سیسہ پلائی دیوار ہیں۔

۲۸۰۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا.

۲۸۰۸: محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ بن سوار فزاری نے ہمیں بتایا کہ اسرائیل نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابواسحٰق سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو خَود سے منہ چھپائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں پہلے لڑوں یا اسلام قبول کروں؟ آپؐ نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کرو پھر لڑو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا پھر وہ لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے کام تو تھوڑا کیا مگر ثواب بہت لے لیا۔

تشریح: عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ: عنوانِ باب میں حضرت ابودرداءؓ کے مندرجہ قول سے مراد یہ ہے کہ ایک عمل صالح کی برکت سے دوسرے عمل صالح کی توفیق ملتی ہے۔ شارحین نے اس حوالے سے متعلق یہ

بیان نہیں کیا کہ حضرت ابودرداءؓ (بن مالک) نے کس موقع پر لوگوں سے مخاطب ہو کر معنونہ فقرہ کہا۔ ہاں آیت محولہ بالا اور روایت زیر باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی میدانِ جنگ میں انہوں نے غازیوں سے خطاب کیا ہے۔ کیونکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ کی بجا آوری سے ہی ایک قوم کا شیرازہ مضبوط ہوتا ہے اور اس کے بغیر تفرقہ و انتشار ہے اور ارشادِ نبوی مندرجہ روایت نمبر ۲۸۰۸ سے بھی ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بعض وقت چھوٹے سے عمل صالح بجا لانے سے بڑے سے بڑے عمل صالح کی توفیق مل جاتی ہے۔ روپوش مجاہد نے اسلام قبول کرتے ہی جونہی کہ ایک حکم پر عمل کرنے کا موقع پایا۔ اس نے اپنی طاقت سے اس پر عمل کیا اور درجہ شہادت پالیا۔ اس واقعہ سے عمل صالح کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ حکم کی برمحل تعمیل کا نام ہے۔ عمل صالح کے لئے جہاں نیتِ صالحہ ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ برمحل ہو اور جیسا کہ حق ہے کیا جائے۔ ادھورا عمل عملِ صالح نہیں۔ اسی طرح بے موقع عمل بھی۔ اس تعلق میں **کتاب مواقیت الصلاۃ** باب ۴، ۵، ۱۷، ۲۶، ۴۰ بھی دیکھئے۔

باب کی تشریح میں بتایا جا چکا ہے کہ اگر عین لڑائی کے وقت نماز شروع کر دی جائے تو یہ عمل صالح نہ ہوگا۔ اس مضمون کے تعلق میں **کتاب الایمان** باب ۱۷، ۴۱ بھی دیکھئے۔

سیرۃ صالحہ کے تعلق میں حضرت انس بن نضرؓ کا واقعہ اور اس خَود پوش نَومسلم مجاہد کا واقعہ بتاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو زبان سے کہا اسے پورا کر دکھایا۔ سورۂ صفّ کی محولہ بالا آیات کا تعلق صحابہ کرامؓ سے نہیں بلکہ نام نہاد مسلمانوں سے ہے جو پراگندہ حال تفرقہ و انتشار میں ہیں۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ نہیں کرتے۔ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ کامیاب جہاد کے لئے پہلی اور اہم شرط عمل صالح ہے؛ یہ مضمون ہے اس باب کا۔

رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ: خَود پہنے ہوئے اس مجاہد کے نام سے متعلق ابن اسحاق نے کتاب المغازی میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت صحیح سند سے نقل کی ہے جس میں اس قسم کا واقعہ عمرو بن ثابتؓ کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ ایسا شخص بتاؤ جس نے نماز بھی نہ پڑھی ہو اور پھر وہ جنت میں داخل ہو گیا ہو؟ یہ کہہ کر ان ہی کا نام لیا کرتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۳۲)

بَاب ۱۴ : مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ

جس کو اچانک تیر آ لگے اور وہ اسے ہلاک کر دے

۲۸۰۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ

۲۸۰۹: محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد ابواحمد نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا) شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا کہ

وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُّ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى.

ام رُبَیِّع بنت براء جو حارثہ بن سراقہؓ کی والدہ تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یا نبی اللہ! کیا آپؐ مجھے حارثہ کے متعلق کچھ بتائیں گے اور وہ بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے۔ انہیں اچانک ایک تیر آ لگا۔ اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر کچھ اور بات ہے تو پھر میں اس کے لئے خوب روؤں گی۔ آپؐ نے فرمایا: ام حارثہ! جنت میں تو درجہ بدرجہ کئی باغ ہیں اور تیرے بیٹے نے تو فردوسِ اعلیٰ کا مقام حاصل کیا ہے۔

اطرافہُ: ۳۹۸۲، ۶۵۵۰، ۶۵۶۷۔

تشریح: **مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ**: سَهْمٌ غَرْبٌ اور سَهْمُ غَرْبٍ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی صفت موصوف یا اضافت کے ساتھ۔ بعض نے غَرَب بھی پڑھا ہے۔ عربی زبان کے لحاظ سے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے اور معنی یہ ہوں گے کہ ایسا تیر جو معلوم نہ ہو کہ کدھر سے آیا ہے اور کس نے چلایا ہے۔ حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور دریافت کیا کہ شہادت کے بعد ان کے بیٹے کا کیا حال ہے۔ یہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت حارثہؓ میدانِ جنگ میں ایک حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ایک تیر اچانک لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی والدہ جواب سن کر بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا حَارِثَةُ کہتے ہوئے لوٹیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷) آہ و فغاں کی جگہ خوش ہو کر اپنے بیٹے کی تعریف کرنے اور اسے دعائیں دینے لگیں۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی کی تاثیر نے صحابہ کا طرزِ فکر بدل دیا تھا۔ اس نیک ماں کو فکر تھا کہ ان کا بیٹا میدانِ جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہیں ہوا۔ اس لئے کہیں وہ ثوابِ شہادت سے محروم نہ رہے۔ صحابہ اور صحابیات کا نمونہ قابلِ رشک ہے۔ مائیں جو بیٹوں کی جدائی برداشت نہیں کر سکتیں وہ بھی خوش ہیں کہ ان کے بیٹوں نے درجۂ شہادت پایا۔ حضرت حارثہؓ انصار میں سے پہلے شہید تھے اور ان کی ماں کا نمونہ اخلاص میں اوّل درجہ پر آتا ہے۔

وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ کے الفاظ سے جو وضاحت کی گئی ہے وہ بلاوجہ نہیں۔ کیونکہ قتادہؒ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ضبط الفاظ میں ان کا حافظہ قوی نہ تھا۔☆ صحاح ستہ کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ربیعؓ نضر کی بیٹی تھیں اور

☆ (طبقات المدلسین، المرتبة الثالثة، قتادة بن دعامة السدوسی، جزء اوّل صفحہ ۴۳)

حضرت انسؓ کی پھوپھی۔ لفظ ''أُمّ'' قتادہ کی طرف سے زیادتی ہے۔اسی طرح الفاظ ''بِنْتُ الْبَرَاء'' بھی۔امام ابن حجرؒ نے یہ اشکال حل کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت براء بن مالک حضرت انس بن مالکؓ کے بھائی تھے اور یہ دونوں مالک بن نضر کے بیٹے ہیں جو ربیع کے بھائی تھے۔

ترمذیؒ اور ابن خزیمہؒ نے یہی روایت بحوالہ سعید بن ابی عروبہ قتادہ سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضِرِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ ابْنُهَا حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ أُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ....☆ اسماء الرجال کی کتب میں بھی یہ ذکر ہے کہ ام حارثہ کا نام رُبیع ہے جو نضر کی بیٹی تھیں اور حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی۔اس لئے امام بخاری پر یہ اعتراض درست نہیں کہ انہیں مغالطہ ہوا ہے۔امام بخاریؒ نے شیبان کی روایت کو سعید کی روایت پر ترجیح دی ہے کہ اوّل الذکر میں صراحت ہے کہ قتادہ نے حضرت انسؓ سے یہ واقعہ سنا اور بیان کیا اور دوسری روایت کو نظر انداز کیا ہے۔(فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۳-۳۴)

بَاب ۱۵ : مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا

جو اس لئے لڑے کہ اللہ ہی کا بول بالا ہو

۲۸۱۰ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيْلِ اللهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

۲۸۱۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے عمرو (بن مرہ) سے، عمرو نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: (یا رسول اللہ) کوئی شخص تو غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی شخص ناموری کے لئے لڑتا ہے اور کوئی شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اپنی قوت دکھائے تو اللہ کی راہ میں کون لڑتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو اس لئے لڑے کہ اللہ ہی کا بول بالا ہو تو وہی اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔

اطرافه: ۱۲۳، ۳۱۲۶، ۷۴۵۸.

تشریح: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا: عمل صالح کے لئے نیت صالحہ پہلی شرط ہے۔ جیسا کہ باب ۱۳ کی تشریح میں بتایا جا چکا ہے۔لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا سے حق کا غلبہ اور باطل کی

☆ (ترمذی، کتاب التفسیر، من سورة المؤمنین)
(التوحید لابن خزیمة، ذکر أخبار رؤیت فی حرمان الجنة، جزء اوّل، صفحہ ۵۵۸)

شکست مراد ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (التوبة: ۴۰) اگر تم رسول کی مدد نہ کرو تو یاد رکھو اللہ اس کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جبکہ اسے کافروں نے دو میں سے ایک کی صورت میں نکال دیا تھا۔ جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہہ رہا تھا کہ کسی گذشتہ بھول چوک پر غم نہ کرو۔ اللہ یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور ان لوگوں کی بات کو نیچا کر دیا جنہوں نے کفر کیا تھا اور اللہ ہی کی بات اونچی ہو کر رہتی ہے اور اللہ بڑا غالب (اور) حکمت والا ہے۔ اس آیت میں كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا سے مراد غلبہ حق ہے۔

بَاب ١٦ : مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں جس کے پاؤں غبار آلود ہوں (اس کا ثواب)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۙ○ (التوبة: ١٢٠)

نیز اللہ عزوجل کے ارشاد کا ذکر: {اہل مدینہ کے لیے اور ان کے اردگرد بسنے والے بادیہ نشینوں کے لیے جائز نہ تھا کہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاتے اور نہ ہی یہ مناسب تھا کہ اس کی ذات کے مقابل پر اپنے آپ کو پسند کر لیتے (یہ نفوس کی قربانی لازم تھی) کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں کوئی پیاس اور کوئی مشقت اور کوئی بھوک کی مصیبت نہیں پہنچتی اور نہ ہی وہ ایسے رستوں پر چلتے ہیں جن پر (ان کا) چلنا کفار کو غصہ دلاتا ہے اور نہ ہی وہ دشمن سے (دورانِ قتال) کچھ حاصل کرتے ہیں مگر ضرور اس کے بدلے اُن کے حق میں ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتا۔}

٢٨١١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۸۱۱: اسحق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مبارک نے ہمیں خبر دی کہ یحيٰ بن حمزہ نے ہم سے

حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرَّتَا قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ.

بیان کیا۔ کہا کہ یزید بن ابی مریم نے مجھ سے بیان کیا کہ عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے ہمیں خبر دی۔ کہا کہ حضرت ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبرؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی راہ میں کسی بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور پھر آگ اس کو چھو جائے۔

طرفہ: ۹۰۷۔

تشریح: **إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ:** شارحین نے الفاظ سبیل اللہ سے صرف دشمن کا مقابلہ ہی مراد نہیں لیا بلکہ اطاعت الٰہی سے متعلقہ تمام امور مراد لئے ہیں اور حضرت امام بخاریؒ نے جس آیت کا حوالہ دیا ہے اس سے بھی یہی بات ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔ اس آیت میں سبیل اللہ کے بعد وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ کا جملہ ہے جو الگ ہے اور حرب وقتال سے مخصوص ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ۔ احسان عربی میں ایسے عمل کو کہتے ہیں جس کا حسن خوبی کمال کی وجہ سے نمایاں ہو۔ محولہ بالا آیت میں سب سے پہلے تقویٰ اختیار کرنے کی اور صادقوں کے گروہ میں شامل ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کریں اور کسی بات میں اِدھر اُدھر نہ ہوں بلکہ قدم بقدم آپؐ کی پیروی کریں۔ اسی ضمن میں فرمایا کہ جو نیکی بھی کریں اس میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کریں تا ابدی نجات حاصل ہو۔ ساری آیت یہ ہے: مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِأَنفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ o (التوبة:۱۲۰) اہل مدینہ اور جو ان کے اردگرد دیہاتی اور جنگلی رہتے ہیں ان کو مناسب نہ تھا کہ اللہ کے رسول کو اکیلا چھوڑ کر آپ پیچھے رہ جاتے اور نہ یہ کہ اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جانوں کی فکر میں لگ جاتے۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ کوئی پیاس یا تھکان یا بھوک کی گھڑی ان پر اللہ کے راستے میں نہیں آتی اور نہ وہ کسی زمین پر قدم مارتے ہیں جو کفار کو غصہ دلاتا ہو اور نہ وہ دشمن پر کوئی فتح پاتے ہیں کہ ان کے لئے اس کے بدلے میں نیک عمل نہ لکھا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ محسنوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

اس باب سے جہاد کا مفہوم واضح کیا گیا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سرتاپا کوشش کا نام جہاد ہے۔ امام ابن حجرؒ نے اس اہم نکتہ کی طرف اپنی شرح میں ان الفاظ سے توجہ دلائی ہے۔ لکھتے ہیں: وَفِي ذٰلِكَ إِشَارَةٌ إِلَى عَظِيْمِ قَدْرِ التَّصَرُّفِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِذَا كَانَ مُجَرَّدُ مَسِّ الْغُبَارِ لِلْقَدَمِ يُحَرِّمُ عَلَيْهَا النَّارَ فَكَيْفَ بِمَنْ سَعَى وَبَذَلَ

جُهْدَهُ وَاسْتَنْفَدَ وُسْعَهُ. حدیث مذکورہ باب میں اللہ کے راستے میں جدوجہد کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جب فی سبیل اللہ سفر کرتے ہوئے قدموں پر غبار پڑنے سے نارِ جہنم حرام ہوجاتی ہے تو اس شخص کی کتنی عظمت ہوگی جو اپنی پوری قوت، طاقت اور کوشش سے خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔ بعض اور روایات بھی کتب حدیث میں آئی ہیں جو اس حدیث کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں حضرت ابودرداءؓ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ النَّارَ مَسِيرَةَ أَلْفِ عَامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْتَعْجِلِ. یعنی جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ اس سے نارِ جہنم کو اتنے فاصلے پر دور کردے گا جتنا فاصلہ ایک تیز رفتار سوار ایک ہزار سال میں کرسکتا ہے۔ ابن حبان نے بھی حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت انہی معنوں میں نقل کی ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۸) یہ روایت بظاہر ایسے زمانے کی معلوم ہوتی ہے جب اخروی عذاب وثواب مبالغہ آمیز تمثیلوں سے بیان کرنا جائز سمجھا جانے لگا۔ امام بخاریؒ نے دونوں ابواب سے جہاں جہاد کا مفہوم واضح کیا ہے وہاں مذکورہ روایتوں کی صحت لفظی بھی مدنظر ہے۔

بَاب۱۷: مَسْحُ الْغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ[1] فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں جن لوگوں[1] پر گرد پڑی ہو ان سے گرد پونچھنا

۲۸۱۲: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ فَأَتَيَا[2] وَهُوَ وَأَخُوْهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَنْ

۲۸۱۲: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں خبر دی۔ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا، (کہا:) عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے اور (اپنے بیٹے) علی بن عبداللہ سے کہا: حضرت ابوسعید (خدریؓ) کے پاس جاؤ اور ان کی بات سنو۔ ہم[2] ان کے پاس آئے اور وہ اور ان کا بھائی اپنے ایک باغ میں تھے جسے وہ پانی دے رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو وہ آئے اور گوٹھ مار کر بیٹھ گئے اور انہوں نے کہا: ہم مسجد نبوی بنتے وقت اینٹیں ایک ایک کر کے لاتے تھے اور عمار (بن یاسرؓ) دو دو اینٹیں اُٹھا کر لاتے تھے۔

---

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ النَّاس ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۰۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ فَأَتَيْنَاهُ ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۰۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

رَّأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گذرے اور آپؐ نے ان کے سر سے غبار پونچھا اور فرمایا: افسوس! باغی گروہ انہیں مار ڈالے گا۔ عمارؓ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوگا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

طرفهُ: ٤٤٧.

تشریح: تَـقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَّدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ: حضرت علیؓ کی خلافت کے وقت حضرت عمار بن یاسرؓ آپؓ کے پر جوش مددگاروں میں سے تھے اور جنگ صفین میں امیر معاویہ کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے متعلق ارشادِ نبوی کی تشریح کے بارہ میں کتاب الصلاۃ باب ۶۳ روایت نمبر ۴۴۷ دیکھئے۔

بَاب ١٨ : اَلْغُسْلُ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

جنگ اور غبار آلود ہونے کے بعد نہانا

٢٨١٣ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۱۳: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق کی جنگ سے واپس لوٹے اور آپؐ نے ہتھیار اُتار دیئے اور نہائے تو اس وقت جبرائیل آپؐ کے پاس آئے اور حالت یہ تھی کہ غبار آپؐ کے سر پر پگڑی کی طرح لپٹا ہوا تھا۔ (جبرائیل نے آنحضرت ﷺ سے) کہا: آپؐ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں۔ بخدا مَیں نے تو نہیں اُتارے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر کہاں جانا ہے؟ انہوں نے کہا: ادھر اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے۔

اطرافهُ: ٤٦٣، ٣٩٠١، ٤١١٧، ٤١٢٢

تشریح: **اَلْغُسْلُ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ:** شارحین کی رائے میں یہ باب اس وہم کے ازالہ کی غرض سے قائم کیا گیا ہے کہ غبار آلود بدن کو صاف کرنا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے متبرک ہے اس لئے غبار کو دور نہ کیا جائے۔ اسلام نے طہارت ونظافت کو ایمان کی علامت بتایا اور صحت عبادت کے لئے اسے اہم شرط قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مسائل وضواور غسل سے ظاہر ہے۔ غزوۂ خندق اور اس کے بعد غزوہ بنوقریظہ کے تعلق میں کتاب المغازی باب ۲۹، ۳۰ دیکھئے۔

بَاب ۱۹ : فَضْلُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ

ان لوگوں کی فضیلت جن سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے

جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں تم انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ؗ (آل عمران: ۱۷۰-۱۷۲)

وہ تو اپنے ربّ کے حضور زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے خوش ہیں اور ان لوگوں کے متعلق جو اَبھی ان کے پیچھے سے آکر ان سے ملے نہیں خوش ہیں کیونکہ انہیں (اوران کے ہم مذہبوں کو) کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ہاں وہ اس بڑی نعمت پر جو اللہ کی طرف سے انہیں عطا ہوئی ہے اور اس کے فضل پر اور اس بات پر کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا خوش ہو رہے ہیں۔

۲۸۱۴ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۲۸۱۴: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ غَدَاةً عَلَى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.

نے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے بئر معونہ والوں (یعنی ستر قاریوں) کو مار ڈالا تھا، تیس دن تک صبح کے وقت دعا کی۔ یعنی رعل، ذکوان اور عصیہ پر۔ ان (قبیلوں) نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: ان لوگوں کے بارے میں جو بئر معونہ میں قتل کئے گئے قرآن نازل ہوا تھا۔ ہم اسے پڑھتے رہے پھر اس کے بعد ترک ہوگیا۔ یعنی یہ کہ ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ سے آملے ہیں وہ ہم سے راضی ہوا ہم اس سے راضی ہوگئے۔

اطرافُهُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۳۰٦٤، ۳۱۷۰، ٤۰۸۸، ٤۰۸۹، ٤۰۹۰، ٤۰۹۱، ٤۰۹۲، ٤۰۹٤، ٤۰۹٥، ٤۰۹٦، ٦۳۹٤، ۷۳٤۱.

۲۸۱۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَاءَ فَقِيْلَ لِسُفْيَانَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ لَيْسَ هَذَا فِيْهِ.

۲۸۱۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: اُحد کی جنگ میں کچھ لوگوں نے ایک صبح شراب پی۔ پھر وہ میدانِ جنگ میں ہی قتل کئے گئے۔ سفیان سے پوچھا گیا: کیا (یہ الفاظ روایت میں ہیں کہ) اس دن پچھلے وقت میں (قتل ہوئے؟) انہوں نے کہا: یہ تو اس روایت میں نہیں۔

اطرافُهُ: ٤۰٤٤، ٤٦١٨.

تشریح: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا: معنونہ آیتوں میں شہداء فی سبیل اللہ زندہ قرار دیئے گئے ہیں۔ جنہیں ان کے ربّ کے پاس رزق ملتا ہے جس سے وہ خوش وخرم ہیں اور ان کے ہم مذہبوں کے بارہ میں انہیں بشارتیں دی جاتی ہیں جس سے ان کو تسلی ہوتی ہے کہ ان کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت فراواں اور اس کے فضل عظیم سے سرفراز ہوئے۔ اس تعلق میں تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، تفسیر سورۃ مریم آیت ۱٦، جلد۵ صفحہ ۱۴۹-۱۵۱ بھی دیکھئے جہاں آپؓ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ کس طرح سے ان کی شہادت سلامتی نعمت اور فضل عظیم کا سبب ہوئی۔

بعض شارحین کے نزدیک آیت مندرجہ بالا کا تعلق بئر معونہ کے شہداء یا شہداءِ اُحد سے نہیں بلکہ شہداءِ بدر سے ہے۔(دیکھئے عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱) جنہوں نے اس کے نزول کا تعلق شہداءِ اُحد یا شہداءِ بئر معونہ سے بتایا ہے دراصل ان سب کی مراد تطبیق آیات ہی ہے۔ گویا یہ آیات ہر مماثل واقعہ پر چسپاں کی گئیں اور کی جاسکتی ہیں۔ غزوۂ بدر ۲ھ میں ہوا اور غزوۂ اُحد ۳ھ میں اور واقعہ بئر معونہ ۴ھ میں ہوا۔ اس تسلسل واقعات سے بھی ظاہر ہے کہ آیات وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا...... (آل عمران: ۱۷۰ تا ۱۷۲) کے شانِ نزول کی کیا حقیقت ہے۔

زیر باب دو روایتیں ہیں۔ ایک میں بئر معونہ کے واقعہ اور قاریوں کی شہادت کا ذکر ہے جو روایت نمبر ۲۸۰۱ میں بھی گذر چکا ہے۔ (دیکھئے باب ۹) زیر باب روایت (نمبر ۲۸۱۴) اور سابقہ روایت (نمبر ۲۸۰۱) کے الفاظ میں فرق ہے۔ پہلی روایت میں ہے فَكُنَّا نَقْرَأُ اور اس میں ہے أُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ۔ دونوں روایتیں مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ اس اختلافِ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات ضبط الفاظ کے لحاظ سے محفوظ نہیں۔ پہلی روایت حفص سے مروی ہے جن کے اسلوب بیان سے متعلق شارحین کو دقت پیش آئی ہے۔ روایت زیر باب اسمٰعیل بن عبداللہ سے مروی ہے۔ نیز کتاب المغازی باب ۲۸ میں یہ روایت متعدد سندوں سے مروی ہے۔

رِعل، ذکوان اور عُصَیَّہ بنی سُلَیم کے قبائل تھے۔ بئر معونہ کا چشمہ نجد کے راستہ پر بنو عامر اور بنو سُلَیم کے علاقہ میں تھا۔ ان قبائل کے خلاف دعا کا ذکر کتاب الوتر باب ۷ میں بھی گذر چکا ہے۔ نیز مزید وضاحت کے لئے کتاب المغازی باب ۲۸ بھی دیکھئے۔

روایت نمبر ۲۸۱۵ کے آخری حصہ سے مراد یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ سے کہا گیا کہ سنا گیا ہے کہ غزوۂ اُحد کی صبح کو لوگ شراب پی کر میدانِ جنگ میں نکلے اور اسی دن شام کو کام آئے تو انہوں نے کہا کہ ان کی شنیدہ روایت میں مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ کے الفاظ نہیں۔ ہاں جو روایت اسماعیلی نے سفیان ہی سے نقل کی ہے اس میں یہ زیادتی موجود ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں: اِصْطَبَحَ قَوْمٌ الْخَمْرَ أَوَّلَ النَّهَارِ وَقُتِلُوْا آخِرَ النَّهَارِ شُهَدَاءَ۔ امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں سفیان سے یہی روایت بواسطہ عبداللہ بن محمد نقل کی ہے اس میں بھی یہ الفاظ نہیں۔ سورۂ مائدہ کی تفسیر میں صدقہ بن فضل کی روایت سفیان ہی سے بیان کرتے ہوئے مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ اس جگہ علی بن عبداللہ کی روایت سے زائد حصہ ردّ کر دیا گیا ہے۔

بَاب ۲۰: ظِلُّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ

شہید پر فرشتوں کا سایہ

۲۸۱۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ

۲۸۱۶: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا، کہا: (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے محمد بن

مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَّجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ نَائِحَةٍ فَقِيْلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيْهِ حَتَّى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهُ.

منکدر سے سنا۔ انہوں نے حضرت جابر (بن عبداللہؓ) سے سنا۔ کہتے تھے کہ میرا باپ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا ایسی حالت میں کہ ان کے ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے گئے تھے اور انہیں آپؐ کے سامنے رکھا گیا۔ میں جب ان کے چہرہ کو کھولنے لگا تو لوگوں نے مجھے روکا۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ نے ایک چلانے والی کی آواز سُنی۔ آپؐ سے کہا گیا کہ یہ عمرو کی بیٹی ہے یا یہ کہا کہ عمرو کی بہن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کیوں رو رہی ہے؟ یا (یہ فرمایا کہ) وہ نہ روئے۔ ملائکہ تو عبداللہ پر اپنے پروں سے سایہ کر رہے ہیں۔ (امام بخاریؒ کہتے ہیں) میں نے صدقہ سے پوچھا: کیا اس (حدیث) میں یہ (فقرہ) بھی ہے کہ جنازہ اُٹھائے جانے تک؟ انہوں نے کہا: کبھی سفیان نے ان الفاظ کا بھی ذکر کیا۔

اطرافه: ١٢٤٤، ١٢٩٣، ٤٠٨٠۔

بَاب ٢١ : تَمَنِّي الْمُجَاهِدِ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا

مجاہد کی تمنا کہ وہ دنیا میں پھر لوٹے

٢٨١٧ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنَّى

٢٨١٧: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر (محمد بن جعفر) نے ہمیں بتایا۔ (کہا کہ) شعبہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: شہید کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جو جنت میں داخل ہو جائے اور پھر دنیا میں واپس آنا

أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ.

پسند کرے گو اُسے جو کچھ بھی زمین میں ہے مل جائے۔ شہید آرزو کرتا ہے کہ وہ دنیا میں دس بار لوٹے اور مارا جائے اس لئے کہ وہ عزت دیکھ لیتا ہے (جو شہید کو ملتی ہے۔)

طرفهُ: ٢٧٩٥.

بَاب ٢٢ : اَلْجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوْفِ

جنت تلواروں کی چمک کے نیچے ہے

وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى.

اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کی طرف سے یہ پیغام پہنچا کر ہمیں بتایا کہ جو ہم میں سے (اللہ کی راہ میں) مارا جائے گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اور حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول آگ میں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

٢٨١٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ

۲۸۱۸: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا، (کہا:) ابواسحٰق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم ابونضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور ان کے کاتب تھے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبیداللہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔

ظِلَالِ السُّيُوْفِ. تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ.

(عبدالعزیز) اویسی نے بھی ابن ابی زناد سے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے ایسی ہی روایت کی۔

اطرافهُ: ۲۸۳۳، ۲۹۶٦، ۳۰۲٤، ۷۲۳۷۔

تشریح: ظِلُّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ: باب ۱۹ سے ۲۲ تک شہداء کی فضیلت اور شہادت کے علوِ مرتبت میں چار ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ باب ۲۲ کے عنوان میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عمرؓ کے دو حوالے نقل کر کے حدیث نمبر ۲۸۱۸ کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ بَارِقَةُ السُّيُوْفِ کے معنی تلواروں کی چمک کے ہیں۔ ظِلَالُ السُّيُوْفِ اور بَارِقَةُ السُّيُوْفِ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب الجزیة باب۱ روایت نمبر ۳۱۵۹، کتاب التوحید باب۴۶ روایت نمبر ۷۵۳۰۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ حدیبیہ کے موقع کا ہے جبکہ حضرت عمرؓ نے ناگوار صورتِ حال سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔

بَاب ۲۳: مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ

جس نے جہاد کے لئے اولاد چاہی

۲۸۱۹: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِيْنَ كُلُّهُنَّ يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَالَّذِي نَفْسُ

۲۸۱۹: اور لیث (بن سعد) نے کہا: جعفر بن ربیعہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ میں آج رات ایک سو یا (کہا) ننانوے بیویوں کے پاس چکر لگاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک سوار جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے رفیق نے ان سے کہا: کہو! اگر اللہ چاہے۔ مگر حضرت سلیمانؑ نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ تب ان میں سے کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک عورت کے جو اَدھورا انسان جنی۔

مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سب کے سب (پیدا ہوتے اور) سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔

اطرافهُ: ٣٤٢٤، ٥٢٤٢، ٦٦٣٩، ٦٧٢٠، ٧٤٦٩.

تشریح: مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ: باب ۲۳ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جہاد کے بارہ میں نیک خواہش کا ذکر ہے کہ ان کی اولاد بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہو۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب سلاطین ا میں ان کی سات سو بیویوں کا ذکر ہے۔ اسی طرح ایک بیٹے رحبعام کا ذکر آیا ہے جو سلطنت سنبھال نہ سکا۔ (سلاطین ا، باب ۱۱، ۱۲) اس میں نعوذ باللہ حضرت سلیمانؑ کی بے عنوانی سے متعلق بھی بعض باتوں کا ذکر ہے جنہیں قرآنِ مجید نے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ (البقرة: ۱۰۳) کہہ کر ردّ کیا ہے اور کتاب اَمثال میں ان کی مندرجہ نصائح سے بھی قرآن کے بیان ہی کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور کتاب سلاطین نمبر ا، باب ۱۱ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی سلطنت کے خلاف ملک کے اندر اور باہر ریشہ دوانیوں کا بخوبی علم تھا۔ ان حالات میں مذکورہ بالا آرزو ایک طبعی امر ہے اور اس کی تائید غزل الغزلات سے ہوتی ہے جہاں آنے والے خطرے کو شب تاریک کے خطرے سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے محفوظ رہنے کے لئے بہادر مسلح پہریداروں کے انتظام کئے جانے کا ذکر ہے۔ (غزل الغزلات- باب ۳، آیت ۸)

بَاب ٢٤ : اَلشَّجَاعَةُ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنُ

جنگ میں بہادری اور بزدلی

٢٨٢٠ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ وَقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

۲۸۲۰: احمد بن عبدالملک بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ اہل مدینہ گھبرا اُٹھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر ان سب سے آگے گئے اور آپؐ نے فرمایا: ہم نے اس گھوڑے کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا پایا۔

اطرافهُ: ٢٦٢٧، ٢٨٥٧، ٢٨٦٢، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢.

٢٨٢١ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ ابْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتَّى اضْطَرُّوْهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِي بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا.

۲۸۲۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھے بتایا۔محمد بن جبیر نے کہا: مجھے (میرے والد) حضرت جبیر بن مطعمؓ نے خبر دی کہ ایک بار وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آپؐ حنین سے واپس آ رہے تھے۔ بعض (بدوی) لوگ راستے ہی میں آپؐ سے لپٹ گئے اور آپؐ سے مانگنے لگے۔انہوں نے آپؐ کو اتنا مجبور کیا کہ آپؐ کو ایک ببول کے درخت کی طرف ہٹنا پڑا۔جس سے آپؐ کی چادر اٹک گئی اور نبی ﷺ ٹھہر گئے اور آپؐ نے فرمایا: مجھے میری چادر دے دو۔اگر میرے پاس ان کانٹے دار درختوں کی تعداد میں بیل، بکری، اونٹ ہوتے تو میں ضرور ان کو تمہارے درمیان بانٹ دیتا اور تم مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

طرفہُ: ٣١٤٨.

تشریح: **الشَّجَاعَةُ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنُ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور دلیری کے تعلق میں دو واقعات روایات زیر باب میں منقول ہیں۔ پہلا واقعہ ان دنوں کا ہے جب افواہیں سرگرم تھیں کہ قریش مکہ مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ایک رات شور سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ اچانک حملہ کی صورت ہے۔تحقیق کرنے کی غرض سے آپؐ تن تنہا باہر تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ غیر معمولی جرأت پر دلالت کرتا ہے۔انسان ایسی حالت میں ہوش وخرد کھو بیٹھتا ہے اور دوسروں کو آوازیں دینا شروع کر دیتا ہے کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے۔آپؐ نے دوسروں کو تشویش میں ڈالنا نہ چاہا اور خود تحقیق فرمانے کے لئے روانہ ہو گئے۔

دوسری روایت میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت تین باتوں کی نفی فرمائی ہے جو شجاعت وسخاوت اور دیانت وامانت کے منافی ہیں۔جھوٹ بھی درحقیقت بزدلی کا نتیجہ ہے۔علماءِ اخلاقیات نے تین قسم کی قوتیں اَخلاق کی بنیاد قرار دی ہیں۔ (۱) قوائے شہوانیہ (۲) قوائے غضبیہ (۳) قوائے عقلیہ۔

پہلی قسم کا تعلق نشوونما سے دوسری کا بقاوسلامتی سے اور تیسری کا تدبیر وتنظیم سے ہے۔ تینوں بنیادی خلق بقائے حیات سے متعلق ہیں۔ پہلی قسم کا کمال جود وسخا اور ایثار وقربانی ہے۔ دوسری قسم کا کمال شجاعت اور تیسری قسم کا کمال حسن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تینوں قسم سے تعلق رکھنے والے اَخلاقِ فاضلہ سے کما حقہ متصف اور جامع صفاتِ حسنہ تھے۔ **كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ۔ أَحْسَن، أَجْوَد، أَشْجَع** افعل التفضیل کے صیغے ہیں جو کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے اخلاق کا مثبت پہلو اور دوسری روایت سے منفی پہلو واضح کیا گیا ہے۔

مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ: **مَقْفَل** اسم ظرف ہے یعنی حنین سے لوٹتے وقت۔ آنحضرت ﷺ سے غزوۂ حنین میں بھی حیرت انگیز شجاعت ظاہر ہوئی۔ **أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ - أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ** فرماتے ہوئے آپؐ تن تنہا دشمن کی طرف بڑھے جو آپؐ کی طرف مسلسل تیروں کی بارش کر رہا تھا۔ دشمن کا حملہ اچانک تھا۔ جس سے مسلمانوں کے اونٹ اور گھوڑے بدک بدک کر قابو سے نکل گئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازِ بلند رجز خوانی کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری سے اسلامی لشکر کے اُکھڑے ہوئے قدم جم گئے۔ صحابہ کرام کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر میں ڈوبی ہوئی آواز نے ولولہ اور جوش وخروش کی ایک برقی رَو دوڑا دی۔ وہ نہایت سرعت سے اور شیر کی سی بہادری کے ساتھ پلٹے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے جس سے چشم زدن میں میدان کارزار کا رنگ بدل گیا اور دشمن یا تو کھیت رہا یا تاب مقاومت نہ لاکر تتر بتر ہو گیا۔ (دیکھئے کتاب المغازی باب ۵۴)

غزوۂ حنین سے واپسی پر ایک اور واقعہ بھی پیش آیا۔ بدوی قبائل کے بعض افراد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں گھیر لیا کہ انہیں بھی مالِ غنیمت سے کچھ دیا جائے۔ آپؐ نے معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں۔ اگر ہوتا تو ضرور دیتا۔ میں بخیل نہیں۔ آپؐ کے کندھوں سے چادر اُتر کر ببول کے کانٹوں میں اٹک گئی۔ آپؐ نے چادر مانگی جو اطمینان قلب کی دلیل ہے۔ دشمن کے علاقہ میں ایسا واقعہ پیش آئے تو سب سے پہلے اس کو اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے جب ابرہہ سے اپنے اونٹ طلب کئے تھے تو وہ بھی درحقیقت جنگ کے نتائج کے بارے میں مطمئن تھے۔ اس کے لشکر کو دیکھ کر ہراساں نہیں ہوئے۔ یہی حالت طمانیت پر وقار شیر دل انسان کی ہوتی ہے۔

واقعہ حنین اور اس دوسرے واقعہ سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شجاعت کا ثبوت ملتا ہے وہاں آپؐ کی سخاوت اور شان دریا دلی کا بھی علم ہوتا ہے۔ غزوۂ حنین میں بہت سے اموالِ غنیمت ہاتھ آئے جو آپؐ نے سارے تقسیم کر دیئے۔ قریش مکہ کو بھی ان سے ایک وافر حصہ ملا۔ (روایت نمبر ۳۱۴۷) اب آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا کہ مذکورہ بالا بدوؤں کو دیا جاتا۔

عنوانِ باب کی عین مناسبت سے دوسری روایت بھی بطور شہادت پیش کی گئی ہے۔ اس روایت سے حضرت امام بخاریؒ کا کیا ہی عجیب دلنشین استدلال ہے۔ **أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ....** ۔ یہ فقرہ دفع الوقتی سے سرمو بھی تعلق رکھنے والا نہیں تھا۔ بلکہ سراسر اظہارِ حقیقت پر مبنی ہے۔ غزوۂ حنین میں آپؐ کے پاس اونٹ اور دیگر سامان

بکثرت آیا۔ اونٹوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ بہت سے لوگوں کو ایک سو سے لے کر تین سو اونٹ ملے۔ قبائل حنین نے جان پر کھیل کر ایک قطعی فیصلہ کا تہیہ کیا تھا۔ کیونکہ انہیں فتح مکہ اور بیت اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کی اہانت کا سخت رنج تھا اور اس سلسلہ میں انہوں نے تمام مال ومنال اور مواشی معہ اہل وعیال پہاڑیوں میں محفوظ کر لیا تھا اور خود مسلح ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر گھات میں بیٹھ گئے تھے۔ لیکن ان کی ساری حسرتیں دل میں ہی رہ گئیں۔ انہیں شکست فاش ہوئی اور سارے اموال جہاں جمع کئے ہوئے تھے وہیں چھوڑنے پڑے۔ قبائل حنین کے صرف اونٹ ہی ایک جگہ جمع کئے جاتے تو ببول کے جنگل کی مثال ان پر ٹھیک بیٹھتی۔ اسی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا مثال سے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ تمثیل قطعاً مبالغہ آمیز نہ تھی۔ بلکہ امر واقعہ کا اظہار تھا۔ بدوی قبائل آپؐ کی فیاضی کا حال دیکھ اور سن چکے تھے۔ یہی خبر ان لوگوں کو بھی اس امید سے آپؐ کے راستے میں لے کر آئی کہ انہیں بھی کچھ مل جائے گا۔

بَاب ۲۵ : مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ

بزدلی سے پناہ مانگنا

۲۸۲۲ : حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

۲۸۲۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ عبدالملک بن عُمیر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن میمون اودی سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) اپنے بیٹوں کو یہ دعائیہ کلمات سکھایا کرتے تھے جیسے استاد لڑکوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ کلمات پڑھ کر دعا کرتے تھے: اے میرے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں ایسی عمر تک پہنچنے سے جو نکمی اور بیکار ہو اور میں دنیا کے فتنہ سے تیری پناہ لیتا ہوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں۔ میں نے یہ حدیث مصعب (بن سعد) سے بیان کی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

اطرافه: ۶۳۶۵، ۶۳۷۰، ۶۳۷۴، ۶۳۹۰۔

٢٨٢٣ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۸۲۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ کہتے تھے: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے میرے اللہ! میں عاجز آجانے سے اور سستی اور بزدلی اور بڑھاپے کی نکمی عمر سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ نیز عذاب قبر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

اطرافه: ٤٧٠٧، ٦٣٦٧، ٦٣٧١۔

تشریح: **مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ:** بزدل انسان فریضہ جہاد ادا نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے شجاعت، دلیری اور دیگر صفاتِ مردانگی ضروری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات کے پیدا کئے جانے کی دعا خود بھی کیا کرتے تھے اور افرادِ امت کو بھی ہدایت فرماتے کہ وہ بزدلی اور کاہلی سے محفوظ رہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اولاد کو بھی یہی دعا سکھلایا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا دعا ان دعاؤں کا ضروری حصہ ہے جو التحیات کے بعد کی جاتی ہیں۔ باب ۲۵ کی دوسری روایت میں الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ کے الفاظ ہیں۔ عاجز اور سُست انسان بھی جہاد کی اہلیت اور قابلیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح آپؐ نے اس بڑھاپے سے بھی پناہ مانگی ہے جو انسان کو ناکارہ کردیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں باتوں سے خود بھی پناہ مانگی اور اپنی امت کو بھی تلقین فرمائی کہ وہ ان سے پناہ کی دعا کیا کریں۔

بَاب ٢٦ : مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ

جو شخص اپنی لڑائی کے کارنامے بیان کرے

قَالَهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ.

ابو عثمان نے حضرت سعدؓ سے روایت کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا۔

٢٨٢٤ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ

۲۸۲۴: قُتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن یوسف

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ ابْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَّوْمِ أُحُدٍ.

سے، ابن یوسف نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت سعد (بن ابی وقاص)، حضرت مقداد بن اسود اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی (جنگ کے متعلق) کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنا صرف حضرت طلحہؓ کو اُحد کی جنگ سے متعلق (واقعات) بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

طرفہٗ: ٤٠٦٢۔

تشریح: **مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ:** قوم میں روحِ جہاد پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے جہاد کے واقعات سناتے رہنا ضروری ہے۔ انسانی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض اس خیال سے کہ نفس میں بے جا فخر پیدا نہ ہو خاموش رہتے ہیں۔ بعض بیان میں مبالغہ ہو جانے کے خوف سے احتیاط کرتے ہیں اور بعض اپنے کارہائے نمایاں سناتے ہیں تا سننے والوں کے نفسوں میں نیک جذبات اُبھریں۔ صحابہ کرامؓ میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ حضرت طلحہؓ کا صبر آزما واقعہ جرأت و بہادری کا ایک شاہکار ہے۔ اُحد کے میدانِ کارزار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جسم کو سپر بنایا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو تیر دشمنوں کی طرف سے آتے وہ انہیں اپنے ہاتھ پر لیتے اور تیروں سے چھلنی ہونے کے باوجود اپنی جگہ سے ذرا بھر نہ ہلے کہ کہیں تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ آ لگے۔ (دیکھئے کتاب فضائل الصحابۃ باب ۱۴، کتاب المغازی باب ۱۸) بہادری کے ایسے واقعات کا تذکرہ اپنے اندر بہت بڑی تاثیر رکھتا ہے۔ بعض فقہاء نے اس قسم کے واقعات کی داستان بیان کرنا مکروہ سمجھا ہے کہ اس سے ریاء، تکبر اور بے جا فخر جیسی صفاتِ رذیلہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں بعض ان صحابہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ہر خاص و عام سے دادِ شجاعت لی۔ اگر ان کی بہادری کے کارناموں کا ذکر ناپسندیدہ ہوتا تو یہ باتیں ہم تک کیسے پہنچتیں۔

اس باب میں سابقہ مضمون کے تسلسل ہی میں یہ بتایا گیا ہے کہ دعاؤں کے علاوہ قوم کے اندر بہادری اور مردانگی پیدا کرنے کے لئے ایسے واقعات کا سنانا جو ایمان افروز ہوں ضروری ہے اور یہ منع نہیں۔ ہاں جو بات مکروہ ہے وہ یہ ہے کہ واقعات کے بیان میں مبالغہ، دروغ اور فخر و ریاء کو استعمال کیا جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حوالہ کے لیے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۱۸، ۵۶۔

بَاب ۲۷: وُجُوْبُ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ

(بوقتِ ضرورت جہاد کیلئے) نکلنے کا وجوب اور جہاد اور جہاد کی نیت رکھنے کے وجوب کے بارہ میں

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللهِ.... الآيَةَ.

(التوبة: ۴۱- ۴۲)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر یعنی اے مومنو! جہاد کیلئے نکل کھڑے ہو خواہ تم بے سامان ہو یا ساز و سامان سے مسلح اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اگر کوئی قریب میں ملنے والے فائدہ کا سامان ہوتا اور معمولی سفر ہوتا تو وہ ضرور تیرے پیچھے چل پڑتے لیکن یہ مسافت انہیں بہت دور معلوم ہوئی اور اب وہ تیری واپسی کے بعد عنقریب اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اگر ہماری طاقت میں ہوتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے۔ یہ لوگ اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

وَقَوْلُهُ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○

(التوبة:۳۸-۳۹)

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کا ذکر کہ اے وہ جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو تم زمین پر ایک بوجھل چیز کی طرح گر جاتے ہیں۔ کیا تم نے آخرت کے مقابل پر دنیا کی زندگی کا سامان پسند کیا ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں محض ایک حقیر چیز ہے۔ اگر تم اللہ کے راستے میں لڑنے کیلئے نہیں نکلو گے تو وہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہاری بجائے ایک دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ انْفِرُوْا ثُبَاتٍ سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ. وَيُقَالُ وَاحِدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ.

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کے معنی ہیں جُدا جدا دستے بن کر نکلو۔ کہا جاتا ہے: ثُبَات کا مفرد ثُبَةٌ ہے۔

۲۸۲۵: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

۲۸۲۵: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: منصور نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اس فتح کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو تم نکل کھڑے ہو۔

اطرافہُ: ۱۳۴۹، ۱۵۸۷، ۱۸۳۳، ۲۰۹۰، ۲۴۳۳، ۲۷۸۳، ۳۰۷۷، ۳۱۸۹، ۴۳۱۳۔

تشریح **وُجُوْبُ النَّفِيْرِ:** عنوانِ باب میں جن دو آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں جہاد کے لئے نکلنے کا حکم ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جہاد کے لئے نہ نکلنا منافقت اور ہلاکت قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس کے وجوب کی کچھ شرطیں ہیں۔ مثلاً جنگ دفاعی ہو اور دشمن حدود سے تجاوز کر کے حملہ آور ہو۔ امام ثوریؒ کا مذہب ہے کہ جہاد فرضِ شرعی ہے جبکہ دفاع کے لئے مسلمان مضطر ہوں ورنہ ان کے نزدیک باقی صورتوں میں لڑائی حرام ہے اور ان کے استدلال کی بنیاد یہ آیت ہے: وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (البقرة:۱۹۱) یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور کسی پر زیادتی نہ کرو اور یاد رہے کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں حکم کے دو حصے ہیں۔ ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ مثبت میں صراحت ہے کہ جنگ انہی سے کرو جو تم پر حملہ آور ہوں اور منفی میں ممانعت اعتداء ہے۔ یعنی جنگ میں سبقت نہ کی جائے۔ امام ثوریؒ نے اس آیت سے دفاعی جنگ کے وجوب اور جارحانہ جنگ کی ممانعت کا استدلال کیا ہے اور علماء میں سے اکثر نے ان کے اس استدلال میں ان سے اتفاق کیا ہے۔ دیکھئے کتاب عظمة الاسلام مصنفہ محمود مہدی استنبولی حاشیہ صفحہ ۱۴۱۔ اور محاربین سے جنگ کرنے پر ائمہ اور فقہاء کا اتفاق ہے۔

(بداية المجتهد، كتاب الجهاد، الفصل الثالث في معرفة ما يجوز من النكاية في العدو)

محولہ بالا پہلی آیت یہ ہے: انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ لَوْكَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ○ (التوبة: ۴۱-۴۲) یعنی اے مومنو! جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو خواہ تم بے سامان ہو یا ساز و سامان سے مسلح اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہوگا اگر تم جانو۔ اگر قریب میں ملنے والا فائدہ ہوتا یا چھوٹا سفر ہوتا تو یہ لوگ تیرے پیچھے چل پڑتے لیکن انہیں مسافت دور معلوم ہوئی (اور تیری واپسی کے بعد) اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے اگر ہماری طاقت میں ہوتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے۔ یہ لوگ اپنی جانوں ہی کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ کو علم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

دوسری آیت جس کا ذکر ہے یہ ہے: يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيْلٌ ○ إِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ۙ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (التوبة: ۳۸-۳۹) یعنی اے مومنو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے کے لئے (سب مل کر) نکلو تو تم بوجھ محسوس کرتے ہوئے زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پسند کرتے ہو۔ (اگر ایسا ہے) تو یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں حقیر ہے۔ اگر تم لڑنے کے لئے نہیں نکلو گے تو وہ تم کو دردناک سزا دے گا اور تمہارے مقابل ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور تم اسے نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر جس کے کرنے کا وہ ارادہ کرے قادر ہے۔

جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ: یہ فقرہ حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب ۱ میں بھی گذر چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

> ”جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا ہے اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفس امارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اُٹھائی۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپؐ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے۔......“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد- روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۹، ۱۰)

اس لطیف اور پرمعرفت مضمون کیلئے دیکھئے رسالہ ”گورنمنٹ انگریزی اور جہاد“- مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

بَاب ۲۸ : اَلْكَافِرُ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ

وہ کافر جو کسی مسلمان کو قتل کرے پھر مسلمان ہو جائے اور اس کے بعد استقامت اختیار کرے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے

۲۸۲٦ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ.

۲۸۲٦: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا۔ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ دو آدمیوں کو دیکھ کر خوش ہوگا جن میں سے ایک دوسرے کا قاتل ہوگا اور دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک تو اس لئے کہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بعد اللہ قاتل کی توبہ قبول کر لے اور وہ بھی جہاد کرتا ہوا مارا جائے۔

۲۸۲۷ : حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَسْهِمْ لِي فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ

۲۸۲۷: حمیدی (عبداللہ بن زبیر ابوبکر) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عنبسہ بن سعید (اموی) نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ خیبر میں تھے جبکہ صحابہ اسے فتح کر چکے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے بھی حصہ دیں۔ سعید بن عاص کے ایک بیٹے نے کہا: یارسول اللہ! اسے حصہ نہ دیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: یہ (نعمان) بن قوقل کا قاتل ہے۔ ابن سعید بن عاص نے کہا: اس جانور پر تعجب ہے ہم پر اکڑتا

تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ.

اطرافہ: ٤٢٣٧، ٤٢٣٨، ٤٢٣٩۔

ہے۔ ابھی ضأن پہاڑی کی چوٹی پر سے بکریاں چراتا ہمارے پاس آ گیا ہے مجھ پر عیب لگاتا ہے کہ میں نے ایک مسلمان مرد کو قتل کر دیا تھا جس کو اللہ نے میرے ہاتھ سے عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں رسوا نہیں کیا۔ سفیان کہتے تھے: میں نہیں جانتا کہ آپؐ نے ان کو حصہ دیا یا نہیں۔ سفیان نے کہا: یہ حدیث (عمرو بن یحییٰ) سعیدی نے مجھ سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے دادا سے، ان کے دادا نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ سعیدی عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔

تشریح: **اَلْكَافِرُ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ:** امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ عنوانِ باب سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام احمد بن حنبلؒ، نسائیؒ اور حاکمؒ نے بسند حضرت ابوہریرہؓ مرفوعاً نقل کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں: لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ☆۔ آگ میں دو شخص اکٹھے نہیں ہوں گے۔ وہ مسلمان جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور پھر صراطِ مستقیم پر قائم ہو گیا ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو۔ ایسا شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ يُسَدِّدُ کے معنی ہیں يَعِيشُ عَلَى سَدَادٍ أَيِ اسْتِقَامَةٍ فِي الدِّيْنِ۔ استقامت پر زندگی بسر کی۔ (فتح الباری جزء٦ صفحہ٤٩)

امام بخاریؒ کی روایت کے الفاظ بلحاظِ مفہوم دیگر محدثین کی روایت کے مفہوم سے مختلف ہیں۔ ان کی روایت سے ظاہر ہے کہ وہ کافر بھی جہنم میں نہیں جائے گا جو کفر کی حالت میں مسلمان کا قاتل ہو۔ لیکن اس کے بعد اس کو ایسی توبہ و استقامت نصیب ہوئی ہو کہ وہ آخر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کا شرف حاصل کرے۔

مذکورہ بالا واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نعمان بن مالک (بن ثعلبہ بن أصرم بن فہم بن ثعلبہ بن غنم اوسی) انصاری ہیں اور غزوۂ اُحد میں ابان بن سعید کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ نعمانؓ کے دادا کا لقب قوقل تھا جن کی طرف حضرت ابوہریرہؓ نے انہیں منسوب کیا ہے۔ ابان جو صلح حدیبیہ کے بعد غزوۂ خیبر سے قبل مسلمان ہو گئے تھے۔ نعمانؓ سے متعلق بغویؒ کی ایک روایت ہے جس میں ان کے یہ الفاظ مروی ہیں جو انہوں نے غزوۂ اُحد میں کہے تھے: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ أَنْ لَّا تَغِيبَ الشَّمْسُ حَتَّى أَطَأَ بِعَرْجَتِي فِي الْجَنَّةِ۔ اے میرے ربّ! تیری ہی قسم ہے ابھی سورج غروب نہیں ہوگا کہ

☆ (نسائي، كتاب الجهاد، باب فضل من عمل في سبيل الله على قدمه)
(مسند احمد بن حنبل، مسند المكثرين، مسند أبي هريرة، جزء٢ صفحہ٣٤٠)
(المستدرك على الصحيحين، كتاب الجهاد، جزء٢ صفحہ٨٢)

میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ اسی دن ابان بن سعید کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور اس کے بعد ابان اسلام سے مشرف ہوئے۔ بعض مؤرخین کے نزدیک ابان غزوۂ یرموک اور بعض کے نزدیک اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔
(فتح الباری جزء۶ صفحہ۵۱) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۲۳)

أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ: یعنی نعمانؓ میرے ہاتھوں شہادت سے سرفراز ہوئے اور اگر میں ان کے ہاتھوں بحالت کفر مارا جاتا تو ذلیل ہو جاتا۔ مجھے اسلام نصیب ہوا اور اس طرح رسوائی سے بچ گیا۔
(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۲۵)

وَا عَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ: وبر ایک پہاڑی حلال جانور ہے جو بلّی سے چھوٹا نیولے کی شکل ہوتا ہے۔ اس کی دُم چھوٹی ہوتی ہے۔ قَدُومُ ضَأْنٍ کے معنی ہیں پہاڑی کی چوٹیاں۔ ضَأْن یا ضَأْل نامی پہاڑیاں قبیلہ دَوس کے علاقہ میں ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ دَوسی تھے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۲۴، ۱۲۵) ابان نے ان کی بات بری مانی اور تعجب کیا کہ وہ تائب اور مسلمان ہونے کے بعد بھی محلِ طعن وتشنیع رہیں گے۔ ابان نے اشارہ کیا ہے کہ تم چھوٹے سے قبیلہ کے آدمی ہو ابھی آئے ہو اور مفتی بن بیٹھے ہو۔

فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعْدِ بْنِ الْعَاصِ: یہ ابان بن سعید بن عاص ہی ہیں جن کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا تھا۔ وہاں سے لوٹ کر خیبر پہنچے جہاں مذکورہ بالا قصہ پیش آیا۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر۔

امام بخاریؒ نے روایت ۲۸۲۷ کے آخر میں وضاحت کی ہے کہ یہ روایت سفیان بن عیینہ نے بواسطہ زہری عنبسہ بن سعیدؒ سے سنی اور اسی طرح عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص سے بھی۔ امام بخاریؒ کی روایت سے ظاہر ہے کہ حصہ غنیمت طلب کرنے والے حضرت ابوہریرہؓ تھے۔ اس حوالہ سے مذکورہ بالا روایت میں جو اِبہام بَعْضُ بَنِي سَعْدِ بْنِ الْعَاصِ کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہے وہ دور کیا گیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کو حصہ غنیمت دیئے جانے کے خلاف ابان بن سعید بن عاص تھے۔

روایت مذکورہ بالا کے حوالے سے جس کی سند میں کوئی شبہ نہیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ مومن کا قاتل اگر صدقِ دل سے تائب ہو تو اعمالِ صالحہ بجالانے سے نجات پا جاتا ہے اور ان اعمالِ صالحہ میں سے اعلیٰ عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے جو نیت صالحہ سے ہو۔ ایسی صورت میں جہاد قتل مومن جیسے عظیم گناہ کا بھی کفارہ بن جاتا ہے۔ یہ تعلق ہے اس باب کا سابقہ ابواب سے جن کا موضوع فضیلت جہاد ہے جو ان الفاظ سے ظاہر ہے: يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ اور أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ۔ رضاءِ الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں اور ان ہر دو حدیث کے حصوں سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

بَاب ۲۹: مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

جس نے لڑائی کے لئے نکلنا (نفلی) روزے پر مقدم کیا

۲۸۲۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لَا يَصُوْمُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى.

۲۸۲۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ثابت بنانی نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: ابوطلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے (نفلی) روزہ نہیں رکھا کرتے تھے (تاکہ طاقت کم نہ ہوجائے) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میں نے سوائے عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن کے کبھی ان کو بے روزہ نہیں دیکھا۔

تشریح: مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ: مجاہد کے لئے میدانِ جنگ میں جسمانی اور ذہنی قوتوں کی مضبوطی درکار ہے اور روزے سے کمزوری ہوتی ہے۔ جہاد کی خاطر اپنی قوت محفوظ رکھنے کے لئے روزہ ترک کرنا عمل صالح ہے۔

بَاب ۳۰: اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا شہادت کی اَور بھی سات صورتیں ہیں

۲۸۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

اطرافہ: ٦٥٣، ٧٢٠، ٥٧٣٣۔

۲۸۲۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سُمَیّ سے۔ سُمَیّ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید پانچ شخص ہیں۔ طاعون سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، (مکان) گرنے سے مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔

۲۸۳۰: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

طرفهُ: ۵۷۳۲۔

۲۸۳۰: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے، حفصہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

تشریح: الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ: اَلْقَتْل کا ''ال'' معہودِ ذہنی ہے اور مراد شہادت ہے۔ اس شہادت کے سوا سات شہادتیں زیر بحث ہیں۔ باب ۳۰ کے تحت جو روایتیں منقول ہیں ان میں تو ان کی تعداد صرف چار بتائی گئی ہے۔ امام ابن حجرؒ اور بعض دیگر شارحین کی رائے ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک یہ تعداد بطور حصر نہیں۔ چنانچہ صحیح بخاریؒ کی احادیث میں ہے: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ (كتاب المظالم، باب ۳۳) پھر شہادت کی سچی آرزو بھی شہادت ہے۔ (دیکھئے باب ۷) وعلیٰ ہذا القیاس وہ بھی شہید ہے جو سواری سے گر کر مر جائے (روایت نمبر ۲۸۷۸) اور وہ عورت بھی جس کی موت نفاس میں واقع ہو۔ (سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب مسئلة الشهادة)

امام ابن حجرؒ نے بیس قسم کی موتیں شہادت کی فہرست میں شمار کی ہیں۔ لیکن یہ سب وہ شہادت کی موتیں ہیں جو قتل فی سبیل اللہ کی نوعیت والی نہیں بلکہ اس سے الگ قسم کی شہادتیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن حجرؒ وغیرہ نے شہادت کی دو بڑی قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک دنیا کی اور دوسری آخرت والی۔ ایسی موت جس سے شدتِ مرض کی وجہ سے بیمار سخت تکلیف اُٹھائے یا ناگہانی موت ہو تو یہ بھی شہادت میں داخل ہے۔ صبر آزما موت یا اچانک موت گناہوں کے کفارہ کا سبب ہوتی ہے اس لئے وہ شہادت ہی کے درجہ میں شمار ہوگی۔ کیونکہ شہید فی سبیل اللہ محاسبہ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اُخروی شہادت کی نوعیت اور اس کا درجہ بالکل الگ ہے۔ امام ابن حجرؒ نے لفظ شہادت کی وجہ تسمیہ میں شارحین کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ یہ سب توجیہات اپنے مفہوم کے لحاظ سے درست ہیں اور شہید فی سبیل اللہ ان سب توجیہات کا مصداق قرار پاتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۵۳ تا ۵۵۔

شہید کی ایک بڑی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسے موت کے معاً بعد خدا تعالیٰ کا دیدار اور ملاقات نصیب ہو جاتی ہے۔ وصالِ الٰہی کے لئے اسے کسی اور مرحلے یعنی برزخ وغیرہ سے گذرنا نہیں پڑتا۔ دیکھئے باب ۹، ۱۴، ۲۰۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس سے شہید فی سبیل اللہ ممتاز کیا جاتا ہے۔

مقامِ شہادت پر نہایت لطیف تشریح کے لیے تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تفسیر سورۃ النساء آیت ۷۰ بھی دیکھئے۔

امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے کہ اشارہ سے بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے (باب۲۳، ۲۴) اور آپ نے اس باب میں بھی درحقیقت اشارہ ہی سے اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ یعنی سات کی تعداد نظرانداز کر کے الفاظ سِوَی الْقَتْلِ سے یہ بتایا ہے کہ باقی موتیں جن کی کوئی تعداد معین نہیں شہادت فی سبیل اللہ سے علیحدہ قسم کی ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے خیال کا ردّ مقصود ہے جن کے نزدیک شہادتیں سات یا کم وبیش کی معین تعداد میں ہیں۔

نیز اس سے ضمناً یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ رحمت ومغفرتِ الٰہی کا دامن بہت بڑی وسعت رکھتا ہے۔ چاہے دنیا ہی میں سزا دے کر اسے محاسبہ سے آزاد کردے۔ ناگہانی موت اس لئے شہادت قرار دی گئی ہے کہ عمل کا موقع یکایک منقطع ہوجاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اگر مہلت ملتی تو توبہ کی توفیق نصیب ہوجاتی۔ قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کی جزا سزا حساب سے بھی ہوتی ہے اور بغیر حساب کے بھی اور ہر ایک کی الگ الگ شرطیں ہیں جو اپنے موقع پر بیان ہوں گی۔ انہیں میں سے شہادت کا وہ درجہ ہے جس میں محاسبہ کا طریق نظرانداز کیا جاتا ہے۔

بَاب ۳۱: قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط

اللہ عزوجل کے ارشاد کا ذکر یعنی مومنوں میں سے بیٹھ رہنے والے جو معذور نہیں ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں برابر نہیں ہوسکتے

فَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ.... إِلَى قَوْلِهِ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا○

(النساء: ۹۶-۹۷)

اللہ نے ان کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ جہاد کر رہے ہیں بیٹھے رہنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور اللہ نے ہر ایک سے اچھا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو پیچھے بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ اس کی طرف سے بہت سے درجات (عطا ہوں گے) اور مغفرت اور رحمت (بھی نصیب ہوگی) اور اللہ بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

۲۸۳۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي

۲۸۳۱: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ ابواسحٰق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے

الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَاءَهُ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ.
(النساء:٩٦)

اطرافہ: ٤٥٩٣، ٤٥٩٤، ٤٩٩٠۔

سنا۔ کہتے تھے: جب آیت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید (بن ثابتؓ) کو بلایا وہ شانے کی ہڈی لے آئے اور انہوں نے یہ آیت لکھی اور (عبداللہ) بن ام مکتومؓ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ ۔یعنی مومنوں میں سے بغیر کسی بیماری کے گھر میں بیٹھ رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے.....۔

٢٨٣٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى

۲۸۳۲: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد زُہری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: صالح بن کیسان نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ میں بھی جا کر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا تو انہوں نے ہمیں خبر دی کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھوایا: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔(حضرت زیدؓ) کہتے تھے: ابھی آپؐ یہ آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ اتنے میں ابن ام مکتومؓ آپؐ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو میں بھی ضرور جہاد کرتا اور وہ نابینا تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ.
(النساء: ۹٦)

نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل کی اور آپؐ کی ران میری ران پر تھی تو وہ اتنی بوجھل ہوگئی جس سے مجھے ڈر ہوگیا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی۔ پھر یہ حالت ختم ہوگئی اور اللہ عزوجل نے یہ وحی نازل کی: غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ۔

طرفہ: ٤٥٩٢۔

تشریح: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ: عنوان باب جس آیت سے قائم کیا گیا ہے وہ یہ ہے: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء: ۹٦–۹۷) مومنوں میں سے ایسے بیٹھ رہنے والے جو معذور نہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے والے ہیں (دونوں) برابر نہیں۔ اللہ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر ان کے مالوں اور جانوں کی قربانی کی وجہ سے درجہ میں فضیلت دی ہے اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدین کو قاعدین پر بہت بڑے اَجر کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔ جس میں اس کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت ورحمت ہے اور اللہ بہت ہی مغفرت کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ فضیلت مالی اور جانی قربانی کی نسبت سے کم وبیش ہوتی ہے۔ اس لئے مطعون، مبطون اور غریق وغیرہ کو علی الاطلاق شہید فی سبیل اللہ کے درجہ میں سمجھنا غلطی ہے۔ یہ تعلق ہے اس باب کا فضیلت شہادت کے سابقہ ابواب سے۔ مذکورہ بالا آیات سورۂ نساء کی ہیں۔ جو ۴ھ میں نازل ہوئی۔ جیسا کہ واقعات غزوۂ اُحد سے ظاہر ہے جس کا ذکر اس سورۃ میں وارد ہوا ہے۔ اس زمانہ نزول پر نظر رکھتے ہوئے مذکورہ بالا شانِ نزول کی حقیقت آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے کہ الفاظ فَنَزَلَتْ اور فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد تطبیق آیت ہے اور یہ امر کہ آیت کا ٹکڑا غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ ابن ام مکتومؓ کی شکایت ہی پر نازل ہوا تھا اور اس سے پہلے یہ سورۃ میں نہیں تھا۔ اس بارہ میں مفصل بحث زیر آیت محولہ بالا کتاب التفسیر، سورۃ النساء، باب ۱۸ دیکھئے۔

مذکورہ بالا آیات سے عنوانِ باب قائم کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ معذور لوگ جو کسی جسمانی نقص کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکتے ہوں وہ بھی اپنی اپنی نیت وعمل کے مطابق ثواب جہاد میں شریک ہوسکتے ہیں۔ اس تعلق میں تشریح باب ا بھی دیکھئے۔

بَاب ۳۲ : اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑائی کے وقت استقلال سے کام لینا

۲۸۳۳ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

۲۸۳۳: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا کہ ابواسحٰق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم ابونضر سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے (عمر بن عبیداللہ کو) خط لکھا اور میں نے اس کو پڑھا۔ (اس میں یہ لکھا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان (کافروں) سے مقابلہ کرو تو ڈٹ کر استقلال سے مقابلہ کرو۔

اطرافہ: ۲۸۱۸، ۲۹۶۶، ۳۰۲۴، ۷۲۳۷۔

تشریح: اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْقِتَالِ: پختہ عزم واستقلال، صبر وثبات اور جرأت وثباتِ اقدام ان اہم صفات میں سے ہیں جن پر ایک مجاہد کی کامیابی کا انحصار ہے۔ان صفات کے بغیر جنگ نہیں جیتی جاسکتی۔اس تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (الأنفال:۴۶) یعنی اے مومنو! جب تم کسی فوج کے مقابل پر آؤ تو قدم جمائے رکھو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

بَاب ۳۳ : اَلتَّحْرِيْضُ عَلَى الْقِتَالِ

لڑائی کی ترغیب دینا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ (الأنفال:٦٦)

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: اے نبی! مومنوں کو لڑائی کی ترغیب دلاتے رہو۔

۲۸۳٤ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

۲۸۳۴: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) ابواسحٰق نے ہمیں بتایا کہ حمید سے روایت ہے۔ انہوں

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِّنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ:

اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف نکلے (جو مدینہ کے گرد کھودی جارہی تھی) تو کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجر اور انصار سردی میں صبح کے وقت خندق کھود رہے ہیں اور ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ وہ ان کے لئے کام کرتے۔ جب آپؐ نے ان کو بھوک اور تکان کی حالت میں دیکھا تو (یہ شعر) پڑھا:

زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے یا الٰہی انصار اور مہاجرین
کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان کی کمزوریوں سے درگزر فرما

اس پر انصار اور مہاجرین نے بھی آپؐ کے جواب میں (یہ شعر) پڑھا:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے
کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے

اطرافه: ۲۸۳۵، ۲۹۶۱، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۶۴۱۳، ۷۲۰۱۔

بَاب ۳۴: حَفْرُ الْخَنْدَقِ

خندق کھودنا

۲۸۳۵: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلَى مُتُوْنِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ:

۲۸۳۵: ابو معمر (عبداللہ بن عمرو) نے ہمیں بتایا۔ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مہاجر اور انصار مدینہ کے اِرد گرد خندق کھودنے لگے وہ اپنی پیٹھوں پر مٹی ڈھوتے تھے اور یہ (شعر) بھی پڑھتے جاتے تھے:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ☆ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا
وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيْبُهُمْ وَيَقُوْلُ:
اللَّهُمَّ إِنَّه لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ
فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ اسلام☆ پر قائم رہیں گے اور نبی ﷺ انہیں جواب دیتے اور یہ (شعر) پڑھتے:
اصل فائدہ تو آخرت کا فائدہ ہی ہے اے اللہ
انصار اور مہاجرین ہر دو کو برکت عطا کر

اطرافُهُ: ۲۸۳٤، ۲۹٦۱، ۳۷۹۵، ۳۷۹٦، ٤۰۹۹، ٤۱۰۰، ٦٤۱۳، ۷۲۰۱۔

۲۸۳٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ وَيَقُوْلُ:
لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

۲۸۳٦: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحٰق سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: (غزوۂ احزاب میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ڈھو رہے تھے اور آپؐ یہ (شعر) پڑھتے تھے:
اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے

اطرافُهُ: ۲۸۳۷، ۳۰۳٤، ٤۱۰٤، ٤۱۰٦، ٦٦۲۰، ۷۲۳٦۔

۲۸۳۷: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ:
لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

۲۸۳۷: حفص بن عمر نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابواسحٰق سے، ابواسحٰق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب میں دیکھا کہ آپؐ خود مٹی ڈھو رہے تھے اور مٹی نے آپؐ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا لیا تھا اور آپؐ یہ (شعر) پڑھتے تھے:
اگر تو نہ ہوتا تو ہم بھی ہدایت نہ پاتے
اور نہ صدقات دیتے اور نہ نمازیں پڑھتے

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "الاسلام" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۳۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَأَنْزِلِ السَّكِيْنَةَ عَلَيْنَا	ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر دشمن سے بھاری
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا	مقابلہ ہو جائے تو ہمارے قدم مضبوط رکھ۔انہوں
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا	نے ہم پر ظلم کیا ہے جب کبھی وہ کسی فتنے کا ارادہ
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا	کرتے ہیں تو ہم اس کا انکار ہی کرتے رہے ہیں

اطرافہ: ۲۸۳۶، ۳۰۳٤، ٤١٠٤، ٤١٠٦، ٦٦٢٠، ۷۲۳٦۔

تشریح: **اَلتَّحْرِيْضُ عَلَى الْقِتَالِ:** ان دو ابواب میں بعض ایسے وسائل کا بیان ہے جن کے ذریعہ جہاد سے متعلقہ صفاتِ جرأت اور صبر و استقلال وغیرہ پیدا کی جاسکتی ہیں۔ان میں سے ایک ذریعہ ترغیب وتحریص ہے اور دوسرا ذریعہ کار ہائے نمایاں کا ذکر و اذکار اور میدانِ جنگ میں ولولہ انگیز رجز خوانی ہے جس سے نفوس میں جوش وخروش پیدا ہوتا ہے۔تیسرا ذریعہ قائدِ حرب کا عملی نمونہ ہے۔عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (الأنفال:٦٦-٦٧) اے نبی! مومنوں کو (کافروں سے) لڑنے کی بار بار زور سے تحریک کرتا رہ۔اگر تم میں سے بیس ثابت قدم مومن ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر سو ہوں گے تو وہ ایک ہزار پر غالب آجائیں گے۔کیونکہ (مقابلہ کرنے والے) ایسی قوم ہیں جو سمجھتے نہیں۔ابھی اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور اسے علم ہے کہ تم میں کچھ کمزوری ہے۔پھر اگر تم میں سے سو ثابت قدم مومن ہوں تو دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر ہزار ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب ہوں گے اور اللہ مستقل مزاج لوگوں کے ساتھ ہے۔

لفظ تحریض اور تحریص میں یہ فرق ہے کہ اوّل الذکر کا استعمال ایسی ترغیب پر ہوتا ہے جس میں تکرار ہو، جذبات اُبھریں اور ہمتیں بلند ہوں۔اس کا ایک نمونہ رسول اللہ ﷺ کی رجز خوانی میں بتایا گیا ہے کہ پلک جھپکتے لڑائی کا پانسہ بدل گیا۔(باب ۹۷) اور دوسرا نمونہ ان ابواب میں مذکور ہے۔دشمن کے پہنچنے سے قبل مدینہ کے خالی اطراف میں بڑی سرعت سے متعدد خندقیں تیار کر لی گئیں۔ان میں سے شمالی جانب کی ایک خندق ساڑھے تین میل لمبی تھی جو صرف تین ہفتوں میں مکمل کی گئی اور آنحضرت ﷺ کی تحریض ہی کا نتیجہ تھا کہ انتہائی نامساعد حالات میں ڈیڑھ دو ہزار اسلامی لشکر نے ٹڈی دل احزاب کا کم وبیش ایک ماہ تک ڈٹ کر کامیاب مقابلہ کیا۔یہاں تک کہ دشمن کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور آخر وہ اپنا حصار توڑنے پر مجبور ہوا۔صحابہ کرامؓ کی بلند ہمتوں کے پیچھے نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ کارفرما تھا جس کا نمونہ روایت نمبر ۲۸۳۶، ۲۸۳۷ میں دکھایا گیا ہے کہ کدال ہاتھ میں ہے اور مٹی کا بوجھ سر پر، غبار آلودہ جسم اور خدا تعالیٰ کے حضور یہ الفاظ زبان پر "اِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا - إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا"۔ یہ الفاظ سن کر اور یہ نظارہ دیکھ کر عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کا تصور تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس کا بیان ممکن نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۲۹۔

بَاب ٣٥: مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

جس کوکسی عذر نے جنگ میں جانے سے روک رکھا ہو

٢٨٣٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافهُ: ٢٨٣٩، ٤٤٢٣۔

۲۸۳۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا، (کہا:) حُمید نے ہمیں بتایا۔ حضرت انسؓ نے ان سے بیان کیا، کہا: ہم تبوک کی لڑائی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس لوٹے۔

٢٨٣٩: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِيْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيْهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. وَقَالَ مُوْسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوْسَى ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو عَبدِ اللهِ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

۲۸۳۹: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمید سے۔ حُمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ لوگ ہیں۔ ہم جب کسی گھاٹی اور وادی میں چلتے ہیں تو وہ بھی اس میں ہمارے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ ان کو معذوری نے (جہاد سے) روک رکھا ہے۔ اور موسیٰ (بن اسمٰعیل) نے یوں کہا: حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمید سے، حُمید نے موسیٰ بن انس سے، موسیٰ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ (انہوں نے کہا:) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسا ہی) فرمایا: (آخر حدیث تک) ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

اطرافهُ: ٢٨٣٨، ٤٤٢٣۔

تشریح: مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ: باب ۳۱ میں جس آیت کا حوالہ دینے کے بعد یہ ابواب قائم کئے گئے ہیں ان میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ مجاہدین کا اور قاعدین کا۔ پہلے دو ابواب (نمبر ۳۳، ۳۴) میں

مجاہدین صحابہؓ کا اسوۂ حسنہ مذکور ہے اوراس باب میں قاعدین یعنی معذور صحابہؓ کی حالت کا ذکر ہے کہ وہ مضطربانہ دعاؤں میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجاہدین ہی کی صفوں میں سے ہوتے ہیں۔اس طرح گویا قوم کے سارے افراد ہی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف ہو چکے تھے۔وہ جنگ جس میں سارے ملک کے افراد ایک قیادت کے تحت شامل ہوں ایسی جنگ صحابہ کرامؓ نے مع سارے افراد قوم کے بطیبِ خاطر لڑی۔مگر مظلوم ہونے کی حالت میں نہ کہ ہوسِ ملک گیری میں۔جیسا کہ اس شعر سے واضح ہوتا ہے:

إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

انہوں نے ہم پر ظلم کئے اور جب بھی فتنہ بپا کرنا چاہا ہم انکار کرتے رہے۔

اَلْأَوَّلُ أَصَحُّ: پہلی سند اس لئے زیادہ صحیح ہے کہ اس میں حضرت انسؓ سے سماعت کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

بَاب ۳۶: فَضْلُ الصَّوْمِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

۲۸۴۰: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَسُهَيْلُ ابْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ ابْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا.

۲۸۴۰: اسحٰق بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔کہا کہ یحییٰ بن سعید اور سُہیل بن ابی صالح نے مجھے بتایا۔ان دونوں نے نعمان بن ابی عیاش سے سنا۔ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔آپؐ فرماتے تھے: جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا۔اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو (دوزخ کی) آگ سے ستر برس کی مسافت تک دور رکھے گا۔

تشریح: **فَضْلُ الصَّوْمِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ:** اس باب میں یہ مسئلہ زیر بحث نہیں کہ روزہ جہاد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟اس کا ذکر تو کتاب الصیام میں گزر چکا ہے۔(دیکھئے باب ۳۵، ۳۶، ۳۷) نیز اس تعلق میں کتاب الجہاد باب ۲۹ بھی دیکھئے۔یہاں اس مجاہد کی فضیلت کا ذکر ہے جسے بعض اوقات خوراک نہ ملنے کی وجہ سے بھوکا رہنا پڑتا ہے۔گویا وہ اس حالت میں صائم ہے۔اسی کتاب کے باب ۲، باب ۳۱ میں جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا ذکر

گذر چکا ہے۔ جہاد بالنفس میں ایسا روزہ بھی شامل ہے جس میں مجاہد خوراک نہ ملنے کی وجہ سے صائم ہو۔ اس مجاہد صائم کے ثواب کا ذکر حدیث مندرجہ بالا میں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاریؒ نے عنوانِ باب کے الفاظ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ سے یہ فضیلت مقیّد کی ہے۔

سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا: خریف سے مراد فصل خریف نہیں بلکہ سال مراد ہیں۔ سال چار موسموں میں منقسم ہیں۔ صیف، شتاء، ربیع اور خریف۔ عربستان میں خریف پھل پکنے کا موسم ہے اس لئے وہ بہترین موسم سمجھا جاتا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۶۰)

بَاب ۳۷: فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

۲۸۴۱: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

اطرافه: ۱۸۹۷، ۳۲۱۶، ۳۶۶۶.

۲۸۴۱: سعد بن حفص نے مجھ سے بیان کیا کہ شیبان (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن ابی کثیر) سے، یحيٰ نے ابوسلمہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں (کسی چیز کا) خرچ کیا تو جنت کے محافظ اس کو بلائیں گے۔ ہر دروازہ کا محافظ کہے گا: اے فلاں! اِدھر سے آؤ، اِدھر سے آؤ۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ شخص تو کسی بھی دروازے سے جائے، اسے کوئی نقصان نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ضرور امید کرتا ہوں کہ آپؓ بھی ان میں سے ہوں گے۔

۲۸۴۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

۲۸۴۲: محمد بن سنان نے ہمیں بتایا کہ فلیح نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنَّى بِالْأُخْرَى فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا يُوْحَى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرَ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَّجْهِهِ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا أَوَخَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ وَإِنَّهُ كُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ {إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ☆} أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَالْيَتَامَى

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: میں اپنے پیچھے جس بات سے تمہارے لئے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ زمین کی برکتیں تمہارے لئے کھول دی جائیں گی۔ پھر آپؐ نے دنیا کی آرائش کا بیان کیا۔ آپؐ نے ایک بات بیان کی اور پھر دوسری۔ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا خیر شر لے کر آئے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اُسے جواب نہ دیا۔ ہم سمجھے کہ آپؐ کو وحی ہو رہی ہے اور لوگ ساکت رہے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنے چہرہ سے پسینہ پونچھا اور فرمایا: کہاں ہے وہ شخص جو اَبھی پوچھ رہا تھا (کہ کیا خیر بھی شر لائے گا؟) حضورؐ نے تین دفعہ یہ فرمایا: (پھر فرمایا:) بھلائی تو بھلائی ہی کو لاتی ہے مگر یہ تو دیکھو کہ جب موسم بہار میں گھاس اُگتی ہے تو وہ اس (جانور) کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے جسے کھانے سے اپھارہ ہو جاتا ہے۔ مگر وہ (جانور) جو ہری گھاس☆ کھاتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو وہ سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے اور بول و براز کرتا ہے۔ پھر چرتا پھرتا ہے (تو وہ بچ جاتا ہے) دیکھو یہ مال بھی ہرا بھرا اور میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا رفیق ہے خصوصاً اس کا جس نے اس کو جائز طریق سے لیا اور اسے اللہ کی راہ

☆ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ الفاظ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِر ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ۶۰)

وَالْمَسَاكِيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

میں اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے خرچ کردیا اور جس نے اس کو اس کے صحیح طریقہ سے نہ لیا تو وہ اس (بیمار) پیٹو کھانے والے کی طرح ہے جو سیر نہیں ہوتا اور وہ مال اس کے خلاف قیامت کے دن گواہ ہوگا۔

اطرافُهُ: ۹۲۱، ۱٤٦٥، ٦٤٢٧.

بَاب ۳۸: فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

اس شخص کی فضیلت (کے بیان میں) جس نے کسی غازی کو ساز وسامان کے ساتھ تیار کیا
یا اس کے بعد اس کی بہترین جانشینی کی

۲۸٤۳: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.

۲۸۴۳: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا کہ حسین (بن ذکوان) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: یحيٰ (بن ابی کثیر) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ بسر بن سعید نے مجھ سے بیان کیا، کہا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں کسی غازی کو ساز وسامان سے تیار کیا تو گویا خود ہی جنگ کے لئے نکلا اور جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی غازی کی اچھی جانشینی کی تو گویا وہ خود بھی جنگ کے لئے نکلا۔

۲۸٤٤: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا

۲۸۴۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ سے، اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی گھر نہیں جایا کرتے تھے سوائے اُمّ سُلیمؓ کے یا اپنی ازواج کے گھر کے۔

عَلَى أَزْوَاجِهِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوْهَا مَعِي.

آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اس کا بھائی (حرام بن ملحانؓ) میری معیت میں مارا گیا۔

تشریح: **فَضْلُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ:** ان دونوں ابواب (نمبر ۳۷، ۳۸) میں بھی جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق مخصوص مالی قربانی کا ذکر ہے اور مزید تشریح ہے باب ۳۱ کی جس میں مجاہدین اور قاعدین اور ان کے اوصاف کا مجمل بیان ہوا ہے کہ اوّل الذکر جماعت کو ان کی قربانی کی وجہ سے دوسروں پر فضیلت ہے۔ جس طرح قوم کے سارے افراد جہاد کے لئے مخاطب اور مکلّف ہیں کہ وہ اپنے اپنے طریق سے حسب استطاعت اس فریضہ مقدسہ میں شریک ہوں اسی طرح مجاہد کا سارا وجود ہی اپنے تمام قویٰ کے ساتھ وقف فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے مذکورة الصدر ثواب حاصل ہے اور اس کی فضیلتوں میں سے وہ دنیوی برکات بھی ہیں جو مجاہدین کی جدوجہد کے نتیجہ میں قوم کو حاصل ہوتی ہیں۔

دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ: اس سے یہ مراد ہے کہ مِنْ أَيِّ بَابٍ شِئْتَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھلے ہوں گے۔ جہاں سے چاہے داخل ہو۔ **زَوْج** کا لفظ ایک چیز پر بھی دلالت پاتا ہے اور دو پر بھی۔ یہاں ہر نوع اشیاء کی قربانی مراد ہے جو مجاہد کو کرنی پڑتی ہے۔ **فُلُ** - **يَا فُلَانُ** کا مخفف ہے۔ روایت نمبر ۲۸۴۲ کی مزید تشریح کے لیے دیکھئے کتاب الزکاۃ، باب ۴۷، روایت نمبر ۱۴۶۵۔

باب ۳۸ کے عنوان سے دونوں روایتوں کا مفہوم معین کیا گیا ہے کہ مذکور الصدر انفاق (خرچ) کا تعلق جہاد سے ہے۔ باب کی مطابقت اس طور پر ہے کہ حضرت حرام بن ملحانؓ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر بار اور عزیز و اقرباء کی خبر رکھی۔

بَاب ۳۹: اَلتَّحَنُّطُ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑنے کے وقت خوشبو لگانا

۲۸۴۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوْسَى ابْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ

۲۸۴۵: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہمیں بتایا کہ خالد بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن عون نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن انس سے روایت ہے۔ وہ یمامہ کی جنگ کا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ثابت بن قیسؓ کے پاس آئے۔

وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَّا تَجِيْءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوْطِ ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِّنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُّجُوْهِنَا حَتَّى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُّمْ أَقْرَانَكُمْ. رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

حضرت ثابتؓ نے اپنی رانوں سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا اور وہ حنوط لگا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: چچا کس بات نے آپؓ کو روک رکھا ہے کہ نہیں آتے؟ انہوں نے کہا: میرے بھتیجے ابھی آتا ہوں اور وہ حنوط لگانے لگے۔ یعنی وہ خوشبو جو مُردوں کو لگائی جاتی ہے۔ پھر وہ آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت انسؓ نے اس حدیث میں بیان کیا ہے کہ لوگوں کی طرف سے جنگ میں کچھ کمزوری کا اظہار ہوا اور وہ پسپا ہونے لگے تو حضرت ثابتؓ نے کہا: ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ کہ ہم ان لوگوں کا مقابلہ کریں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ تم نے اپنے مدمقابل کے لوگوں کی عادت کیسی بگاڑ دی ہے۔ اس حدیث کو حماد نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کیا۔

تشریح: **اَلتَّحَنُّطُ عِنْدَ الْقِتَالِ:** حنُوط کے استعمال کی بحث کے لئے دیکھئے کتاب الجنائز باب ۲۰۔ یہاں حنوط کے استعمال کے جواز یا عدمِ جواز کے متعلق بحث نہیں بلکہ اس باب میں لڑائی کے لئے صحابہ کی تیاری کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ ہوئی۔ اس جنگ کا تعلق مرتدین کی فتنہ انگیزی سے تھا جو قبیلہ بنی تغلب کی سجاح نامی عورت مدّعیہ نبوت نے برپا کی تھی۔ وہ اور مسیلمہ کذاب جو قبیلہ بنو حنیفہ میں سے تھا، دونوں متحد ہو کر ایک لشکرِ جرار جمع کر کے مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ اسلامی لشکر سے شدید مقابلہ کیا جس سے اسلامی لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کو جنگی نزاکت کا علم ہوا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ انہوں نے اس نازک موقع پر ایک قابل اور کارآزما سپہ سالار کی نگاہِ بصیرت اور قدرتِ عمل سے کام لیا اور عکرمہؓ اور شرحبیلؓ کو عمان کی طرف فوراً پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ انہوں کہلا بھیجا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا وہاں انتظار کیا جائے۔ مدینہ منورہ سے ایک کمک بھیجی جس میں کار آزمودہ صحابہ بھی بطور متطوعین شامل ہوئے۔ ان میں جلیل القدر صحابی حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت عمرؓ کے بھائی حضرت زید بن خطابؓ، حضرت ابو حذیفہؓ اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے۔ عمان میں زیر قیادت حضرت خالد بن ولیدؓ ایک فوج تیار ہوئی اور یمامہ کی طرف بڑھی جہاں مسیلمہ کذاب کی چھاؤنی تھی۔ مسیلمہ اور سجاح کا لشکر چالیس ہزار کے لگ بھگ تھا۔ پہلے ہی حملہ میں اسلامی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ لیکن

حضرت خالد بن ولیدؓ نے بہت جلد اپنی منتشر فوج جمع کر کے اسے ترتیب دی اور تیسرے حملہ میں دشمن کو شکست فاش ہوئی۔ یمامہ کی جنگ کے واقعات اس لحاظ سے نہایت ہی دلچسپ اور سبق آموز ہیں کہ انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود صحابہ کرامؓ کے مر مٹنے والے نمونہ، ثابت قدمی اور نبرد آزمائی نے بار بار کی شکست آخر فتح میں تبدیل کر دی۔ اسی روحِ فدائیت کا ذکر اس روایت میں کیا گیا ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے صرف جسم کو حنوط ہی نہیں لگایا بلکہ دو سفید چادریں بھی بطور کفن پہن لیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۶۵) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۱۳۹) تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخ الطبری، ذکر بقیة خبر مسیلمة الکذاب وقومه من أهل الیمامة، جزء۲ صفحہ ۲۷۵ تا ۲۸۴۔ نیز الکامل فی التاریخ، ذکر مسیلمة وأهل الیمامة، جزء۲ صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۹۔

بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ: یعنی تم نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنے مدمقابل کو بہت بڑی جرأت دلا دی ہے۔ آؤ ہم تمہیں دکھائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگیں کس طرح کی جاتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ثابت بن قیسؓ صحابی اسی یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ جذبۂ فدائیت کا کیا ہی اعلیٰ نمونہ وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ۔

بَاب ٤٠: فَضْلُ الطَّلِيْعَةِ

ہراول دستہ فوج کی فضیلت

٢٨٤٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

۲۸۴۶: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے، محمد بن منکدر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احزاب میں فرمایا: کون میرے پاس اس قوم کی خبر لائے گا؟ زبیرؓ نے کہا: مَیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کون میرے پاس (چڑھائی کرنے والی) قوم کی خبر لائے گا؟ زبیرؓ نے کہا: مَیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک نبی کا ایک حواری یعنی سچا مددگار ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔

اطرافه: ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ٣٧١٩، ٤١١٣، ٧٢٦١۔

بَاب ٤١ : هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيْعَةُ وَحْدَهُ

کیا اکیلا آدمی بھی بطور ہراول بھیجا جا سکتا ہے

٢٨٤٧ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

۲۸۴۷: صدقہ (بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ ابن منکدر نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو پکارا (کہ بنی قریظہ کی خبر لائیں) صدقہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بات غزوۂ خندق میں فرمائی تو حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو اس کام کیلئے پیش کیا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو پکارا۔ پھر حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو پکارا تو پھر حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری (یعنی مخلص مددگار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ بن عوام ہے۔

اطرافہ: ٢٨٤٦، ٢٩٩٧، ٣٧١٩، ٤١١٣، ٧٢٦١۔

تشریح: فَضْلُ الطَّلِيْعَةِ: طَلِيْعَة کے معانی ہیں ہراول، پیش رَو دستہ جو تجسس اور خبر رسانی کا کام سرانجام دیتا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۴۱) باب کا عنوان ایک فتویٰ کے پیش نظر قائم کیا گیا ہے جس کا استدلال آیت وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:١٩٦) سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ بیشک تہوّر سے بغیر عقل و دانش اور بصیرت کے خطرہ مول لینا جس کا نتیجہ سوائے اپنی جان گنوانے کے اور کچھ نہیں ہوتا، مذموم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا آیت سے تہوّر کے بارہ میں استدلال درست نہیں کیونکہ اس سے ماقبل اور مابعد حصہ آیت اس استدلال کے خلاف ہے اور اپنا سیاقِ کلام خود معین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:١٩٦) یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو تمہارا یہ خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ایسا نہ کرو اور اس کے بعد فرماتا ہے وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور احسان کرو (یعنی خوب خرچ کرو جیسا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حق ہے) کیونکہ اللہ محسنوں سے محبت رکھتا ہے۔ مُحْسِن کے

معانی ہیں اپنے عمل میں حُسن پیدا کرنے والا۔اسی طرح کہتے ہیں أَحْسَنَ الْعَمَلَ أَتْقَنَهُ۔ یعنی کام میں پختگی پیدا کی۔ اعلیٰ درجہ کا عمل کیا۔ اس سیاقِ کلام سے ظاہر ہے کہ آیت مندرجہ بالا میں اعلیٰ درجہ کے انفاق کی تلقین کی گئی ہے اور یہ آیت قتالِ کفار سے متعلق ہے۔فرماتا ہے: وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (البقرة: ۱۹۴) اوران سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے اور دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ اگر وہ ظلم سے باز آجائیں تو پھر ظالموں کے سوا کسی پر حملہ نہ ہو۔ اس سیاقِ کلام کے پیش نظر آیت سے یہ استدلال کرنا کہ خرچ نہ کرو مبادا تمہیں ہلاکت کا سامنا ہو منشائے الٰہی کے قطعاً خلاف ہے۔ ابواب جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے ضمن میں جس طرح باب ۳۹ میں حضرت ثابت بن قیسؓ کی مثال بطور نمونہ فدائیت پیش کی گئی ہے اسی طرح باب ۴۰ میں مخاطرۂ نفس کی مثال غزوۂ خندق کے ایک واقعہ میں دکھائی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے سناٹے میں اور شدید سردی کے وقت دشمن کی خبر لانے کی غرض سے تین دفعہ فرمایا کہ کون یہ کام کرے گا۔ ہر دفعہ حضرت زبیر بن العوامؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ یہ کام سخت خطرہ کا تھا اور وہ معروف شخص تھے۔فوراً پہچانے اور مارے جا سکتے تھے۔ دوسرے متطوعین (Volunteers) میں سے آپؐ نے حضرت حذافہ بن یمانؓ کو منتخب فرمایا اور وہ دشمن کے کیمپ کی حالت کا جائزہ لے کر واپس آئے۔ ابوسفیان بن حرب قائد کفار اپنے ساتھیوں سے مخاطب تھا کہ جنگ خلافِ توقع طول پکڑ گئی ہے، سامانِ رسد کم ہو گیا ہے۔ سردی شدت کی ہے، جانور چارے سے محروم ہیں،شوال کا مہینہ ختم ہو رہا ہے اور ذوالقعدہ شروع ہو رہا ہے جس میں جنگ جائز نہیں۔ یہ مشکلات بیان کر کے اس نے لوٹنے کا فیصلہ کیا۔☆ (عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ۱۴۱، ۱۴۲) یہ قیمتی معلومات حاصل نہ ہوتیں اگر حضرت حذیفہ بن یمانؓ جرأت سے کام نہ لیتے۔فقہاء کے فتویٰ کا تعلق حالاتِ امن سے ہے اور یہ صورت جنگی حالات کی ہے۔

امام بخاریؒ نے قواعد جہاد وقتال اس تمہیدی باب (نمبر۱) کی روشنی میں بیان کیے ہیں جس میں آیت اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبة: ۱۱۱) اوران قواعد کی تائید میں سیرت صحابہ کرام کے واقعات پیش کیے ہیں۔ قواعد جنگ میں فوج کا کمانڈر پالیسی طے کرتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے غزوۂ خندق اور غزوۂ یمامہ میں طے کی۔ جہاد کے لیے ہر سچے مومن کی زندگی اور اس کا مال ومتاع فی سبیل اللہ وقف ہوتے ہیں اس لیے سپہ سالار اعلیٰ حسب ضرورت اس سے جیسا مناسب سمجھے کام لے سکتا ہے۔ یہ جواب ہے معنونہ استفتاء کا۔ اور یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ معاشرہ اسلامیہ میں امام کا وجود لابدی ہے اور اس کا مقام بطور ایک قائد مطاع کے ہے۔

☆ (مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث حذيفة بن اليمان، جزء۵ صفحہ۳۹۲)

بَاب ٤٢ : سَفَرُ الِاثْنَيْنِ

دوآدمیوں کا مل کر سفر کرنا

٢٨٤٨ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبٍ لِّي أَذِّنَا وَأَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

۲۸۴۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوشہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد حذاء سے، خالد نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹا تو آپؐ نے مجھے اور میرے ایک ساتھی سے فرمایا: تم دونوں اذان دینا اور اقامت کہنا اور چاہیے کہ تم دونوں میں سے جو بڑا ہو وہ نماز میں امام بنے۔

اطرافه: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ٦٠٠٨، ٧٢٤٦۔

بَاب ٤٣ : اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک بھلائی بندھی ہوئی ہے

٢٨٤٩ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۸۴۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں سے بھلائی قیامت تک بندھی ہوئی ہے۔

طرفه: ٣٦٤٤۔

٢٨٥٠ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۲۸۵۰: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین (بن عبدالرحمٰن) اور (عبداللہ) بن ابی سفر سے، انہوں نے شعبی سے، شعبی

الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ. تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.

اطرافہٗ: ۲۸۵۲، ۳۱۱۹، ۳۶۴۳۔

نے حضرت عروہ بن جعدؓ سے، حضرت عروہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن تک بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی رہے گی۔ سلیمان (بن حرب) نے اس حدیث کو شعبہ سے، شعبہ نے حضرت عروہ بن ابی جعدؓ سے نقل کیا۔ اور سلیمان کی طرح مسدد نے بھی ہشیم سے، ہشیم نے حصین (بن عبدالرحمٰن) سے، حصین نے شعبی سے، شعبی نے حضرت عروہ بن ابی جعدؓ سے روایت کی۔

۲۸۵۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ.

طرفہٗ: ۳۶۴۵۔

۲۸۵۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابوتیاح سے، ابوتیاح نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت تو گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

تشریح: اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ: کامیاب جہاد کے لئے جس طرح بہادر، دلیر، اطاعت شعار، جانباز اور ثابت قدم مجاہدین اور ان کے ایک نبرد آزما اور صاحب بصیرت وقدرت سالارِ جیش کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بہترین ساز وسامان کی بھی۔ جس میں گھوڑوں کو قدیم سے اوّل درجہ پر اہمیت دی گئی ہے اور اب تک ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اگرچہ آج کل فنونِ حرب کی شکل بدل گئی ہے تاہم گھوڑوں کی ضرورت پھر بھی باقی ہے۔ باب کی تیسری روایت میں جو حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے، لفظ اَلْخَيْرُ کی جگہ اَلْبَرَكَةُ نقل کیا گیا ہے اور یہ برکت جنگ کے سوا دوسری صورتوں میں بھی قائم ہے۔ باب کی دوسری روایت کے آخر میں سلیمان بن حرب کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ عروہؓ کی کنیت بجائے ابن جعدؓ کے ابن ابی جعدؓ ہے۔ سلیمان بن حرب کی روایت طبرانی نے موصولاً نقل کی ہے۔ عروہ بن ابی جعدؓ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں مشہور مجاہد تھے اور بارقی کے لقب سے معروف تھے۔ بارق علاقہ یمن کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور اسی نام سے قبیلہ ذی بارق ہے۔ فتوحاتِ شام میں بارقیؓ شریک ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ میں مقیم ہوگئے تھے۔ ستر گھوڑے ان کے اصطبل میں موجود رہتے تھے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۶۸)

☆ (المعجم الكبير للطبراني، باب العين، ذكر عروة بن أبي الجعد، جزء۱۷، صفحہ۱۵۵)

بَاب ٤٤ : اَلْجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

نیک و بد کے ساتھ جہاد ہوتا رہے گا

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے بھلائی وابستہ رہے گی۔

۲۸۵۲: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ.

۲۸۵۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا کہ عامر (شعبی) سے روایت ہے۔ (انہوں نے کہا:) حضرت عروہ بارقیؓ نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تک بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں سے بندھی رہے گی۔ یعنی (آخرت میں) ثواب اور (دنیا میں) مالِ غنیمت۔

اطرافہ: ۲۸۵۰، ۳۱۱۹، ۳۶۴۳۔

تشریح: **اَلْجِهَادُ مَاضٍ مَّعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ**: عنوانِ باب حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت سے قائم کیا گیا ہے جو ابوداؤد اور ابویعلی نے نقل کی ہے☆ جب تک نیک و بد دنیا میں موجود ہیں، ان کا باہم مقابلہ ہوتا ہے اور ساز و سامان جنگ وقتال کی ضرورت بھی باقی رہے گی۔ مشارٌ الیہ روایت میں ایک راوی مکحولؒ ہیں جن کی ملاقات وسماعت حضرت ابوہریرہؓ سے ثابت نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۴۵) امام بخاریؒ نے بارقی کی روایت سے باب کا عنوان قائم کرکے یہ استدلال کیا ہے کہ قیامت تک جہاد اور متعلقہ حربی سامانوں کی ضرورت رہے گی۔ فنونِ جنگ وجدال نے جو نئی نئی طرحیں ڈالی اور صورتیں بدلی ہیں ان کے پیش نظر یہ ممکن ہے کہ کسی وقت گھوڑوں کی میدانِ جنگ میں ضرورت نہ رہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ جہاد کسی شکل وصورت میں بھی نہ پایا جائے کیونکہ اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ دیکھئے تشریح کتاب الحج، باب۴۔

اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ: خیر وبرکت کی وضاحت الفاظ ثواب اور غنیمت سے کی گئی ہے۔ یعنی جہاد میں دینی اور دنیوی دونوں فائدے ہیں۔ جملہ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ فصاحت وبلاغت اور صفائی کی رو سے جوامع الکلم میں سے ہے جس طرح جملہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوْفِ ہے۔

☆ (ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب في الغزو مع ائمة الجور)

بَاب ٤٥: مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللهِ

جو اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے رکھے

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ. (الأنفال: ٦١)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سواروں کے ذریعے سرحدیں محفوظ و مضبوط رکھو۔

٢٨٥٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ ابْنُ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللهِ إِيْمَانًا بِاللهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۸۵۳: علی بن حفص نے ہمیں بتایا۔ (عبداللہ) بن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہ طلحہ بن ابی سعید نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے سعید مقبری کو بیان کرتے سنا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان رکھتے اور اس کے وعدہ کو سچا سمجھتے ہوئے گھوڑا باندھے رکھا تو اس گھوڑے کا پیٹ بھر کر کھانا اور پینا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس کی نیکیوں کے حساب میں شمار ہوگا۔

أطرافه: ٢٣٧١، ٢٨٦٠، ٣٦٤٦، ٤٩٦٢، ٤٩٦٣، ٧٣٥٦۔

تشریح: مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا: اس باب میں گھوڑوں کے راہِ خدا کے لیے رکھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نیز گھوڑوں کی خوراک کے بارے میں اہتمام رکھنے کا جو ارشادِ نبویؐ ہے اس میں ایمان باللہ اور نیت صالح کی تلقین کی گئی ہے تا مجاہد کا یہ عمل بھی عنداللہ موجب ثواب ہو۔ مِیْزَان سے مراد محاسبہ اعمال ہے۔

بَاب ٤٦: اِسْمُ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا

٢٨٥٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

۲۸۵۴: محمد بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے، عبداللہ نے اپنے

عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا حِمَارَ وَحْشٍ قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوْا فَنَدِمُوْا☆ فَلَمَّا أَدْرَكُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

باپ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) نکلے اور حضرت ابوقتادہؓ اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ ان کے ساتھی تو احرام باندھے ہوئے تھے مگر وہ خود محرم نہ تھے۔ ان کے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا پیشتر اس کے کہ حضرت ابوقتادہؓ اسے دیکھتے۔ جب ان کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ مگر جب حضرت ابوقتادہؓ نے اسے دیکھا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے جسے جرادہ کہتے تھے۔ حضرت ابوقتادہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کا کوڑا تو ان کو دے دیں۔ انہوں نے انکار کیا تو انہوں نے خود ہی لے لیا اور حملہ کر کے اسے شکار کر لیا۔ حضرت ابوقتادہؓ نے بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھایا اور اس کے بعد وہ آئے☆ اور آنحضرت ﷺ سے ملے تو آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ حضرت ابوقتادہؓ نے کہا: اس کی ایک ران ہے تو نبی ﷺ نے وہ لے لی اور اس میں سے کھایا۔

اطرافه: ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲٤، ۲۵۷۰، ۲۹۱٤، ٤۱٤۹، ۵٤۰٦، ۵٤۰۷، ۵٤۹۰، ۵٤۹۱، ۵٤۹۲۔

۲۸۵۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ.

۲۸۵۵: علی بن عبداللہ بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ معن بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ اُبَیّ بن عباس بن سہل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا (حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا ہمارے باغ میں تھا جسے لُحَیف کہتے تھے۔

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ فَقَدِمُوْا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۴۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللُّخَيْفُ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اوران میں سے بعض نے کہا: لُخَیف۔

۲۸۵۶: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُّعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا.

۲۸۵۶: اسحٰق بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے یحيٰ بن آدم سے سنا۔ (یحيٰ نے کہا:) ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحٰق سے، ابواسحٰق نے عمرو بن میمون سے، عمرو نے حضرت معاذ (بن جبل) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا۔ جسے عُفَیر کہتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: معاذ! کیا تم جانتے ہو جو اللہ کا حق اس کے بندوں پر ہے اور جو بندوں کا حق اللہ پر ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو سزا نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس بات کی خبر نہ دوں؟ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو ورنہ وہ بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور دوسرے اعمالِ خیر میں کوشش کم کر دیں گے۔)

اطرافه: ۵۹٦۷، ٦٢٦٧، ٦٥٠٠، ۷۳۷۳۔

۲۸۵۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ

۲۸۵۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا، (کہا:) شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ (کہا:) میں نے قتادہ سے سنا۔ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: مدینہ میں

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

گھبراہٹ ہوئی تو نبی ﷺ نے ہمارا ایک گھوڑا مستعار لیا جسے مندوب کہتے تھے۔ (پھر اس پر سوار ہوکر باہر گئے اور واپس تشریف لائے) آپؐ نے فرمایا: ہم نے کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا ہے۔

اطرافہ: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٦٢، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢۔

بَاب ٤٧ : مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

گھوڑے کی نحوست کی بابت جو بیان کیا جاتا ہے

٢٨٥٨ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

۲۸۵۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: نحوست تو تین ہی چیزوں میں ہوتی ہے؛ گھوڑے، عورت اور مکان میں۔

اطرافہ: ٢٠٩٩، ٥٠٩٣، ٥٠٩٤، ٥٧٥٣، ٥٧٧٢۔

٢٨٥٩ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ.

۲۸۵۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوحازم بن دینار سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی چیز میں (نحوست) ہے تو پھر عورت میں ہے اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

اطرافہ: ٥٠٩٥

بَاب ٤٨ : اَلْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ

گھوڑے تین قسم کے لوگوں کے لیے ہوتے ہیں

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَّ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل: ٩)

اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: ہم نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے کہ تم ان پر سوار رہو اور ان کو زینت کا موجب بنایا ہے۔ نیز وہ (تمہارے لیے) وہ بھی پیدا کرے گا جسے تم نہیں جانتے۔

٢٨٦٠ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَّهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهُ فَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَهُوَ

٢٨٦٠: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے زید بن اسلم سے، زید نے ابوصالح سمان سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک کے لئے تو وہ موجب ثواب ہیں اور ایک کے لئے بطور پردہ ہیں اور ایک کے لئے وبال۔ جس کے لئے موجب ثواب ہیں وہ ایسا شخص ہے جس نے ان کو اللہ کی راہ میں باندھا اور ان کی رسی مرغزار یا باغ میں لمبی کر دی اور جہاں تک رسی کی لمبان میں باغ یا مرغزار میں چریں گے تو اسی قدر (لمبائی کے مطابق) اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر انہوں نے اس کی رسی توڑ دی اور ایک میل یا دو میل کلیلیں کرتے ہوئے بھاگ گئے تو ان کی لید اور ان کے قدموں کے نشان اس کے لئے نیکیوں کا موجب ہوں گے۔ اگر وہ کسی ندی پر سے گذریں گے اور ان سے پانی پئیں گے اور وہ شخص نہ چاہتا ہوگا کہ اس سے پانی پئیں تو یہ امر بھی اس کے لئے نیکی کا موجب ہوگا۔ اور وہ شخص جس

رَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذَلِكَ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ○ (الزلزال:۸-۹)

کے لیے یہ وبال ہوں گے تو وہ ایسا شخص ہے جس نے ان کو فخر اور دکھلاوے اور مسلمانوں سے دشمنی کرنے کے لئے باندھا ہے۔ وہ ایسے شخص کے لئے وبال ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کی بابت پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ پر ان کے بارے میں سوائے اس ایک جامع آیت کے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ یعنی جو ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اس کے ثواب کو حاصل کرے گا اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا وہ اس کے عذاب کو دیکھ لے گا۔

اطرافہ: ۲۳۷۱، ۳۶۴۶، ۴۹۶۲، ۴۹۶۳، ۷۳۵۶۔

بَاب ۴۹ : مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

جس نے جنگ میں (جاتے وقت) کسی دوسرے کے جانور کو مارا

۲۸۶۱ :حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوعَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيْلٍ لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَمْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أَرْمَكَ لَيْسَ فِيْهَا شِيَةٌ وَالنَّاسُ خَلْفِي

۲۸۶۱: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعقیل (بشیر بن عقبہ) نے ہمیں بتایا کہ ابوالمتوکل ناجی (علی بن داؤد) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا: آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنی ہو بیان کریں۔ حضرت جابرؓ نے کہا: میں ایک سفر میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ ابوعقیل (راوی) کہتے تھے: میں نہیں جانتا سفر جنگ کا تھا یا عمرہ کا۔ جب ہم (مدینہ کی طرف) لوٹے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے گھر والوں کے پاس جلدی جانا چاہتا ہو وہ جلدی چلا جائے۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: (یہ سن کر) ہم (جلدی) چلے اور میں اپنے ایک اونٹ پر سوار تھا

فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُوْلُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوْهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

جس کا رنگ خاکی تھا؛ کوئی داغ نہ تھا اور لوگ میرے پیچھے تھے۔ میں اسی طرح جا رہا تھا کہ وہ اونٹ اَڑ گیا۔ میرے چلانے سے نہ چلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: جابر! اسے تھامو۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اس کو اپنے کوڑے کی ایک ضرب لگائی تو وہ اونٹ اپنی جگہ سے کود کر چل پڑا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا اس اونٹ کو بیچتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں بیچتا ہوں۔ جب ہم مدینہ پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی صحابہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ گیا اور اس اونٹ کو مسجد کے سامنے پتھر کے فرش کے ایک کونے میں باندھ دیا اور میں نے آپؐ سے کہا: یہ آپؐ کا اونٹ ہے۔ آپؐ باہر نکلے اور اس اونٹ کے اردگرد پھر کر فرمایا: یہ اونٹ ہمارا اونٹ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے کئی اوقیے بھیجے اور فرمایا: یہ جابر کو دے دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے قیمت پوری کی پوری لے لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ قیمت اور یہ اونٹ تمہارا ہے۔

اطرافہ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٢٧١٨، ٢٩٦٧، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

بَاب ٥٠: اَلرُّكُوْبُ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُوْلَةِ مِنَ الْخَيْلِ

بے قابو جانور اور نر گھوڑوں پر سواری کرنا

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّوْنَ الْفُحُوْلَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَرُ.

راشد بن سعد نے کہا: پہلے لوگ نر گھوڑے پسند کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت تیز رفتار اور بہت دلیر ہوتے ہیں۔

٢٨٦٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَرَكِبَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

۲۸۶۲: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ حضرت انسؓ نے کہا: مدینہ میں گھبراہٹ ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہؓ کا گھوڑا مستعار لیا جسے مندوب کہتے تھے۔ آپؐ اس پر سوار ہو گئے۔ (پھر آپؐ واپس لوٹے) اور آپؐ نے فرمایا: ہم نے تو کوئی گھبرانے کی بات نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو ایک دریا پایا۔

اطرافہ: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢.

بَاب ٥١: سِهَامُ الْفَرَسِ

گھوڑے کا حصہ غنیمت

٢٨٦٣: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا (النحل: ٩) وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

۲۸۶۳: عبید بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسامہ سے، ابواسامہ نے عبیداللہ (عمری) سے، انہوں نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہاد میں شامل ہونے والے) گھوڑے کے دو حصے رکھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔ اور (امام) مالکؒ نے کہا: عربی گھوڑوں کے لئے بھی حصہ رکھا گیا اور ترکی گھوڑوں کے لئے بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہم نے گھوڑے، خچر اور گدھے سواری کے لئے پیدا کئے ہیں۔ (مالک نے کہا:) ہر سوار کو ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے زیادہ نہیں۔

طرفہ: ٤٢٢٨

بَاب ٥٢ : مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

لڑائی میں جو شخص دوسرے کے جانور کو کھینچ کر چلائے

٢٨٦٤ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَ إِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

۲۸۶۴: قُتَیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابواسحٰق سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا: (ہاں) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان نہیں چھوڑا۔ ہوازن تیرانداز لوگ تھے اور جب ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم نے ان پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا گئے اور مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگ گئے لیکن انہوں نے سامنے سے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیانؓ (بن حارث بن عبدالمطلب) اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

میں موعود نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں
میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

اطرافہُ: ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٣٠٤٢، ٤٣١٥، ٤٣١٦، ٤٣١٧۔

بَاب ٥٣: اَلرِّكَابُ وَالْغَرْزُ لِلدَّابَّةِ

سواری کے جانور پر رکاب یا تسمہ لگانا

٢٨٦٥: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۲۸۶۵: عبید بن اسماعیل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابواسامہ سے، ابواسامہ نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے اور اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے لبیک پکارتے۔

اطرافه: ١٦٦، ١٥١٤، ١٥٥٢، ١٦٠٩، ٥٨٥١۔

بَاب ٥٤: رُكُوْبُ الْفَرَسِ الْعُرْيِ

ایسے گھوڑے پر سوار ہونا جس کی پیٹھ زین وغیرہ سے خالی ہو

٢٨٦٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ.

۲۸۶۶: عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ آپؐ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ یعنی اس پر کوئی زین نہ تھی۔ آپؐ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔

اطرافه: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٦٢، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢۔

بَاب ٥٥: اَلْفَرَسُ الْقَطُوْفُ

سُست رفتار گھوڑے (پر سوار ہونا)

٢٨٦٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ أَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى.

۲۸٦۷: عبدالاعلیٰ بن حماد نے ہمیں بتایا۔ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک بار مدینہ والے یکا یک گھبرا گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو آہستہ چلتا تھا یا یہ کہا کہ جس کی رفتار سُست تھی۔ جب آپؐ لوٹے تو آپؐ نے فرمایا: ہم نے تو تمہارے اس گھوڑے کو ایک دریا پایا ہے۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا چلنے میں کوئی مقابل نہ رہا۔

اطرافهُ: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٦٢، ٢٨٦٦، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣، ٦٢١٢.

بَاب ٥٦: اَلسَّبْقُ بَيْنَ الْخَيْلِ

گھوڑ دوڑ کا بیان

٢٨٦٨: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ

۲۸٦۸: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جو گھوڑے تیار کئے گئے تھے، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا اور جو تیار نہیں کیے گئے تھے ان کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُرَیق تک دوڑایا۔

وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَجْرَى. قَالَ عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ. قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحفيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ مِيْلٌ.

حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے گھوڑے دوڑائے۔ عبداللہ (بن ولید) نے کہا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبیداللہ نے مجھے بتایا۔ سفیان نے کہا: حفیاء اور ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیہ سے مسجد بنی زُرَیق تک ایک میل۔

اطرافہ: ۴۲۰، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۷۳۳۶۔

بَاب ۵۷: إِضْمَارُ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ

گھوڑ دوڑ کے لئے گھوڑوں کو تیار کرنا

۲۸۶۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَمَدًا غَايَةً فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ. (الحديد: ۱۷)

۲۸۶۹: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان مقابلہ کرایا جو تیار نہیں کئے گئے تھے اور ان کے دوڑنے کی حدّ ثنیہ سے مسجد بنی زُرَیق تک تھی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس گھوڑ دوڑ میں اپنا گھوڑا دوڑایا تھا۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اس سے مراد انتہائی حدّ ہے قرآنِ مجید میں آتا ہے: زمانہ ان کے لئے لمبا ہو گیا۔

اطرافہ: ۴۲۰، ۲۸۶۸، ۲۸۷۰، ۷۳۳۶۔

بَاب ۵۸: غَايَةُ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ

سدھائے ہوئے گھوڑوں کے دوڑنے کی آخری حدّ

۲۸۷۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ

۲۸۷۰: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا۔ معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَابَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ ضُمِّرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوْسَى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِيْلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيْهَا.

موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کا مقابلہ کرایا جو گھوڑ دوڑ کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ آپؐ نے ان کو حفیاء کے مقام سے چھوڑا اور دوڑ کی انتہائی حدّ ثنیۃ الوداع تھی۔ میں نے موسیٰ (بن عقبہ) سے پوچھا: حفیاء اور ثنیہ کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا: چھ یا سات میل۔ اور آپؐ نے ان گھوڑوں کا مقابلہ کرایا جو گھوڑ دوڑ کے لئے تیار نہیں کئے گئے تھے۔ آپؐ نے ان کو ثنیۃ الوداع سے چھوڑا اور ان کی انتہائی حدّ بنی زُرَیق کی مسجد تھی۔ ابواسحاق کہتے تھے: میں نے پوچھا ان کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ موسیٰ نے کہا: ایک میل یا کچھ ایسا ہی۔ اور (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس گھوڑ دوڑ میں گھوڑا دوڑایا۔

اطرافه: ۴۲۰، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۷۳۳۶.

بَاب ۵۹: نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ.

(حضرت عبداللہ) بن عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو قصواء اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور حضرت مِسوَرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصواء اَڑی نہیں۔

۲۸۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۲۸۷۱: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہمیں بتایا کہ

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَاءُ.

طرفہ: ۲۸۷۲۔

معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے ہمیں بتایا۔ حُمَید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جسے عضباء کہتے تھے۔

۲۸۷۲: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ. طَوَّلَهُ مُوْسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۸۷۲: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ زُہَیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمَید سے، حُمَید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ اس سے آگے کوئی اونٹ نہیں نکل سکتا تھا۔ حُمَید کہتے یا (یوں کہا کہ) ممکن نہ تھا کہ کوئی اونٹ اس سے آگے نکل سکے۔ ایک بدوی (نوجوان) اونٹ پر سوار آیا اور وہ اس سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں پر یہ شاق گذرا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہچان گئے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ یہ ضرور کرتا ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے اسے (کبھی نہ کبھی) ضرور ہی نیچا دکھاتا ہے۔ موسیٰ (بن عقبہ) نے یہ حدیث حماد سے روایت کرتے ہوئے بیان کی ہے۔ حماد نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی ﷺ سے۔

طرفہ: ۲۸۷۱۔

بَاب ٦٠ : اَلْغَزْوُ عَلَى الْحَمِيْرِ
گدھے پر جنگ کرنا

بَاب ٦١ : بَغْلَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَاءُ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر

قَالَهُ أَنَسٌ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انسؓ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت ابوحمید (عبدالرحمٰن بن سعد ساعدیؓ) نے کہا: ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر تحفہ میں بھیجا۔

۲۸۷۳ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

۲۸۷۳: عمرو بن علی نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابواسحٰق نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت عمرو بن حارثؓ سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا سوائے اپنی سفید خچر کے اور اپنے چند ہتھیاروں کے اور کچھ زمین کے، وہ بھی آپؐ بطور صدقہ چھوڑ گئے۔

اطرافہ: ۲۷۳۹، ۲۹۱۲، ۳۰۹۸، ٤٤٦١۔

۲۸۷٤ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ

۲۸۷۴: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ابواسحٰق نے مجھے بتایا کہ حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا: ابوعمارہ! حُنین کی جنگ میں تم پیٹھ پھر کر چل دیئے تھے۔

وَلَّى سُرْعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری۔ بلکہ جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تھی۔ ہوازن نے ان کا تیروں سے مقابلہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سفید خچر پر سوار تھے۔ ابوسفیانؓ بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ (شعر) پڑھ رہے تھے:

میں موعود نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں
میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

اطرافہُ: ۲۸۶۴، ۲۹۳۰، ۳۰۴۲، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷۔

تشریح: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً: ان ابواب میں سواری اور بار برداری کے جانوروں، ان کے ناموں، ان کی اچھی اور بری خصلتوں، ان جانوروں کے نام رکھنے کی اغراض اور گھوڑوں کی تربیت و پرورش وغیرہ سے متعلق متعدد روایات بیان کی گئی ہیں۔

اِسْمُ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ: مختلف اوصاف کے لحاظ سے گھوڑوں کے خاص نام رکھے جاتے تھے۔ گھوڑوں سے عربوں کی محبت مشہور ہے اور ان کے ذہنوں میں اب تک یہ خیال راسخ ہے کہ اگر کسی خاندان سے اس کے گھوڑوں کی نسل ختم ہو جائے تو اس خاندان کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دوران جنگ عظیم اوّل اگست ۱۹۱۷ء میں مرحوم نمیر نابلسی (شام) کے یہاں مجھے چندروز قیام کا اتفاق ہوا۔ ان کی ایک گھوڑی تھی جو سلطان صلاح الدین ایوبی کے صلیبی جہاد میں شریک ہونے والے گھوڑوں کی نسل سے تھی۔ مرحوم جمال پاشا کمانڈر انچیف افواج ترکیہ بریہ و بحریہ نے اس گھوڑی کے لئے ایک ہزار اشرفی قیمت ان کو پیش کی مگر انہوں نے معذرت کی کہ یہ خاندانی گھوڑی ہے۔ چاند ماری میں، فن حرب سے متعلق اس گھوڑی کی واقفیت، مہارت، جولانی اور اس کا کروفر اور اس کے داؤ پیچ اور دشمن کے محاصرہ میں اس کی تیز رفتاری اور عقل وسمجھ دیکھ کر مجھے تعجب اور جنگ میں ان گھوڑوں کی قدر و قیمت کا علم ہوا۔ اس چاند ماری میں مجھے ہی نشان بنایا گیا تھا۔ جس کے لئے ایک عمدہ گھوڑا سواری کے لئے مجھے دیا گیا۔ ان کے یہاں گھوڑوں کے نام بھی تھے جو اُن کے خاص وصف پر دلالت کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے کم وبیش چوبیس سواری کے جانور تھے جن میں سے ایک گھوڑے کا نام لُحَیف تھا۔ یعنی سختی سے پیچھا کرنے والا۔ آپؐ کی ایک اونٹنی کا نام قصواء اور دوسری کا عضباء اور گدھے کا نام عُفَیر یا یعفور تھا۔ آپؐ کی بکری کا نام عیشہ تھا۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۱۴۶) یہ تسمیہ جانوروں سے الفت ومحبت کی علامت ہے۔ روایت نمبر ۲۸۵۴ میں

حضرت ابوقتادہؓ کے گھوڑے کا نام اَلْجَرَادَةُ آیا ہے۔ اَلْجَرَادَةُ اسم جنس ہے اور اسم توصیفی بھی بمعنی ٹڈی یعنی اڑنے والا حملہ آور اور چٹ کر جانے والا۔ (لسان العرب- جرد)

إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: باب ۴۷ کے عنوان سے ان روایات کی طرف اشارہ ہے جو گھوڑے، عورت اور مکان کی نحوست کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ روایت نمبر ۲۸۵۸ کے الفاظ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ ...... میں إِنَّمَا حصر کے لئے نہیں جیسا کہ روایت نمبر ۲۸۵۹ کے الفاظ اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ سے ظاہر ہے کہ نحوست کسی شئے کا طبعی لازمہ نہیں۔ اگر ہو تو تین اشیاء میں ہوسکتی ہے جن میں سے پہلی اور دوسری تربیت ناقص ہونے کی وجہ سے منحوس ہوگی اور مکان کا موقع و محل یا اس کی تعمیر میں نقص ہو تو وہ صحت افزا نہیں ہوگا۔ باب ۴۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی اغراض کا جو ذکر بحوالہ آیت کریمہ کیا گیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ ان کی پیدائش کی علت غائی اچھی ہے۔ اس لئے جو نحوست یا خرابی مذکورہ بالا اشیاء میں ہوگی وہ محدود، غیر طبعی اور عارضی ہے اور اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے ابواب کی مذکورہ بالا ترتیب کی طرف توجہ دلا کر امام احمد بن حنبلؒ، ابن خزیمہ اور حاکمؒ کی روایت نقل کی ہے جو بسند قتادہ ابوحسانؒ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو عامر کے دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ حضرت ابوہریرہؓ ایسی ایسی حدیث بیان کرتے ہیں تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ردّ کی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا تھا۔ مَا قَالَهُ وَإِنَّمَا قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذَلِكَ[1] یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ مذکورہ بالا چیزوں سے برا شگون لیتے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کرنے پر فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ کو یاد نہیں رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُوْنَ الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ فَسَمِعَ اٰخِرَ الْحَدِيْثِ[2] کہ یہود ہلاک ہوں وہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں میں نحوست ہے۔ جس وقت آپؐ یہ فرما رہے تھے تو حضرت ابوہریرہؓ اندر آئے اور انہوں نے صرف آخری الفاظ سنے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۷۶) مزید تفصیل کے لئے عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۱ بھی دیکھئے۔

آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ ہے: وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۹) اور اس نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذکر میں وارد ہوئی ہے۔ آخری حصہ آیت وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا وسائل نقل و حرکت ہی پر بس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اور وسائل نقل پیدا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا اور یہ وعدہ ہمارے

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، حديث السيدة عائشة، جزء۶ صفحہ۲۴۰)
(المستدرک على الصحيحين، كتاب التفسير، سورة الحديد، جزء۲ صفحہ۵۲۱)

[2] (مسند أبي داود الطيالسي، مسند عائشة رضي الله عنها، الإفراد عن عائشة، صفحہ۲۱۵)

زمانے میں حیرت انگیز صورت میں پورا ہوا ہے کہ چاند تک پرواز کی قدرت حاصل ہوگئی ہے۔ امام بخاریؒ نے اس آیت کے حوالے سے عنوانِ باب میں مشارٌ الیہا روایات ردّ کی ہیں اور بتایا ہے کہ عورت ہو یا جانور تمام مخلوقات اچھی غرض سے پیدا کی گئی ہے اور وہ منحوس نہیں۔

باب ۴۹، ۵۰ نیز باب ۵۵ تا ۵۸ سے بتایا گیا ہے کہ جانوروں کی عادتیں درست کی جاسکتی ہیں اور خودسر جانور قابو میں لایا جاسکتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس ہر قابل اصلاح شئے کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ یہ تمام روایتیں پیش کرتے ہوئے عورت وغیرہ کی نحوست کے متعلق خیال کا ردّ کیا گیا ہے۔ نحوست دراصل انسان کے سوءِ تصرف اور جہالت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ساری کائنات عالم منبع فیوضِ ربانیہ ہے۔

سِهَامُ الْفَرَسِ: باب ۵۱ روایت نمبر ۲۸۶۳ میں امام مالکؒ کے جس قول کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مؤطا میں ہے۔[1] قرآنِ مجید کی محولہ بالا آیت کی رو سے جنس خیل میں خچر، ٹٹو، گدھا، اصیل، غیر اصیل اور مخلوط نسل کے گھوڑوں کی سب قسمیں شامل ہیں۔ اس لئے مالِ غنیمت میں سے سوار مجاہد کے لئے حصہ پیادے کی نسبت تین گنا ہے کہ اسے اپنے جانور پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ دو حصے جانور کے اور ایک حصہ اس کے مالک کا۔

وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ: یہ قول بھی امام مالک کے مذکورہ بالا فتوے ہی کا حصہ ہے۔ دارقطنی نے ابوعمرہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: **أَسْهَمَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِفَرَسِي أَرْبَعَةَ أَسْهُمٍ وَلِي سَهْمًا فَأَخَذْتُ خَمْسَةَ أَسْهُمٍ**[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھوڑے کے لئے چار حصے اور مجھے ایک حصہ دیا۔ اس طرح میں نے پانچ حصے پائے۔ یہ روایت کمزور ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۸۴) جمہور کا مذہب وہی ہے جو امام مالکؒ کا۔ **لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمَانِ لِفَرَسِهِ** ۔ قطع نظر اس سے کہ مجاہد لڑائی میں بذاتِ خود شریک ہوا ہو یا بطور کمک محفوظ نفری میں رہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک **لِلْفَارِسِ سَهْمَانِ سَهْمٌ لَهُ وَسَهْمٌ لِفَرَسِهِ** ۔ سوار کے لئے دو حصے، ایک حصہ اس کا اور ایک حصہ اس کے جانور کا[3] مذکورہ بالا اختلافِ حصص کے پیش نظر یہ باب قائم کیا گیا ہے۔

باب ۵۲ تا ۵۵ نیز باب ۵۹، ۶۱ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری اور ان جانوروں کا ذکر ہے جن پر آپؐ سوار ہوا کرتے تھے۔ روایت نمبر ۲۸۷۴ کے لئے روایت نمبر ۲۸۶۴ بھی دیکھئے۔ اس امر میں یہ زیادت ہے کہ آپؐ غزوۂ حنین میں سفید خچر پر سوار تھے۔ باب ۵۳ ضمنی ہے۔ گھوڑے، اونٹ اور خچر کے ساز و سامان زین، کجاوے اور پالان کا ذکر ہے۔ رکاب زین کا اور غرز کجاوے کا حصہ ہے جو بطور رکاب کام دیتی ہے۔ غرز چمڑے کی ہوتی تھی۔ گھوڑا سوار اور غیر سوار کو پہنچاتا ہے۔ وہی گھوڑا جو حضرت ابوطلحہؓ کا تھا اور زخمی ہونے کی وجہ سے سُست رفتار تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] (مؤطا امام مالک، کتاب الجهاد، باب القسم للخيل في الغزو)
[2] (دارقطني، كتاب السير، روایت نمبر ۱۶)
[3] (بداية المجتهد، كتاب الجهاد، الجملة الثانية، الفصل الثاني، جزء اوّل صفحہ ۲۸۸)

کے سوار ہونے سے تیز رفتار ہوگیا۔ باب ۵۴، ۵۵ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اچھے سوار تھے۔ باب ۵۶ تا ۵۸ سے ظاہر ہے کہ گھوڑے سدھائے اور تیار کئے جاتے تھے۔ گھوڑ دوڑ کے ذریعہ بہترین گھوڑے اور اچھے سواروں کی مشق اور شناخت ہوتی ہے۔

اِضْمَار کے معنی ہیں دُبلا کرنا۔ گھوڑے کو اصطبل میں چند روز باندھ کر کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جب وہ موٹے تازے ہوجاتے ہیں تو پھر ان پر جھول ڈال کر خوراک کم کردی جاتی ہے اور پسینہ لایا جاتا ہے۔ جس سے وہ دُبلے پتلے اور سُبک رفتار اور تیز ہوجاتے ہیں۔ یہ طریقہ اِضْمَار کہلاتا ہے۔ ضَامِر پتلے جسم والے گھوڑے کو کہتے ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۸۹) (لسان العرب۔ ضمر) ایسے تیار شدہ گھوڑے پسند کئے جاتے تھے۔ أَضْمَرَ سے اسم مفعول مُضْمَرٌ آتا ہے۔

ثَنِيَّةُ الْوَدَاع مدینہ کے قریب ایک گھاٹی کا موڑ ہے جہاں مسافر کو الوداع کہنے کے لئے لوگ جایا کرتے تھے۔ **حَفْيَاء** ثنیۃ الوداع سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے اور **بَنُو زُرَيْق** خزرج کا قبیلہ تھا۔ ان کی بستی کا نام بھی یہی ہے۔ (دیکھئے عمدۃ القاری، شرح کتاب الصلاۃ، باب ۴۱ هل يقال مسجد بني فلان، جزء۴ صفحہ ۱۵۹) لفظ **أَمَد** ظرف مکان بھی ہے اور ظرف زمان بھی۔ اس سے مراد ہے انتہائی حد۔

ان ابواب کا تعلق دراصل ارشادِ باری تعالیٰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ۔☆ (الأنفال: ۶۱) کی تعمیل سے ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا اسوہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کے گھوڑے اچھی حالت میں رکھے جاتے تھے اور ساز وسامان بھی پورا ہوتا تھا اور ریاضت کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس آج کل گھوڑ دوڑ قمار بازی کا مشغلہ اور لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ زنی کے مترادف ہے۔ خدمت وطن کے خیال کا اس میں شائبہ تک نہیں۔ پبلک سٹیڈیم قمار خانے ہیں جو بہتوں کے افلاس اور چند اشخاص کی تونگری اور عیاشی کا ذریعہ ہیں۔ اس تعلق میں باب ۴۵ بھی دیکھئے۔

ساز وسامان اور پوری تیاری کے بغیر جہاد کا فریضہ کیونکر ادا ہو۔ جہاد کا خیال مسلم اقوام میں زندہ تو ہے مگر ایک لمبے عرصہ سے اس کے لیے تیاری میں سخت غفلت برتی گئی ہے۔ جبکہ غیر مسلم اقوام اس میں ان سے سبقت لے گئی ہیں۔ مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھلا دیا ہے اور توکل وتقدیر سے متعلق غلط خیالات نے ان کی جگہ لے لی ہے۔

بعض شارحین ان ابواب کی شرح کرتے ہوئے فقہی جواز یا عدمِ جواز کی بحث میں داخل ہوگئے ہیں۔ لیکن ان ابواب کا تعلق فقہی مسائل سے نہیں۔ فوجی ساز وسامان، جنگی تیاری مثل اِضمار وریاضت کی ضرورت سے متعلق تو سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد ان امور کی طرف توجہ دلانا ہے۔

☆ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ''اور جہاں تک تمہیں توفیق ہو اُن کے لیے تیاری رکھو، کچھ قوت جمع کر کے اور کچھ سرحدوں پر گھوڑے باندھ کر۔ اس سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن اور ان کے علاوہ دوسروں کو بھی مرعوب کرو گے۔''

باب ۵۹ میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت مسورؓ کے دو حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ پہلے حوالہ کیلئے دیکھئے کتاب الجهاد، باب ۱۲۷۔ نیز کتاب المغازی، باب ۷۷۔ دوسرے حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب الشروط، باب ۱۵۔

باب ۶۱ میں بھی دو حوالے مذکور ہیں۔ ان میں سے حضرت انسؓ کے حوالہ کے لیے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۵۶، اور حضرت ابوحمیدؓ کے حوالہ کے لیے کتاب الزکاة، باب ۵۴، روایت ۱۴۸۱ دیکھئے۔

بَاب ٦٢ : جِهَادُ النِّسَاءِ

عورتوں کا جہاد

٢٨٧٥ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا.

۲۸۷۵: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معاویہ بن اسحٰق سے، معاویہ نے عائشہ بنت طلحہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے لئے اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا جہاد حج ہے۔ اور عبداللہ بن ولید نے کہا کہ سفیان (ثوری) نے معاویہ سے یہی حدیث نقل کی۔

اطرافه: ١٥٢٠، ١٨٦١، ٢٧٨٤، ٢٨٧٦۔

٢٨٧٦ : حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا. وَعَنْ حَبِيْبِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

۲۸۷۶: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا کہ معاویہ سے یہی روایت ہے۔ اور حبیب بن ابی عمرہ سے بھی یہی روایت مروی ہے۔ انہوں نے عائشہ بنت طلحہ سے، عائشہ بنت طلحہ نے حضرت عائشہ امّ المومنینؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج نے آپؐ سے جہاد کی بابت پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: بہت اچھا جہاد حج ہے۔

اطرافه: ١٥٢٠، ١٨٦١، ٢٧٨٤، ٢٨٧٥۔

بَاب٦٣: غَزْوُ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

عورت کا بحری غزوہ میں شامل ہونا

٢٨٧٧-٢٨٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ أَوْ مِمَّ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَتِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنْ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِيْنَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ

۲۸۷۷-۲۸۷۸: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہمیں بتایا۔ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق فزاری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملحان کی بیٹی (حضرت امّ حرامؓ) کے پاس گئے اور تکیہ لگا کر لیٹ گئے۔ پھر آپؐ ہنسے۔ (حضرت امّ حرامؓ) نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کیوں ہنستے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں اس سبز سمندر میں سوار ہو رہے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوں۔ امّ حرامؓ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کرے۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو بھی ان میں شامل کر پھر آپؐ سو گئے اور ہنس پڑے۔ پھر امّ حرامؓ نے آپؐ سے اسی طرح کہا، یا ایسا ہی کچھ پوچھا تو آپؐ نے ویسا ہی جواب دیا۔ امّ حرامؓ نے کہا: آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو اوّلین میں سے ہو اور پچھلوں میں سے نہیں۔ (عبداللہ نے) کہا: حضرت انسؓ کہتے تھے: امّ حرام نے عبادہ بن صامتؓ سے شادی کی اور وہ بنت قرظہ کے ساتھ سمندر میں سوار ہوئیں۔ جب وہ

بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

لوٹیں تو اپنے جانور پر سوار ہوئیں جس نے ان کی گردن توڑ ڈالی۔ وہ اس پر سے گریں پھر وہ فوت ہو گئیں۔

اطراف الحدیث ۲۸۷۷: ۲۷۸۸، ۲۷۹۹، ۲۸۹٤، ٦٢٨٢، ۷۰۰۱۔
اطراف الحدیث ۲۸۷۸: ۲۷۸۹، ۲۸۰۰، ۲۸۹٥، ۲۹۲٤، ٦٢٨٣، ۷۰۰۲۔

بَاب ٦٤: حَمْلُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُوْنَ بَعْضِ نِسَائِهِ

آدمی کا اپنی بیویوں میں سے کسی ایک بیوی کو جنگ میں ساتھ لے جانا

٢٨٧٩: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ☆ أَنْ يَّنْزِلَ الْحِجَابُ.

۲۸۷۹: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں بتایا کہ یونس (بن یزید) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے زُہری سے سنا۔ زُہری نے کہا: میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے سنا۔ یہ سب حضرت عائشہؓ کی حدیث روایت کرتے تھے۔ ہر ایک نے مجھے اس حدیث کا کچھ نہ کچھ حصہ بتایا۔ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (سفر پر) جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے ناموں کا قرعہ ڈالتے۔ پھر جس کا قرعہ نکلتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ ایک جنگ میں جو آپؐ نے کی ہمارے درمیان آپؐ نے قرعہ ڈالا۔ اس میں میرا نام نکلا۔ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی۔ یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد☆ کا ہے۔

اطرافہ: ۲۵۹۳، ۲٦۳۷، ۲٦٦۱، ۲٦۸۸، ٤۰۲٥، ٤۱٤۱، ٤٦۹۰، ٤۷٤۹، ٤۷٥۰، ٤۷٥۷، ٥۲۱۲، ٦٦٦۲، ٦٦۷۹، ۷۳٦۹، ۷۳۷۰، ۷٥۰۰، ۷٥٤٥۔

☆ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں الفاظ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ ہیں (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ۹۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ٦٥: غَزْوُ النِّسَاءِ وَقِتَالُهُنَّ مَعَ الرِّجَالِ

مردوں کے ساتھ عورتوں کا جنگ کے لئے نکلنا اور ان کا لڑنا

٢٨٨٠: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوْقِهِنَّ تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

۲۸۸۰: ابو معمر نے ہمیں بتایا۔ عبدالوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب اُحد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ اور حضرت امّ سُلَیمؓ کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھا کہ ان دونوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا ہوا تھا۔ ان کی پازیبیں مجھے نظر آرہی تھیں۔ وہ مشکیں بھر بھر کر دے رہی تھیں اور دوسرے راوی نے کہا کہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں لا رہی تھیں۔ پھر وہ لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پھر واپس جاتی تھیں۔ پھر ان کو بھرتیں اور پھر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔

اطرافه: ٢٩٠٢، ٣٨١١، ٤٠٦٤۔

بَاب ٦٦: حَمْلُ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

جنگ میں عورتوں کا مشکوں کو لوگوں کے پاس اُٹھا کر لانا

٢٨٨١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ {☆أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ} أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۲۸۸۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ {عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی☆} یونس نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ

☆الفاظ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء٦ حاشیہ صفحہ ٩٧) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِّنْ نِّسَاءِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِّسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

طرفہ: ۴۰۷۱۔

کی بعض عورتوں کے درمیان اوڑھنیاں تقسیم کیں تو ایک عمدہ اوڑھنی بچ رہی۔ جولوگ ان کے پاس تھے، ان میں سے کسی نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دے دیں جو آپؓ کے پاس ہیں۔ ان کی مراد اُمّ کلثوم بنت علی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: امّ سلیطؓ زیادہ حقدار ہیں اور امّ سلیطؓ ان انصاری عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اُحد کی جنگ میں مشکیں لاد لاد کر ہمارے پاس لاتی تھیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: تَزْفِرُ کے معنی ہیں تَخِيْطُ یعنی سیتی ہے۔

بَاب ٦٧ : مُدَاوَاةُ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

جنگ میں عورتوں کا زخمیوں کا علاج معالجہ کرنا

۲۸۸۲ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَنُدَاوِي الْجَرْحَى وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

اطرافہ: ۲۸۸۳، ۵۶۷۹۔

۲۸۸۲: علی بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ بشر بن مفضل نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن ذکوان نے ہمیں بتایا کہ ربیع بنت مُعَوِّذ سے مروی ہے کہ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کا علاج معالجہ کرتیں اور لاشوں کو مدینہ واپس لے جاتیں۔

بَاب ٦٨ : رَدُّ النِّسَاءِ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى

عورتوں کا زخمیوں اور مقتولوں کو واپس لے جانا

۲۸۸۳ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۸۸۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن ذکوان سے، خالد نے ربیع بنت مُعَوِّذ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے نکلتیں اور لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ واپس لے جاتیں۔

اطرافہ: ۲۸۸۲، ۵٦٧٩.

بَاب ٦٩ : نَزْعُ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ

بدن سے تیر کھینچ کر نکالنا

۲۸۸٤ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ انْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ.

۲۸۸۴: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید بن عبداللہ سے، بُرَید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ابوعامرؓ کے گھٹنے میں تیر لگا۔ میں ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا: اس تیر کو کھینچ کر نکال لو۔ چنانچہ میں نے اس کو کھینچ کر نکالا تو زخم سے پانی پھوٹ کر بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ میں نے آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے یہ دعا کی: اے اللہ! عُبَید ابوعامر کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کے گناہوں سے درگذر کر۔

اطرافہ: ٤٣٢٣، ٦٣٨٣.

بَاب ۷۰: اَلْحِرَاسَةُ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں جنگ کے وقت پہرہ دینا

۲۸۸۵: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفه: ۷۲۳۱۔

۲۸۸۵: اسماعیل بن خلیل نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے ہمیں بتایا کہ یحيٰ بن سعید نے ہمیں خبر دی۔ (انہوں نے کہا:) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے ہمیں بتایا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جاگا کرتے تھے۔ جب آپؐ مدینہ میں آئے تو آپؐ نے فرمایا: کاش کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی نیک شخص آج رات میرا پہرہ دے۔ اتنے میں ہم نے ہتھیار کی آواز سنی۔ آپؐ نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: سعد بن ابی وقاص ہوں۔ میں آپؐ کا پہرہ دینے کے لئے آیا ہوں۔ پھر نبی ﷺ سو گئے۔

۲۸۸٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ. لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيْلُ

۲۸۸٦: یحيٰ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحصین سے، ابوحصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا ہی بد بخت ہے درہم و دینار کا بندہ اور چادر اور کمبل والا بندہ، اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو اور اگر نہ دیا جائے تو ناخوش۔ اور اسرائیل (بن یونس)

وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ.

اور محمد بن جحادہ نے یہ حدیث (عثمان بن عاصم) ابوحصین سے مرفوعاً نہیں موقوف روایت کی۔

اطرافه: ٢٨٨٧، ٦٤٣٥.

٢٨٨٧ : وَزَادَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَّهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ وَقَالَ تَعْسًا كَأَنَّهُ يَقُوْلُ فَأَتْعَسَهُمُ اللهُ، طُوْبَى فُعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَّطِيْبُ.

۲۸۸۷: اور عمرو (ابن مرزوق) نے سند میں زیادہ ہم سے بیان کیا، کہا: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے ہمیں خبر دی کہ ان کے باپ سے مروی ہے۔ انہوں نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بدبخت ہے درہم و دینار کا بندہ اور کمبل والا بندہ۔ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہے اور نہ دیا جائے تو ناراض۔ بدنصیب ہوا اور خائب و خاسر ہوا اور اگر کسی کے کانٹا لگے تو نہ نکالے۔ خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ تھامے تیار رہے، سر پراگندہ ہو اور پاؤں غبار آلودہ، اگر وہ پہرے پر مقرر ہو تو پہرہ دے رہا ہو اور اگر فوج کے پچھلے حصہ میں ہو تو پچھلے حصہ میں رہے۔ اگر وہ اندر آنے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ دی جائے۔ اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے یہ حدیث ابوحصین سے مرفوعاً روایت نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول فَتَعْسًا سے یہ مراد ہے کہ اللہ ان کو سرنگوں کردے۔ طُوبٰی فُعْلٰی کا وزن ہے۔ یعنی نہایت پاکیزہ ترین شیئ جو خوش گوار ہو لفظ طِيْب کی یاء واؤ میں تبدیل کی گئی اور یہ طَابَ يَطِيْبُ سے مشتق ہے۔

اطرافه: ٢٨٨٦، ٦٤٣٥.

بَاب ۷۱: فَضْلُ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ

جنگ میں خدمت کرنے کی فضیلت

۲۸۸۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيْرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِّنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

۲۸۸۸: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس بن عُبَید سے، یونس نے ثابت بُنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں جریر بن عبداللہ (بجلیؓ) کے ساتھ رہا ہوں۔ وہ میری خدمت کیا کرتے تھے۔ بحالیکہ وہ حضرت انسؓ سے بڑے تھے۔ جریرؓ کہتے تھے: میں نے انصار کو ایک بات کرتے دیکھا (یعنی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں جب بھی ان میں سے کسی کو پاتا ہوں تو ضرور تعظیم سے پیش آتا ہوں۔

۲۸۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ ابْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ

۲۸۸۹: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے جو کہ مُطّلِب بن حَنطَب کے آزاد کردہ غلام تھے روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو گیا۔ میں آپؐ کی خدمت کرتا تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر مدینہ کے قریب پہنچے اور آپؐ کو سامنے سے اُحد پہاڑ دکھائی دیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہمیں پیارا ہے اور ہم اس کو پیارے ہیں پھر آپؐ نے مدینہ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا: اے میرے اللہ! اس (مدینہ) کے دو پتھریلے

إِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

کناروں میں جو جگہ ہے میں اس کو حرم قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مُدّ میں برکت ڈال۔

اطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

۲۸۹۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُّوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا الَّذِيْنَ أَفْطَرُوْا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ.

۲۸۹۰: سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن زکریا سے روایت کی کہ عاصم نے انہیں بتایا۔ انہوں نے مُوَرِّق عِجْلی سے، مُوَرِّق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم (ایک سفر میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کوئی اپنے اوپر سایہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ یوں کر لیتا کہ ایک کمبل اپنے سر پر تان لیتا اور جو لوگ روزے سے تھے انہوں نے کوئی کام نہ کیا اور جو روزے سے نہیں تھے انہوں نے سواریوں کو اُٹھایا اور پانی پلایا اور کام کاج کیا اور خدمت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو روزے سے نہیں تھے وہ آج سارا ثواب لے گئے۔

بَاب ۷۲: فَضْلُ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا سامان اُٹھایا

۲۸۹۱: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۲۸۹۱: اسحق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سُلَامَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِيْنُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: ہر دن ہر جوڑ کی ہڈی کے ذمہ صدقہ ہے۔ کوئی کسی آدمی کی اس کے جانور سے متعلق مدد کرے یعنی اس کو اس پر سوار کرادے یا اس کا سامان اُٹھا کر اس پر رکھ دے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ نماز کے لئے اُٹھاتا ہے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور راستہ بتانا بھی ایک صدقہ ہے۔

اطرافه: ۲۷۰۷، ۲۹۸۹۔

بَاب۷۳: فَضْلُ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ

اللہ کی راہ میں ایک دن مورچے پر رہنے کی فضیلت

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (آل عمران: ۲۰۱)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! استقلال سے کام لو اور مورچوں پر جمے رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم اپنے مقصد کو پالو۔

۲۸۹۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ

۲۸۹۲: عبداللہ بن منیر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوالنضر (ہاشم بن قاسم) سے سنا۔ (کہتے تھے:) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم (بن دینار) سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک دن مورچے پر رہنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی

الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

اطرافهُ: ٢٧٩٤، ٣٢٥٠، ٦٤١٥.

تمہاری جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور وہ سفر جسے بندہ اللہ کی راہ میں شام یا صبح اختیار کرے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

بَاب ٧٤: مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ

اس شخص کے بارے میں بیان جو خدمت کے لئے بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لئے نکلے

٢٨٩٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيْرًا يَقُوْلُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا

۲۸۹۳: قُتَیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن ابی عمرو) سے، عمرو نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں میں سے میرے لیے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کرے تا میں خیبر کا سفر کروں۔ حضرت ابوطلحہؓ سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ میں اس وقت لڑکا تھا۔ بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب آپؐ اُترتے۔ میں اکثر آپؐ کو یہ دعا مانگتے سنا کرتا تھا: اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں غم و اندوہ سے درماندگی اور سستی سے اور بخل اور بزدلی اور قرضداری کے بوجھ سے اور لوگوں کی سختی سے۔ پھر ہم خیبر پہنچے۔ جب اللہ نے خیبر کا قلعہ آپؐ کو فتح کرا دیا آپؐ سے حضرت صفیہ بنت حیّ بن اخطبؓ کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا اور ان کا خاوند مارا گیا تھا اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں۔ پھر نبی ﷺ

فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

نے ان کو اپنے لئے منتخب کیا۔ آپؐ ان کو لے کر نکلے۔ جب ہم سدّ صہباء میں پہنچے وہ حیض سے پاک ہوئیں اور زفاف کی تقریب ہوئی۔ آپؐ نے ایک چھوٹے سے دستر خوان پر مالیدہ بنوا کر رکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: جو تمہارے آس پاس ہوں ان کو بلاؤ۔ تو یہ تھا ولیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حضرت صفیہؓ کی شادی کے موقع پر کیا گیا۔ پھر ہم مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنے پیچھے حضرت صفیہؓ کے لئے اپنی عباء سے گول گدا بنا دیتے اور پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنے زانو جھکا دیتے اور حضرت صفیہؓ اپنے پاؤں آپؐ کے زانو پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ ہم سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب مدینہ کے پاس بلند مقام پر پہنچ گئے۔ آپؐ نے اُحد کو دیکھا تو فرمایا: یہ پہاڑ ہے کہ ہم اس کو پیارے ہیں اور وہ ہمیں پیارا ہے۔ پھر آپؐ نے مدینہ کو دیکھا (اور دعا کی) اے میرے اللہ! اس کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان جو جگہ ہے، میں اس کو حرام قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے میرے اللہ! ان کے مُدّ میں اور ان کے صاع میں ان کے لئے برکت ڈال۔

اطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳.

بَاب ۷۵: رُكُوْبُ الْبَحْرِ

سمندر میں سوار ہونا

۲۸۹٤-۲۸۹٥: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُوْلُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

۲۸۹۴-۲۸۹۵: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے، یحيٰ نے محمد بن یحيٰ بن حبان سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت امّ حرام نے مجھے بتایا (انہوں نے کہا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے گھر دوپہر کو سوئے۔ پھر آپؐ جاگے اور آپؐ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کس بات سے ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی اُمت میں سے بعض لوگوں پر مجھے تعجب آیا جو سمندر میں اس طرح سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: تم بھی ان کے ساتھ ہی ہو۔ پھر آپؐ سو گئے۔ پھر جاگ پڑے اور آپؐ ہنس رہے تھے تو آپؐ نے پھر وہی بات فرمائی دو دفعہ یا تین دفعہ۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اللہ سے دعا کریں وہ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو اوّلین میں سے ہو۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ان سے شادی کی اور وہ ان کو جنگ میں لے گئے۔ جب وہ لوٹیں تو ایک سواری ان کے قریب لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں۔ وہ گر گئیں اور ان کی گردن کچلی گئی۔

اطراف الحدیث ۲۸۹۴: ۲۷۸۸، ۲۷۹۹، ۲۸۷۷، ٦٢٨٢، ۷۰۰۱۔
اطراف الحدیث ۲۸۹۵: ۲۷۸۹، ۲۸۰۰، ۲۸۷۸، ۲۹۲٤، ٦٢٨٣، ۷۰۰۲۔

بَاب ٧٦: مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ

جس نے جنگ میں کمزوروں اور نیک لوگوں سے مدد لی

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَاءَهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ابوسفیان نے مجھے بتایا کہ قیصر (یعنی روم کے بادشاہ) نے مجھ سے کہا: میں نے تم سے پوچھا ہے۔ بڑے لوگ اس کے پیرو ہیں یا کمزور؟ تو تم نے بیان کیا: ان میں سے کمزور۔ اور یہی لوگ (ابتداءً) رسولوں کے پیرو ہوتے ہیں۔

٢٨٩٦: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ {وَتُرْزَقُوْنَ ☆} إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ.

۲۸۹۶: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن طلحہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے طلحہ سے، طلحہ نے مصعب بن سعد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ ان کو دوسرے صحابہ پر فضیلت ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کمزور ہیں انہی کے ذریعہ تو تمہیں نصرت ملتی ہے {اور رزق حاصل ہوتا ہے☆}

٢٨٩٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ

۲۸۹۷: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی جماعت جنگ کے لئے نکلے گی۔ ان سے پوچھا

☆ الفاظ وَتُرْزَقُوْنَ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۱۰۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ.

جائے گا: کیا تم میں ایسا بھی شخص ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو؟ تو کہا جائے گا: ہاں۔ تو پھر اس کی وجہ سے فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا: کیا تم میں ایسا شخص بھی ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ساتھ رہا ہو؟ تو کہا جائے گا: ہاں۔ پھر فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو صحابہؓ کے ساتھ رہنے والوں کے ساتھ رہا ہو؟ تو کہا جائے گا: ہاں۔ پھر فتح نصیب ہوگی۔

اطرافهُ: ٣٥٩٤، ٣٦٤٩۔

بَاب٧٧: لَا يَقُوْلُ فُلَانٌ شَهِيْدٌ

یوں نہ کہے فلاں شہید ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ.

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا: اللہ ہی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

٢٨٩٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۸۹۸: قُتَیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا آپس میں مقابلہ ہوا اور وہ لڑے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان سے ہٹ کر)

إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوْا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي

اپنے لشکر کو لوٹے اور دوسرے بھی اپنے لشکر کو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں ایک شخص تھا جو مشرکوں کا اکیلا دُکیلا کوئی آدمی نہیں چھوڑتا تھا جس کا پیچھا نہ کرتا ہو، اس پر اپنی تلوار کا وار نہ کرتا ہو۔ تو انہوں نے کہا: آج جیسے فلاں نے لڑائی کا حق ادا کیا ہے ہم میں سے کسی نے نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیال رہے وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے کہ وہ اس کے ساتھ گیا۔ جب کبھی وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا۔ جب وہ جلدی سے چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: آخر وہ شخص سخت زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے جلدی مرنا چاہا۔ اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی۔ پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور اس طرح اپنے آپ کو مار ڈالا۔ پھر وہ شخص (جو اس کے ساتھ ہو لیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: ایک شخص جس کا آپؐ نے ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے لوگوں نے اسے عجیب خیال کیا تھا۔ میں نے ان سے کہا تھا: میں تمہارے لئے اس کا حال معلوم کرتا ہوں۔ میں اس کی جستجو کے لئے نکلا۔ پھر وہ سخت زخمی ہو گیا اور

الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اس نے جلدی مرنا چاہا اور اپنی تلوار کے قبضے کو زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے پستانوں کے درمیان رکھی اور اس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ایک شخص ظاہر میں لوگوں کو جنتیوں کے کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے بحالیکہ وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور کوئی شخص ظاہر میں لوگوں کو دوزخیوں کے سے کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے بحالیکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔

اطرافہ: ٤٢٠٢، ٤٢٠٧، ٦٤٩٣، ٦٦٠٧۔

بَاب٧٨: اَلتَّحْرِيْضُ عَلَى الرَّمْيِ

تیر اَندازی کی ترغیب دینا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ (الأنفال: ٦١)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: تم ان کے مقابلہ کے لئے جو قوت بھی مہیا کر سکتے ہو کرو اور جس قدر بھی گھوڑے باندھ سکتے ہو باندھو اور پوری تیاری کرو۔ اس (تیاری) سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کرو۔

٢٨٩٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِي إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ

۲۸۹۹: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عُبَید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلم قبیلہ کے چند لوگوں کے پاس سے گذرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسمٰعیل کے بیٹو! تیر اَندازی

أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

کرتے رہا کرو۔ کیونکہ تمہارا باپ بھی تیر اَنداز تھا۔ تیر اَندازی کرو اور میں بھی فلاں قبیلہ کے ساتھ شریک ہوجاتا ہوں۔ حضرت سلمہؓ کہتے تھے کہ (ہم میں سے) ایک گروہ نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ انہوں نے کہا: تیر کیسے چلائیں جبکہ آپؐ ان کے ساتھ ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تیر اَندازی کرو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

اطرافہُ: ۳۳۷۳، ۳۵۰۷۔

۲۹۰۰: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ ابْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ.

۲۹۰۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن غسیل نے بتایا۔ انہوں نے حمزہ بن ابی اُسید سے، حمزہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن جب ہم قریش کے مقابلہ کیلئے صف بستہ کھڑے ہوئے اور وہ ہمارے مقابلہ کے لئے صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے فرمایا: جب وہ تمہاری طرف حملے کے لئے بڑھیں تو پھر تم تیروں سے حملہ کرو۔

اطرافہُ: ۳۹۸۴، ۳۹۸۵۔

تشریح: وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ: جہاد سے متعلق کئی کام ہیں۔ مثلاً مقابلہ اعداء۔ ہر شخص اسلحہ استعمال کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، اس کے لئے مضبوط، دلیر اور مردان کار آزمودہ کی ضرورت ہے۔ پھر سامانِ رسد کی بہم رسانی اور باربرداری کا انتظام ہے۔ اسی طرح شہداء کی تدفین، زخمیوں اور مریضوں کی عیادت و تیمارداری کے کام ہیں اور ہر کام کی اہلیت رکھنے والا ہی اسے سرانجام دے سکتا ہے۔ نسائی نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں بوڑھوں اور عورتوں کے جہاد کا ذکر ہے۔ الفاظ یہ ہیں: جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب فضل الحج) یعنی اُدھیڑ عمر، کم عمر، کمزور اور عورت کا جہاد (اس کا) حج اور عمرہ ہے۔ ایسی روایتوں کی بناء پر بعض فقہاء نے یہ رائے قائم کی

ہے کہ عورت آیت انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (التوبة: ۴۱) میں مخاطب نہیں بلکہ مرد مخاطب ہیں اور وجہ یہ بیان کی کہ وہ لڑائی نہیں کرسکتیں۔لیکن ابن بطالؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ عورت کے لئے حج افضل جہاد قرار دیا گیا ہے۔اس سے جہاد کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۹۳) یہ اختلاف ہے جس سے باب۶۲ سے باب۷۸ تک سترہ ابواب قائم کرکے مذکورہ بالا خیال ردّ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس حالت میں عورت شریکِ جہاد ہوسکتی ہے اور صحابیات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کیا حصہ لیا۔ان میں سے باب نمبر۶۵ تا ۷۰ میں ایسے کام گنوائے ہیں جو میدانِ جنگ میں آسانی سے کئے جاسکتے ہیں۔مثلاً پہرہ، بار برداری اور زخمی کے بدن سے تیر نکالنا اور اسے پانی پلانا وغیرہ خدمت کے کام جو بوڑھے اور کمزور لوگ بھی کرسکتے ہیں۔ان ابواب میں بڑی عمر والے لوگوں کی بھی اسی قسم کی خدمات کا ذکر ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ بچوں تک کو جہاد میں شریک ہونے کا موقع دیا گیا تھا اور سارے افرادِ اُمت نے مل کر فریضہ جہاد کی عظیم الشان مہم سر کی۔جس کے مبارک ثمرات اَبد تک حاصل ہوتے رہے۔یہ خلاصہ جواب ہے مسئلہ معنونہ کا جو اِن سترہ ابواب میں بیان ہوا ہے۔

پندرہ سال سے کم عمر والے بچوں کو جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی۔جنگ احد میں حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت نجاریؓ، حضرت براء بن عازب حارثیؓ، حضرت عمرو بن حزم نجاریؓ اور حضرت اُسَید بن ظہیر حارثیؓ کو اجازت نہیں دی۔یہ لڑکے شوق سے جنگ میں شریک ہونے کے لئے آئے تھے اور شوق کا یہ حال تھا کہ حضرت رافع بن خدیج حارثیؓ سے متعلق آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ اچھا تیر انداز ہے اور آپؐ نے اجازت دے دی تو ان کے ہم جولی حضرت سمرہ بن جندبؓ بولے کہ میں رافعؓ کو کشتی میں گرا لیتا ہوں۔چنانچہ کشتی ہوئی اور سمرہؓ نے رافعؓ کو پچھاڑ لیا۔آپؐ نے انہیں بھی اجازت دے دی۔دونوں پندرہ پندرہ سال کے تھے۔

(السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، من أجازهم الرسولﷺ وهم في الخامسة عشرة)

عبدالرزاقؒ کی روایت جو زہریؒ سے منقول ہے کے یہ الفاظ ہیں: كَانَ النِّسَاءُ يَشْهَدْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَشَاهِدَ وَيَسْقِيْنَ الْمُقَاتَلَةَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحَى [1] یعنی عورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہمات میں شامل ہوتی تھیں۔وہ لڑنے والوں کو پانی پلایا کرتیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں۔اور ابوداؤدؒ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: نُدَاوِي الْجَرْحَى وَنُنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيْقَ [2] یعنی زخمیوں کا علاج معالجہ کرتیں، لڑنے والوں کو تیر پکڑا دیتیں اور ستو پلاتیں۔اور مسلمؒ کی روایت میں ہے کہ غزوۂ حنین میں حضرت امّ سُلیمؓ نے خنجر لیا کہ اگر کوئی مشرک ان کے قریب آیا تو اس کا پیٹ پھاڑ دیں گی [3] (فتح الباری جزء۶ صفحہ۹۶)

---

[1] (مصنف عبد الرزاق، كتاب الجهاد، باب جهاد النساء)
[2] (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة)
[3] (صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال)

فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ: روایت نمبر۲۸۷۹ میں حضرت عائشہؓ نے تصریح کی ہے کہ وہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد جنگ میں شریک ہوئیں۔ اس سے ان فقہاء کا ردّ ہوتا ہے جو عورتوں کی شرکت جہاد سے متعلق یہ احتمال پیش کرتے ہیں کہ ان کی شمولیت حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوگی۔ اس تعلق میں کتاب الحیض، باب ۲۳ روایت نمبر ۳۲۴ بھی دیکھئے جہاں حضرت امّ عطیہؓ کے چھ غزوات میں شامل ہونے کا ذکر ہے۔ باب ۶۳، ۶۵ میں عورتوں کی شرکت ان کی امداد کی نوعیت کے پیش نظر جہاد وقتال ہی قرار دی گئی ہے۔ اس تعلق میں کتاب المغازی روایت نمبر ۴۰۷۱، ۴۰۷۵ بھی دیکھئے۔

تَزْفِرُ تَخِيطُ: باب ۶۶ کی روایت کے آخر میں تَزْفِرُ کے معنی سینا کئے گئے ہیں۔ یہ تشریح صرف مستملی کے نسخہ بخاری میں ہے اور غیر معروف ہے۔ اصل میں اَلزَّفْرُ کے معنی ہیں اَلْحَمْلُ یعنی اُٹھانا اور زَفَر بھری ہوئی مشک کو بھی کہتے ہیں۔ زَوَافِر وہ لونڈیاں جو بھری ہوئی مشکیں اُٹھائیں۔ مستخرج ابونعیم میں ہے: وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ كَاتِبُ اللَّيْثِ تَزْفِرُ تَخْرِزُ۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک ابوصالح کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے کہ تَزْفِرُ کے ایک معنی سینا بھی ہیں۔ الفاظ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ تَزْفِرُ تَخِيطُ کتاب المغازی میں جو روایت زیر باب ذِكْرُ أُمِّ سَلِيطٍ آتی ہے اس میں نہیں ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۹۸)

جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ: روایت نمبر۲۸۸۵ سے متعلق یہ اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ مکہ مکرمہ میں تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی ابتدائے ہجرت میں مسلمان نہ تھے۔ امام بخاریؒ نے عنوانِ باب سے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ واقعہ مذکورہ بالا ابتدائی زمانہ ہجرت کا نہیں بلکہ اس وقت کا ہے جب غزوات شروع ہو چکے تھے۔ امام مسلم[1] اور نسائی[2] نے بھی حضرت عائشہؓ کی یہی روایت نقل کی ہے اور امام احمد بن حنبل[3] کی روایت میں صراحت ہے وَهِيَ إِلَى جَنْبِهِ کہ حضرت عائشہؓ اس وقت آپؐ کے قریب تھیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ ۲ھ کے بعد کا ہے اور اس وقت جنگی چھڑپیں مدینہ کے نواح میں شروع ہو چکی تھیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۰۰) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۷۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی تیاری اور اس کے حملہ کرنے کی دھمکیاں ہجرت کے معاً بعد ملنا شروع ہوگئی تھیں اور پہلے ڈیڑھ دو سال انتہائی تشویش کے تھے۔ (دیکھئے کتاب المغازی تشریح باب۲) ہوسکتا ہے کہ واقعہ مذکورہ بالا ابتدائی زمانہ ہجرت کا ہو جبکہ قریش اور بدوی قبائل کی طرف سے شبخون کا خطرہ تھا۔

روایت نمبر۲۸۸۷ سے بتایا ہے کہ فوج کے لئے حصے ہوتے ہیں۔ مقدمۃ الجیش، المیمنہ، المیسرہ، القلب، موخرۃ الجیش یعنی الساقہ جو بار برداری سے مخصوص ہے۔ ہر حصہ میں کام کرنے والے اپنی قابلیت کے مطابق شامل ہوکر جہاد کے مقدس فریضہ میں شریک ہوسکتے ہیں۔

---

1. (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص)
2. (السنن الكبرى للنسائى، كتاب المناقب، باب سعد بن مالك)
3. (مسند أحمد بن حنبل، حديث السيدة عائشة، جزء۶ صفحہ۱۴۰)

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ .....: عبدالدینار سے مراد دولت مند، آسائش پسند، حریص اور بخیل شخص ہے جو ادنیٰ سی نیکی سے بھی محروم ہو۔ **طُوْبَى لِعَبْدٍ.....** سے وہ مجاہد مراد ہے جو فریضہ جہاد ادا کرنے میں منہمک ہے۔ نہ اسے تن بدن کا ہوش ہو اور نہ جاہ و منصب کا خیال۔ فوج میں جو بھی فرض منصبی اسے سپرد ہو وہ ادا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد اور حاضر باش رہتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی اس کا قدر شناس ہو یا نہ ہو۔

باب ۷۳ میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○** (آل عمران: ۲۰۱) یعنی مومنو صبر سے کام لو۔ (دشمن سے بڑھ کر) صبر دکھاؤ۔ (ایک دوسرے کو ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرتے رہو) اور مضبوطی سے سرحدوں کی نگرانی کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس آیت میں پانچ باتوں کی ہدایت ہے۔ اوّل ثبات و استقلال سے کام لینا۔ دوم ایسی ثابت قدمی دکھانا جو دشمن کی ثابت قدمی سے بڑھ کر ہو۔ سوم اپنے ساتھیوں کو بھی صبر کی تلقین کرنا۔ چہارم رابطہ یعنی ایسی جگہوں کی حفاظت جہاں رخنہ ہو اور دشمن کے اندر آنے کا خطرہ ہو۔ پنجم تقویٰ یعنی انتہائی احتیاط سے کام لینا۔ جنگ احزاب میں مدینہ کے اِرد گرد خندق اسی ارشادِ باری تعالیٰ کے مطابق کھودی گئی اور جگہ جگہ مضبوط تیراندازوں کی چوکیاں بٹھائی گئیں تا کہ دشمن کو کسی جگہ سے داخل ہو کر حملہ کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ باب ۶۲ سے جو مضمون شروع کیا تھا اسے ایک جامع آیت پر ختم کیا ہے کہ کامیاب جہاد وہی ہے جس میں مرد وزَن، مضبوط و کمزور، چھوٹے اور بڑے سب اپنی اپنی اہلیت اور طاقت کے مطابق شریک ہوں اور اس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہو کر سارے جنگی محاذ کو مضبوط رکھیں تا کہ صف قتال میں کوئی رخنہ اور استعدادِ حربی میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ صفت صبر و مصابرت لازمۂ شجاعت و ثبات ہے جس کا ذکر آیت **وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ** (البقرة: ۱۷۸) اور آیت **وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ** (الأنفال: ۴۸) میں کیا گیا ہے۔ ان آیات کی تشریح کیلئے دیکھئے اسلامی اصول کی فلاسفی- زیرِ عنوان ''حقیقی شجاعت'' نیز زیرِ عنوان ''صبر''- روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۸ تا ۳۶۲۔

صَابِرُوْا باب مفاعلہ سے ہے اور **مُصَابَرَة** کے معنی ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ ثابت قدم رہنا اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رکھنا۔ یہ دونوں حکم **صَابِرُوْا** میں پائے جاتے ہیں۔ **رَابِطُوْا** بھی باب مفاعلہ ہے جو **رَبْطَ** سے ہے۔ **مُرَابَطَة** کے معنی ہوتے ہیں باندھنا، مضبوط رکھنا۔ **رَابِطُ الْجَأْشِ** کے معانی ہیں مضبوط دل کا مالک اور متحمل مزاج۔ (اقرب الموارد- ربط) اصحاب الکہف کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** (الكهف: ۱۶) ہم نے ان کے دلوں کو ہر طرح سے مضبوط کر دیا تھا۔ وہ ظلم و ستم سے ہراساں اور نا اُمید نہیں ہوئے۔ ان کا ایمان باللہ نہایت قوی تھا۔ اس مضبوطی کے مفہوم میں مرابطۂ حدود کی جنگی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ .....** (الأنفال: ۶۱) اس آیت کا حوالہ باب ۴۵ میں دے کر جہاد سے متعلق مطلوبہ استعداد کا مضمون شروع کیا گیا ہے اور اسی مضمون کے تعلق میں ان ابواب کی روایات لائی گئی ہیں اور افرادِ معاشرہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ جہاں تک جہاد کے لئے تیاری تصور میں آ سکتی ہے اس

تیاری کے ساتھ شریک ہوں۔ اس سے نہ مرد مستثنیٰ ہیں نہ عورتیں حتیٰ کہ نوعمر بھی جیسا کہ حضرت انسؓ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے۔ اس وقت وہ سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچے تھے گو اُن کی خدمت علیحدہ نوعیت رکھتی تھی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لاتے، وضو کراتے اور آپؐ کے سامان کا خیال رکھتے۔

آیت مذکورہ باب ۷۳ میں صبر، مصابرہ اور مرابطہ کے بعد جہاد میں کامیابی کے لئے تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ صفت تقویٰ اخلاقِ فاضلہ پر حاوی ہے۔ بغیر اخلاقِ فاضلہ جہاد بے روح اور جنگ میں ظاہری کامیابی بے حقیقت ہے۔ یہ کامیابی ایسی فلاح نہیں جو مقصد بَرا اور پائیدار ہو۔ اس آیت میں ترتیب تدریجی ہے۔ بیان میں ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ ملحوظ ہے۔ صبر، مصابرہ، مرابطہ اور تقویٰ اللہ سے جو فلاح حاصل ہوتی ہے وہ اسلامی جہاد کا نصب العین متعین کرتی ہے۔ باب ۷۶ میں عورتوں اور کمزوروں کی شمولیتِ جہاد کا مضمون ختم کیا گیا ہے۔

جہاد مقدس میں شامل ہونے والوں کی برکت کا جو ذکر روایت نمبر ۲۸۹۷ میں ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس کی نیک اور مبارک تاثیر کا زمانہ تین صدیوں تک ممتد ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ۔ (روایت نمبر ۲۶۵۲) بہترین صدی میری ہے پھر تابعین کی پھر تبع تابعین کی کہ ان تین صدیوں میں فلاح وکامیابی مسلمانوں کے ہمرکاب رہے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ صرف بیس سال کی مدت میں وہ برکت انہیں حاصل ہوئی جو تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔

باب ۷۶ میں حضرت ابوسفیان کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے لئے دیکھئے کتاب بدء الوحي، روایت نمبر ۷۔ باب ۷۸ کی مزید وضاحت کے لیے تشریح زیر باب ۸۸ بھی ملاحظہ ہو۔ ہر باب بطور فصل ہے۔ یعنی اس پر سابقہ مضمون ختم کر کے نئے مضمون سے متعلق ابواب شروع کئے گئے ہیں۔

بَاب ۷۹: اَللَّهْوُ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا

برچھی وغیرہ سے کھیلنا

۲۹۰۱: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى

۲۹۰۱: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زُہری سے، زُہری نے (سعید) بن مسیّب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ایک بار حبشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے برچھوں سے کھیل رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے۔ انہیں

إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ. زَادَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ.

دیکھ کر وہ کنکریوں کی طرف جھکے اوران کو کنکریاں پھینکیں۔ آپؐ نے فرمایا: عمرؓ! انہیں رہنے دو۔ اور علی (ابن مدینی) نے اتنا اور بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا کہ مسجد میں (کھیل رہے تھے۔)

بَاب ٨٠: اَلْمِجَنُّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

ڈھال (کا استعمال) اور جو شخص اپنے ساتھی کی ڈھال سے آڑ لے

٢٩٠٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمَى يُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ.

اطرافه: ٢٨٨٠، ٣٨١١، ٤٠٦٤.

۲۹۰۲: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ اوزاعی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحٰق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت ابوطلحہؓ ایک ہی ڈھال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ساتھ اپنا بھی بچاؤ کرتے تھے اور حضرت ابوطلحہؓ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر چلاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھانکتے اور ان کے تیر پڑنے کی جگہ دیکھتے۔

٢٩٠٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ

۲۹۰۳: سعید بن عُفَیر نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل (بن سعد ساعدیؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خَود جو آپؐ پہنے تھے ٹوٹ گیا۔ آپؐ کا چہرہ زخم سے خون آلودہ تھا اور آپؐ کا سامنے کا درمیانی دانت بھی ٹوٹ گیا

فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ فَرَقَأَ الدَّمُ.

اور حضرت علیؓ ڈھال میں بار بار پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آپؐ کے زخم کو دھوتی تھیں۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون زیادہ بہہ رہا ہے تو وہ ایک بوریئے کی طرف لپکیں اور اسے جلایا اور آپؐ کے زخم پر اسے چمٹا دیا تو خون تھم گیا۔

اطرافه: ۲۴۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲.

۲۹۰۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللهِ.

۲۹۰۴: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے زُہری سے، زُہری نے مالک بن اَوس بن حدثان سے، مالک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: بنی نضیر کی جائیدادیں ان غنیمتوں میں سے تھیں جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بن لڑے لا دیں۔ یعنی ان کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ اور یہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھیں اور آپؐ ان میں سے اپنی بیویوں کو سالانہ خرچ دیا کرتے تھے۔ پھر جو بچتا وہ ہتھیار اور جانوروں کے خریدنے پر خرچ کرتے جو اللہ کی راہ میں ساز و سامان کے طور پر استعمال کیا جاتا۔

اطرافه: ۳۰۹۴، ۴۰۳۳، ۴۸۸۵، ۵۳۵۷، ۵۳۵۸، ۶۷۲۸، ۷۳۰۵.

۲۹۰۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۹۰۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰی (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: سعد بن ابراہیم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن شداد سے، عبداللہ نے

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

اطرافهُ: ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴۔

حضرت علیؓ سے روایت کی۔ (دوسری سند) قبیصہ (بن عقبہ) نے بھی ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبداللہ بن شداد نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے حضرت سعدؓ کے بعد کسی شخص کی نسبت یہ کہا ہو کہ میرے ماں باپ یا میری جان اس پر قربان ہو۔ آپؐ انہی سے کہتے تھے: تیر چلاؤ۔ میرے ماں باپ تم پر قربان۔

بَاب ۸۱: اَلدَّرَقُ

چمڑے کی ڈھال

۲۹۰۶: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

۲۹۰۶: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو (بن حارث) نے کہا: ابوالاسود نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں آئے جبکہ میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کا گیت گا رہی تھیں۔ آپؐ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنے منہ کو ایک طرف کر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے۔ انہوں نے مجھے جھڑکا اور کہنے لگے: شیطان کی بنسریاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: انہیں رہنے دو۔

دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ☆ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا.

جب حضرت ابوبکرؓ کام میں مشغول☆ ہوئے۔ میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا، وہ باہر چلی گئیں۔

اطرافه: ٤٥٤، ٤٥٥، ٩٥٠، ٩٨٨، ٣٥٢٩، ٥١٩٠، ٥٢٣٦.

۲۹۰۷: قَالَتْ وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُوْلُ دُوْنَكُمْ بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

۲۹۰۷: حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: وہ عید کا دن تھا۔ حبشی ڈھال اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا آپؐ نے فرمایا: تم چاہتی ہو کہ تم دیکھو؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا۔ میرا رخسار آپؐ کے رخسار کے قریب تھا۔ آپؐ فرما رہے تھے: بنی ارفدہ چلو شروع کرو۔ جب میں اُکتا گئی تو آپؐ نے فرمایا: بس؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: احمد (بن ابی صالح) نے ابن وہب سے فَلَمَّا عَمِلَ کی بجائے یوں نقل کیا ہے: فَلَمَّا غَفَلَ یعنی جب حضرت ابوبکرؓ اپنے دھیان میں لگ گئے۔

اطرافه: ٩٤٩، ٩٥٢، ٩٨٧، ٣٥٣٠، ٣٩٣١.

بَاب ۸۲: اَلْحَمَائِلُ وَتَعْلِيْقُ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ

تلوار کی حمائل اور تلوار کو گلے میں لٹکانا

۲۹۰۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

۲۹۰۸: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

☆ فتح الباری مطبوعہ انصاری کے مطابق اس جگہ الفاظ "فَلَمَّا عَمِلَ" ہیں۔ (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۱۱۶)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ مدینہ والے ایک رات یکایک گھبرا گئے اور آواز کی طرف چل پڑے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ آپؐ بات کی تحقیق کر چکے تھے۔ آپؐ حضرت ابوطلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ جس کی پیٹھ ننگی تھی (یعنی اس پر کچھ نہ تھا۔) تلوار آپؐ کے گلے میں حمائل تھی اور آپؐ کہہ رہے تھے: ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا یا فرمایا: وہ تو ایک دریا ہے۔

اطرافہ: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۳۰۴۰، ۶۰۳۳، ۶۲۱۲۔

بَاب۸۳: مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوْفِ

تلوار کو مزین کرنا

۲۹۰۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْآنُكَ وَالْحَدِيْدَ.

۲۹۰۹: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ اوزاعی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے سلیمان بن حبیب سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوامامہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: یہ فتوحات ان لوگوں نے حاصل کیں جن کی تلواریں مزین نہ تھیں۔ نہ سونے سے، نہ چاندی سے بلکہ ان کی زینت چمڑا، سیسہ اور لوہا تھا۔

بَاب ٨٤: مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ

جوسفر میں قیلولہ کے وقت اپنی تلوار درخت سے لٹکائے

٢٩١٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ ابْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ☆ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي

۲۹۱۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: سنان بن ابی سنان دؤلی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لئے نکلے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو وہ بھی آپؐ کے ساتھ لوٹے۔ آپؐ کو ایک وادی میں جس میں کثرت سے ببول کے درخت تھے دوپہر آ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُتر پڑے اور لوگ اِدھر اُدھر بکھر کر درختوں کے سائے میں چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ببول☆ کے نیچے ڈیرہ لگایا اور اپنی تلوار اس سے لٹکا دی اور ہم تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں اور آپؐ کے پاس ایک بدوی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار مجھ پر سونت لی، جبکہ میں سو رہا تھا۔ میں جاگ اُٹھا اور وہ تلوار اس کے ہاتھ میں ننگی تھی۔ اس نے کہا: مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے تین بار کہا: اللہ۔ اور آپؐ نے اس

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ سَمُرَۃ ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۸۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَقُلْتُ اللهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

بدوی کو سزا نہ دی۔ اور وہ بیٹھ گیا۔

اطرافہ: ۲۹۱۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶۔

بَاب ۸۵: لُبْسُ الْبَيْضَةِ

خَود پہننا

۲۹۱۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَرْتَدُّ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيْرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

۲۹۱۱: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے سہل (بن سعد ساعدی) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ اُحد میں زخمی ہونے کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی ہوگیا تھا اور آپؐ کا درمیانی دانت ٹوٹ گیا تھا اور آپؐ کے سر کا خَود بھی ٹوٹ گیا تھا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام آپؐ کے زخم کا خون دھوتی تھیں اور حضرت علیؓ آپؐ کو تھامے ہوئے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون بڑھ رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا لیا اور اسے جلایا یہاں تک کہ بوریا راکھ ہوگیا۔ پھر انہوں نے وہ زخم پر چپکا دیا تو خون وہیں تھم گیا۔

اطرافہ: ۲۴۳، ۲۹۰۳، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲۔

بَاب ۸۶: مَنْ لَّمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ

جس نے مرنے کے وقت ہتھیاروں کو توڑنا مناسب نہ سمجھا

۲۹۱۲: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

۲۹۱۲: عمرو بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے ابواسحٰق سے،

قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا بِخَيْبَرَ جَعَلَهَا صَدَقَةً.

ابواسحٰق نے عمرو بن حارث سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہتھیار اور ایک سفید خچر اور خیبر میں ایک قطعہ زمین کے سوا کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ وہ بھی آپؐ صدقہ کر گئے تھے۔

اطرافهُ: ۲۷۳۹، ۲۸۷۳، ۳۰۹۸، ٤٤٦١۔

بَاب ۸۷: تَفَرُّقُ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالِاسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

دوپہر کے وقت لوگوں کا امام سے الگ ہو کر اِدھر اُدھر بکھر جانا اور ان کا درختوں کے سائے میں ٹھہرنا

۲۹۱۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ

۲۹۱۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ سنان بن ابی سنان اور ابوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابرؓ نے انہیں بتایا۔ (دوسری سند) اور موسیٰ بن اسماعیل نے بھی ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے سنان بن ابی سنان دؤلی سے روایت کرتے ہوئے ہمیں خبر دی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں نکلے تو انہیں ایک وادی میں جہاں ببول کے درخت کثرت سے تھے، دوپہر آ گئی اور لوگوں نے اِدھر اُدھر منتشر ہو کر درختوں کے سائے تلے ڈیرے لگا لیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے اُترے اور آپؐ نے اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی اور پھر سو گئے۔ آپؐ جاگے تو کیا دیکھا کہ آپؐ

وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُو لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ قُلْتُ اللهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

کے پاس ایک آدمی کھڑا ہے۔آپؐ نے اس کی آہٹ تک محسوس نہ کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے میری تلوار سونت لی اور کہا: تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ سن کر اس نے تلوار میان میں کرلی۔ دیکھو یہ وہ بیٹھا ہے۔مگر آپؐ نے اس کو کوئی سزا نہ دی۔

اطرافہُ: ۲۹۱۰، ٤۱۳٤، ٤۱۳۵، ٤۱۳٦۔

بَاب۸۸: مَا قِيْلَ فِي الرِّمَاحِ

جو نیزوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے (اس کا بیان)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي.

اور (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (آپؐ نے فرمایا:) میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے مقدر کیا گیا ہے اور جو میرے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس پر ذلت اور پستی ڈالی جائے گی۔

۲۹۱٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَّحْشِيًّا

۲۹۱۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔انہوں نے عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام ابونضر سے، ابونضر نے حضرت ابوقتادہ انصاریؓ کے آزاد کردہ غلام نافع سے، نافع نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ (حدیبیہ کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مکہ کے ایک راستہ میں جب وہ پہنچے تو وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت جو احرام باندھے ہوئے تھے پیچھے رہ گئے اور حضرت ابوقتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا۔

فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضٌ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللهُ. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلُ حَدِيْثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهِ شَيْءٌ.

حضرت ابوقتادہؓ نے ایک گورخر دیکھا اور وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انہیں ان کا کوڑا دے دیں۔ انہوں نے نہ مانا۔ پھر انہوں نے ان سے اپنا بھالا مانگا۔ اس (کے دینے) سے بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے خود اسے اٹھا لیا اور اس کے بعد اس گورخر پر زور سے حملہ کیا اور اسے شکار کرلیا۔ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے اس کے گوشت میں سے کچھ کھایا اور بعض نے نہ کھایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے آملے تو انہوں نے آپؐ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ایک کھانا ہی ہے جو اللہ نے تمہیں کھلایا ہے۔ اور زید بن اسلم سے بھی گورخر کے متعلق یہی بات مروی ہے۔ زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوقتادہؓ سے۔ اس میں ابونضر کی روایت کی طرح یہ الفاظ ہیں: آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ ہے۔

اطرافہ: ١٨٢١، ١٨٢٢، ١٨٢٣، ١٨٢٤، ٢٥٧٠، ٢٨٥٤، ٤١٤٩، ٥٤٠٦، ٥٤٠٧، ٥٤٩٠، ٥٤٩١، ٥٤٩٢۔

تشریح: **وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ**: اسلحہ اور ان کے استعمال، جنگی مشق اور سپاہیانہ لباس، خود اور زرہ وغیرہ سے متعلق دس ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ یہ مضمون تیاری جہاد کا ضروری حصہ ہے اور اس کے تعلق میں آیت وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ (الأنفال:٦١) دوہرائی گئی ہے۔ (دیکھئے باب ۴۵، ۷۸) ارشادِ باری تعالیٰ کہ ہر قسم کی قوت کے ساتھ تیاری کرو۔ یہ تین قسم کی ہے۔ پہلی قسم کی تیاری کا تعلق مردِ مجاہد کی جسمانی اور اَخلاقی صحت مندی سے ہے۔ دوسری قسم کا تعلق وسائل نقل وحرکت اور فوج سے ہے اور تیسری قسم کا تعلق لباس اور اسلحہ سے۔ مجاہدین کی فوج بیکار محض ہوگی اگر غیر مسلح ہو یا استعمالِ اسلحہ سے ناواقف یا پوری مہارت سے نابلد جو بغیر مشق پیدا نہیں ہوسکتی۔

روایت نمبر ۲۹۰۰ میں فقرہ اِذَا أَكْثَبُوْكُمْ وارد ہوا ہے۔ جس کا مفہوم سمجھنے میں شارحین کو مشکل پیش آئی ہے کہ اگر اس کے یہ معنی کئے جائیں کہ جب دشمن تمہارے نزدیک آجائے تو تیروں سے حملہ کرو۔ حالانکہ وہ موقع تو نیزہ اور تلوار چلانے کا

ہوتا ہے نہ کہ تیر کا۔لفظ کَثَبَ کے معنی ہیں قریب ہوا اور بعض نے أَکْثَبَ کے معنی کَاثَرَ کئے ہیں۔یعنی جب حملہ بڑی تعداد میں جتھے کی صورت میں ہو تو اسے منتشر کرنے کے لئے تیروں سے کام لو۔(فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۱۳) کَثَبَ مِنْهُ کے معنی ہوتے ہیں دَنَی مِنْهُ۔یعنی نزدیک ہوا اور کَثَبَ إِلَيْهِ أَیْ حَمَلَ عَلَيْهِ۔یعنی اس پر حملہ کیا۔(اقرب الموارد- کثب) اس لئے ارشادِ نبوی اِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ کا سیدھا سادھا ترجمہ یہ ہے جب حملہ کرنے کے لئے تمہاری طرف بڑھیں تو تم تیروں سے انہیں قریب آنے سے روکو۔أَكْثَبَ باب اِفعال سے ہے جو اِزالہ کے لئے آتا ہے۔یعنی قریب نہ آنے دو۔اگرچہ اسلحہ کی نوعیت بدل گئی ہے تاہم جنگ میں اسی قاعدہ پر عمل ہوتا ہے کہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے دور تک مار کرنے والی توپیں اور بندوقیں استعمال میں لائی جاتی ہیں۔

روایت نمبر۲۹۰۲،۲۹۰۳ کا تعلق غزوۂ احد سے ہے۔ان روایتوں سے سیرتِ صحابہ وصحابیات کا علم ہوتا ہے کہ انہوں نے میدانِ قتال میں کس طرح جوش وخروش سے جہاد کیا تھا۔اکثر صحابہ کرامؓ فن سپاہ گری میں پوری پوری مہارت رکھنے والے تھے۔غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال سے اوٹ کئے ہوئے تھے تا حضرت طلحہؓ بے خوف وخطر تیر چلا سکیں۔(دیکھئے کتاب المغازی باب ۸)

اَلدَّرَقُ: دَرَق جمع ہے اور دَرَقَة مفرد۔جس کے معنی ہیں چمڑے کی ڈھال۔(عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۸۶)

روایت نمبر۲۹۰۶،۲۹۰۷ کے لئے دیکھئے کتاب العیدین تشریح باب۳۔روایت نمبر۲۹۱۰ نیز روایت نمبر۲۹۱۳ ایک ہی واقعہ یعنی غزوۂ ذات الرقاع سے متعلق ہیں۔اس کے لئے دیکھئے کتاب المغازی باب۳۱۔باب نمبر۷۹ تا ۸۳ سے ظاہر ہے کہ فتح کا دارومدار صرف فوج اور اسلحہ پر نہیں بلکہ قابلیت استعمالِ اسلحہ، جرأت اور الٰہی نصرت پر ہے۔

مَنْ لَّمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ: باب نمبر۸۶ سے زمانہ جاہلیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مرنے والا اپنے ساز وسامان کو تلف کروا دیتا اور جانور زخمی اور ناکارہ کر دیئے جاتے تا دوسرا اسے استعمال نہ کر سکے۔ میدانِ جنگ میں بھی یہی کیا جاتا کہ دشمن اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکے۔حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے غزوۂ موتہ میں ایسا کیا تھا۔یہ فعل ان کا ذاتی اجتہاد تھا۔فقہاء کے نزدیک احتمال کی بناء پر اسلحہ، ساز وسامان اور ذخائر کا تلف کرنا جائز نہیں۔(فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۱۹) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۱۹۱)

ان ابواب کے درمیان باب۸۴ قائم کرنے کی غرض یہ ہے کہ ساز وسامان حفاظت سے لیس ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کی شانِ توکل کو نمایاں کیا جائے کیونکہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ عین توکل ہے۔

روایت نمبر۲۹۰۳، ۲۹۱۱ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے اور خَود ٹوٹنے کا جو ذکر ہے اس کا تعلق غزوۂ احد سے ہے۔عتبہ بن ابی وقاص نے آپؐ کو تیر سے زخمی کیا۔آپؐ پر پتھراؤ بھی کیا جا رہا تھا جس سے خَود ٹوٹ گیا اور پیشانی، رخسار اور دانتوں پر ضرب آئی اور ابن قِمَئہ کی ضرب سے آپؐ گر گئے۔

(السيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، ما لقيه الرسول يوم أحد، جزء۲ صفحہ۷۹)

جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي: عنوانِ باب ۸۸ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی محولہ روایت امام احمد بن حنبل[1] اور ابوداؤد[2] نے نقل کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ ہیں: بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَعَ السَّيْفِ وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَتِ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ یعنی ساعت سے قبل مَیں تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اس کے لئے ذلت و پستی مقدر ہے اور جس نے کسی قوم کی نقل کی وہ انہی میں سے ہے۔ اس روایت کی سند میں ابومنیب راوی غیر معروف ہے۔ ابن ابی شیبہ[3] نے بھی امام اوزاعیؒ سے یہی روایت بسند سعید بن جبلہ نقل کی ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۱۲۰) یہ روایت بھی مرسل ہے اور امام بخاری کی شرائط صحت کے مطابق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عنوانِ باب کے الفاظ مَا قِيلَ اور روایت ابن عمرؓ يُذْكَرُ سے قائم کرکے اس کے غیر مستند ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قارئین اس سے قبل بھی بارہا دیکھ چکے ہیں کہ جب بھی عنوانِ باب غیر معین شکل مثلاً مَا جَاءَ، مَا يُرْوَى، مَا قِيلَ، مَا يُذْكَرُ سے قائم کیا گیا ہے تو مسئلہ معنونہ کی صورت غیر مستند ہوتی ہے۔ روایت نمبر ۲۹۱۴ پہلے بھی متعدد بار گذر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ صحابہ کرامؓ سواری اور بھالے وغیرہ کے استعمال میں ماہر تھے۔

بَاب ۸۹: مَا قِيْلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اور جنگ میں قمیص پہننے کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالد (بن ولید) جو ہیں تو وہ اپنی زرہیں بھی اللہ کی راہ میں وقف کر چکے ہیں۔

۲۹۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ

۲۹۱۵: محمد بن مثنیٰ نے ہمیں بتایا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپؐ (بدر کے دن) ایک بڑے

---

[1] (مسند أحمد بن حنبل، مسند المكثرين، مسند عبد الله بن عمرؓ، جزء۲ صفحہ۹۲)
[2] (سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة)
[3] (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب السير، باب ما قالوا فيما ذكر من الرماح واتخاذها، جزء۶ صفحہ۴۷۰)

عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ○ (القمر: ٤٦-٤٧)

خیمہ میں تھے۔ اے میرے اللہ! میں تجھے تیرے ہی عہد اور تیرے ہی وعدہ کی قسم دیتا ہوں۔ اے میرے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! بس کیجئے۔ آپؐ نے اپنے ربّ سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپؐ زِرہ میں تھے۔ آپؐ خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے: عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

اور وہیب نے کہا کہ خالد نے ہمیں بتایا: یہ بدر کی جنگ کا دن تھا۔

اطرافہ: ٣٩٥٣، ٤٨٧٥، ٤٨٧٧.

٢٩١٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ. وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ. وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ رَهَنَهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

۲۹۱۶: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض رہن تھی۔ اور یعلی نے کہا: اعمش نے ہم سے (یوں) بیان کیا کہ لوہے کی زرہ (رہن تھی۔) اور معلّٰی نے یوں کہا: عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش سے روایت ہے اور انہوں نے کہا کہ آپؐ نے اس کے پاس لوہے کی زرہ رہن رکھی۔

اطرافہ: ٢٠٦٨، ٢٠٩٦، ٢٢٠٠، ٢٢٥١، ٢٢٥٢، ٢٣٨٦، ٢٥٠٩، ٢٥١٣، ٤٤٦٧.

۲۹۱۷: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلَى تَرَاقِيْهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيْهِ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُّوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

۲۹۱۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ وُہَیب نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن طاؤس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی مثال ہے کہ جنہوں نے دو لوہے کے کرتے پہنے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے ہوں۔ جب کبھی صدقہ کرنے والا اپنا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو کرتہ اس کے لئے اتنا کشادہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے قدموں کے نشانوں تک جاتا ہے اور جب کبھی بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کرتہ سمٹ جاتا ہے ایک حلقہ دوسرے حلقہ سے مل جاتا ہے اور اس کے بدن پر سکڑ جاتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گلے کی ہڈی سے آ ملتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کرتے کو کشادہ کرے تو وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

اطرافه: ۱٤٤۳، ۱٤٤٤، ۵۲۹۹، ۵۷۹۷.

بَاب ۹۰: اَلْجُبَّةُ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

سفر اور لڑائی میں چوغہ پہننا

۲۹۱۸: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

۲۹۱۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالواحد نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہمیں بتایا۔ انہوں

عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ وَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.

نے ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح سے، ابوالضحیٰ نے مسروق سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ سے بیان کیا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے گئے۔ پھر آئے اور میں پانی لے کر آپؐ سے ملا۔ آپؐ نے شامی چغہ پہنا ہوا تھا۔ آپؐ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا اور اپنے ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نکالنے لگے وہ تنگ تھیں۔ آپؐ نے نیچے سے ان کو نکالا اور انہیں دھویا اور اپنے سر اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

اطرافهُ: ١٨٢، ٢٠٣، ٢٠٦، ٣٦٣، ٣٨٨، ٤٤٢١، ٥٧٩٨، ٥٧٩٩۔

بَاب ٩١ : اَلْحَرِيْرُ فِي الْحَرْبِ

لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا

٢٩١٩ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ مِّنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

۲۹۱۹: احمد بن مقدام نے ہمیں بتایا کہ خالد بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انسؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر (بن عوامؓ) کو خارش کی وجہ سے جو انہیں تھی ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی۔

اطرافهُ: ٢٩٢٠، ٢٩٢١، ٢٩٢٢، ٥٨٣٩۔

٢٩٢٠ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. حَدَّثَنَا

۲۹۲۰: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحیٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت

مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ.

انسؓ سے روایت کی۔(دوسری سند) اور ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا۔انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی تو آپؐ نے ان دونوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔ میں نے ان کو جنگ میں اسے پہنا ہوا دیکھا۔

اطرافہُ: ۲۹۱۹، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۵۸۳۹۔

۲۹۲۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيْرٍ.

۲۹۲۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہ قتادہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت انسؓ نے ان سے بیان کیا، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دی۔

اطرافہُ: ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۲، ۵۸۳۹۔

۲۹۲۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

۲۹۲۲: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غُندر (محمد بن جعفر) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قتادہ سے سنا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے یوں روایت کی کہ آپؐ نے اجازت دی یا اجازت دی گئی خارش کی وجہ سے جو ان دونوں کو تھی۔

اطرافہُ: ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۵۸۳۹۔

بَاب ۹۲: مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ

چھری سے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے

۲۹۲۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَأَلْقَى السِّكِّيْنَ.

۲۹۲۳: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ابراہیم بن سعد نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے، جعفر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ شانے کا گوشت کھا رہے تھے اور آپؐ اسے چھری سے کاٹ رہے تھے۔ پھر نماز کے لئے آپؐ بلائے گئے۔ آپؐ نے نماز پڑھائی اور (باوضو ہونے کی وجہ سے) وضو نہیں کیا۔ ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی اور انہوں نے یہ زائد بیان کیا کہ (جب آپؐ نماز کیلئے بلائے گئے تو) آپؐ نے چھری رکھ دی۔

اطرافہ: ۲۰۸، ۶۷۵، ۵۴۰۸، ۵۴۲۲، ۵۴۶۲۔

تشریح: **دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ**: ان ابواب میں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں، ان میں ایسے لباسوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ بحالت حرب و سلم پہنا کرتے تھے اور باب ۹۲ میں چھری کے استعمال کا بھی ذکر ہے۔ باب ۸۹ کا عنوان بھی مَا قِيْلَ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے غلط خیال کی تردید کی گئی ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ بند ہونے کو منشاءِ آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ: ٦٨) کے خلاف سمجھا ہے۔ ایسے لوگوں کے خیال کے مطابق جب اللہ تعالیٰ آپؐ سے وعدہ کر چکا تھا کہ وہ دشمنوں کے حملوں سے آپؐ کو محفوظ رکھے گا تو آپؐ کا ظاہری سامانِ حفاظت سے کام لینا ارشادِ باری تعالیٰ کے منافی تھا۔ ان لوگوں کے نزدیک اس آیت نے خُذُوْا حِذْرَكُمْ (النساء: ۷۲) کا ارشاد آپؐ کے حق میں منسوخ فرما دیا تھا۔ یہ وہ قول ہے جو اس باب میں ردّ کرنا مطلوب ہے۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے نازک ترین مقام میں آپؐ کے توکل علی اللہ کا نمونہ خارق عادت طور پر ظاہر ہے۔ لیکن اس توکل کے باوجود آپؐ نے جنگ کے وقت زِرہ پہنی اور پھر آپؐ کی یہ زِرہ وفات تک آپؐ کے پاس رہی اور چند صاع اناج کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن بھی ہوئی اور بعدازاں وہ استعمال میں رہی اور فروخت نہیں کی گئی۔ یہ استدلال ہے امام موصوف کا۔

الغرض مَا قِيْلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ ... کے الفاظ سے عنوان باندھنے سے غلط خیال کی تردید مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ توکل کا مقام توسّل بالاسباب کی ضد نہیں، بلکہ اس سے بالا ہے۔ اسبابِ الٰہی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بھی اسی کے فضل سے ملتی ہے۔ شرک تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ کیا جائے نہ یہ کہ ان سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ بلکہ وسائل حفاظت اختیار کرنے کے بارے میں ارشاد خُذُوْا حِذْرَكُمْ (النساء: ۷۲) اور ارشاد وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ (النساء:۱۰۳) سے واضح ہے کہ مسلح ہوکر اسلحہ کو استعمال نہ کرنا ارشادِ باری تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زِرہیں☆ اور خَود پہنا اور ہتھیاروں سے مسلح ہوئے اور حضورؐ نے عملاً بتادیا کہ توکل کا مقام توسّل بالاسباب کے مخالف نہیں۔ توکل اور توسّل کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

> ”سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو۔ تا وہ یہ بلائیں تم سے دُور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے، مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔“ (کشتی نوح- روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۳)

باب نمبر۹۱ کی روایتوں سے یہ بتایا گیا ہے کہ ریشم کا لباس جس کا پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ خارش اسے پہننے کی اجازت دی۔ عمل صالح کی تعریف یہ ہے کہ وہ موقع محل اور تقاضائے حالات کے مطابق کیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اور امن دونوں حالتوں میں ہر قسم کا لباس موقع و محل کی رعایت سے استعمال فرمایا۔

بَاب ۹۳: مَا قِيْلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ

نصاریٰ کی لڑائی کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے

۲۹۲۴: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ

۲۹۲۴: اسحٰق بن یزید دمشقی نے مجھے بتایا کہ یحيٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: ثور بن یزید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے خالد بن معدان سے روایت کی کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان سے بیان کیا کہ وہ حضرت عبادہ

☆ (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في لبس الدروع)

الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا فِيْهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا.

بن صامتؓ کے پاس آئے جبکہ وہ حمص میں ندی کے کنارے پر اُترے ہوئے تھے اور وہ اپنی ایک عمارت میں تھے اور ان کے ساتھ حضرت امّ حرامؓ تھیں۔ عمیر نے کہا: حضرت امّ حرامؓ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میری امت میں سے پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کے لئے نکلے گا وہ ضرور بہشت میں داخل کیا جائے گا۔ حضرت امّ حرامؓ کہتی تھیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: تم بھی ان میں سے ہو۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے پہلا لشکر جو قیصر کے ملک پر حملہ کرے گا ان کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔

اطرافُهُ: ٢٧٨٩، ٢٨٠٠، ٢٨٧٨، ٢٨٩٥، ٦٢٨٣، ٧٠٠٢.

بَاب ٩٤: قِتَالُ الْيَهُوْدِ

یہود سے لڑائی کا ذکر

٢٩٢٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتَّى يَخْتَبِيَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هَذَا

۲۹۲۵: اسحق بن محمد فروِی نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہودیوں سے لڑوگے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر پکار اُٹھے گا: اے اللہ کے

يَهُودِيٌّ وَرَائَهُ☆ فَاقْتُلْهُ.

طرفهُ: ٣٥٩٣۔

بندے یہ ایک یہودی میرے☆ پیچھے ہے، اس کو بھی قتل کردے۔

٢٩٢٦: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتَّى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ.

۲۹۲۶: اسحٰق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزُرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: وہ گھڑی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تم یہود سے نہ لڑو گے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر بھی پکار اُٹھے گا جس کے پیچھے یہودی ہوگا: اے مسلمان! یہ ایک یہودی میرے پیچھے ہے اسے بھی قتل کردے۔

بَاب ٩٥: قِتَالُ التُّرْكِ

ترکوں سے لڑائی کا ذکر

٢٩٢٧: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ نِعَالَ الشَّعَرِ وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

طرفهُ: ٣٥٩٢۔

۲۹۲۷: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے حسن (بصری) سے سنا۔ وہ کہتے تھے: عمرو بن تغلب نے ہم سے بیان کیا، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھڑی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم ایسی قوم سے لڑو گے جو بالوں کی جوتیاں پہنتے ہیں اور اس گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایسے لوگوں سے لڑو گے جو چوڑے منہ والے ہیں۔ ایسے کہ گویا ان کے منہ ڈھالیں ہیں، جن پر تہہ بہ تہہ چمڑا منڈھا ہو۔

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "وَرَائِي" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۱۹۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

۲۹۲۸ : حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ.

۲۹۲۸: سعید بن محمد نے مجھے بتایا۔ یعقوب (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (ابراہیم بن سعد) نے ہمیں بتایا کہ صالح (بن کیسان) نے اَعرج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی نہیں آئے گی جب تک کہ تم ترکوں سے نہ لڑو گے جو چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہرے اور چھوٹی پھیلی ہوئی ناکوں والے ہیں۔ گویا ان کے منہ ڈھالیں ہیں جن پر تہہ بہ تہہ چمڑا منڈھا ہو۔ اور وہ گھڑی اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تم ان لوگوں سے نہ لڑو جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔

اطرافهُ: ۲۹۲۹، ۳۵۸۷، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱۔

بَاب ۹٦ : قِتَالُ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ

ان لوگوں سے لڑائی کا ذکر جو بالوں کی جوتیاں پہنتے ہیں

۲۹۲۹ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

۲۹۲۹: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: وہ گھڑی قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے نہ لڑو جن کی جوتیاں بالوں کی ہیں اور نہ وہ گھڑی اس وقت تک قائم ہوگی جب تک کہ تم اس قوم سے نہ لڑو کہ جن کے منہ گویا ڈھالیں ہیں جن پر چمڑا تہہ بہ تہہ ہو۔

قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيْهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ

سفیان نے کہا: اور ابوزناد نے اس حدیث میں اعرج

الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بڑھایا کہ وہ چھوٹی آنکھوں والے، چھوٹی پھیلی ہوئی ناکوں والے ہیں۔ گویا ان کے منہ ڈھالیں ہیں جن پر چمڑا تہہ بہ تہہ ہو۔

اطرافہ: ۲۹۲۸، ۳۵۸۷، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱۔

تشریح: ان ابواب میں بعض پیشگوئیوں کا ذکر ہے جن کا تعلق یہودیوں، رومیوں، ترکوں اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے سے ہے۔ یہ جنگیں ہوئیں جن کی تفاصیل تاریخ اسلامی میں ملاحظہ ہوں۔ ان جنگوں کے نتائج میں مشرق ومغرب کے ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ یہود کی حالت زار؛ ان کی پے در پے غداریوں، شدید دشمنی اور مسلسل منصوبوں کی پاداش میں یہ ہوگئی تھی کہ ان کے لئے پناہ کی کوئی جگہ نہ رہی۔ انہیں کہیں امن نصیب نہ ہوا۔ رومیوں اور ایرانیوں نے صحابہ کرامؓ سے لڑائی میں سبقت کی۔ یہودیوں نے ان دونوں کو اُکسانے اور برانگیختہ کرنے میں بڑا حصہ لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ پیشگوئی کے مطابق ارضِ حجاز سے ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ نہ تو رومی سلطنت میں انہیں چین نصیب ہوا اور نہ ایرانی سلطنت میں۔ رومیوں نے مسلمانوں سے ارضِ حجاز وشام وغیرہ میں جو تعرض کیا تھا، دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کا انجام کیا ہوا اور کس طرح عہد خلافت ثالثہ کے اوائل ہی میں رومیوں کو مصر وغیرہ سے کوچ کرنا پڑا اور جب حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی خانہ جنگیوں کا دَور دورہ شروع ہوا تو رومیوں کو اپنی کھوئی ہوئی جاہ وحشمت کے بازیافت کی سوجھی اور انہوں نے شام وغیرہ ممالک عربیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ کی طرف فوج بھیجی جس میں حضرت ابوایوب انصاریؓ جیسے سپہ سالار بھی تھے تا رومیوں کو ملک میں گھسنے کی جرأت نہ ہو۔ یہ پہلا حملہ تھا جو ۵۲ھ میں ہوا۔ اگرچہ سلطنت رومانیہ اس حملہ سے فتح نہیں ہوئی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا دروازہ کھل گیا اور آخر آٹھویں صدی ہجری میں سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں سے پوری شان کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچی۔ یہی انجام ایرانی سلطنت کا ہوا۔ خسرو پرویز سے اس کی ابتداء ہوئی جس کا اثر ونفوذ یمن میں تھا۔ اس نے (العیاذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور اپنے دربار میں حاضری کا فرمان بھیجا اور آپؐ کا دعوت نامہ برسرِ دربار پھاڑ کر پھینک دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اس کے جانشینوں نے مرتدین مسیلمہ کذاب، اَسوَدعنسی اور طلیحہ کی پیٹھ ٹھونکی اور ذخائر اور مشیرانِ حرب کے ذریعہ ان کی مدد کی۔ جیسا کہ انہی دِنوں رومیوں نے بھی سجاح وغیرہ کی امداد میں بڑا حصہ لیا اور ان کی طرف سے عراق، فارس اور بلادِ عرب میں یورشوں نے آخر وہ دن دکھایا کہ ایرانیوں کو مملکت ایران سے ہاتھ دھونا پڑا اور رومیوں کو صرف سات سال کی مدت میں ملک شام جہاں وہ سات صدیوں سے حکمران تھے چھوڑنا پڑا۔ ان دونوں سلطنتوں کا ان ملکوں سے نام ونشان مٹ گیا اور سارے عالم نے مقدس جہاد کی برکات کا محیر العقول معجزہ دیکھا کہ کل بیس سال کے عرصہ میں حضرت عمرؓ کی وفات سے قبل اسلامی حکومت مشرق میں

بخارا تک، مغرب میں تونس تک، شمال میں بحیرہ قزوین (کیسپین) اور جنوب میں بحر ہند کے ساحل تک ممتد و متسع ہوگئی۔ فتوحاتِ اسلامی کی اس وسعت کے تعلق میں ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے ذکر میں عیسائی مؤرخ فلپ حتّی استاذ آداب اللغات السامۃ اپنی کتاب تاریخ العرب میں رقمطراز ہیں: اگر ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں ان میں سے کوئی یہ پیشگوئی کرنے کی جرأت کرتا کہ جزیرۂ عرب کے صحرا میں ایسی بے نظیر طاقت قائم ہوگی جس کی شان و شوکت کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی اور یہ کہ وہ دنیا کی دو یکتائے روزگار حکومتوں کا اس زمانہ میں میں مقابلہ کر کے ان میں سے ایک یعنی ساسانی حکومت کی قائمقام بن جائے گی اور دوسری حکومت حکومت البیزنطینہ کو اس کے نہایت ہی دولت مند صوبوں سے محروم کر دے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی اس قسم کی پیشگوئی پر اس وقت جرأت کرتا تو لوگ اُسے یقیناً پاگل سمجھتے۔ مگر ہوا یہی☆ جرمن مؤرخ وان کریمر (Van Kremer) اور انگریز مؤرخ ولیم میور (William Muir) نے بھی اپنی تصانیف میں یہی اعتراف کیا ہے۔

ابواب مذکورہ بالا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات کا ذکر اسی غرض سے کیا گیا ہے تا یہ بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کس قدر برکات کے وارث بنائے جاتے ہیں۔

باب ۹۵ میں جن لوگوں سے لڑائی کرنے کا ذکر ہے اس سے علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک زنادقہ مراد ہیں۔ جن کا سردار بابک تھا جو خلیفہ مامون کے زمانے (۲۰۱ھ) میں ایران پر چھا گیا تھا۔ آخر وہ خلیفہ معتصم کے زمانہ میں قتل ہوا۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۱۲۷)

باب ۹۵ میں ترکوں اور ان لوگوں کا جو حلیہ بیان ہوا ہے وہ تقریباً ایک ہی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ مغولی قبائل ہیں اور ترک ان کی ایک شاخ ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت خونریز جنگیں کیں اور آخر اسلام قبول کر کے اسلامی سلطنت کی وسعت اور قسطنطنیہ سے متعلق مذکورہ بالا پیشگوئی کے پورا کرنے کا آخری سبب بنے جس کی ابتداء حضرت معاویہؓ کے عہد میں ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشگوئی ہی دراصل محرک تھی ہر مسلمان حکمران کے لئے کہ وہ اس کی فتح کا سہرا باندھے۔

☆ "If someone in the first third of the seventh Christian century had had the audacity to prophesy that within a decade or so some unheralded, unforeseen power from the hitherto barbarous and little-known land of Arabia was to make its appearance, hurl itself against the only two world powers of the age, fall heir to the one (the Sasanid) and strip the other (the Byzantine) of its fairest provinces, he would undoubtedly have been declared a lunatic. Yet that was exactly what happened."
(The Arabs A Short History by Philip Khuri Hitti, Islam on the March, page 56)

اگلے ابواب میں جو نیا مضمون ہے اسے شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں حرب وقتال سے متعلق فوجی استعداد کی صورت مجملاً بیان کردی جائے جو سابقہ ابواب سے اخذ ہوتی ہے۔ مجاہدین کی ترتیب صفوف کے متعلق بتایا جاچکا ہے کہ وہ چھ حصوں میں منقسم تھی: (۱) طلیعہ یعنی ہراول دستہ فوج جو تجسس وخبر رسانی کا فرض ادا کرتا تھا۔ حالات کے پیش نظر اس کی تعداد ایک بھی ہوتی اور زیادہ بھی۔ (۲) قلب یعنی مرکزی فوج۔ (۳) مؤخر الجیش۔ (۴) میمنہ یعنی راست۔ (۵) میسرہ یعنی چپ۔ (۶) محفوظ فوج یعنی کمک۔ پانچ حصوں کو خمیس کا نام دیا گیا تھا۔ وہ عملاً کارزار میں کام کرنے والے تھے۔ ان چھ حصوں کو نقل وحرکت کے لحاظ سے خیالہ (اسپ سوار)، رجالہ (پیادہ)، ھجانہ (شتر سوار)، حمالہ (باربردار) کے نام دیئے گئے تھے اور اسلحہ کے لحاظ سے بھی ایک تقسیم تھی۔ رُماۃ یا نبالہ (تیر انداز)، رماحۃ (نیزہ بردار)، حرابۃ (برچھی دار)، الدارعۃ (زِرہ پوش)، دِرعیہ (ایسے تیر یا بھالے جو زِرہ میں گھس جاتے اور اسے توڑ دیتے تھے۔) زِرہ دو قسم کی تھی چھوٹی اور بڑی۔ خَود بھی استعمال ہوتے تھے۔ عرب میں تلواریں، نیزے، بھالے اور تیر کمان اعلیٰ درجہ کے بنتے تھے۔ یہ سامان عُـدَّۃ حَرَبِیَّۃ کہلاتا تھا۔ عُدَّۃ کے معنی ہیں ساز وسامان۔ ارشادِ باری تعالیٰ میں وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الأنفال :٦١) میں علاوہ اَخلاقی قدروں کے اِسی عُدّہ حربیہ کا ذکر ہے۔ ترتیباتِ عسکریہ اور ساز وسامانِ حربیہ میں بعہد خلافِ اولیٰ ترقی ہوئی۔

عسکری ترتیب بحیثیت قائد حرب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید کی آیت وَإِذْ غَـدَوْتَ مِـنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ (آل عمران: ۱۲۲) میں مذکور ہے اور اگلے باب میں اس کی تصریح ہے اور اس کا ذکر کتاب المغازی میں بھی مفصل آئے گا۔

بَاب ۹۷ : مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ فَاسْتَنْصَرَ

شکست کے وقت جو اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کھڑا کرے اور اپنی سواری سے اُتر آئے اور نصرت کی دعا مانگے

۲۹۳۰ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللهِ مَا وَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّهُ خَرَجَ

۲۹۳۰: عمرو بن خالد نے ہمیں بتایا۔ زُہَیر نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے ہمیں بتایا۔ کہتے تھے: میں نے حضرت براءؓ سے سنا اور ان سے ایک شخص نے پوچھا تھا: ابو عمارہ! تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹھ نہیں پھیری۔ لیکن بات یہ تھی کہ آپؐ کے ساتھیوں میں سے کچھ نوجوان اور ان میں سے وہ جن کے پاس

شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَخِفَافُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَأَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَأَقْبَلُوْا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ.

سازوسامان نہ تھا (نہ سر پر خَود، نہ بدن پر زرہ)، نہ کوئی اور ہتھیار تھا ان کا ایسے لوگوں سے سامنا ہوا جو تیرانداز تھے۔ جن میں ہوازن اور بنونصر دونوں قبیلے تھے۔ ان کا ایک تیر بھی خالی نہ جاتا تھا۔ انہوں نے ان پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی کہ کسی کو بھی خالی نہ جانے دیا۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بھاگے) آئے۔ آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور آپؐ کے چچا کے بیٹے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلبؓ اس کی لگام پکڑے لئے آرہے تھے۔ آپؐ نیچے اُترے اور نصرت کی دعا مانگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں
اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

اس کے بعد آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کھڑا کیا۔

اطرافہُ: ۲۸٦٤، ۲۸۷٤، ۳۰٤۲، ٤۳۱٥، ٤۳۱٦، ٤۳۱۷۔

تشریح: مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَة: جنگ میں ترتیب فوج، سرعت نقل وحرکت اور استعمال اسلحہ وغیرہ کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت وفن سپاہ گری سے واقفیت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے کہ شدید خطرے کے وقت میں آپؐ اپنی سواری سے اُترے اور منتشر مجاہدین کو صف بستہ کر کے شکست فتح میں تبدیل کر دی۔

بَاب ۹۸: اَلدُّعَاءُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

مشرکوں کے لئے بددعا کرنا کہ انہیں شکست ہو اور اُن کے پاؤں لڑکھڑا جائیں

۲۹۳۱: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا عِيْسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَاب قَالَ

۲۹۳۱: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ (بن یونس) نے ہمیں خبر دی۔ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، محمد بن سیرین نے عبیدہ (سلمانی) سے، عبیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ.

سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: غزوۂ احزاب کے موقع پر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ان کے گھر اور ان کی قبریں آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

اطرافهُ: ۴۱۱۱، ۴۵۳۳، ۶۳۹۶۔

۲۹۳۲: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الْقُنُوْتِ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ ابْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ.

۲۹۳۲: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ (عبداللہ) بن ذکوان سے مروی ہے۔ انہوں نے اَعرج سے، اَعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو (کافروں کے پنجہ سے) رہائی دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو رہائی دے۔ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو رہائی دے۔ اے اللہ! مومنوں میں سے جو کمزور ہیں انہیں رہائی دے۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے لتاڑ۔ اے اللہ! یوسف کے زمانہ کی قحط سالیوں جیسی قحط سالیوں سے ان کو واسطہ ڈال۔

اطرافهُ: ۷۹۷، ۸۰۴، ۱۰۰۶، ۳۳۸۶، ۴۵۶۰، ۴۵۹۸، ۶۲۰۰، ۶۳۹۳، ۶۹۴۰۔

۲۹۳۳: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۳۳: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ اسماعیل بن ابی خالد نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے احزاب کی جنگ میں مشرکوں کے خلاف دعا کی۔ آپؐ

يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

نے فرمایا: اے اللہ! قرآنِ مجید کے نازل کرنے والے، حساب جلد لینے والے! ان (کافروں کے) گروہوں کو شکست دے اور ان کے قدم اُکھاڑ دے۔

اطرافه: ٢٩٦٥، ٣٠٢٥، ٤١١٥، ٦٣٩٢، ٧٤٨٩.

٢٩٣٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوْا فَجَاءُوْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ ابْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ ابْنِ عُتْبَةَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيْبِ بَدْرٍ قَتْلَى.

۲۹۳۴: عبداللہ بن ابی شیبہ نے ہمیں بتایا۔ جعفر بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحٰق سے، ابواسحٰق نے عمرو بن میمون سے، عمرو نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ ایک دفعہ کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور قریش میں سے کچھ لوگوں نے مشورہ کیا اور مکہ کی کسی جہت میں ایک اونٹنی ذبح کی گئی تھی۔ انہوں نے اس کی اوجھڑی منگوا بھیجی اور وہ آپؐ پر ڈال دی۔ حضرت فاطمہؓ آئیں تو انہوں نے وہ آپؐ سے اُتاری۔ آپؐ نے یہ دعا کی: اے اللہ! قریش کو تو ہی سمجھ۔ اے اللہ! قریش کو تو ہی سمجھ۔ اے اللہ! قریش کو تو ہی سمجھ۔ ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور اُبَیّ بن خلف اور عقبہ بن ابی مُعَیط کو۔ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا: میں نے ان کو خود بدر کے کنوئیں میں دیکھا وہ قتل کئے گئے تھے۔

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ وَنَسِيْتُ السَّابِعَ. وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمَيَّةُ أَوْ أُبَيٌّ وَالصَّحِيْحُ أُمَيَّةُ.

ابواسحاق نے کہا: میں ساتویں شخص کا نام بھول گیا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے ابواسحاق سے (کبھی اُبَیّ بن خلف کی بجائے) امیہ بن خلف نقل کیا۔ اور شعبہ نے کہا: اُمیہ ہے یا اُبی۔ اور صحیح اُمیہ ہے۔

اطرافه: ۲٤۰، ۵۲۰، ۳۱۸۵، ۳۸۵٤، ۳۹٦۰.

۲۹۳۵: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكَ وَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَا لَكِ قَالَتْ☆ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۲۹۳۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابن ابی مُلَیکہ سے، ابن ابی مُلَیکہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْکَ تو میں نے ان پر لعنت کی۔ آپؐ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ میں☆ نے کہا: آپؐ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے وہ الفاظ نہیں سنے جو میں نے کہے۔ یعنی وَعَلَيْكُمْ کہ تم پر ہلاکت ہو۔

اطرافه: ٦۰۲٤، ٦۰۳۰، ٦۲۵٦، ٦۳۹۵، ٦٤۰۱، ٦۹۲۷.

تشریح: **اَلدُّعَاءُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَ الزَّلْزَلَةِ**: روایات زیرِ باب میں آنحضرت ﷺ کی دعا اور دعوت الحق کا ذکر ہے۔ آپؐ نے جس طرح ظالم طبع دشمنوں کی بیخ کنی کے لیے دعائیں کیں۔ اسی طرح ان کی ہدایت کے لیے بھی دعائیں کیں نیز جنگ سے قبل اتمامِ حجت کی غرض سے ان کو امن وصلح کی دعوت دی اور انذار سے بھی کام لیا۔ اچانک حملہ کرنے اور شبخون کرنے سے منع فرمایا۔ (دیکھئے باب۱۰۲، روایت نمبر۲۹۴۵)

دعا زَلْزِلْهُمْ سے مراد ہے: اَنْ تَطِيْشَ عُقُوْلُهُمْ وَتَرْعَدَ أَقْدَامُهُمْ۔ یعنی وہ حواس باختہ ہوجائیں اور اُن کے قدم اُکھڑ جائیں اور سراسیمہ ہوکر بھاگ جائیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۳۰)

أُمَيَّةُ وَأُبَيٌّ ... : اس روایت کیلئے کتاب الوضوء باب۶۹ روایت نمبر۲۴۰، کتاب الصلاۃ باب۱۰۹ روایت نمبر۵۲۰ دیکھئے۔ ان میں امیہ بن خلف کا ذکر آتا ہے۔

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "قُلْتُ" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۰۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ۹۹ : هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

کیا مسلمان اہل کتاب کو نیکی کی بات بتائے یا انہیں کتاب سکھائے

۲۹۳۶: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ.

طرفه: ۲۹۴۰۔

۲۹۳۶: اسحٰق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا اور اس میں آپؐ نے یہ کہا کہ اگر تم نے روگردانی کی تو یاد رکھو کہ تمہارے ذمہ رعایا کا بھی گناہ ہوگا۔

بَاب ۱۰۰ : اَلدُّعَاءُ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

مشرکوں کے لئے ہدایت کی دعا کرنا تا ان کو (ہدایت کی باتوں سے) الفت پیدا ہو

۲۹۳۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ

۲۹۳۷: ابوالیمان (حکم بن نافع) نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: طُفَیل بن عمرو دَوسی اور ان کے ساتھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! دَوس نافرمان ہو گئے ہیں اور ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے آپؐ اللہ سے ان کے لیے

هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ.

بددُعا کریں۔لوگوں نے کہا: دَوس اب تباہ ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! دَوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

اطرافهُ: ٤٣٩٢، ٦٣٩٧.

بَاب ١٠١: دَعْوَةُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى وَعَلَى مَا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهِ

یہوداور نصاریٰ کودعوت دین دینااوران سے کس بات پرلڑائی کی جائے

وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف جو خط لکھے اورلڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام دینا۔

٢٩٣٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ.

۲۹۳۸: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ قتادہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔کہتے تھے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپؐ سے کہا گیا کہ وہ خط نہیں پڑھتے مگر وہی جس پر مہر لگی ہو۔اس لئے آپؐ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔گویا اب بھی اس انگوٹھی کی سفیدی کو آپؐ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں اور آپؐ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ کرایا تھا۔

اطرافهُ: ٦٥، ٥٨٧٠، ٥٨٧٢، ٥٨٧٤، ٥٨٧٥، ٥٨٧٧، ٧١٦٢.

٢٩٣٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ

۲۹۳۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔انہوں نے کہا کہ عُقَیل نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے مروی ہے۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

انہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط کسریٰ کی طرف بھجوایا اور ایلچی سے فرمایا کہ یہ بحرین کے حاکم کو دے دو۔ بحرین کا حاکم اسے کسریٰ کو پہنچا دے گا۔ جب کسریٰ نے وہ پڑھا تو اسے پھاڑ ڈالا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سعید بن مسیّب نے اس روایت میں یوں کہا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا کی کہ وہ ہر طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

اطرافه: ٦٤، ٤٤٢٤، ٧٢٦٤.

بَاب۱۰۲: دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو اِسلام اور اپنی نبوت قبول کرنے کے لئے دعوت دینا

وَأَنْ لَّا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ (آل عمران:۸۰) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

اور یہ کہ وہ ایک دوسرے کو اللہ کے سوا اپنا ربّ نہ بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ کسی بندے کے شایانِ شان نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکومت اور نبوت دے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

۲۹۴۰: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۲۹۴۰: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، عبیداللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيْلِيَاءَ شُكْرًا لِّمَا أَبْلَاهُ اللهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَأَهُ الْتَمِسُوْا لِي هَا هُنَا أَحَدًا مِّنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ۲۹۳۶۔

انہوں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا جس میں آپؐ نے اس کو اِسلام کی دعوت دی اور دحیہ کلبی کے ہاتھ اپنا خط اسے بھجوایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی سے فرمایا کہ وہ بصریٰ کے سردار کے سپرد کر دے تا وہ قیصر کو پہنچا دے اور جب اللہ نے فارس کے لشکروں کو شکست دے کر اس سے ہٹا دیا تو قیصر حمص سے ایلیا آیا تا جو اللہ نے اس پر احسان کیا تھا، اس کا شکریہ ادا کرے۔ جب قیصر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا تو وہ اس نے پڑھا اور کہا: اس کی قوم میں سے کسی کو یہاں تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ تا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان سے دریافت کروں۔

۲۹۴۱: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّأْمِ فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَوَجَدَنَا رَسُوْلُ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّأْمِ فَانْطَلَقَ

۲۹۴۱: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: ابوسفیان بن حرب نے مجھے بتایا کہ وہ قریش کے کچھ آدمیوں کے ساتھ شام میں تھے اس میعادی صلح کے زمانے میں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان ہوئی تھی۔ وہاں تجارت کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے کہا: ہمیں شام کے کسی مقام میں قیصر کے ایلچی نے پایا۔ وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم ایلیاء پہنچے اور اس کے پاس ہم لے جائے گئے تو

بِي وَبِأَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِيْلِيَاءَ فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّي وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي فَقَالَ قَيْصَرُ أَدْنُوْهُ وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوْا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ كَتِفِي ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللهِ لَوْ لَا الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِي عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهُ حِيْنَ سَأَلَنِي عَنْهُ وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْثُرُوْا الْكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ

کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دربار میں بیٹھا ہے اور اس کے سر پر تاج ہے اور اس کے اِردگرد رومی سردار ہیں۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے پوچھو کہ ان لوگوں میں سے رشتہ میں کون زیادہ قریبی ہے اس شخص کا جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے؟ ابوسفیان کہتے تھے: میں نے کہا: ان لوگوں میں سے رشتے میں زیادہ قریبی مَیں ہوں۔ قیصر نے پوچھا: تمہارے اور اس کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا: وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ اور اس وقت اس قافلہ میں میرے سوا عبدمناف کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ قیصر نے کہا: اسے (میرے) نزدیک لاؤ اور میرے ساتھیوں کے لئے اس نے حکم دیا اور وہ میری پیٹھ کے پیچھے میرے کندھے کے قریب کھڑے کر دیئے گئے۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اِس شخص سے اُس شخص کے متعلق پوچھنے لگا ہوں کہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں نبی ہوں۔ اگر اس نے جھوٹ بولا تو تم اس کو جھٹلا دینا۔ ابوسفیان کہتے تھے: اللہ کی قسم! کہ اگر اس دن یہ شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میرے متعلق جھوٹ کی نشاندہی کریں گے تو مَیں ضرور جھوٹ بولتا جب وہ مجھ سے آپؐ کے متعلق پوچھتا۔ لیکن مجھے یہی شرم آئی کہ یہ میرے متعلق چرچا کریں گے۔ اس لئے میں نے اس سے سچ بیان کیا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے پوچھو تم میں سے اس شخص کا نسب کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں خاندانی ہے۔ قیصر نے کہا: تو کیا اس سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا؟ میں نے

قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ أَوْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَّغْدِرَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي غَيْرُهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ دُوَلًا وَسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَنُدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَّعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَيَأْمُرُنَا

کہا: نہیں۔ پھر اس نے پوچھا: جو دعویٰ اس نے کیا ہے، اس دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی تم نے اس کو جھوٹ سے متہم کیا؟ (ابوسفیان کہتے تھے) میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا اس کے آباؤ اَجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا لوگوں میں سے بڑے بڑے اس کی پیروی کر رہے ہیں یا ان میں سے کمزور؟ میں نے کہا: ان میں سے کمزور۔ اس نے پوچھا: کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا: کم نہیں بلکہ بڑھ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد پھر اس دین سے نفرت کرتے ہوئے مرتد ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا دغا بازی کرتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اور اَب ہم اس کی طرف سے ایک میعادی صلح میں ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہم سے دھوکا نہ کرے۔ ابوسفیان کہتے تھے: اس کے سوا اَور کوئی بات آپؐ کی برائی کی مجھ کو نہیں ملی جو میں شریک کرتا اور مجھ کو اس پر اپنے ساتھیوں کے جھٹلانے کا ڈر نہ ہوتا۔ اس نے پوچھا: کیا تم نے کبھی اس سے لڑائی کی یا تم سے وہ لڑا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: پھر اس کی اور تمہاری لڑائی کیسی رہی؟ میں نے کہا: کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔ کبھی ہم پر وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب آجاتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: اچھا تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ہمیں وہ یہ حکم دیتا ہے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے روکتا

بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ قُلْ لَّهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَوْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ

ہے جن کی عبادت ہمارے آباؤ اَجداد کرتے تھے اور ہمیں نماز اور صدقہ کا حکم دیتا، بدی سے روکتا، عہد کو پورا کرنے اور امانتیں ادا کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جب میں نے اس سے یہ کہا: تو قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے کہو کہ میں نے تم سے اس کے نسب کی نسبت پوچھا تھا کہ تم میں کیسا ہے تو تم نے کہا کہ وہ خاندانی ہے اور رسول اسی طرح اپنی قوم کے اچھے خاندان میں ہی مبعوث ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا: کیا تم میں سے کسی نے اس سے پہلے ایسا دعویٰ کیا اور تم نے کہا: نہیں۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر اس سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ ایک شخص ہے جو ایسی بات کی نقل کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے اور میں نے تم سے پوچھا: کیا تم نے اس پر کبھی جھوٹ کا اِتہام لگایا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دعویٰ کرتا جو اس نے کیا۔ تم نے کہا: نہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ ایسا نہیں کہ لوگوں پر تو اِفتراء نہ کرے اور اللہ پر اِفتراء کرے۔ اور میں نے تم سے پوچھا: کیا اس کے باپ دادوں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا تھا؟ تم نے کہا: نہیں۔ میں نے خیال کیا: اگر اس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ اپنے باپ دادا کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا: کیا لوگوں میں سے بڑے بڑے اس کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور؟ تم نے کہا کہ کمزوروں نے ہی اس کی پیروی کی ہے اور دراصل ایسے ہی لوگ رسولوں کے پیرو ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا: کیا وہ بڑھ رہے

الْإِيْمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَكَذَلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُوْنُ دُوَلًا وَيُدَالُ عَلَيْكُمْ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ عَلَيْهِ الْأُخْرَى وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَكِنْ لَّمْ أَعْلَمْ☆ أَنَّهُ مِنْكُمْ وَإِنْ يَّكُ مَا قُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِكُ أَنْ يَّمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرْجُو أَنْ

ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان اسی طرح بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے کمال تک جا پہنچے اور میں نے تم سے پوچھا: کیا کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو برا سمجھ کر مرتد ہوتا ہے؟ تم نے کہا: نہیں۔ ایمان کی یہی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کی بشاشت دلوں میں رَچ جاتی ہے تو کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہوتا۔ میں نے تم سے پوچھا: کیا وہ دغا کرتا ہے تو تم نے کہا: نہیں اور رسول ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ دغا نہیں کیا کرتے اور میں نے تم سے پوچھا: کیا تم نے اس سے کبھی لڑائی کی اور وہ بھی تم سے لڑا؟ تم نے کہا: ہاں لڑائی کی اور یہ کہ تمہاری اور اس کی لڑائی ڈول کی طرح ہوتی ہے۔ کبھی وہ تم پر غالب آتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب آتے ہو اور اسی طرح رسولوں کی بھی آزمائش کی جاتی ہے اور انجام کار غلبہ انہی کو ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا: وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟ تم نے کہا کہ وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تمہیں ان چیزوں کی پرستش سے روکتا ہے جن کو تمہارے باپ دادے پوجتے تھے اور تمہیں نماز، صدقہ، عفت، ایفاءِ عہد اور اداءِ امانت کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے کہا: اور یہی باتیں اس نبی کے اَوصاف ہیں۔ میں یقیناً جانتا تھا کہ وہ عنقریب پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن میں گمان☆ نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا جو کچھ تم نے کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں

☆ عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ "لَمْ أَظُنُّ" ہے (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۱۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَخْلُصَ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيْهِ:

قدموں کی جگہ کا مالک ہو جائے گا اور اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں اس تک سلامت پہنچ جاؤں گا تو میں ضرور اس کی ملاقات کے لئے مشقت برداشت کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدموں کو دھوتا۔ ابوسفیانؓ کہتے تھے: پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا جو پڑھا گیا۔ اس میں یہ تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ. وَ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران: ۶۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- یہ خط محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ رومیوں کے سردار ہرقل کے نام۔ سلامتی ہو اس پر جو راستی کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو سلامتی میں رہو گے۔ اور اسلام قبول کرو، اللہ تمہیں دُہرا اجر دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو یقیناً تمہاری رعایا کے گناہ کا وبال بھی تم پر ہوگا۔ ’’اور اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنائیں۔ پس اگر وہ اس سے پھر جائیں تو تم ان سے کہہ دو کہ گواہ رہو ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔‘‘

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّوْمِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَا أَدْرِي مَاذَا قَالُوْا وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا

ابوسفیان کہتے تھے: جب ہرقل اپنی بات ختم کر چکا تو رومیوں کے سرداروں کی جو اس کے اردگرد تھے آوازیں بلند ہوئیں اور شوروغل زیادہ ہو گیا۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا اور ہمارے متعلق حکم ہوا اور ہم باہر

فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ هَذَا مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ يَخَافُهُ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ ذَلِيْلًا مُسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهٌ.

نکال دیئے گئے۔ جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر آیا اور ان سے تنہائی حاصل ہوئی تو میں نے ان سے کہا: حد ہوگئی۔ ابوکبشہ کے بیٹے کی تو دھاک بیٹھ گئی ہے۔ بنواَصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی اس سے ڈر رہا ہے۔ ابوسفیانؓ کہتے تھے: بخدا! میں (اس دن سے) اپنے تئیں ذلیل ہی سمجھتا رہا۔ یہی یقین تھا کہ آپؐ کا سلسلہ ضرور غالب ہوگا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام کو داخل کر ہی دیا بحالیکہ یہ بات مجھے پسند نہیں تھی۔

اطرافهُ: ۷، ۵۱، ۲۶۸۱، ۲۸۰٤، ۲۹۷۸، ۳۱۷٤، ٤٥٥۳، ۵۹۸۰، ٦۲٦۰، ۷۱۹٦، ۷۵٤۱۔

۲۹٤۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُّعْطَى فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّه لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ

۲۹۴۲: عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ خیبر میں یہ کہتے سنا کہ اب یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ یہ سن کر لوگ اُٹھے۔ آپؐ کی اس بات سے امید کرنے لگے کہ دیکھیں ان میں سے کس کو (یہ جھنڈا) دیا جاتا ہے۔ صبح اُٹھے اور ان میں سے ہر ایک کو یہ امید تھی کہ اسے (جھنڈا) ملے گا۔ آپؐ نے پوچھا: علیؓ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپؐ نے (انہیں بلانے کے لئے) فرمایا اور وہ لائے گئے۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں پر (اپنا) لعاب دہن لگایا اور انہوں نے اسی جگہ بیماری سے شفا پائی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو بیماری ہوئی نہ تھی۔

عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللهِ لأَنْ يُّهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ.

حضرت علیؓ نے پوچھا: آیا ان سے اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک کہ وہ ہماری طرح نہ ہوجائیں؟ آپؐ نے فرمایا: آہستہ نرمی سے۔ جب تم ان کے آنگن میں ڈیرے لگا دو تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور جو باتیں ان کیلئے ضروری ہیں وہ انہیں بتاؤ۔ کیونکہ بخدا تمہارے ذریعہ اگر ایک آدمی بھی راہ راست پر آجائے تو یہ سرخ اونٹوں سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

اطرافه: ۳۰۰۹، ۳۷۰۱، ۴۲۱۰۔

۲۹۴۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَّمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا.

۲۹۴۳: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) ابواسحاق نے ہمیں بتایا۔ حُمید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کے لئے نکلتے تو جب تک صبح نہ ہوجاتی اس پر حملہ نہ کرتے اور پھر اگر آپؐ اذان سن لیتے تو رُک جاتے اور اگر نہ سنتے تو صبح ہونے کے بعد حملہ کر دیتے۔ اسی لئے خیبر میں رات کو جا کر ہم نے ڈیرے لگائے۔

اطرافه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

۲۹۴۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۲۹۴۴: (دوسری سند) قُتَیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمید سے، حُمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا.

(حضرت انسؓ نے کہا) کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ جہاد کرتے۔ (پھر وہی حدیث بیان کی)

اطرافہ: ٣٧١، ٦١٠، ٩٤٧، ٢٢٢٨، ٢٢٣٥، ٢٨٨٩، ٢٨٩٣، ٢٩٤٣، ٢٩٤٥، ٢٩٩١، ٣٠٨٥، ٣٠٨٦، ٣٣٦٧، ٣٦٤٧، ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ٤١٩٧، ٤١٩٨، ٤١٩٩، ٤٢٠٠، ٤٢٠١، ٤٢١١، ٤٢١٢، ٤٢١٣، ٥٠٨٥، ٥١٥٩، ٥١٦٩، ٥٣٨٧، ٥٤٢٥، ٥٥٢٨، ٥٩٦٨، ٦١٨٥، ٦٣٦٣، ٦٣٦٩، ٧٣٣٣.

٢٩٤٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا {☆مُحَمَّدٌ وَاللهِ} مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

۲۹۴۵: ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے حُمید سے، حُمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف نکلے اور وہاں رات کو پہنچے اور جب آپؐ کسی قوم کے پاس رات کو پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی آپؐ ان پر حملہ نہ کرتے۔ جب صبح ہوئی یہود اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر نکلے۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو کہنے لگے: {محمد☆ ہے بخدا} محمد لشکر سمیت آ پہنچا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر۔ خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں ڈیرا لگاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کی صبح بری ہی ہوتی ہے جن کو قبل از وقت خطرے سے آگاہ کر دیا گیا ہو۔

اطرافہ: ٣٧١، ٦١٠، ٩٤٧، ٢٢٢٨، ٢٢٣٥، ٢٨٨٩، ٢٨٩٣، ٢٩٤٣، ٢٩٤٤، ٢٩٩١، ٣٠٨٥، ٣٠٨٦، ٣٣٦٧، ٣٦٤٧، ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ٤١٩٧، ٤١٩٨، ٤١٩٩، ٤٢٠٠، ٤٢٠١، ٤٢١١، ٤٢١٢، ٤٢١٣، ٥٠٨٥، ٥١٥٩، ٥١٦٩، ٥٣٨٧، ٥٤٢٥، ٥٥٢٨، ٥٩٦٨، ٦١٨٥، ٦٣٦٣، ٦٣٦٩، ٧٣٣٣.

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ١٣٦) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٢٩٤٦ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ. رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۴۶:ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ سعید بن مسیّب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کا اس وقت تک مقابلہ کرتا رہوں جب تک کہ وہ یہ اقرار نہ کرلیں کہ اللہ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔سو جس نے اقرار کرلیا کہ اللہ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں تو یقیناً اس نے اپنی جان کو اور اپنے مال کو بچالیا،اس کے سوا کہ وہ حق کے ساتھ لئے جائیں اور اس شخص کا محاسبہ تو اللہ کے ذمہ ہے۔حضرت عمرؓ اور (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا۔

تشریح: هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ: باب کا عنوان استفہامیہ ہے۔اس استفتاء سے ایک فقہی اختلاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔امام مالکؒ کافر کو قرآنِ مجید کی تعلیم دینا جائز نہیں سمجھتے کہ وہ طہارت وغیرہ آداب سے بے پروائی کرتا ہے۔امام ابوحنیفہؒ نے اس کی اجازت دی ہے۔امام شافعیؒ نے بَین بین کی راہ اختیار کی ہے کہ غیر مسلم کی غرض اچھی ہو اور قرآنِ مجید سے متعلق ادب ملحوظ رکھتا ہو تو اسے تعلیم دی جائے اور اگر اعتراض کرنا مقصود ہو اور ادب کا پاس نہ کرتا ہو تو ایسے شخص کو قرآنِ مجید کی تعلیم دینا مناسب نہیں۔(فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۱۳۱) (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۲۰۷) امام بخاریؒ امام شافعیؒ کی رائے سے متفق ہیں۔ارشاد و ہدایت اور تعلیم دینے کا استنباط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خطوط سے کیا گیا ہے جو ہرقل وغیرہ بادشاہوں کو بھیجے گئے تھے۔ہرقل کو جو خط لکھا گیا تھا، اس میں قرآنِ مجید کی یہ آیت بھی تھی: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ...(آل عمران:۶۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے تمام وسائل سے کام لیا ہے۔استعدادِ حربی سے بھی، دعوۃ الحق سے بھی اور دعا سے بھی۔

اَلدُّعَاءُ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰي: بعض صحابہ قبیلہ دوس کی ہدایت سے یہاں تک مایوس تھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بددعا کی درخواست کی لیکن آپؐ نے ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔طفیل بن عمرو دَوسیؓ نے ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کو تبلیغ کی مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عرض کیا کہ ان میں بت پرستی، زنا اور رِبوٰ رائج ہے اور یہ باتیں ان کے اسلام قبول کرنے میں روک ہیں۔ وہ لوگ تو بددعا کے مستحق ہیں۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی جو خارق طور پر قبول ہوئی اور پھر یہی طفیل بن عمرو دَوسی رضی اللہ عنہ اَسی نوے اشخاص کے ساتھ خیبر آئے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور اس کے بعد قبیلہ دَوس میں اسلام سرعت سے پھیلا۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۲۰۸) اس تعلق میں کتاب المغازی باب ۷۵ بھی دیکھئے۔

باب ۱۰۰ سے بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراسر رحمت تھے۔ بددعا میں جلدی کرنے والے نہ تھے۔ آپؐ نے بددعا اسی وقت کی ہے جب ظلم حد سے گذر گیا اور ہدایت اور اصلاح کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی۔ آپؐ کی دعا اور بددعا دونوں حسب موقع و محل تھیں۔

اَلدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ: باب ۱۰۱، ۱۰۲ کا تعلق ایک فقہی اختلاف سے ہے کہ آیا لڑائی سے پہلے دعوۃ الی الاسلام ضروری ہے یا نہیں؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک ضروری ہے۔ اکثر فقہاء کا اس سے اتفاق ہے۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک جب اسلام پھیل گیا ہو اور اس کے اصول عام لوگوں کو معلوم ہو چکے ہوں اور کفار آمادہ جنگ ہو جائیں تو پھر ان کی لڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام دینا ضروری نہیں۔ البتہ اگر دور علاقے کی رہنے والی قوم ہو اور اس کی نسبت یقینی علم نہ ہو کہ وہ اسلام سے واقف ہے تو اسے جنگ سے پہلے دعوتِ اسلام دی جائے تا اتمامِ حجت ہو کر شک دور ہو کہ وہ مسلمانوں سے ناواقفیت میں تو جنگ نہیں کر رہے۔ (فتح الباری کتاب الجہاد شرح باب ۱۰۱ جزء۶ صفحہ ۱۳۲) اس تعلق میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ لڑائی سے پہلے تبلیغ حق کرنا ضروری ہے اور ان سے لڑنا جائز نہیں☆۔ نیز اس تعلق میں کتاب الاذان باب ۶ بھی دیکھئے۔

يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى: کسریٰ سے مراد خسرو پرویز ہے اور بحرین سے بحیرہ فارس اور بحیرہ عرب (دونوں سمندروں) سے ملحقہ علاقہ جات ہیں جو ایرانی اثر و رسوخ کے تحت تھے۔

وَعَلَى مَا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهِ: یہود و نصاریٰ سے لڑائی کس بات پر ہو؟ اس کا جواب اسی دعوت نامہ کے الفاظ ہیں۔ مزید جواب بعد کے اَبواب میں مفصل دیا گیا ہے۔

باب ۱۰۲ میں جن دو آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے پہلی آیت یہ ہے: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ (آل عمران: ۸۰) {ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”کسی بشر کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میری عبادت کرنے والے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہی کہتا ہے کہ) ربّانی ہو جاؤ، بوجہ اس کے کہ تم کتاب پڑھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ تم (اسے) پڑھتے ہو۔“}

اور دوسری آیت یہ ہے: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ یعنی تو کہہ

☆ (بدایة المجتهد، کتاب الجهاد، الجملة الأولى، الفصل الرابع في شرط الحرب، جزء اوّل صفحہ ۲۸۲)

دے کہ اے اہل کتاب! کم سے کم ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنایا کریں۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرماں بردار ہیں۔ (آل عمران: ۶۵)

محولہ بالا آیات دعوتِ توحید اور ایمان بالنبوّۃ میں ایک کامل پیغام حق ہیں۔ مثبت اور منفی دونوں جہتوں سے اور اس عقیدۂ ایمان سے متعلق تمام اہل کتاب ایک نقطۂ وحدت پر آسانی سے متفق ہو سکتے ہیں۔

باب ۱۰۲ کے تحت سات روایتیں منقول ہیں۔ پہلی اور دوسری روایت کے لئے دیکھئے تشریح کتاب بدء الوحی، روایت نمبر ۷۔ تیسری روایت میں صراحت ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو ہدایت کی کہ خیبر پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔ انہیں دعوتِ اسلام دیں۔ اگر ان میں سے ایک شخص بھی راستی قبول کرلے تو اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں۔ چوتھی، پانچویں اور چھٹی روایت حضرت انسؓ کی ہے جو تین سندوں سے نقل کی گئی ہے۔ ان کا مضمون ایک ہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک حملہ نہ کرتے، نہ شبخون مارتے بلکہ اذان کے ذریعہ دعوتِ حق کا اعلان فرماتے۔ کتاب الاذان باب ۸ روایت نمبر ۶۱۴ کی تشریح میں تفصیل سے بتایا جاچکا ہے کہ اذان خود ایک دعوت تامہ ہے۔ ساتویں روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے۔ اس میں اسی مضمون کی حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت کا حوالہ بھی مذکور ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کتاب الایمان باب ۱۷ روایت نمبر ۲۵ میں اور حضرت عمرؓ کی روایت کتاب الزکاۃ روایت نمبر ۱۴۰۰ میں دیکھئے۔

بَاب ۱۰۳: مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا

جس نے کسی جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا ہو اور پھر وہ کسی اور کام کا نام لے کر اسے مخفی رکھے

وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ

اور جو جمعرات کو سفر کرنا پسند کرے۔

۲۹۴۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ {بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ☆} بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ

۲۹۴۷: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عبداللہ {☆بن کعب بن مالک نے مجھے بتایا کہ عبداللہ} بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت کعبؓ کے بیٹوں میں سے یہی تھے جو انہیں (بوجہ کمزور بینائی کے) پکڑ کر لے جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۱۳۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا.

اس وقت سنا جب وہ (غزوۂ تبوک میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو اس کے سوا کسی اور جگہ کا قصد کر کے وہ (اصل جگہ) ظاہر نہ فرماتے۔

اطرافہ: ۲۷۵۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۶۶۹۰، ۷۲۲۵.

۲۹۴۸: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيْدُ غَزْوَةً يَغْزُوْهَا إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيْرٍ فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيْدُ.

۲۹۴۸: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے مجھے بتایا، کہا: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: ایسا کم ہی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں نکلنے کا ارادہ فرماتے تو جہاں جانا ہوتا اس کے سوا کسی اور طرف کا قصد کر کے (اصل جگہ کو) ظاہر نہ کرتے۔ جب تبوک پر چڑھائی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں وہاں جانے کیلئے نکلے اور چونکہ آپؐ کو دور دراز کا سفر درپیش تھا اور ایک وسیع بیابان میں سے گذرنا تھا اور بڑی تعداد والے دشمن سے مقابلہ کرنا تھا۔ اس لئے آپؐ نے مسلمانوں کو ان کی اصلی حالت کھول کر بیان کر دی تا جو ساز و سامان انہیں اپنے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے درکار ہو وہ اپنے ساتھ لے لیں اور جس رُخ آپؐ جانا چاہتے تھے وہ بھی انہیں بتا دیا۔

اطرافہ: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۶۶۹۰، ۷۲۲۵.

۲۹٤۹ : وَعَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

۲۹۴۹: اور (عبداللہ بن مبارک نے) یونس سے، یونس سے زُہری سے روایت کی۔ زُہری نے کہا: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے مجھے بتایا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے: کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جمعرات کے سوا اور کسی دِن نکلیں۔

اطرافہُ: ۲۷۵۷، ۲۹٤۷، ۲۹٤۸، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵٦، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ٤٤۱۸، ٤٦۷۳، ٤٦۷٦، ٤٦۷۷، ٤٦۷۸، ٦۲۵۵، ٦٦۹۰، ۷۲۲۵.

۲۹۵۰ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

۲۹۵۰: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، انہوں نے اپنے باپ (حضرت کعب بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے اور آپؐ جمعرات کے دن سفر پسند کرتے تھے۔

اطرافہُ: ۲۷۵۷، ۲۹٤۷، ۲۹٤۸، ۲۹٤۹، ۳۰۸۸، ۳۵۵٦، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ٤٤۱۸، ٤٦۷۳، ٤٦۷٦، ٤٦۷۷، ٤٦۷۸، ٦۲۵۵، ٦٦۹۰، ۷۲۲۵.

بَاب ۱۰٤ : اَلْخُرُوْجُ بَعْدَ الظُّهْرِ

ظہر کے بعد سفر کرنا

۲۹۵۱ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۹۵۱: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کے وقت چار رکعت نماز پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کے وقت دو رکعت پڑھی اور میں نے اُن کو (حج اور عمرہ) دونوں کا اکٹھے لبیک پکارتے سنا۔

اطرافه: ١٠٨٩، ١٥٤٦، ١٥٤٧، ١٥٤٨، ١٥٥١، ١٧١٢، ١٧١٤، ١٧١٥، ٢٩٨٦۔

بَاب ١٠٥: اَلْخُرُوْجُ آخِرَ الشَّهْرِ

مہینے کے آخر میں سفر کرنا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

اور کُرَیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ ذی القعدہ کی ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل پڑے اور ذوالحج کی چار راتیں گذری تھیں کہ آپؐ مکہ میں پہنچے۔

٢٩٥٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ إِذَا

۲۹۵۲: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے یحيٰ بن سعید سے، یحيٰ نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ وہ کہتی تھیں: ابھی ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم حج ہی سمجھ رہے تھے۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن کے ساتھ قربانیاں نہ ہوں تو وہ جب بیت اللہ کا طواف کرلیں اور صفا اور مروہ کے

طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ. قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللهِ بِالْحَدِيْثِ عَلَى وَجْهِهِ.

درمیان سعی کر چکیں تو احرام کھول ڈالیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا: یہ کیسا ہے؟ تو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یحيٰ نے کہا: میں نے قاسم بن محمد سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے کہا: بخدا! حضرت عائشہؓ نے یہ بات جیسی تھی ہو بہو ویسی تم سے بیان کی ہے۔

اطرافہُ: ۲۹۴، ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۸، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۵۶، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۶۳۸، ۱۶۵۰، ۱۷۰۹، ۱۷۲۰، ۱۷۳۳، ۱۷۵۷، ۱۷۶۲، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۲۹۸۴، ۴۳۹۵، ۴۴۰۱، ۴۴۰۸، ۵۳۲۹، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹، ۶۱۵۷، ۷۲۲۹۔

تشریح: **مَنْ أَرَادَ الْغَزْوَ فَوَرَّى بِغَيْرِهَا:** اس باب کا تعلق فوجی نقل وحرکت کی تنظیم سے ہے جو کامیاب جنگ کے لئے ضروری ہے۔ تَوْرِيَة کے معنی اصل مقصد کو پس پردہ رکھنا ہیں۔ ان ابواب میں جس رازداری کا ذکر ہے وہ لشکری کوچ اور فوجی قسم کی نقل وحرکت سے ہے نہ تمام سفروں سے۔ گذشتہ عالمگیر جنگوں میں کئی محاذوں پر فتح وشکست اسی عمل توریہ سے ہوئی۔ عالمگیر جنگ عظیم اوّل میں مجھے بعض محاذوں پر ذاتی مشاہدہ کا موقع ملا۔ متواتر دو سال جنوبی ایلن بی کے خطہ قتال کا محاذ بحر ابیض کا وہ علاقہ رہا جو فلسطین کی سرحدوں کے متوازی تھا۔ حکومت عثمانیہ کے فوجی افسروں کو یقین ہو چکا تھا کہ برطانوی فوجیں اس جہت سے فلسطین اور شام میں داخل ہونا چاہتی ہیں۔ اس لئے اس نے اپنی قوت کا بیشتر حصہ ادھر جمع کر دیا۔ لیکن جہاں سے اتحادی فوجیں داخل ہوئیں وہ وہ جگہیں تھیں جہاں عثمانی فوج کم تھی۔ یہ حربی طریق توریہ کی تعریف میں آتا ہے اور یہی معنی ہیں اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ (روایت ۳۰۲۹) کے کہ جنگ داؤ فریب ہے۔ خُدْعَةٌ کے معنی جھوٹ کے نہیں جو ممنوع ہے۔ بغیر جھوٹ بولے اصل خطہ حرب اور عسکری نقل وحرکت پوشیدہ رکھ کر مدّ مقابل فوج کی توجہ اس جہت سے پھیری جا سکتی ہے جدھر سے حملہ کرنا مقصود ہو۔ دشمن کو یقین ہوتا ہے کہ اصل مقابلہ کا محاذ سامنے ہے مگر حملہ عقب یا دائیں اور بائیں طرف سے ہوتا ہے۔ اور دشمن خلافِ توقع صورتِ حال کو دیکھ کر سراسیمہ ہو جاتا ہے اور اس اچانک تبدیلی سے اس کے لیے سنبھلنا مشکل ہوتا ہے۔ ۱۹۱۴ء کے اوائل میں ترکی فوج سے نہر سویز کے محاذ پر یہی واقعہ پیش آیا۔ ترک نہر سویز عبور کر کے مصر میں گھسنا چاہتے تھے۔ انگریزی فوج نے انہیں آگے

بڑھنے دیا۔ بظاہر نظر میدان اُن کے لئے خالی تھا مگر جب ترکی فوج کشتیوں اور ڈونگوں میں سوار ہوئی تو دائیں بائیں چھپی ہوئی برطانوی فوجیں اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں۔ یہ وہ طریقہ جنگ ہے جو توریہ کے وسیع مفہوم میں شامل ہے۔ امام ابن حجرؒ نے بھی لفظ توریہ کے تعلق میں یہ قول نقل کیا ہے: هُوَ فِي الْحَرْبِ أَخْذُ الْعَدُوِّ عَلَى غِرَّةٍ۔ یعنی توریہ یہ ہے کہ دشمن کو غفلت میں رکھ کر اس پر حملہ کرنا۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۳۸)

غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توریہ سے کام نہیں لیا۔ دور کا سفر تھا اور طاقتور دشمن کا مقابلہ۔ اس لئے قبل از وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشکلات واضح کر دیں تا وہ پوری طرح تیاری کر سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہ توریہ سے کام نہیں لیا۔ ہاں کبھی مناسب موقع ومحل پر توریہ سے کام لیا ہے۔

ان ابواب میں جمعرات کو، ظہر کے بعد اور مہینے کے آخر میں سفر کے لئے نکلنے کا جو ذکر ہے اور اس تعلق میں جو تین ابواب الگ قائم کئے گئے ہیں بعض شارحین کے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ ایسی روایتیں منقول ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بُورِكَ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا يَوْمَ الْخَمِيسِ☆ میری امت کے لئے جمعرات کے دن صبح سویرے نکلنا مبارک ہے۔ ان ابواب سے یہ بتایا گیا ہے کہ سفر کے وقت کا تعلق حالات سے ہے۔ چنانچہ آپؐ جمعرات کے سوا اور دنوں میں بھی سفر کے لئے نکلے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ سبت کے دن بھی آپؐ سفر کے لئے نکلے۔ باب۱۰۵ کے عنوان میں اسی غرض سے بسند کریب حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ پانچ دن ذی قعدہ کے باقی تھے کہ آپؐ حج کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے۔ یہ ہفتہ کا دن تھا۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۳۹)

بَاب ۱۰۶ : اَلْخُرُوْجُ فِي رَمَضَانَ

رمضان میں سفر کرنا

۲۹۵۳ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي

۲۹۵۳: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: زُہری نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلے اور آپؐ کا روزہ بھی تھا۔ جب کدید میں پہنچے تو آپؐ نے افطار کیا۔ سفیان نے کہا کہ

☆ اس تعلق میں دیکھئے المعجم الصغير للطبراني، حرف الهمزة، باب الألف من اسمه أحمد، نمبر۶۵۔

عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

زُہری نے کہا ہے کہ عبیداللہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور پھر انہوں نے یہی حدیث بیان کی۔

{☆قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هَذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.}

{☆ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ زُہری کا قول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی بات پر عمل ہوتا ہے جو سب سے آخری ہو۔}

اطرافُهُ: ١٩٤٤، ١٩٤٨، ٤٢٧٥، ٤٢٧٦، ٤٢٧٧، ٤٢٧٨، ٤٢٧٩۔

تشریح: **اَلْخُرُوْجُ فِي رَمَضَانَ:** جہاد کے لئے نکلنے کے متعلق وقت اور دِن کی پابندی نہیں کی جاسکتی۔ جب اور جس وقت ضرورت پیش آئے، نکلے۔ اسی وجہ سے عنوانِ باب مصدر یہ رکھا گیا جو کسی وقت سے مقیّد نہیں۔ اس تعلق میں کتاب الصوم باب ۳۳ تا ۳۷ بھی دیکھئے۔

بَاب ١٠٧: اَلتَّوْدِيْعُ

الوداع کہنا

٢٩٥٤: وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوْا

۲۹۵۴: (عبداللہ) بن وہب نے کہا: عمرو (بن حارث) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے بُکیر سے، بُکیر نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم کے سَر کرنے کے لئے بھیجا اور فرمایا: اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ تو انہیں آگ میں جلادو۔ آپؐ نے یہ قریش کے دو آدمیوں کی نسبت فرمایا جن کا آپؐ نے نام لیا تھا۔ پھر ہم آپؐ کے پاس آئے کہ ہم الوداع کہتے ہوئے آپؐ سے رخصت ہوں۔ جب ہم نے نکلنا چاہا تو آپؐ نے

☆ یہ عبارت عمدۃ القاری کے مطابق ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۲۱۹)

فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَايُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

فرمایا: میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ میں جلا دینا۔ آگ سے صرف اللہ سزا دیتا ہے۔ اس لئے اگر تم انہیں پا جاؤ تو ان کو قتل کر دو۔

طرفهُ: ٣٠١٦.

تشریح: اَلتَّوْدِيْع: الوداع کے معنی رُخصت کرنا یا رُخصت کیا جانا۔ مقیم کا مسافر کو یا مسافر کا مقیم کو الوداع کہنا یا اجازت لینا۔ اس لفظ کے دونوں مفہوم ہیں۔ روایت زیر باب سے دوسری صورت کا ذکر ہے اور اس پر مسافر کو الوداع کرنے کا قیاس کیا گیا ہے۔

یہ باب بطور فصل ہے اور اس کے بعد باب ۱۰۸ سے باب ۱۱۸ تک امامت سے متعلق ابواب ہیں۔ جہاد کیلئے امام کا وجود پہلی اور اہم شرط ہے۔ اس کے بغیر فریضہ جہاد ادا نہیں ہوسکتا۔ جہاد کے لئے امام کا وجود اس طرح ضروری ہے جس طرح نمازِ فریضہ کی ادائیگی کے لئے۔ یہی مفہوم ہے حدیث اَلْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهِ (روایت ۲۹۵۷) کا۔

بَاب ١٠٨: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ

امام کی بات سننا اور اطاعت کرنا

٢٩٥٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَّا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

۲۹۵۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (عمری) سے روایت کی۔ کہا: مجھ سے نافع نے۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ (دوسری سند) اور محمد بن صباح نے بھی ہمیں بتایا کہ اسماعیل بن زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: بات سننا اور اطاعت کرنا اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ احکام الٰہی کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر احکام الٰہی کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سننا چاہیے اور نہ اطاعت کرنا۔

طرفهُ: ٧١٤٤.

بَاب ۱۰۹: يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ

امام کے آگے پیچھے ہو کر لڑنا اور اس کو اپنی سپر بنانا

۲۹۵۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ.

۲۹۵۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابوزناد نے ہمیں بتایا کہ اعرج نے ان سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: ہم (دنیا میں) سب سے پیچھے آنے والے ہیں۔ لیکن سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔

اطرافہُ: ۲۳۸، ۸۷۶، ۸۹۶، ۳۴۸۶، ۶۶۲۴، ۶۸۸۷، ۷۰۳۶، ۷۴۹۵۔

۲۹۵۷: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَّعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

۲۹۵۷: اور اسی سند سے مروی ہے کہ (آپؐ نے فرمایا:) جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی بات مانی اس نے میری ہی اطاعت کی۔ جس نے امیر کی نافرمانی کی تو اس نے گویا میری ہی نافرمانی کی۔ امام تو ایک ڈھال ہے۔ جس کے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ بچا جاتا ہے۔ پس اگر اس نے تقوی اللہ کا حکم دیا اور انصاف کیا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اگر اس نے کچھ اَور کیا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

طرفہُ: ۷۱۳۷۔

تشریح: **إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ:** یہ جملہ جوامع الکلم میں سے ہے اور منصب امام کی اہمیت پر دالّ ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جنگ ہو یا امن، امام کی اطاعت بہرکیف ضروری ہے اور اسی اطاعت سے قوم محفوظ رہ سکتی ہے۔ **وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ** خواہ کوئی فرد یہ بھی سمجھے کہ امام کا فیصلہ کسی ایک امر میں درست نہیں تو بھی اس کا فرض ہے کہ

اس فیصلے کی پابندی کرے۔ افراد کو اپنی رائے پر عمل کرنے کی آزادی دینے سے نظم ونسق تباہ ہو جاتا ہے اور تفرقہ وانتشار پیدا ہونے سے شیرازہ قوم منتشر ہو جاتا ہے۔ یہ باب سابقہ باب کی مزید تشریح ہے۔

فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ: اس کا مفہوم ابن حجرؒ نے ان الفاظ سے واضح کیا ہے: اَلْمُرَادُ نَفْيُ الْحَقِيْقَةِ الشَّرْعِيَةِ لَا الْوُجُوْدِيَّةِ۔ (فتح الباری، شرح باب ۱۰۸، جزء۶ صفحہ ۱۴۰) غیر تقویٰ والی بات میں امام کی اطاعت اَز روئے حقیقت شرعیہ نہ ہوگی۔ یعنی گو بظاہر تو وہ اطاعت ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے ایسی اطاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتی اور ان کے نزدیک امام کو ڈھال اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ قوم کو دشمن سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا اور افراد کو ایک دوسرے کی تعدّی سے بچاتا ہے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک امام سے مراد كُلُّ قَائِمٍ بِأُمُوْرِ النَّاسِ ہے۔ یعنی ہر وہ شخص جو لوگوں کی سیاست کا ذمہ دار ہو۔ (فتح الباری، شرح باب ۱۰۹، جزء۶ صفحہ ۱۴۱)

بَاب ۱۱۰: اَلْبَيْعَةُ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَّا يَفِرُّوْا

جنگ میں یہ اقرار لینا کہ بھاگیں گے نہیں

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (الفتح: ۱۹)

اور بعض نے کہا: موت پر اقرار لینا۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

۲۹۵۸: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللهِ فَسَأَلْنَا نَافِعًا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

۲۹۵۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے: صلح حدیبیہ کے دوسرے سال ہم دوبارہ گئے تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی متفق ہو کر یہ پتہ نہ دیا کہ یہی وہ درخت ہے جس کے نیچے ہم نے بیعت رضوان کی تھی۔ یہ اللہ کی طرف سے رحمت تھی۔ ہم نے نافع سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے کس بات پر بیعت لی، کیا موت پر؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے ان سے ثابت قدم رہنے کی بیعت لی تھی۔

٢٩٥٩ : حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفهُ: ٤١٦٧۔

۲۹۵۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن یحيٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عباد بن تمیم سے، عباد نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: واقعہ حرہ کے ایام میں ان کے پاس ایک آنے والا آیا۔ ان سے کہنے لگا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت کی بیعت لے رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی بھی اس امر پر بیعت نہیں کروں گا۔

٢٩٦٠ : حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلَا تُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

اطرافهُ: ٤١٦٩، ٧٢٠٦، ٧٢٠٨۔

۲۹۶۰: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی عبید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت سلمہ (بن اکوع) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی۔ پھر الگ ہو کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے چلا گیا۔ جب لوگ کم ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اکوع کے بیٹے! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ کہتے تھے: میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر دوبارہ سہی۔ چنانچہ میں نے آپؐ سے دوسری دفعہ بیعت کی۔ (یزید کہتے تھے:) میں نے کہا: ابومسلم! آپؓ ان دِنوں کس بات پر بیعت کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: موت پر۔

٢٩٦١ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

۲۹۶۱: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حمید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدَا

فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَهْ
فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: انصار خندق کے دن یہ شعر پڑھتے تھے:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے یہ بیعت کی
کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے

یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ جواب دیا:

اے اللہ! اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ اس لئے انصار اور مہاجرین پر کرم فرما اور ان کو (دین و دنیا میں) عزت دے۔

اطرافہ: ٢٨٣٤، ٢٨٣٥، ٣٧٩٥، ٣٧٩٦، ٤٠٩٩، ٤١٠٠، ٦٤١٣، ٧٢٠١۔

٢٩٦٢-٢٩٦٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

۲۹۶۲-۲۹۶۳: اسحق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا۔ (انہوں نے بتایا) کہ عاصم سے مروی ہے۔ عاصم نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں اور میرا بھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ میں نے کہا: آپؐ سے ہم ہجرت کی بیعت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہجرت تو جو اس کے اہل تھے ان کے لئے ہو چکی۔ میں نے کہا: آپؐ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اسلام اور جہاد پر۔

اطرافہ: ٣٠٧٨-٣٠٧٩، ٤٣٠٥-٤٣٠٦، ٤٣٠٧-٤٣٠٨۔

بَاب ۱۱۱ : عَزْمُ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

امام کا لوگوں کو اس بات کا حکم دینا جس کی وہ طاقت رکھتے ہوں

٢٩٦٤ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤْدِيًا نَّشِيْطًا يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِي فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لَا نُحْصِيْهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللهِ لَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لَكَ إِلَّا أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لَّا يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَّزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللهَ وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَأَوْشَكَ أَنْ لَّا تَجِدُوْهُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ.

۲۹۶۴: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے منصور نے ابووائل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آج میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے مجھ سے ایک ایسی بات پوچھی کہ جس کا جواب میں نہیں سمجھا کہ کیا دوں۔ وہ کہنے لگا: بتاؤ تو ایک شخص مضبوط جسم دلیر خوشی خوشی ہمارے افسروں کے ساتھ جنگوں میں جاتا ہو اور وہ افسر ہمیں ایسی باتوں کا حکم دے جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے (تو کیا ایسے افسر کا حکم مانا جائے؟) میں نے اس سے کہا: بخدا میں نہیں جانتا کہ میں تجھے کیا جواب دوں۔ مگر اتنا کہتا ہوں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے جونہی آپؐ کسی بات کا قطعی حکم ہمیں دیتے تو ہم اسے فوراً بجالاتے اور بات یہ ہے تم میں سے ہر شخص ہمیشہ اچھی حالت میں رہے گا جب تک کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اور اگر کوئی بات اس کے دل میں کھٹکے وہ کسی دوسرے شخص سے پوچھ لے جو اس کی اس بات میں تسلی کر دے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم پھر ایسا بھی نہ پاؤ گے اور اسی ذات کی قسم ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا سے جو زمانہ گزر گیا ہے میں یہی خیال کرتا ہوں کہ وہ اس سایہ دار ٹھنڈے جوہڑ کی طرح ہے جس کا صاف ستھرا پانی پی لیا ہو اور گندہ پانی رہ گیا ہو۔

أطرافه: ٢١١٧، ٢٤٠٧، ٢٤١٤

بَاب ١١٢ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُوْلَ الشَّمْسُ

نبی ﷺ اگر دن کے پہلے حصے میں لڑائی شروع نہ کرتے تو پھر لڑائی کو سورج ڈھلنے تک ملتوی کر دیتے

٢٩٦٥ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَرَأْتُهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ.

۲۹۶۵: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا۔ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق فزاری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم ابی النضر سے روایت کی جو عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام اور ان کے کاتب تھے۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبیداللہ کو لکھا اور میں نے اس کو پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگوں میں سے جو آپؐ نے دشمن سے کیں ایک جنگ میں اس وقت تک انتظار کیا کہ سورج ڈھل گیا۔

اطرافهُ: ٢٩٣٣، ٣٠٢٥، ٤١١٥، ٦٣٩٢، ٧٤٨٩.

٢٩٦٦ : ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوْا اللهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

۲۹۶۶: پھر آپؐ لوگوں میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: لوگو! دشمن سے مقابلہ کرنے کی آرزو نہ کرو اور اللہ سے سلامتی کی دعائیں کرو مگر جب دشمن سے مقابلہ کا وقت آ جائے تو پھر استقلال سے جم کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کے چلانے والے اور فوجوں کو شکست دینے والے! ان کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

اطرافهُ: ٢٨١٨، ٢٨٣٣، ٣٠٢٤، ٧٢٣٧

بَاب۱۱۳ : اسْتِئْذَانُ الرَّجُلِ الْإِمَامَ

کسی آدمی کا امام سے اجازت مانگنا

لِقَوْلِهِ: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (النور:٦٣)

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مومن درحقیقت وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب اس کے رسول کے ساتھ کسی ایسے امر میں ہوں جو جماعت سے تعلق رکھتا ہو تو اس وقت تک نہ جائیں جب تک آپؐ سے اجازت نہ لے لیں۔ وہ لوگ جو اجازت لے کر جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پس جب وہ اپنے کسی اہم کام کیلئے تجھ سے اجازت لیں تو اُن میں سے جن کے متعلق تو چاہے انہیں اجازت دے دے اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگ اور اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

٢٦٦٧ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ أَعْيَا قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹٦۷: اسحٰق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مغیرہ سے، مغیرہ نے شعبی سے، شعبی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیلئے نکلا۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ نبی ﷺ پیچھے سے آکر مجھے مل گئے اور میں اپنے پانی لادنے والے اونٹ پر سوار تھا جو تھک کر رہ چکا تھا اور وہ چلتا ہی نہ تھا۔ تو آپؐ نے مجھے پوچھا: تمہارے اونٹ کو کیا ہوا؟ حضرت جابرؓ کہتے تھے: میں نے کہا تھکا ماندہ ہو کر رہ گیا ہے۔ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ پیچھے ہو گئے اور آپؐ نے اسے ڈانٹا اور اس کیلئے دعا کی۔ پھر تو وہ تمام اونٹوں کے آگے ہی رہا۔ ان کے آگے ہی آگے

فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَّنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْهِ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي عَرُوْسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ {☆حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ} فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيْرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ بِهِ فَلَامَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي حِيْنَ اسْتَأْذَنْتُهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا

چلتا تھا۔ آپؐ نے مجھ سے پوچھا: اب تم اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو؟ کہتے تھے: میں نے کہا: اچھا ہے۔ آپؐ کی برکت اس کو نصیب ہوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا: تو پھر کیا تم اس کو میرے پاس بیچتے ہو؟ کہتے تھے: میں نے شرم کی اور ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی پانی لانے والا اونٹ نہ تھا۔ کہتے تھے: میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا میرے ہاتھ فروخت کردو۔ چنانچہ میں نے آپؐ کو وہ اونٹ قیمتاً دے دیا اس شرط پر کہ مدینہ پہنچنے تک میں اس کی پیٹھ پر سواری کروں گا۔ کہتے تھے: (جب میں مدینہ کے قریب پہنچا) تو میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے ابھی شادی کی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے جانے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے مجھے اجازت دی۔ میں لوگوں سے آگے بڑھ کر مدینہ کو چل پڑا۔ {جب☆ مدینہ پہنچا} تو میرے ماموں مجھے ملے اور انہوں نے اونٹ کی نسبت مجھ سے دریافت کیا۔ تو مَیں نے انہیں جو فیصلہ اس کے متعلق کر چکا تھا بتایا۔ انہوں نے مجھے ملامت کی۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر جانے کی اجازت لی تھی تو آپؐ نے مجھے پوچھا کہ تم نے کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ تو آپؐ نے فرمایا: کنواری سے کیوں شادی نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میرے والد فوت ہوگئے ہیں یا کہا کہ شہید ہوگئے اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں تھیں۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں ان

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۱۴۷) ترجمہ اسی کے مطابق ہے۔

تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ قَالَ الْمُغِيْرَةُ هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لَا نَرَى بِهِ بَأْسًا.

جیسی عمر کی عورت سے شادی کروں جو نہ ان کو اَدب سکھائے نہ ان کی تربیت کرے۔ اس لئے بیوہ سے شادی کی ہے کہ ان کی نگرانی کرے اور ان کو ادب سکھائے۔ کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے تو میں دوسرے دن صبح وہ اونٹ لے کر آپؐ کے پاس گیا۔ آپؐ نے مجھے اس کی قیمت دی اور وہ اونٹ بھی مجھے واپس دے دیا۔ مغیرہ نے کہا: بیع میں شرط لگانا ہمارے قانون میں اچھا ہے۔ ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

اطرافہُ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٢٧١٨، ٢٨٦١، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

بَاب ١١٤ : مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ

جو جنگ کے لئے نکلے اور اس نے ابھی نئی نئی شادی کی ہو

فِيْهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے متعلق حضرت جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (جو اوپر گزر چکی ہے۔)

بَاب ١١٥ : مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ

جس نے ولیمہ کے بعد جنگ کے لئے نکلنا پسند کیا

فِيْهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس کی بابت حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

بَاب ١١٦ : مُبَادَرَةُ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ

تشویش کے وقت امام کا جلدی سے لوگوں کے آگے جانا

٢٩٦٨ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ

۲۹۶۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہ قتادہ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

نے ہمیں بتایا۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ مدینہ میں (ایک بار) گھبراہٹ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پھر آپؐ نے فرمایا: ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کو تو ایک دریا پایا۔

اطرافہٗ: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸، ۲۹۶۹، ۳۰۴۰، ۶۰۳۳، ۶۲۱۲۔

بَاب ١١٧ : اَلسُّرْعَةُ وَالرَّكْضُ فِي الْفَزَعِ

تشویش کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑے کو دوڑانا

٢٩٦٩ : حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِيئًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُوْنَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا إِنَّهُ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

۲۹۶۹: فضل بن سہل نے ہم سے بیان کیا کہ حسین بن محمد نے ہمیں بتایا۔ جریر بن حازم نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، محمد بن سیرین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انسؓ نے کہا: لوگ اچانک گھبرا اُٹھے تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے جو سُست رفتار تھا اور آپؐ اس کو ایڑ لگا کر دوڑاتے اکیلے ہی روانہ ہو گئے اور پھر لوگ بھی آپؐ کے پیچھے سوار ہو کر گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ڈرو نہیں۔ یہ گھوڑا تو ایک دریا ہے۔ پھر اس دِن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ نکل سکا۔

اطرافہٗ: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸، ۲۹۶۸، ۳۰۴۰، ۶۰۳۳، ۶۲۱۲۔

بَاب ١١٨ : اَلْخُرُوْجُ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهُ

تشویش کے وقت اکیلے ہی نکل جانا

تشریح: اَلْبَيْعَةُ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَّا يَفِرُّوْا: ان ابواب میں جہاد اور امامت سے متعلق مندرجہ ذیل امور کا ذکر ہے: (۱) مجاہدین کی طرف سے کامل اطاعت کا اظہار۔ (۲) جنگ کی عدمِ خواہش و آرزو۔

(۳) تکلیف مالایطاق سے اجتناب۔ (٤) دعا سے استقامت۔
(۵) کوچ کے لئے مناسب وقت کا انتخاب۔ (٦) امام کی اجازت کے بغیر غیر حاضری سے ممانعت۔
(۷) امام کی بیدار مغزی۔ (۸) اس کا اسوۂ حسنہ (۹) اس کی مرکزی حیثیت کا نشان (پرچم) وغیرہ۔

امام کی اطاعت اور اس کی حفاظت کے تعلق میں صحابہ کرامؓ کا فداکارانہ نمونہ اور قربانی کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۱۷، ۱۸۔ بیعت رضوان حدیبیہ میں لی گئی تھی جس کا مفصل ذکر کتاب المغازی باب ۳۵ میں آتا ہے۔ بیعت رضوان سے متعلق جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہیں: **لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا○** (الفتح: ۱۹-۲۰) {ترجمہ از تفسیر صغیر: اللہ مومنوں سے اس وقت بالکل خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے اور اس نے اس (ایمان) کو جو ان کے دلوں میں تھا خوب جان لیا۔ (سو) اس کے نتیجہ میں اس نے ان کے دلوں پر سکینت نازل کی اور ان کو ایک قریب میں آنے والی فتح بخشی اور بہت سی غنیمت کے مال بھی بخشے جن کو وہ قبضہ میں لا رہے تھے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔} ان آیاتِ کریمہ میں اسی بیعت رضوان کا ذکر ہے جو مقامِ حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ سے لی گئی تھی۔ جس کی تعمیل میں انہوں نے صدق و ثبات کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان فتوحات سے انہیں سرفراز فرمایا۔ **بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ** ... روایت نمبر ۲۹۵۸ کے الفاظ میں تضاد نہیں بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ عنوانِ باب ۱۰۹ کے دونوں حوالوں سے حدیث نمبر ۲۹۵۸، ۲۹۶۰ کا مفہوم واضح کیا گیا ہے کہ بیعت رضوان سے عزم و ثبات، صبر و استقلال اور غایت درجہ فدائیت والی بیعت مراد ہے نہ کہ محض مرنے کا اقرار۔ کیونکہ یہ تو فی ذاتہ کوئی اچھا مقصد نہیں ہے۔ اس کی قیمت نفی اور صفر ہے۔

روایت نمبر ۲۹۵۹ میں واقعہ حرہ کا جو ذکر ہے اس سے مراد وہ لڑائی ہے جو ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان ہوئی۔ جب ثانی الذکر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور وہ خلیفہ منتخب ہوئے تو اوّل الذکر نے ان پر چڑھائی کی۔ خونریز لڑائی میں ابن زبیرؓ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ تفصیل سے اپنے موقع پر بیان کیا جائے گا۔ عبداللہ بن حنظلہ امیر انصار تھے اور اس وقت بھی ابن زبیرؓ کی طرف سے بیعت رضوان کی طرح بیعت لی گئی تھی۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۲۴) عبداللہ بن زیدؓ کو لڑائی سے انکار نہیں تھا بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد دوسری دفعہ بیعت رضوان کی ضرورت نہیں۔ روایت نمبر ۲۹۶۰ سے اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے کہ بیعت دوبارہ بھی لی جاسکتی ہے۔

باب ۱۱۱ کا تعلق سخت احکام کی ممانعت اور اطاعت امیر سے ہے۔ روایت زیرِ باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا جواب اس ادب پر دلالت کرتا ہے جو امراء کی اطاعت کی نسبت صحابہ کرام کے دلوں میں تھا۔ یہ نہیں کہا کہ ایسے امیر جو طاقت سے بڑھ کر حکم دیں ان کی نہ مانو بلکہ یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہماری اطاعت کا یہ حال تھا اور سائل کو تقوی اللہ کی نصیحت کی ہے۔

روایت نمبر۲۹۶۴ میں ثَغَب کا لفظ آیا ہے۔ ثَغَب وہ تالاب ہوتا ہے جو سایہ دار درخت کے نیچے ہو اور جس کا پانی صاف اور شفاف اور ٹھنڈا ہو۔ اسی طرح ثَغَب اس گڑھے کو بھی کہتے ہیں جو پہاڑ کے دامن میں ہو اور جس کا پانی صاف وخنک ہو۔ یہ مثال زمانہ نبوی کی حالت اور مابعد کی حالت کا فرق ظاہر کرنے کے لئے دی گئی ہے۔

باب۱۱۳ کے عنوان میں آیت محولہ یہ ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلٰى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوهُ ۗ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (النور:۶۳) یعنی صرف وہی لوگ مومن کہلانے کے مستحق ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی قومی کام کے لئے اس (رسول) کے پاس بیٹھے ہوں تو اُٹھ کر نہیں جاتے جب تک اس کی اجازت نہ لے لیں۔ وہ لوگ جو کہ اجازت لے کر جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب وہ اپنے کسی اہم کام کے لئے اجازت لیں تو ان میں سے جن کے متعلق تو چاہے انہیں اجازت دے دے اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگ اور اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

أَمْرٍ جَامِعٍ: اس سے مراد اجتماعی کام ہیں کہ جب افراد امام یا امیر کی ہدایت کے تحت کسی مشترکہ امر کے لئے اکٹھے ہوں تو بغیر اجازت غیر حاضر ہونا یا حاضر ہو کر بغیر اجازت چلے جانا درست نہیں اور کسی عذر کی وجہ سے غیر حاضری یا واپسی بھی ایک قسم کی کوتاہی ہے اور اس طرح ثواب کے موقع سے محرومی ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں تلافی کے لئے استغفار کی ہدایت کی گئی ہے۔ یہ حکم اپنی ذات میں کتنا مکمل اور یہ ارشاد کتنا مفید اور پرحکمت ہے۔

روایت نمبر۲۹۶۷ کئی ابواب کے تحت گزر چکی ہے۔ اس سے یہ سمجھایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معمولی امر میں بھی کسی صحابی کا پیچھے رہنا پسند نہیں فرمایا۔ مصالحہ اجتماعیہ سے تعلق رکھنے والے امور بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

باب۱۱۶ تا ۱۱۸ سے بتایا ہے کہ امام سے جس قدر اعلیٰ درجہ کا نمونہ ظاہر ہوگا مقتدیوں میں اسی قدر قوت نشاطِ عمل اور جوشِ قربانی پیدا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا ایک بڑا سبب یہ امر بھی تھا کہ ہر حکم میں آپؐ کا اسوۂ حسنہ مشعل راہ تھا۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو اسی اسوۂ حسنہ سے اپنے رنگ میں رنگین کر دیا تھا۔ چنانچہ مذکورہ بالا ابواب سے پہلے باب۱۱۴ قائم کر کے اختصار سے حضرت جابرؓ والے واقعہ کا حوالہ اسی غرض سے دیا گیا ہے۔ واقعہ مذکورہ روایت نمبر۲۹۶۸، ۲۹۶۰ اس زمانہ کا ہے جب کفارِ مکہ مدینہ پر حملہ کی دھمکیاں دے رہے تھے اور حالات سخت تشویشناک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راتیں بیداری میں گزرتیں۔

بَاب ۱۱۹ : اَلْجَعَائِلُ وَالْحُمْلَانُ فِي السَّبِيْلِ

اللہ کی راہ میں اپنی جگہ کسی کو اجرت دے کر اپنی طرف سے بھیجنا اور سواری کا جانور دینا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُعِيْنَكَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَالِي قُلْتُ أَوْسَعَ اللهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ مَّالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ. وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُوْنَ مِنْ هَذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهُ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

اور مجاہد کہتے تھے: میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے مال سے تمہاری کچھ مدد کروں۔ میں نے کہا: اللہ نے مجھے بہت مال دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہاری دولت تمہارے لئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے مال سے بھی اس راہ میں کچھ خرچ ہو۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا: کچھ لوگ بیت المال سے اس لئے لیتے ہیں کہ جہاد کریں۔ پھر وہ جہاد نہیں کرتے۔ پس جو ایسا کرے تو ہمیں وہ مال جو اس نے لیا ہے اس سے واپس لینے کا پورا حق ہے۔ اور طاؤس اور مجاہد نے کہا: اگر تمہیں کچھ مال دیا جائے کہ تم اس کے ذریعہ تیاری کر کے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو پھر اس مال سے تم جو چاہو کرو۔ خواہ اپنے گھر والوں کے پاس ہی چھوڑ جاؤ۔

۲۹۷۰: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آشْتَرِيْهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ

۲۹۷۰: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے مالک بن انس سے سنا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تو زید نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ کہتے تھے: حضرت عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا۔ پھر میں نے اسے بکتے ہوئے دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

سے پوچھا: کیا میں اسے خرید لوں؟ آپؐ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ سے نہ پلٹو۔

اطرافہ: ۱٤۹۰، ۲٦۲۳، ۲٦۳٦، ۳۰۰۳۔

۲۹۷۱: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۹۷۱: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا۔ پھر انہوں نے اسے بکتے ہوئے پایا اور چاہا کہ اسے خود خرید لیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ سے نہ پلٹو۔

اطرافہ: ۱٤۸۹، ۲۷۷۵، ۳۰۰۲۔

۲۹۷۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلٰكِنْ لَّا أَجِدُ حَمُوْلَةً وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّي وَلَوَدِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيْلِ اللهِ

۲۹۷۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ یحيٰ بن سعید نے ہمیں بتایا کہ یحيٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ابوصالح (ذکوان زیات) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں کسی لشکر میں شامل ہونے سے باز نہ رہتا۔ (یعنی ہر جنگ میں شامل ہوتا) لیکن میں سواری کے جانور ہر ایک کو دینے کے لئے نہیں پاتا اور میں اتنی سواریاں کہاں سے مہیا کرسکتا ہوں کہ سب کو دوں

فَقُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ.

اور مجھ پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ وہ (یعنی صحابہ) جہاد کے وقت میرے پیچھے رہ جائیں اور میری تو خواہش ہے کاش میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔

اطرافهُ: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٣١٢٣، ٧٢٢٦، ٧٢٢٧، ٧٤٥٧، ٧٤٦٣.

بَاب ١٢٠: اَلْأَجِيْرُ

جو اُجرت پر (جہاد میں) شریک ہو

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ. وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النِّصْفِ فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

اور حسن اور ابن سیرین نے کہا: ایسے مزدور کو غنیمت سے حصہ دیا جائے اور عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا اس شرط پر لیا کہ وہ غنیمت کے حصہ سے نصف اس کے مالک کو دیں گے تو اس گھوڑے کا کل حصہ چار سو اشرفیاں ہوا۔ انہوں نے خود دو سو اشرفیاں لیں اور گھوڑے کے مالک کو دو سو دیں۔

٢٩٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ

۲۹۷۳: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے صفوان بن یعلیٰ سے، صفوان نے اپنے باپ (حضرت یعلیٰ بن امیہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں تبوک کی جنگ میں گیا۔ میں نے ایک جوان اونٹ (دوسرے غازیوں کی) سواری کیلئے دیا اور میرے نزدیک یہ عمل میرے تمام اعمال میں سے سب سے زیادہ قابل اعتماد تھا۔ میں نے ایک مزدور کو رکھ لیا۔ وہ ایک شخص سے لڑ پڑا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے کی

فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ.

انگلی کو کاٹا تو دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے جھٹکا دے کر کھینچا اور اس کا دانت نکال دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ نے اس کے دانت کا بدلہ نہیں دلوایا اور فرمایا: کیا یہ اپنے ہاتھ کو تیرے سپرد کر دیتا اور تو اسے چبا جاتا جس طرح سانڈ چباتا ہے۔

اطرافہُ: ۱۸٤۸، ۲۲٦٥، ٤٤۱۷، ٦۸۹۳۔

تشریح: اَلْجَعَائِلُ وَالْحُمْلَانُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ: اَلْجَعَائِلُ جمع ہے جَعِيْلَةٌ کی۔ جو جَعْلٌ سے مشتق ہے اور اس کے معنے ہیں مقرر کرنا۔ جَعِيْلَةٌ اس مقرر کردہ رقم یا معاوضہ کو کہتے ہیں جو کسی ایسے مجاہد اور غازی کو دے کر اپنی طرف سے اسے جہاد کے لئے بھیجا جائے۔ جو بوجہ مالی کمزوری کے جہاد میں نہ جا سکتا ہو اور حُمْلَان اسم مصدر ہے۔ حُمْلٌ کے معنی ہیں سوار کرنا۔ حُمْلَان کے معنی بھی غازی کی امداد بصورتِ مال یا سواری سے کرنے کے ہیں۔ فقہاء نے ایسے معاوضہ کو پسند نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے دولت مند افراد جہاد کے حکم کی تعمیل سے بچ سکتے ہیں اور قوم میں کسل و غفلت پیدا ہو سکتی ہے۔ امام مالکؒ ایسی اعانت کو مکروہ سمجھتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسی امداد صرف اس صورت میں جائز ہے کہ بیت المال خالی ہو اور بیت المال سے غازیوں کو تیار نہ کیا جا سکتا ہو۔ ان کے نزدیک غازی ایک دوسرے کی مالی مدد بصورتِ تعاون تو کر سکتے ہیں مگر بطور بدل نہیں۔ امام شافعیؒ نے سلطان الوقت کو مستثنیٰ کیا ہے اور باقیوں کے لئے ایسی امداد جو بدل کے طریق پر ہو قطعی طور پر ناجائز قرار دی ہے۔ ان کے نزدیک جہاد بالسیف فرضِ کفایہ ہے۔ اگر کوئی فرد کسی معذوری کی وجہ سے فرضِ کفایہ ادا نہ کر سکے تو وہ اس سے ساقط ہوگا۔

(فتح الباری جزء۶ صفحہ ۱۵۰) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱)

اس فقہی اختلاف کے پیش نظر یہ باب قائم کر کے عنوانِ باب (نمبر ۱۱۹) میں چار حوالے دیئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ بیت المال کی طرف سے غازیوں کی مالی امداد اس طور پر ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی غازی مدد لے کر جہاد میں شامل نہ ہوگا تو وہ مال واپس ہوگا۔ مگر افراد کی طرف سے جو اعانت کسی کو دی جائے وہ محض بطور تعاون ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کو رقم دے کر اپنی جگہ جہاد میں بھجوا دیا جائے اور خود جہاد سے پیچھے رہ جائے۔

مجاہد کے حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، غزوۂ فتح مکہ روایت نمبر ۴۳۱۹۔ اور حضرت عمرؓ[1] طاؤس اور مجاہدؒ[2] کے اقوال ابن ابی شیبہؒ سے منقول ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۱۵۱) (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ ۲۳۱) روایات نمبر ۲۹۷۰، ۲۹۷۱ کی صورت امداد کی تھی نہ معاوضۂ جہاد۔ روایت نمبر ۲۹۷۲ کے مضمون کے لیے کتاب الجہاد باب ۳، ۴، ۵، ۷، ۲۱ بھی ملاحظہ کریں۔

امام ثوریؒ کے نزدیک مزدور جب تک عملاً لڑائی میں شریک نہ ہو حصہ غنیمت کا حق دار نہیں۔ مالکیوں اور حنفیوں کے

---

[1] (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب السير، باب ما قالوا في الرجل يأخذ المال للجهاد ولا يخرج)
[2] (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب السير، باب الرجل يحمل على الشيء في سبيل اللّٰه)

نزدیک مزدور کو جو کچھ طے ہو گیا ہو صرف وہی ملے گا خواہ لڑائی میں شریک ہو یا نہ ہو۔ وہ جہاد کے لئے نہیں نکلا۔ اس کی غرض مزدوری حاصل کرنا تھی۔ وہی اس کو ملنی چاہیے۔ بعض فقہاء نے اپنے فتویٰ میں ایک فرق ملحوظ رکھا ہے کہ مزدور اگر لڑائی کی غرض سے جنگ میں شریک ہو تو وہ غنیمت سے حصہ پائے گا اور اگر خدمت گزاری کی غرض سے ملازم ہو تو نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جس شخص پر جہاد واجب ہو وہ اگر شریک جنگ ہوا ہو تو وہ حصہ غنیمت کا مستحق ہوگا۔ ایسے مزدور کو اجرت نہیں دی جائے گی اور اگر اس پر جہاد واجب نہیں تو حسب معاہدہ مزدوری ملے گی۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۵۲)

شہادت فی سبیل اللہ جیسی محبوب ترین شئے کے خوف سے نقدی بطور بدل پیش کرنا نہایت مکروہ امر ہے۔ دونوں ابواب کی روایتوں سے امام بخاریؒ کا مسئلہ معنونہ سے نقطہ نظر واضح ہے اور روایت نمبر۲۹۷۳ سے اس بارہ میں صحابہ کرامؓ کی سیرتِ صالحہ سے نیک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اس روایت میں حضرت یعلیٰ بن امیہؓ کا ذکر آرہا ہے۔ غزوۂ تبوک میں اپنی امداد کے لئے وہ ایک ملازم اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ یہ صورت مسئلہ معنونہ سے جدا ہے۔ اس لئے مجرد لفظ الأجیر (مزدور) سے اس کا عنوان قائم کیا ہے۔ یہاں اموالِ غنیمت سے حصہ دینے دلوانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ شارحین نے حصۂ اَجیر کا جو سوال اُٹھایا ہے وہ باب نمبر۱۲۰ کا موضوع نہیں۔ اس کے لئے باب ۱۱۹ ہے۔

بَاب ۱۲۱: مَا قِيْلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کی بابت جو بیان کیا گیا ہے

۲۹۷۴: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ ابْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ.

۲۹۷۴: سعید بن ابی مریم نے ہمیں بتایا، کہا: لیث نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا: عقیل نے مجھے بتایا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ثعلبہ بن ابی مالک قرظی نے مجھے بتایا کہ حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بردار تھے انہوں نے حج کا ارادہ کیا تو اپنے بالوں میں کنگھی کی۔

۲۹۷۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

۲۹۷۵: قُتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، یزید نے حضرت سلمہ بن اکوع

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لَيَأْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

طرفاه: ۳۷۰۲، ۴۲۰۹۔

رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ پھر کہنے لگے کہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جاؤں یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ جب شام ہوئی جس کی صبح کو حضرت علیؓ نے خیبر فتح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل صبح میں ایسے شخص کو عَلَم دوں گا یا فرمایا: ایسا شخص عَلَم لے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت رکھتا ہے یا فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اس کے ذریعہ اللہ فتح دے گا۔ تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ آ رہے ہیں اور ان کے آنے کی ہمیں امید نہ تھی۔ صحابہ نے کہا: یہ حضرت علیؓ آ گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عَلَم دیا اور اللہ نے ان کو فتح دی۔

۲۹۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ.

اطرافہ: ۴۲۸۰۔

۲۹۷۶: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نافع بن جبیر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عباسؓ سے سنا۔ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا ہے کہ علم یہاں گاڑ دو۔

تشریح: مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم سے متعلق ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابویعلیٰ اور ابوالشیخ نے متعدد روایتیں نقل کی ہیں۔ کسی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم سفید[1] تھا، کسی میں ہے کہ سیاہ تھا[1] اور ایک میں ہے کہ زرد[2] تھا۔ اس پر بعض راویوں نے بتایا ہے کہ آپؐ کے پرچم کا نام عقاب[3] تھا اور بعض نے کہا کہ اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ امام ابن حجرؒ نے اس اختلاف کی یہ توجیہہ کی ہے کہ آپؐ نے موقع محل کی رعایت سے مختلف رنگوں کے عَلَم استعمال کئے ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۵۴) مثلاً فتح مکہ کے وقت آپؐ نے سفید علم بلند کیا ہوا تھا جو صلح و امن کی علامت ہے اور سیاہ جھنڈا چونکہ لڑائی کی علامت ہے اس لئے ایسا جھنڈا لڑائی کے وقت استعمال کیا۔

عنوان ما قیل سے روایات کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ عربی میں پرچم کے لئے لِـوَاء، رَايَة، عَـلَـم اور صَـعَـدَة کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لِوَاءٌ کے معنی ہیں وہ بڑا پرچم جو لمبے نیزے کے سر پر لپیٹا جاتا ہے اور امام یا امیر جیش کی قیام گاہ پر نصب کیا جاتا ہے۔ رَايَةٌ قائد حرب کے نیزہ کی اَنی سے باندھا جاتا ہے اور عَلَم دونوں موقعوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ فرق امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۵۴) صَـعَـدَة پرچم کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ بلند کیا جاتا ہے اور صَعُوْد کے معنی ہیں چڑھنا۔

بَاب ۱۲۲

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: رُعب سے میری مدد کی گئی ہے ایک مہینہ کی مسافت تک

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ. (آل عمران: ۱۵۲) قَالَهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: ہم منکروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔ حضرت جابرؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت نقل کی ہے۔

---

[1] (سنن الترمذی، کتاب الجهاد، باب ما جاء فی الرایات)

[2] (سنن أبي داؤد، کتاب الجهاد، باب في الرايات والألوية)

[3] (مصنف ابن أبي شيبة، کتاب السير، باب في الرايات السود، جزء۶ صفحه۵۳۳)

(دلائل النبوة للبيهقي، باب دخول النبي ﷺ مكة يوم الفتح، جزء۵ صفحه۶۷)

۲۹۷۷ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا.

اطرافہ: ۶۹۹۸، ۷۰۱۳، ۷۲۷۳۔

۲۹۷۷: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیّب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی باتیں دے کر بھیجا گیا ہے جو جامع ہیں اور رُعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور اَب تم یہ خزانے نکال رہے ہو۔

۲۹۷۸ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِإِيْلِيَاءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ

۲۹۷۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ زُہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے بتایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی۔ ابوسفیانؓ نے انہیں بتایا کہ ہرقل نے ان کو بلوا بھیجا جبکہ وہ شام کے ملک میں تھے۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا۔ جب وہ یہ خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس بڑا شور برپا ہوگیا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم باہر نکال دیئے گئے۔ جب ہمیں نکال دیا گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ابوکبشہ کے

أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

بیٹے کی تو دھاک بندھ گئی ہے۔اس سے تو بنی اصفر کا بادشاہ بھی ڈر رہا ہے۔

اطرافہ: ۷، ۵۱، ۲۶۸۱، ۲۸۰۴، ۲۹۴۱، ۳۱۷۴، ۴۵۵۳، ۵۹۸۰، ۶۲۶۰، ۷۱۹۶، ۷۵۴۱.

تشریح: **نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ:** رعب کا تعلق مال و دولت اور کثرتِ تعداد سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔اس فضل کا جاذب اور اس کا باعث عقیدۂ توحید، تقوی اللہ اور اَخلاقِ فاضلہ ہیں جن سے توکل علی اللہ، صدق وصفا، راست گفتاری اور راست روی کو درجہ اوّل حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس باب کے تحت ایسی روایت درج کی گئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کا خاص طور پر ذکر ہے۔

مضمون کی مناسبت سے اگلا باب بھی قائم کیا گیا ہے اور اس میں چار ایسی روایتیں نقل کی گئی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مالی کمی کا ذکر ہے۔باوجود اس کے آپؐ کا رعب دور و نزدیک کی اقوام پر چھا گیا تھا۔ توحید باری تعالیٰ کا عقیدہ انسان کو دلیر و جری اور عقیدۂ شرک اسے وہمی، خوفزدہ اور بزدل بنا دیتا ہے۔اس فرق کا طبعی نتیجہ وہ رعب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو عطا ہوا۔

مَسِيْرَةَ شَهْرٍ: شام، عراق اور مصر کے ملکوں کا سفر ان دنوں مہینے کا تھا۔چین، ایران اور ہندوستان کا دو ماہ کا۔ عنوانِ باب میں ایک حدیث اور ایک آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔حدیث کے لئے دیکھئے کتاب التیمم روایت نمبر ۳۳۵ اور آیت پوری یہ ہے: إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوا ط سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ...(الأنفال :۱۳) (یہ وہ وقت تھا) جب تیرا ربّ ملائکہ کو بھی وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔میں کفار کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر) ان آیات سے ظاہر ہے کہ مومنوں کی ثابت قدمی اور جہاد سے کفار صرف مرعوب ہی نہ ہوں گے بلکہ شدید مقابلہ میں بے بس ہو جائیں گے اور سخت سزا پائیں گے۔

غزوۂ بدر کے تعلق میں بھی یہی فرماتا ہے: سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ... (آل عمران:۱۵۲) جو لوگ منکر ہیں ہم ان کے دلوں میں اس سبب سے کہ انہوں نے اس چیز کو اللہ کا شریک قرار دیا ہے جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری، یقیناً رعب ڈال دیں گے۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

بَاب ۱۲۳: حَمْلُ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ

دشمن پر چڑھائی کرنے کے وقت زادِ راہ ساتھ لے جانا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرة:۱۹۸)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: زادِ راہ لے لیا کرو اور بہتر زادِ راہ تو تقویٰ ہی ہے۔

۲۹۷۹: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَحَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَ أَنْ يُّهَاجِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيْهِ بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ.

طرفاه: ۳۹۰۷، ۵۳۸۸۔

۲۹۷۹: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا اور فاطمہ (بنت منذر) نے بھی مجھے بتایا کہ حضرت اسماء (بنت ابی بکر) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہتی تھیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں آپؐ کے لئے توشہ سفر تیار کیا۔ کہتی تھیں: توشہ باندھنے کیلئے ہمیں کپڑا نہ ملا اور نہ مشکیزہ باندھنے کیلئے تو میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: بخدا! میں اپنی کمر پر باندھنے والے کپڑے کے سوا اور کوئی شئے نہیں پاتی جس میں توشہ باندھوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: پھر اس کو ہی دو ٹکڑے کرلو۔ ایک سے مشکیزہ باندھ دو اور دوسرے میں توشہ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس وجہ سے حضرت اسماءؓ کو ذات النطاقین کہا جانے لگا۔

۲۹۸۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

اطرافہ: ۱۷۱۹، ۵۴۲۴، ۵۵۶۷۔

۲۹۸۰: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: عطاء نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم قربانیوں کا گوشت مدینہ جاتے وقت بطور زادِ راہ لیا کرتے تھے۔

۲۹۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ {☆وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ} وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ فَصَلَّوْا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَطْعِمَةِ وَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَا فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

۲۹۸۱: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے سنا۔ انہوں نے کہا: بُشَیر بن یسار نے مجھے بتایا کہ حضرت سُوَید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جس برس خیبر فتح ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب صہباء میں پہنچے {☆اور یہ خیبر ہی کے علاقے میں ہے} اور اس کے نزدیک ہے تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ستو ہی لائے گئے۔ ہم نے وہی منہ سے اِدھر اُدھر پھیر کر کھائے اور پانی پیا۔ پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور آپؐ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

اطرافہ: ۲۰۹، ۳۱۵، ۴۱۷۵، ۴۱۹۵، ۵۳۸۴، ۵۳۹۰، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵۔

۲۹۸۲: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوْا فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ

۲۹۸۲: بشر بن مرحوم نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ یزید بن ابوعبید نے حضرت سلمہ (بن اکوع) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: (ایک سفر میں) لوگوں کے زادکم ہو گئے اور ان کے پاس کچھ نہ رہا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگنے آئے۔ آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر حضرت عمرؓ ان لوگوں سے ملے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا تو حضرت عمرؓ

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۱۵۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُوْنَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللهِ.

نے کہا: اپنے اونٹوں کے بعد تم کیسے گزارہ کرو گے؟ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا: یارسول اللہ! وہ اپنے اونٹوں کے بعد کیسے گزارہ کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں منادی کرو کہ سب اپنا بچا ہوا زادِ راہ لے آئیں۔ پھر آپؐ نے دعا کی اور اس زادِ راہ کو برکت دی۔ پھر ان کے برتن منگوائے اور لوگوں نے لپ بھر بھر کر لینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

طرفهُ: ٣٤٨٤۔

تشریح: وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى: عنوانِ باب کی معنونہ آیت یہ ہے: وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ○ (البقرة:١٩٨) اور زادِراہ ساتھ لے لو اور یاد رکھو کہ بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل مندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ آیت ان آیات میں سے ایک ہے جن میں حج کا حکم ہے اور زادِراہ ساتھ لینے اور فسق و فجور اور لڑائی جھگڑے سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بَاب ١٢٤ : حَمْلُ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ

مونڈھوں پر زادِ سفر اُٹھا کر لے جانا

٢٩٨٣ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَّهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا

۲۹۸۳: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے وہب بن کیسان سے، وہب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم جہاد کیلئے نکلے اور ہم تین سو آدمی تھے۔ ہم اپنے مونڈھوں پر اپنے زادِ سفر اُٹھاتے تھے۔ پھر ہمارے زادِ سفر ختم

يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حُوْتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا.

ہو گئے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہم میں سے ایک شخص ہر روز ایک کھجور کھایا کرتا تھا۔ ایک شخص نے کہا: ابوعبداللہ! ایک کھجور سے آدمی کا کیا بنتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جب ہمارے پاس وہ بھی نہ رہی تب نہ ملنے پر اس کی قدر معلوم ہوئی۔ آخر ہم سمندر پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مچھلی ہے جسے سمندر نے باہر پھینک دیا ہے۔ ہم اس سے اٹھارہ دن تک جس قدر بھی ہمیں خواہش ہوئی کھاتے رہے

اطرافهُ: ٢٤٨٣، ٤٣٦٠، ٤٣٦١، ٤٣٦٢، ٥٤٩٣.

بَاب ١٢٥: إِرْدَافُ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيْهَا

عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا

٢٩٨٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ.

۲۹۸۴: عمرو بن علی (فلاس) نے ہمیں بتایا۔ ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن اسود نے ہمیں بتایا۔ ابومُلَیکہ کے بیٹے نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کے صحابہ حج اور عمرہ کا ثواب لے کر لوٹیں گے اور میں نے حج سے زیادہ کچھ نہیں کیا تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: تم جاؤ اور عبدالرحمٰنؓ تمہیں پیچھے بٹھا لے۔ پھر آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا کہ انہیں تنعیم سے عمرہ کراؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی سمت میں ان کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ آ گئیں۔

اطرافهُ: ٢٩٤، ٣٠٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٩، ٣٢٨، ١٥١٦، ١٥١٨، ١٥٥٦، ١٥٦٠، ١٥٦١، ١٥٦٢، ١٦٣٨، ١٦٥٠، ١٧٠٩، ١٧٢٠، ١٧٣٣، ١٧٥٧، ١٧٦٢، ١٧٧١، ١٧٧٢، ١٧٨٣، ١٧٨٦، ١٧٨٧، ١٧٨٨، ٢٩٥٢، ٤٣٩٥، ٤٤٠١، ٤٤٠٨، ٥٣٢٩، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ٦١٥٧، ٧٢٢٩.

٢٩٨٥ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

طرفہ: ١٧٨٤۔

۲۹۸۵: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو بن دینار نے عمرو بن اوس سے، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں حضرت عائشہؓ کو پیچھے بٹھالوں اوران کو تنعیم سے عمرہ کراؤں۔

بَاب ١٢٦ : اَلِارْتِدَافُ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

جنگ اور حج کے لئے نکلتے وقت ایک کا دوسرے کے پیچھے سوار ہونا

٢٩٨٦ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

اطرافہ: ١٠٨٩، ١٥٤٦، ١٥٤٧، ١٥٤٨، ١٥٥١، ١٧١٢، ١٧١٤، ١٧١٥، ٢٩٥١۔

۲۹۸۶: قُتَیبہ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ابوطلحہؓ کے پیچھے ایک ہی جانور پر سوار تھا اور لوگ حج اور عمرہ دونوں ہی کے لئے اکٹھے لبیک پکار رہے تھے۔

بَاب ١٢٧ : اَلرِّدْفُ عَلَى الْحِمَارِ

گدھے پر ایک کے پیچھے دوسرے کا سوار ہونا

٢٩٨٧ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ

۲۹۸۷: قُتَیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصفوان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس بن یزید سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ

زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ.

اطرافہ: ٤٥٦٦، ٥٦٦٣، ٥٩٦٤، ٦٢٠٧۔

سے، عروہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے۔ اس پر پالان تھا اور پالان پر چادر تھی اور آپؐ نے حضرت اسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

٢٩٨٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ يُوْنُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى

٢٩٨٨: یحیٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا کہ یونس نے کہا: نافع نے مجھے بتایا۔ حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ کی بالائی سمت سے آئے۔ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا اور بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ بھی جو کعبہ کے کلید بردار تھے آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے صحن مسجد میں اپنی اونٹنی بٹھائی اور عثمانؓ سے فرمایا کہ وہ بیت اللہ کی چابی لائیں۔ انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے اور آپؐ کے ساتھ اسامہؓ، بلالؓ اور عثمانؓ تھے۔ آپؐ دن کا بڑا حصہ کعبہ میں ٹھہرے رہے۔ پھر آپؐ باہر آئے اور لوگ اندر جانے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلے شخص تھے جو داخل ہوئے اور حضرت بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ تو انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کر کے ان

الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ.

کو بتایا جہاں آپؐ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) کہتے تھے کہ میں بلالؓ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

اطرافه: ۳۹۷، ٤٦٨، ٥٠٤، ٥٠٦، ١١٦٧، ١٥٩٨، ١٥٩٩، ٤٢٨٩، ٤٤٠٠۔

بَاب١٢٨: مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ

جو رکاب پکڑے اور اسی طرح کی اور کچھ مدد (کر کے کسی کو سواری پر چڑھا) دے

٢٩٨٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

٢٩٨٩: اسحٰق (بن منصور بن بہرام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن جبکہ سورج نکلتا ہے لوگوں کے ہر جوڑ کی ہڈی کے ذمہ ایک صدقہ ہوتا ہے۔ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان عدل کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی آدمی کو اس کے جانور پر سوار ہونے میں مدد دے اور اس کو اس پر چڑھائے یا اس کا سامان اس پر اُٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ نماز کے لئے اُٹھاتا ہے صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

اطرافه: ٢٧٠٧، ٢٨٩١۔

بَاب١٢٩: كَرَاهِيَةُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں قرآنِ مجید ساتھ لے کر جانے کی ناپسندیدگی

وَكَذٰلِكَ يُرْوَى عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ

اور محمد بن بشر سے اسی طرح مروی ہے۔ انہوں نے

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ الْقُرْآنَ.

عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ سے، حضرت عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور عبیداللہ کی طرح اس حدیث کو (محمد) بن اسحٰق نے بھی نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے بھی دشمن کے ملک میں سفر کیا حالانکہ وہ قرآن جانتے تھے۔

۲۹۹۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

۲۹۹۰: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک میں قرآن کو ساتھ لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: **كَرَاهِيَةُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ:** ۱۲۳ سے ۱۲۹ تک کے ابواب میں متفرق مسائل سفر بیان ہوئے ہیں۔ خواہ سفر جنگ کی حالت میں ہو یا امن کی حالت میں اور اس تعلق میں عام مدد کرنے کا ذکر ہے۔ باب ۱۲۸ سابقہ ابواب کے لئے بطور فصل ہے اور باب ۱۲۹ ایک لفظی اختلاف کے پیش نظر قائم کیا گیا ہے۔ باب کے عنوان میں الفاظ كَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ سے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو كَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ کے الفاظ میں نقل کی ہے اور اسی مفہوم کی محمد بن اسحٰق کی متابعت کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو امام احمد بن حنبل☆ نے نَهَى أَنْ يُّسَافَرَ بِالْمُصْحَفِ کے الفاظ میں نقل کی ہے۔ انہوں نے نافع سے لفظ نَهَى روایت کیا ہے۔ عنوان باب سے جو مصدر یہ ہے وضاحت کی گئی ہے کہ یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔
(فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۶۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے کہ قرآنِ مجید دارالحرب میں لے جایا جائے۔ اس ممانعت کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ قرآنِ مجید کے نسخے ان دنوں بہت ہی کم تھے۔ ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ بعض کے نزدیک

☆ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرؓ، جزء۲ صفحہ۷۶)

بےادبی کے خیال سے منع کیا گیا تھا۔ یہ بھی درست ہے۔ تقسیم ہند کے دوران قرآنِ مجید کے نسخوں سے جو بےادبی برتی گئی ہے، وہ ذلیل تعصب کی تازہ مثال ہے۔ مذکورہ بالا ممانعت سے یہ مراد نہیں کہ دارالحرب میں قرآنِ مجید کسی حالت میں بھی نہیں لے جانا چاہیے۔ عنوانِ باب میں حوالہ دیا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ میدانِ جنگ میں اس کی تلاوت کرتے اور ایک دوسرے کو سکھاتے تھے۔ محض دارالحرب میں قرآنِ مجید کے پائے جانے سے تو اس پر سوءِ ادبی کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

بَاب ۱۳۰ : اَلتَّكْبِيْرُ عِنْدَ الْحَرْبِ

لڑائی شروع ہونے کے وقت اللہ اکبر کہنا

۲۹۹۱ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ

۲۹۹۱: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے محمد (بن سیرین) سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر صبح کے وقت حملہ کیا اور وہ اپنے کندھوں پر کدالیں لئے ہوئے باہر نکل چکے تھے۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو کہا: یہ لو۔ محمد مع لشکر آ گیا ہے۔ محمد مع لشکر آ گیا ہے اور انہوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی۔ انہیں بھاگتے ہوئے دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں ڈیرے لگاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے جنہیں قبل از وقت خطرے سے آگاہ کر دیا ہو اور ہم نے غنیمت میں کچھ گدھے پائے اور نہیں پکایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں تمہیں گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ ہانڈیاں مع اس کے جو اُن میں تھا انڈیل دی گئیں۔ عبداللہ بن محمد کی طرح علی (بن مدینی) نے بھی

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

سفیان سے یہی نقل کیا ہے۔(اس میں بھی یہ الفاظ ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔

اطرافهُ: ٣٧١، ٦١٠، ٩٤٧، ٢٢٢٨، ٢٢٣٥، ٢٨٨٩، ٢٨٩٣، ٢٩٤٣، ٢٩٤٤، ٢٩٤٥، ٣٠٨٥، ٣٠٨٦، ٣٣٦٧، ٣٦٤٧، ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ٤١٩٧، ٤١٩٨، ٤١٩٩، ٤٢٠٠، ٤٢٠١، ٤٢١١، ٤٢١٣، ٥٠٨٥، ٥١٥٩، ٥١٦٩، ٥٣٨٧، ٥٤٢٥، ٥٥٢٨، ٥٩٦٨، ٦١٨٥، ٦٣٦٣، ٦٣٦٩، ٧٣٣٣.

بَاب ١٣١ : مَا يُكْرَهُ مِنْ رَّفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ

تکبیر کہتے وقت آواز بلند کرنا جو مکروہ ہے

٢٩٩٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ.

۲۹۹۲: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔انہوں نے عاصم سے، عاصم نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب بھی کسی وادی کے کنارے پر آنکلتے تو ہم لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے۔ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! آہستہ، ضبط سے کام لو۔ کیونکہ تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ ایسے کو جو یہاں موجود نہیں۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تو بہت ہی شنوا ہے۔ بہت ہی نزدیک ہے۔ اس کا نام بہت ہی مبارک ہے اور اس کی شان بہت ہی بلند ہے۔

اطرافهُ: ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٤٠٩، ٦٦١٠، ٧٣٨٦.

بَاب ١٣٢ : اَلتَّسْبِيْحُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

سبحان اللہ کہنا جب کسی وادی میں اُترے

٢٩٩٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ

۲۹۹۳: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

طرفهُ: ٢٩٩٤۔

بن عبدالرحمٰن سے، حصین نے سالم بن ابی جعد سے، سالم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم جب بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

بَاب ١٣٣: اَلتَّكْبِيْرُ إِذَا عَلَا شَرَفًا

اللہ اکبر کہنا جب کسی بلندی پر چڑھے

٢٩٩٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

طرفهُ: ٢٩٩٣۔

۲۹۹۴: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عدی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے حصین سے، حصین نے سالم سے، سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔

٢٩٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُوْلُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

۲۹۹۵: عبداللہ (بن یوسف) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے، صالح نے سالم بن عبداللہ سے، سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب حج یا عمرہ سے لوٹتے اور میں یہی جانتا ہوں کہ انہوں نے کہا: جب غزوہ سے لوٹتے، کہتے تھے: جب آپؐ کسی گھاٹی یا اونچے میدان میں پہنچتے تو آپؐ تین بار اللہ اکبر کہتے، اس کے بعد فرماتے: لا الہ الا اللہ یعنی ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ساری بادشاہت اسی کی ہے

وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ لَا.

اور اسی کیلئے تمام کی تمام خوبیاں ہیں اور وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ہم سفر سے لوٹ رہے ہیں۔اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اقرار کرتے ہیں کہ ہم آئندہ غلطیاں نہیں کریں گے۔ہم اپنے ربّ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں، اپنے ربّ ہی کے سامنے سر جھکانے والے ہیں، اپنے ربّ ہی کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔اللہ نے یقیناً اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی یاوری فرمائی اور تمام جتھوں کو تنہا شکست دے کر بھگا دیا۔ صالح نے کہا: میں نے سالم سے پوچھا: کیا حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) نے انشاءاللہ نہیں کہا تھا؟ کہا: نہیں۔

اطرافہ: ۱۷۹۷، ۳۰۸۴، ٤۱۱٦، ٦۳۸۵۔

تشریح: ان ابواب میں ایسی ہدایات کا ذکر ہے جو میدانِ جنگ کی طرف بڑھنے اور لڑائی شروع کرنے سے متعلق ہیں۔مثلاً بلندی پر چڑھتے یا اس سے اُترتے وقت دھیمی آواز سے ذکر الٰہی، سفر میں اموال کی نگہداشت، حرکات وسکنات کا خیال، ضبطِ نفس اور بحالتِ جنگ تکبیر بلند آواز سے کہنا۔

بَاب ۱۳٤ : يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ

مسافر کے اسی طرح عمل لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ گھر میں کیا کرتا تھا

۲۹۹٦: حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَبُو إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوْسَى مِرَارًا

۲۹۹٦: مطر بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا۔عوام (بن حوشب) نے ہم سے کہا کہ ابراہیم ابواسماعیل سکسکی نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے ابوبردۃ (بن ابی موسیٰ) سے سنا اور وہ اور یزید بن ابی کبشہ کسی سفر میں اکٹھے رہے تھے اور یزید اس سفر میں روزے رکھتے تھے تو ابوبردہ نے ان سے کہا: میں نے حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) سے بارہا

يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.

سنا ہے۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب بندہ بیمار ہو جائے یا وہ سفر کرے تو اس کے لئے ویسے ہی عمل لکھے جاتے ہیں جو وہ بحالت صحت گھر میں کیا کرتا تھا۔

بَاب ۱۳۵ : اَلسَّيْرُ وَحْدَهُ

اکیلے سفر کرنا

۲۹۹۷: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

۲۹۹۷: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ محمد بن منکدر نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں لوگوں سے پوچھا کہ ان میں سے کون فلاں کام کرے گا؟ حضرت زبیرؓ نے جلدی سے جواب دیا کہ میں کروں گا۔ پھر آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کون ان میں سے فلاں کام کرے گا؟ پھر حضرت زبیرؓ نے جلدی سے جواب دیا کہ میں کروں گا۔ پھر آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کون ان میں سے فلاں کام کرے گا؟ پھر حضرت زبیرؓ نے جلدی سے جواب دیا کہ میں کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ سفیان نے کہا: حواری کے معنی ہوتے ہیں مددگار۔

اطرافه: ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۳۷۱۹، ۴۱۱۳، ۷۲۶۱۔

۲۹۹۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ

۲۹۹۸: ابوالولید نے ہمیں بتایا کہ عاصم بن محمد نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے،

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ.

حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ (دوسری سند) اور ابونعیم نے بھی ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: تنہا سفر کرنے میں جو خطرے میں جانتا ہوں اگر لوگ انہیں جانتے تو رات کو کوئی سوار اکیلا سفر نہ کرتا۔

تشریح: **اَلسَّيْرُ وَحْدَهُ:** روایت نمبر ۲۹۹۸ کا تعلق عام سفر سے ہے۔ ضرب المثل ہے: اَلرَّفِيْقُ قَبْلَ الطَّرِيْقِ☆ کہ راستہ پر چلنے سے پہلے ہم سفر تلاش کرو۔ اس پر عمل ہو کہ ایسا سفر محفوظ صورت رکھتا ہے بہ نسبت اکیلے سفر کرنے کے۔

بَاب ۱۳۶ : اَلسُّرْعَةُ فِي السَّيْرِ

سفر میں جلدی چلنا

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ.

حضرت ابوحمید (ساعدیؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مدینہ جلد پہنچنا چاہتا ہوں۔ جو میرے ساتھ جلدی جانا چاہے تو وہ جلدی چلے۔

۲۹۹۹ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَحْيَى يَقُوْلُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَّسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَا

۲۹۹۹: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی، کہا کہ میرے باپ (عروہ) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کیسے چلتے تھے۔ یحيٰ کہا کرتے تھے: (انہوں نے یہ بھی کہا تھا) اور میں سن رہا تھا مگر میرے ذہن سے جاتا رہا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا: آپؐ تیز رفتار چلتے اور جب آپؐ کھلی جگہ پاتے

☆ (الأمثال في الحديث، قوله الجار قبل الدار والرفيق قبل الطريق، روایت نمبر ۲۳۲)

وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

تو اونٹ کو دوڑاتے اور نَصّ (عربی میں اونٹ کی وہ چال ہے) جو عَنَق یعنی تیز رفتار سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

اطرافُهُ: ١٦٦٦، ٤٤١٣.

٣٠٠٠: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۳۰۰۰: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا، کہا: زید بن اسلم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہا: میں مکہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ انہیں صفیہ بنت ابی عبید (ان کی بیوی) کے متعلق خبر پہنچی کہ وہ سخت بیمار ہیں۔ انہوں نے رفتار تیز کر دی اور جب شفق غائب ہوگئی، وہ اُترے، مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کیں اور کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب آپؐ کو چلنے میں جلدی ہوتی تو مغرب میں دیر کرتے اور پھر مغرب وعشاء دونوں کو جمع کرتے۔

اطرافُهُ: ١٠٩١، ١٠٩٢، ١١٠٦، ١١٠٩، ١٦٦٨، ١٦٧٣، ١٨٠٥.

٣٠٠١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

۳۰۰۱: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبکر کے آزاد کردہ غلام سُمَیّ سے، سُمَیّ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر ایک قسم کا عذاب ہے۔ تم میں سے ایک کو اس کی نیند سے اور اس کے کھانے اور پینے سے محروم کر دیتا ہے۔

فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ.

سو جب تم میں سے کوئی اپنا کام پورا کر چکے تو اپنے گھر والوں کے پاس جلدی چلا آئے۔

اطرافہ: ١٨٠٤، ٥٤٢٩۔

تشریح: اَلسُّرْعَةُ فِي السَّيْرِ: اس باب کا مقصود یہ ہے کہ مومن بیدار مغز اور چاق وچوبند ہوتا ہے اور وہ سفر وغیرہ کی وجہ سے اپنی عبادت اور اطاعت نہیں چھوڑتا، سوا ان امور کے جن میں شریعت نے مسافر کو سہولت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی عبد صالح کے ساتھ مداومت کی شان رکھتا ہے۔

بَاب ١٣٧: إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعُ

اگر گھوڑا سواری کے لئے وقف کرے اور پھر اسے بکتا دیکھے

٣٠٠٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَّبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

٣٠٠٢: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اللہ کی راہ میں گھوڑا سواری کے لئے دیا۔ پھر انہوں نے اسے بکتا دیکھا اور چاہا کہ اسے خود خرید لیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ سے نہ پلٹو۔

اطرافہ: ١٤٨٩، ٢٧٧٥، ٢٩٧١۔

٣٠٠٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَابْتَاعَهُ أَوْ فَأَضَاعَهُ الَّذِي

٣٠٠٣: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے تھے: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کیلئے دیا۔

كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ.

جس کے پاس تھا اس نے بیچنا چاہا۔ اس نے اس کو خراب کر دیا۔ اس لئے میں نے اسے خریدنا چاہا اور میں نے خیال کیا کہ وہ اس کو سستا ہی بیچ دے گا۔ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے نہ خرید خواہ وہ ایک درہم پر ہی کیوں نہ ملے۔ کیونکہ اپنی دی ہوئی چیز سے پلٹنے والا کتّے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔

اطرافہ: ۱٤۹۰، ۲٦۲۳، ۲٦۳٦، ۲۹۷۰۔

بَاب۱۳۸ : اَلْجِهَادُ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

ماں باپ کی اجازت سے جہاد کرنا

۳۰۰٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيْثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

۳۰۰۴: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حبیب بن ابی ثابت نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے ابوالعباس شاعر سے سنا اور حدیث کی روایت میں وہ متہم نہ تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے جہاد کے متعلق اجازت مانگی۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم ان کی خدمت میں رہ کر جہاد کرو۔

طرفہ: ۵۹۷۲۔

تشریح: **اَلْجِهَادُ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ:** اس باب کا تعلق جہاد سے ہے کہ مجاہد کے والدین موجود ہوں تو ان سے اجازت لینا مناسب ہے۔ مبادا بیٹے کی عدم موجودگی میں انہیں تکلیف ہو۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اگر والدین کی اجازت نہ ہو تو جہاد کرنا حرام ہے اور اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ والدین مسلمان ہوں، دوسری یہ کہ والدین کی خدمت اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے اس پر فرض عین ہو اور اس کے سوا والدین کی خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو۔ چنانچہ ابن حبان کی روایت سے بھی امر مذکورہ بالا کا استدلال ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ قَالَ الصَّلَاةُ قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ الْجِهَادُ قَالَ فَإِنَّ لِي وَالِدَيْنِ فَقَالَ آمُرُكَ بِوَالِدَيْكَ خَيْرًا. فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَأُجَاهِدَنَّ وَلَأَتْرُكَنَّهُمَا قَالَ فَأَنْتَ أَعْلَمُ☆ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۱۷۰) {ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بہترین اعمال کے بارہ میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: نماز۔ اس نے کہا: پھر کیا؟ آپؐ نے فرمایا: جہاد۔ اس نے کہا: میرے تو والدین ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچا نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جہاد کروں گا اور ان دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا: تو تم بہتر جانتے ہو۔} اس جواب سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کے بارے میں مطمئن تھا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم بہتر جانتے ہو۔ جواب دینے والے کا یہ مقصد نہیں تھا کہ والدین کی خدمت سے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد نظرانداز کرتے ہوئے وہ جہاد میں شریک ہو۔

بَاب ۱۳۹: مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ

اونٹوں کی گردنوں میں گھنٹی وغیرہ باندھنے سے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے

۳۰۰۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا أَنْ لَّا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

۳۰۰۵: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے، عبداللہ نے عباد بن تمیم سے روایت کی کہ حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ عبداللہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوبشیرؓ نے کہا: لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی شئے گھنٹی تندی وغیرہ نہ رہے اور وہ کاٹ دی جائے۔

☆ (مسند احمد بن حبنل، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو، جزء۲ صفحہ۱۷۲)
(صحیح لابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، جزء۵ صفحہ ۸)

تشریح: **مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ:** عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ اس باب سے بعض کمزور اَقوال کو ردّ کرنا چاہتے ہیں جو اونٹ کی گردن میں ہار وغیرہ باندھنے سے متعلق مروی ہیں۔ امام ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ نے یہ کمزور اَقوال نقل کئے ہیں۔ ان میں سے ابوداؤد کی ایک روایت ہے جو اُمّ المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے منقول ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: **لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ**[1] ملائکہ ان لوگوں کے رفیق سفر نہیں ہوتے جن کے قافلہ میں گھنٹی ہو اور صحیح مسلم میں بھی ایک روایت ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے: **اَلْجَرَسُ مِزَامِيرُ الشَّيْطٰنِ**[2] کہ گھنٹی شیطان کی بنسری ہے۔ امام مالکؒ نے مذکورہ بالا روایت کے تعلق میں بتایا ہے کہ عرب تعویذ کے طور پر تندی، دھاگہ اور ہار وغیرہ اونٹ کی گردن میں باندھا کرتے تھے جس کا نام تَمِیْمَہ ہوتا تھا۔ تا بدنظر سے محفوظ رہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ایسے تعویذ ایک موقع پر کٹوا دیئے تھے۔ اس امر کی تائید حضرت عقبہ بن عامرؓ والی حدیث مرفوع سے بھی ہوتی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں: **مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ**[3] جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کا مقصد پورا نہ کرے۔ ابوداؤد نے بھی یہی حدیث نقل کی ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۱۷۱) امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد میں یہ باب قائم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عقیدہ کی وجہ سے کسی جنگ کے موقع پر اونٹوں کی گردنوں میں تعویذ لٹکائے گئے تھے جو نبی کریم ﷺ نے کٹوا دیئے کہ یہ تعویذ تقدیر الٰہی کو نہیں ٹال سکتے۔ مشرک وہم پرست ہوتا ہے اور مؤحد متوکل علی اللہ اور وہ اپنی دعاؤں اور جدوجہد سے اپنی تقدیر آپ درست کرتا ہے۔ یہ تعلیم روحِ جہاد سے مطابق ہے۔

بَاب ١٤٠: مَنِ اكْتَتَبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ

فوج میں جو اپنا نام لکھوائے اور پھر اس کی بیوی حج کرنے کو نکلے اور اس شخص کو کوئی عذر پیش آجائے تو کیا اس کو جہاد سے پیچھے رہ جانے کی اجازت دی جائے؟

٣٠٠٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا

۳۰۰۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے ابومعبد (نافذ) سے، ابومعبد نے (حضرت عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ

---

[1] (سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب في تعليق الأجراس)
[2] (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر)
[3] (مسند احمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني، جزء۴ صفحہ۱۵۴)
(صحيح ابن حبان، كتاب الرقى والتمائم، ذكر الزجر عن تعليق التمائم التي فيها الشرك بالله)

تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اكْتَتَبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فرماتے تھے: کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے اور نہ کوئی عورت بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ محرم رشتہ دار ہو سفر کرے۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے کے لئے نکلی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

اطرافه: ۱۸۶۲، ۳۰۶۱، ۵۲۳۳۔

تشریح: مَنِ اكْتَتَبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً ... هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ: عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ فوجی بھرتی میں نام لکھوانے کا طریق عہدِ نبوی میں بھی رائج تھا۔ چونکہ جہاد فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے، اس لئے معذور کو بھی اجازت لینی پڑتی تھی اور ایسا انتظام ضروری تھا۔ تا معلوم ہو کہ مجاہدین میں سے کون فی الواقعہ معذور ہے اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ لڑنے والوں کی تعداد کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ اب اس کے لئے سلطنت میں باقاعدہ محکمہ ہے۔ جو متعدد شعبوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ روایت نمبر ۳۰۰۶ سے بعض شارحین نے حج کی جہاد پر فضیلت کا استدلال کیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ روایت کا تعلق صرف ایک خاص واقعہ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط سے متعلق اسلام کے ایک حکم کی وضاحت فرمائی، جسے سن کر ایک مجاہد اُٹھا اور اس نے کہا کہ میری بیوی تنہا حج کے لئے جا رہی ہے۔ آپؐ نے اسے اس کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ چونکہ اس کی شمولیت کے بغیر بھی غزوہ کی تیاری ہو سکتی تھی آپؐ نے پسند نہ فرمایا کہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہو۔ اس تعلق میں باب ۱۸۱ بھی دیکھئے جہاں مردم شماری کرانے کا ذکر ہے۔

بَاب ١٤١: اَلْجَاسُوْسُ

جاسوسی کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنة: ٢) اَلتَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ.

نیز اللہ عزوجل کے اس فرمان کا ذکر کہ اے مسلمانو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ تَجَسُّس کے معنی ہیں: بات ٹٹول کر نکالنا، جستجو کرنا۔

٣٠٠٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ

۳۰۰۷: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن دینار نے ہم سے

سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتَّى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ {☆مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ} مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

بیان کیا۔ میں نے یہ حدیث ان سے دو دفعہ سنی۔ انہوں نے کہا: حسن بن محمد نے مجھے بتایا، کہا: عبیداللہ بن ابی رافع نے مجھے بتایا، کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیرؓ اور مقداد بن اسودؓ کو بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا: تم چلے جاؤ۔ جب تم روضۂ خاخ میں پہنچو تو وہاں ایک شتر سوار عورت ہوگی اور اس کے پاس ایک خط ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو۔ ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے ہمیں لے گئے۔ جب ہم روضۂ خاخ میں پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شتر سوار عورت موجود ہے۔ ہم نے کہا: خط نکالو۔ وہ کہنے لگی: میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: تمہیں خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے (اور تلاشی لیں گے۔) اس پر اس نے وہ خط اپنے جوڑے سے نکالا اور ہم وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ {کے مشرکوں☆} کے نام۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارادے کی ان کو اِطلاع دے رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے بلا بھیجا اور) پوچھا: حاطب یہ کیا؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ فرمائیں۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو قریش میں آکر مل

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق اس جگہ متن میں موجود ہیں (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ۱۷۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي مَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هٰذَا.

گیا تھا۔ ان میں سے نہ تھا اور دوسرے مہاجرین جو آپؐ کے ساتھ تھے ان کی مکہ میں رشتہ داریاں تھیں جن کے ذریعہ وہ اپنے گھر بار اور مال و اسباب کو بچاتے رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر کوئی احسان کر دوں۔ کیونکہ ان میں کوئی رشتہ داری تو میری تھی ہی نہیں۔ شاید وہ اس احسان ہی کی وجہ سے میرا پاس کریں اور میں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ نہیں کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ تو جنگِ بدر میں موجود تھا اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: جو تم چاہو کرو۔ میں نے تمہارے گناہوں کی پردہ پوشی کر دی ہے۔ سفیان نے کہا: یہ سند بھی کیا ہی عمدہ سند ہے۔

اطرافہ: ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹۔

تشریح: **اَلْجَاسُوْسُ**: عنوانِ باب میں لفظ تَجَسُّس کے معنی بیان کر کے اس صورتِ تجسس کی طرف توجہ دلائی ہے جو جائز ہے۔ یہ تجسس آیت وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات:۱۳) کی ممانعت کے تحت نہیں آتا۔ حدیث میں بیان شدہ تجسس کا تعلق دشمن کے حالات کا علم حاصل کرنے اور ایسے لوگوں کی نقل و حرکت کی نگرانی ہے جو مخلِّ امن ہوں اور یہ امر صرف حالت جنگ ہی سے خاص نہیں بلکہ امن کی حالت میں بھی ضروری ہے اور اسی انتظام کی وجہ سے عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں دشمن کے حالات سے واقفیت معلوم کی

☆ ''اور تجسّس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔'' (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

جاتی رہی۔عنوانِ باب میں بیان شدہ آیت یہ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ ۗ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (الممتحنة: ۲) اے مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو گہرا دوست نہ بنایا کرو۔تم تو ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو۔حالانکہ وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہاری طرف آیا ہے۔وہ تم کو بھی اور رسول کو بھی صرف اس لئے کہ تم سب اللہ پر جو کہ تمہارا ربّ ہے ایمان لائے ہو لڑنے کے لئے (گھروں سے) نکالتے ہیں۔اگر تم میرے رستے میں کوشش کرنے اور میری رضا جوئی کے لئے نکلو تو تم میں سے بعض چوری چوری ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہیں اور میں خوب جانتا ہوں اس کو جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا کام کرے وہ سمجھ لے کہ وہ سیدھے رستہ سے بھٹک گیا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ جب اپنی بیٹی سے ملنے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں آئیں تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر دی اور اپنے پاس ٹھہرانے کی اجازت چاہی۔☆ یہ اس احتیاط کی وجہ سے تھا جو جنگ کے دنوں میں ضروری ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں دشمن کی طرف میلان اور اس سے راہ و رسم اور تعلقات قائم کرنے یا جاری رکھنے کی بڑی وجہ قرابت و مروت بتائی گئی ہے اور تنبیہہ کی گئی ہے کہ یہ امر تمہارے حالات سے دشمن کے واقف ہو جانے کا ذریعہ نہ بنے۔ جنگ میں کامیابی کے لئے ابتدائی ضرورت یہی ہے کہ برسرپیکار قوم کی نیت و قصد، قوت و استعداد اور نقل و حرکت کا صحیح علم حاصل ہو اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے جو غلطی سرزد ہوئی وہ بھی اسی قسم کی تھی جس کا ذکر آیت مذکورہ بالا میں کیا گیا ہے۔ان کی اس غلطی پر بعض صحابہ کو شدید غصہ آیا اور انہیں قتل کر دینے پر وہ آمادہ ہو گئے۔مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حقیقت بین ان کے قلبی اخلاص تک پہنچی اور آپؐ نے ان کا عذر قبول فرما لیا۔

واقعہ مذکورہ بالا میں آپؐ کے حسن انتظام اور خلق کریم کی شان نمایاں ہے۔عنوانِ باب کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ حضرت امام بخاریؒ کو یہی امر دکھانا مقصود ہے۔جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ ممتحنہ کی ہے اور اس ساری سورۃ کا موضوع ہی یہ ہے کہ بحالت جنگ خود حفاظتی کی تدابیر مستحکم رکھی جائیں۔یہاں تک کہ اگر کفار کی طرف سے کوئی اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو اس کی بھی اچھی طرح جانچ کر لی جائے۔اس تعلق میں **کتاب التفسیر، سورۃ الممتحنۃ، باب اذا جاء کم المؤمنات مهاجرات** بھی دیکھئے۔

☆ (بخاری، کتاب الهبة، باب ۲۹: الهدية للمشركين، روایت نمبر ۲۶۲۰)

بَاب ۱۴۲ : اَلْكِسْوَةُ لِلْأُسَارَى

قیدیوں کو کپڑے پہنانا

۳۰۰۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ {☆بِأُسَارَى وَأُتِيَ} بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ قَمِيصًا فَوَجَدُوْا قَمِيصَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يُقْدَرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُّكَافِئَهُ.

۳۰۰۸: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: جب بدر کی جنگ ہوئی تو (کافروں کے) {☆قیدی لائے گئے اور} عباسؓ بھی لائے گئے۔ ان پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ نبی ﷺ نے ان کے لئے کرتہ تلاش کیا۔ لوگوں نے عبداللہ بن اُبیّ کا کرتہ ان کیلئے ٹھیک پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی ان کو پہنا دیا اور اس وجہ سے نبی ﷺ نے (عبداللہ بن اُبیّ کے لئے اس کے مرنے پر) اپنا کرتہ اُتار کر اسے دے دیا کہ وہ اسے پہنایا جائے۔ ابن عیینہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے نیک سلوک کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چاہا کہ اس سے نیک سلوک فرمائیں۔

اطرافه: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ۵۷۹۵۔

بَاب ۱۴۳ : فَضْلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ

اس شخص کی فضیلت جس کے ذریعہ کوئی شخص اسلام قبول کرے

۳۰۰۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ

۳۰۰۹: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے روایت کی کہ انہوں نے

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ {☆الرَّايَةَ} فَقَالَ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ.

اطرافه: ۲۹۴۲، ۳۷۰۱، ۴۲۱۰۔

کہا: حضرت سہل بن سعد (انصاری) رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا، کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو پرچم دوں گا جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ خیبر فتح کروائے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ لوگ رات بھر اس خیال میں رہے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ صبح آئے، ہر ایک کو یہی آرزو تھی کہ پرچم اسے دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: علیؓ کہاں ہیں؟ کہا گیا: ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا اور دعا کی۔ وہ بالکل اچھے ہوگئے گویا ان کو کوئی بیماری ہی نہ ہوئی تھی۔ آپؐ نے ان کو {پرچم☆} دیا۔ انہوں نے پوچھا: کیا میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہوجائیں؟ آپؐ نے فرمایا: آہستگی سے جاؤ یہاں تک کہ جب تم ان کے آنگن میں ڈیرے لگادو۔ پھر اس کے بعد ان سے اسلام قبول کرنے کے لئے کہو اور جو باتیں ان کے لئے ضروری ہوں وہ انہیں بتاؤ۔ بخدا اگر اللہ تمہارے ذریعہ کسی شخص کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

☆ یہ لفظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۱۷۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ١٤٤ : اَلْأُسَارَى فِي السَّلَاسِلِ

قیدی زنجیروں میں

٣٠١٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

۳۰۱۰: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں خبر دی (کہا:) شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن زیاد سے، ابن زیاد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ ان لوگوں پر تعجب کرے گا جو جنت میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔

طرفهُ: ٤٥٥٧۔

تشریح: یہ ابواب قیدیوں سے نیک سلوک کے بارے میں ہیں۔ اسلامی جنگ کا اصل مقصد ظلم و جور اور فتنہ وفساد کا قلع قمع، لوگوں کی چیرہ دستی اور بے راہ روی کی روک تھام اور اصلاحِ احوال ہے۔ یہ مقصد جبر و اکراہ کے وسائل سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اخلاقِ فاضلہ اور نیک تلقین سے انجام پاتا ہے۔ ایک قیدی شخص کی قلبی کیفیات نیک تحریکات قبول کرنے کیلئے مستعد ہوتی ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے انہیں نصیحت فرمائی کہ خیبر فتح ہونے کے بعد جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور دعوتِ حق کا طریق اختیار کیا جائے۔ (روایت نمبر ۳۰۰۹)

اَلْأُسَارَى فِي السَّلَاسِلِ: زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں داخل ہونے کے معنے یہ ہیں کہ ظالم لوگوں کی بھڑکائی ہوئی جنگ میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جو بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوں گے۔ یہی اصل مقصد ہے اسلامی جنگوں کا کہ امن کی فضا پیدا ہو کر لوگوں کو آزادی سے سوچنے سمجھنے کا موقع ملے۔ قیدیوں سے سلوک کے تعلق میں باب نمبر ۱۴۴ کا عنوان ناتمام جملہ سے قائم کر کے بتایا گیا ہے کہ جنگی قیدی کو پابہ زنجیر رکھنا ضروری نہیں۔ بلکہ اس سے مراد اُن موافق و مناسب خیالات کا پیدا کرنا تھا جو عرب وعجم کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ طیبیؒ نے واقعات کی بناء پر روایت نمبر ۳۰۱۰ کا یہی مفہوم واضح کیا ہے اور اس تعلق میں امام ابن حجرؒ نے ابوطفیلؓ کی مرفوع روایت کا حوالہ بھی دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَأَيْتُ نَاسًا مِّنْ أُمَّتِي يُسَاقُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ كُرْهًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ قَوْمٌ مِنَ الْعَجَمِ يَسْبِيهِمُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَيُدْخِلُوْنَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ مُكْرِهِيْنَ۔ یعنی میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ زنجیروں میں ہیں اور وہ جنت میں داخل کئے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ عجمی ہیں جنہیں مہاجرین قید کریں گے اور انہیں جنت میں داخل کریں گے جبکہ وہ اس سے قبل جنت میں داخل

ہونے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ابراہیم حربی نے آپؐ کے اس رویا کی تعبیر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ قید سے ظاہری قید مراد نہیں بلکہ یہ استعارہ و مجاز ہے۔ (فتح الباری جزء۶صفحہ۱۷۶) (عمدۃ القاری جزء۱۴صفحہ۲۵۸)

عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش ہوگا۔ روایت نمبر ۲۸۲۶ میں بھی ایسا ہی محاورہ گذر چکا ہے۔

بَاب ۱۴۵ : فَضْلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

یہود و نصاریٰ میں سے جو اسلام میں داخل ہوں ان کی فضیلت

۳۰۱۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ تَأْدِيْبَهَا {☆ثُمَّ يُعْتِقُهَا} فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ

۳۰۱۱: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ صالح بن حیّ ابوحسن نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے شعبی سے سنا۔ کہتے تھے کہ ابوبردہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے باپ (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ) سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جنہیں دوہرا اَجر دیا جائے گا۔ ایک وہ شخص جس کی ایک لونڈی ہو اور وہ اس کو تعلیم دے اور نہایت عمدہ تعلیم دے اور اس کو آداب سکھائے اور بہترین آداب سکھائے۔ {☆ پھر اس کے بعد وہ اس کو آزاد کر دے} اور اس سے نکاح کر لے۔ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے اور اہل کتاب میں سے وہ شخص جو (اپنے پیغمبر پر) ایمان رکھتا ہو اور پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے۔ اس کو بھی دو ثواب ملیں گے اور وہ غلام جو اللہ کا حق بجا لائے اور اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا رہے۔ یہ حدیث بیان کر کے شعبی نے کہا: میں نے تم کو یہ تمہارے مشقت

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء۶حاشیہ صفحہ۱۷۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

اُٹھانے کے بغیر سنائی ہے۔ بحالیکہ آدمی معمولی سی بات کے لئے مدینہ تک سفر کیا کرتا تھا۔

اطرافہ: ۹۷، ۲۵۴۴، ۲۵۴۷، ۲۵۵۱، ۳۴۴۶، ۵۰۸۳۔

بَاب ۱۴۶: أَهْلُ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

(جن مشرکوں سے لڑائی ہے اگران کے) گھر والوں پر رات کو چھاپہ مارا جائے
اوراس کے نتیجہ میں بچوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچے

بَيَاتًا (الأعراف:۹۸) لَيْلًا.
لَنُبَيِّتَنَّهُ (النمل:۵۰) لَيْلًا.
بَيَّتَ (النساء:۸۲) لَيْلًا.

(یہ جو فرمایا ہے: أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا اس میں) بَيَاتًا کے معنی ہیں رات کو (اور یہ جو فرمایا: تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ اس میں) لَنُبَيِّتَنَّهُ کے معنی ہیں ہم ضرور اس پر اوراس کے گھر والوں پر رات کو چھاپہ ماریں گے۔ اسی طرح بَيَّتَ کے معنی ہیں رات گذاری۔

۳۰۱۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ ابْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۰۱۲: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا، کہا: زُہری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (بن عبداللہ بن عتبہ) سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ جن مشرکوں سے لڑائی ہے اگر ان کے گھر والوں پر شب خون مارا جائے اوراس کے نتیجہ میں ان کی عورتیں اور بچے مارے جائیں تو اس بارہ میں حضورؐ کا کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی تو قوم کا حصہ ہی ہیں اور میں نے آپؐ کو یہ بھی فرماتے سنا: کوئی رَکھ نہیں مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

٣٠١٣: وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ. كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ.

طرفہٗ: ٢٣٧٠۔

۳۰۱۳: اور زُہری سے روایت ہے کہ انہوں نے عبیداللہ سے سنا۔ وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے کہ (انہوں نے کہا:) حضرت صعب (بن جثامہؓ) نے عورتوں اور بچوں کے بارے میں ہم سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ (سفیان نے کہا:) عمرو (بن دینار) یہ حدیث بسند ابن شہاب ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ پھر ہم نے زُہری سے یہ حدیث یوں سنی انہوں نے کہا: عبیداللہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباس نے حضرت صعب (بن جثامہؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے: ''وہ انہی میں سے ہیں'' اور جس طرح عمرو نے بیان کیا ہے، آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''وہ اپنے آباء ہی کی اولاد ہیں۔''

بَاب ١٤٧: قَتْلُ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

جنگ میں بچوں کے قتل کرنے کے بارے میں ارشاد

٣٠١٤: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رضي الله عنه أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

طرفہٗ: ٣٠١٥۔

۳۰۱۴: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے روایت کی کہ عبداللہ (بن عمرو) نے انہیں خبر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپؐ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کئے جانے کو ناپسند فرمایا۔

بَاب١٤٨ : قَتْلُ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

جنگ میں عورتوں کے قتل کے بارے میں ارشاد

٣٠١٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ وُجِدَتْ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

طرفه: ٣٠١٤.

۳۰۱۵: اسحق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے ابواسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا: کیا عبیداللہ نے تمہیں یہ حدیث نافع سے روایت کرتے ہوئے بتائی کہ (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں سے کسی جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

تشریح: **أَهْلُ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ:** شب خون کے تعلق میں جو باب ۱۴۶ قائم کیا گیا ہے وہ محل نظر ہے۔ اس کی دو روایتیں ہیں جو حضرت صعب بن جثامہؓ سے مروی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس کی دوسری سندیں نقل کر کے بتایا ہے کہ یہ روایت قابل غور ہے۔ زُہریؒ کی روایت جو عبیداللہؓ سے مروی ہے اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے الفاظ هُمْ مِنْهُمْ ہیں نہ کہ هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ۔ باب کے عنوان میں بَيَاتًا کی تشریح لفظ لَيْلًا (یعنی نِيَامًا) سے کی گئی ہے تاکہ يُبَيَّتُوْنَ کے مفہوم کی وضاحت ہو جائے کہ شب خون سے مراد ایسی حالت میں چھاپہ مارنا ہے جب اہل خانہ سوئے ہوئے ہوں۔ پہلی آیت جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے: أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَائِمُوْنَ ٥ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ٥ (الأعراف: ٩٨، ٩٩) کیا یہ بستیوں والے الٰہی عذاب سے امن میں ہیں کہ وہ رات کو آجائے جبکہ وہ سو رہے ہوں یا دوپہر کو آجائے جبکہ وہ کھیل رہے ہوں۔ نسخہ ابوذر کے علاوہ صحیح بخاری کے اور نسخوں میں قرآنِ مجید کی اس آیت کا حوالہ بھی دیا گیا ہے: قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ٥ (النمل: ٥٠) انہوں نے کہا: تم سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم اس کے اور اس کے گھر والوں پر رات کے وقت حملہ کریں گے۔ پھر جو بھی اس کے خون کا مطالبہ کرنے آئے گا ہم اس سے کہیں گے کہ ہم نے اس کے اہل کی ہلاکت (کے واقعہ) کو نہیں دیکھا اور ہم سچے ہیں۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر) اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصلحین کا نہیں بلکہ مفسدین کا ہے۔ مذکورہ بالا

حوالہ آیت کے علاوہ ایک اور مشہور حدیث کا حوالہ بھی ضمناً دیا گیا ہے جس کے راوی حضرت صعب بن جثامہؓ ہیں اور وہ حدیث یہ ہے: لَا حِمَى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ۔ بعد کے ابواب میں اس حمایت اور پناہ کا صریح ذکر ہے جو عورتوں اور بچوں کو بحالت جنگ دی گئی ہے۔ اسماعیلی نے زُہریؒ کی یہی روایت نقل کرتے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ابن کعب بن مالکؓ کی سند سے ان کے چچا کی روایت بھی نقل کرتے تھے جس کے یہ الفاظ ہیں: لَمَّا بَعَثَ اِلَى ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الحقیق یہودی سردار کی طرف بعض آدمی بھیجے تو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ ابوداؤدؒ سے بھی یہی روایت ایک اور سند سے نقل کی گئی ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۷۸)

امام ابن حجرؒ نے اس تبصرے کے بعد امام مالکؒ وامام اوزاعیؒ کا مذہب اس بارے میں نقل کیا ہے کہ کسی حالت میں بھی عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں۔ حَتَّى لَوْ تَتَرَّسَ أَهْلُ الْحَرْبِ بِالنِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ أَوْ تَحَصَّنُوْا بِحِصْنٍ أَوْ سَفِيْنَةٍ وَجَعَلُوْا مَعَهُمُ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ لَمْ يَجُزْ رَمْيُهُمْ۔ یعنی عورتیں اور بچے اس وقت بھی تیروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں جب محاربین ان کو اپنے سامنے بطور پناہ کے کھڑا کرلیں یا ان کے ساتھ قلعے یا کشتی میں ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ابن حبانؒ کی یہی حضرت صعبؓ والی حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ثُمَّ نَهَى عَنْهُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ[1] یعنی آپؐ نے غزوۂ حنین میں عورتوں اور بچوں پر حملہ کرنے سے روک دیا۔ غزوۂ حنین سے متعلق رباح بن ربیعؓ کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف بھیجا کہ ان سے کہو: لَا تَقْتُلْ ذُرِّيَّةً وَّلَا عَسِيْفًا[2] یعنی بچوں اور خدمت گاروں کو قتل نہ کریں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۷۹) غزوۂ حنین اور فتح مکہ کا ایک ہی زمانہ ہے اور روایت نمبر۳۰۱۴ میں جس مقتول عورت کو دیکھنے کا ذکر ہے اس کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔ اسے مقتول دیکھ کر آپؐ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روک دیا۔ حتیٰ کہ غزوۂ خیبر میں بکری کے زہر آلودہ گوشت کا ہدیہ بھیجنے والی عورت کو صحابہ نے قتل کرنا چاہا تو آپؐ نے انہیں روک دیا۔ (دیکھئے کتاب المغازی باب ۴۱: الشاة التى سُمَّت للنبي ﷺ)

روایت نمبر۳۰۱۲ سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی موقعۂ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رات کو حملہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اور محاربین مع اہل وعیال ہوں تو کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر رات کو لڑائی ہو جائے اور اہل وعیال کو نقصان پہنچے فَهُمْ مِنْهُمْ تو وہ بھی چونکہ محاربین میں سے ہیں اس لئے اس نقصان کی ذمہ داری انہی پر ہے جنہوں نے لڑائی چھیڑ کر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا۔ ایسے لوگوں کا مقابلہ نہ کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تھا۔ صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا بتاتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کا علم تو انہیں تھا لیکن چونکہ اس معین واقعہ میں رات کے وقت پوری احتیاط نہیں ہوسکتی تھی اس لئے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

---

[1] (صحيح ابن حبان، كتاب السير، باب الخروج وكيفية الجهاد)

[2] (سنن ابى داود، كتاب الجهاد، باب فى قتل النساء) مذکورہ بالا الفاظ فتح الباری کے ہیں۔

بَاب ١٤٩ : لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللهِ

اللہ کی سزا جیسی سزا نہ دی جائے

٣٠١٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَّجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَّجَدْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا.

طرفہ: ٢٩٥٤۔

۳۰۱۶: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُکیر (بن عبداللہ) سے، بُکیر نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر کے ساتھ بھیجا اور آپؐ نے فرمایا: اگر تم فلاں فلاں شخص کو پاؤ تو انہیں آگ سے جلا دو۔ پھر جب ہم نکلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص کو آگ سے جلا دینا۔ مگر آگ سے تو صرف اللہ ہی سزا دیتا ہے۔ اس لئے اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کر دو۔

٣٠١٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۳۰۱۷: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو آگ سے جلوایا اور یہ خبر حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ کی سزا جیسی کسی کو سزا نہ دو اور میں انہیں قتل کروا دیتا جیسا کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

نبی ﷺ نے فرمایا ہے: جو اپنے دین کو تبدیل کرے (اور محاربین میں شامل ہو جائے تو) اسے قتل کردو۔

طرفه: ٦٩٢٢.

بَاب ١٥٠: فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (محمد:٥)

(سورۂ محمد میں جو فرمایا:) یا تو قیدی بنانے کے بعد ان پر احسان کرنا ہوگا یا جزیہ لے کر آزاد کرنا ہوگا

فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ. وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ حَتَّى يَغْلِبَ فِي الْأَرْضِ. تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا (الأنفال:٦٨) الْآيَةَ.

اس کے متعلق ثمامہ کی حدیث مروی ہے۔ اور اللہ عزوجل کا یہ فرمانا: نبی کے یہ شایاں نہیں کہ وہ قیدی بنائے جب تک وہ خونریزی نہ کرے۔ (اگر تم بغیر باقاعدہ جنگ کے قیدی پکڑ لو تو) تم دنیوی اموال کے طالب قرار پاؤ گے۔

تشریح: فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً: امام بخاریؒ نے باب ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴ اکٹھے کر کے قیدیوں سے حسن سلوک کی غرض و غایت واضح کی ہے۔ چنانچہ اس تعلق میں باب ۱۵۰ میں قرآنِ مجید کی دو آیتوں کی طرف اشارہ کر کے قیدیوں کے بارہ میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ پہلی آیت یہ ہے: فَإِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط حَتّٰى إِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا قف ذٰلِكَ ط وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَنْ يُّضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ○ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ (محمد:٥، ٦) پس (چاہیے کہ) جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو تو گردنیں کاٹو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کا خون بہا لو تو خوب زور سے مشکیں کسو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کر کے (ان کو چھوڑ دو) یا تاوانِ جنگ لے کر (چھوڑ دو۔) یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (یعنی ختم ہو جائے) یہ سب کچھ حالات کے ماتحت ہوا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا۔ لیکن اس نے چاہا کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائے جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے گئے اللہ ان کے اعمال کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ان کو ضرور کامیابی کی طرف لے جائے گا اور ان کی حالت کو درست کرے گا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

یہ حکم اثبات کی صورت رکھتا ہے کہ اسیرانِ جنگ کو بغیر تاوانِ جنگ لئے بطور احسان یا تاوان لے کر آزاد کر دو۔ یہ نہ خیال کرو کہ تم نے مظالم کا انتقام نہیں لیا یا تمہارے شہیدوں کا خون رائیگاں گیا۔ اس امر کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یہ ایک امتحان کا موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اعلیٰ اَخلاق کا ثبوت دے کر اس امتحان میں اس کی خوشنودی حاصل کرو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے غزوۂ بدر اور غزوۂ ہوازن کے قیدی آزاد فرمائے بعض سے تاوان لے کر اور بعض بے تاوان لئے۔

دوسری آیت کا مضمون سلبی ہے کہ یہ امر تمہارے مقاصد عالیہ کے خلاف ہے کہ لوگ تمہاری قید میں رہیں۔ بعثتِ نبوی کی غرض وغایت اسیروں کی رستگاری ہے۔ فرماتا ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ لَوْ لَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (الأنفال: ۶۹،۶۸) یعنی کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ قیدی بنائے جب تک کہ وہ ملک میں خونریزی نہ کرلے۔ (اگر تم بغیر باقاعدہ جنگ کے قیدی پکڑ تو) تم دنیوی اموال کے طالب قرار پاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تمہارے لئے آخرت کی نعمتیں چاہتا ہے۔ اللہ بڑا غالب (اور) بڑی حکمتوں والا ہے۔ (اور) اگر اللہ کی طرف سے ایک حکم صریح پہلے سے نہ گزر چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدیوں کا) فدیہ لیا تھا اس کی وجہ سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

آیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ دشمن کے حملہ کرنے پر اگر کسی نبی کو مجبوراً جنگ کرنی پڑے تو اس صورت میں فتح پانے پر لڑنے والے قیدی بنائے جاسکتے ہیں۔ بغیر اس کے کسی کو قید کرنا جائز نہیں۔ اس آیت میں نخلہ کی مہم کی طرف اشارہ ہے اور اس دستہ ہراول کی غلطی پر ناراضگی کا اظہار ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور ایک تجارتی قافلہ پر حملہ کر دیا اور اس کے سردار عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دیا۔ قافلہ لوٹ لیا اور دو قیدی مدینہ لے آئے۔ جس پر مذکورہ بالا آیت میں ناراضگی کا اظہار کیا گیا اور آئندہ کے لئے اس سے روک دیا گیا۔ امام بخاریؒ نے اسیرانِ جنگ کے موضوع کی مناسبت کی بناء پر دونوں حوالوں سے اسلام کی تعلیم کے ایجابی وسلبی پہلوؤں کو واضح کیا ہے۔

باب ۱۴۵، ۱۴۶ قیدیوں کے تعلق میں ضمنی ہیں۔ باب ۱۴۷ تا ۱۴۹ میں آگ سے جلانے، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے۔ روایت نمبر ۳۰۱۷ میں حضرت علیؓ کے بعض لوگوں کو جلوانے کا جو واقعہ نقل کیا گیا ہے وہ بقول حضرت عمار رضی اللہ عنہ نیم جان مقتولین (زنادقہ) کو ایک گڑھے میں اکٹھے کر کے دھوئیں کے ذریعہ ختم کر دینے کا واقعہ ہے نہ انہیں جلوانے کا۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۱۸۲) اس بارہ میں روایات مختلف ہیں۔ اس تعلق میں اور مسئلہ قتل مرتدین کے لئے مفصل دیکھئے کتاب استتابۃ المرتدین۔

بَاب ۱۵۱

هَلْ لِلْأَسِيْرِ أَنْ يَّقْتُلَ أَوْ يَخْدَعَ الَّذِيْنَ أَسَرُوْهُ حَتّٰى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ

کیا جنگی قیدی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ قتل کرے یا ان لوگوں کو دھوکا دے جنہوں نے اسے قید کیا ہے تا وہ حلقۂ کفر سے نجات پائے

فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اس کے متعلق مِسْوَر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

بَاب ۱۵۲ : إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ

اگر مشرک مسلمان کو جلائے تو کیا وہ بھی جلایا جائے؟

۳۰۱۸: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ ابْغِنَا رِسْلًا قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوْا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَأَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوْا. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ قَتَلُوْا وَسَرَقُوْا وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعَوْا فِي

۳۰۱۸: معلّٰی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عُکل قبیلہ کے آٹھ آدمی نبی ﷺ کے پاس آئے (اور مسلمان ہو گئے۔) انہوں نے مدینہ کی آب وہوا کو ناموافق پایا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمیں دودھ منگوا دیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے لئے یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ جہاں اونٹوں کے ریوڑ ہیں وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور انہوں نے ان کے پیشاب اور دودھ پیے۔ یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہو گئے اور چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد وہ کافر ہو گئے۔ ایک فریادی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے سواروں کو اُن کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجا۔ ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ان کو پکڑ کر لے آئے۔ آپؐ نے (ان کے جرم کے بدلے) ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے۔ پھر لوہے کی سلائیاں گرم کرنے کو فرمایا۔ وہ گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھیری گئیں اور حرّہ میدان میں وہ پھینکوا دیے گئے۔ پیاس کے مارے پانی مانگتے تھے اور انہیں پانی نہ دیا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابوقلابہ کہتے تھے: ان لوگوں نے مسلمانوں کو قتل کیا۔ پھر چوری کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ

الْأَرْضِ فَسَادًا.

کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور ان سے لڑائی کی اور ملک میں فساد کیا۔ (اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی۔)

اطرافہ: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۶۸٦، ۵۷۲۷، ٦۸۰۲، ٦۸۰۳، ٦۸۰۴، ٦۸۰۵، ٦۸۹۹۔

بَاب ۱۵۳

۳۰۱۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰهَ.

طرفہ: ۳۳۱۹۔

۳۰۱۹: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیّب سے اور ابوسلمہ سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: کسی نبی کو ایک نملہ نے کاٹ کھایا☆ تو اس نبی نے نملہ کی بستی کو جلا دینے کا حکم دیا اور وہ جلا دی گئی تو اللہ نے انہیں وحی کی کہ ایک نملہ نے تجھے کاٹا تھا، تو نے ایک قوم کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھی۔

بَاب ۱۵۴: حَرْقُ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ

گھروں اور کھجوروں کو جلانا

۳۰۲۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِي جَرِيْرٌ

۳۰۲۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: قیس بن ابی حازم نے مجھ سے بیان کیا۔ کہتے

☆ نَمْلَة ایک قوم تھی جو وادیٔ نمل میں قدیم الایام سے آباد تھی۔ یہ علاقہ اب تک وادی النمل کے نام سے مشہور ہے۔ لفظ قَرَص کا استعمال از قبیل لفظی اور معنوی تجانس ہے۔ اس کے معنی علاوہ نیش زنی کے منافرت پیدا کرنے کے بھی ہیں۔ (لسان العرب-قرص)

قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي {حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي☆} وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي {خَيْلِ☆} أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

تھے: حضرت جریر (بن عبداللہ بجلیؓ) نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا ذوالخلصہ سے مجھے چھٹکارا نہیں دلاؤ گے اور یہ خثعم قبیلے میں ایک بت خانہ تھا جسے کعبۂ یمانی کہا کرتے تھے۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: میں احمس قبیلہ کے ایک سو پچاس سوار لے کر روانہ ہو گیا اور یہ لوگ سواری میں ماہر تھے۔ کہتے تھے: میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر (اتنے زور سے) ہاتھ مارا {کہ آپؐ کی انگلیوں کے نشان میں نے اپنے سینے پر دیکھے☆} اور آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اسے گھوڑے پر بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہنما اور راست رو بنا۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ وہاں چلے گئے اور اسے توڑ پھوڑ دیا اور جلا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک شخص (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ نامی) کو بھیجا کہ آپؐ کو خبر دے۔ حضرت جریرؓ کے ایلچی نے کہا: اسی ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپؐ کے پاس نہیں آیا جب تک ذوالخلصہ کو ایسا جلا بھنا نہیں چھوڑا جیسے کوئی کھوکھل اونٹ یا خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: آپؐ نے احمس کے {گھوڑوں☆} اور ان کے سواروں کے لئے پانچ بار فرمایا: اللہ انہیں برکت دے۔

اطرافہُ: ۳۰۳٦، ۳۰۷٦، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵٦، ٦۰۸۹، ٦۳۳۳۔

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ۱۸٦) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٣٠٢١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ.

٣٠٢١: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کی کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے۔

اطرافهُ: ٢٣٢٦، ٤٠٣١، ٤٠٣٢، ٤٨٨٤۔

بَاب ١٥٥: قَتْلُ النَّائِمِ الْمُشْرِكِ

سوتے میں کسی مشرک کو قتل کر دینا

٣٠٢٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطِ دَوَابَّ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَّهُمْ فَخَرَجُوْا يَطْلُبُوْنَهُ فَخَرَجْتُ فِيْمَنْ خَرَجَ أُرِيْهِمْ أَنَّنِي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوْا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا

٣٠٢٢: علی بن مسلم نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے ہمیں بتایا، کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابی اسحٰق سے، ابواسحٰق نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے چند آدمی ابورافع کی طرف بھیجے کہ اُسے قتل کر دیں۔ ان میں سے ایک آدمی گیا اور اس کے قلعے میں داخل ہوا۔ وہ کہتا تھا: میں ان کے چوپاؤں کے طویلے میں چلا گیا۔ کہتا تھا: ابورافع کے لوگوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے ایک گدھے کو نہ پایا تو وہ تلاش میں نکلے۔ جو لوگ نکلے تھے ان کے ساتھ میں بھی نکلا۔ میں نے انہیں جتلایا کہ گویا میں بھی ان کے ساتھ اسے تلاش کر رہا ہوں۔ انہیں گدھا مل گیا اور وہ اندر چلے گئے اور میں بھی اندر چلا گیا اور انہوں نے رات کو قلعہ کا دروازہ

وَدَخَلْتُ وَأَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوْا الْمَفَاتِيْحَ فِي كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوْا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيْحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِي فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُغِيْثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي فَقَالَ مَا لَكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي فَقَالَ فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُثِئَتْ رِجْلِي فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلَبَةٌ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ.

بند کر دیا اور چابیاں ایک طاق میں رکھ دیں۔ میں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ سو گئے تو میں نے وہ چابیاں لیں اور قلعے کا دروازہ کھولا۔ پھر ابورافع کی طرف گیا۔ میں نے اسے آواز دی۔ ابورافع نے اس کا جواب دیا۔ میں اس کی آواز پر گیا اور اس پر وار کیا۔ وہ چلایا۔ میں باہر گیا اور پھر آیا جیسے میں اس کی مدد کے لئے پہنچا ہوں۔ میں نے کہا: ابورافع اور میں نے اپنی آواز بدل لی۔ وہ بولا: تمہاری ماں پر مصیبت آئے تم کہاں تھے؟ میں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگا: میں نہیں جانتا کون میرے پاس آیا اور اس نے مجھ پر وار کیا۔ اس نے کہا: یہ سن کر میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور پھر جھک کر بوجھ ڈالا تو وہ ہڈی سے جا ٹکرائی۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور میں سراسیمہ تھا۔ جب ان کی سیڑھی سے اترنے لگا تو میں گر پڑا۔ میرے پاؤں میں موچ آ گئی۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا: میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز نہ سن لوں۔ چنانچہ میں وہاں سے نہ گیا جب تک کہ ابورافع تاجر اہل حجاز کی موت کی خبر دینے والیوں کی آواز نہ سن لی۔ وہ (صحابی) کہتے تھے: میں یہ خبر سن کر اُٹھا اور مجھے درد کی تکلیف نہ رہی اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے سب واقعہ بیان کیا۔

اطرافہ: ۳۰۲۳، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰۔

۳۰۲۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا فَقَتَلَهُ وَهُوَ نَائِمٌ.

۳۰۲۳: عبداللہ بن محمد نے مجھے بتایا۔ یحیٰ بن آدم نے مجھ سے بیان کیا کہ یحیٰ بن ابی زائدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابواسحٰق سے، ابواسحٰق نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصاری لوگوں کو ابو رافع کی طرف بھیجا تو عبداللہ بن عتیکؓ رات کو اس کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کو جبکہ وہ سویا ہوا تھا مار ڈالا۔

اطرافہ: ۳۰۲۲، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰۔

تشریح: ان ابواب کا موضوع انتقام سے متعلق ہے کہ کونسا انتقام جائز ہے اور کونسا ناجائز۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان کفار کی قید میں ہو تو کیا وہ قید کرنے والوں سے دھوکا فریب کر کے ان سے چھٹکارا پانے کی تدبیر کر سکتا ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ نے عنوانِ باب ۱۵۱ اِستفہامیہ رکھ کر جواب حذف کر دیا ہے اور حضرت مسورؓ کی روایت مذکورہ کتاب الشروط باب ۱۵ کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اگر مسلمان قیدی کو اس کے قید کرنے والے امن میں رکھیں اور وہ قابل اعتماد لوگ ہوں تو ان سے دغا فریب جائز نہیں۔ امام مالکؒ نے ان سے بھاگنا بھی ناجائز قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور طبریؒ کی رائے ہے کہ اگر مسلم قیدی سے کوئی عہد لیا گیا ہو، مثلاً وہ فرار نہیں کرے گا۔ چونکہ ایسا عہد جبر و اکراہ کے تحت ہے اس لئے وہ باطل ہے اور پورا کرنا لازمی نہیں۔ شوافع کے نزدیک مسلم قیدی کا جس طرح بھی ہو قید و بند سے مخلصی حاصل کرنا جائز ہے مگر قید کرنے والوں کا مال لینا جائز نہیں کہ وہ امانت کے خلاف ہے۔ اشہبؒ اور فقہاء میں سے ایک فریق کی رائے ہے کہ مسلم قیدی کا آزادی حاصل کرنا جائز ہے خواہ قید کرنے والے کو قتل کر کے ہی کیوں نہ ہو اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ ان کا مال لے جائے اور ان کا گھر بار جلا دے۔ ان فقہاء کے فتوے کا تعلق حالت جنگ اور حربی کفار سے ہے جو دشمنِ دین و مال و جان ہیں۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کا تعلق ابو جندلؓ کے ساتھ نہ تھا اور ان کا کفار سے معاہدہ نہ تھا۔ اس لئے موقع پا کر ان کا بھاگ جانا درست تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کا برا نہیں منایا۔ فتویٰ کی یہ صورت حالتِ صلح سے متعلق نہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محض اختلافِ مذہب یا اَز راہِ شرارت و اشتعال انگیزی اگر کوئی گالیاں دے تو اس بناء پر کسی کا قتل جائز نہیں۔ اس کے خلاف تعزیری کارروائی بذریعہ دارالقضاء یا عدالت کی جا سکتی ہے۔ امام ابن حجرؒ نے

صراحت کی ہے کہ کعب بن اشرف حربی ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ قواعدِ حرب کے مطابق سلوک کیا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ کے فتویٰ کا تعلق عام حالاتِ امن سے ہے۔ مفصل دیکھئے **فتح الباری شرح كتاب المغازي، باب قتل كعب بن الأشرف۔**

غرض یہ فقہی اختلاف ہے۔ جس کی وجہ سے باب ۱۵۱ بصورتِ استفتاء قائم کر کے روایت نمبر ۲۷۱۳ کا حوالہ دے دیا ہے۔ واقعہ مندرجہ سے مخالف یا موافق فتویٰ مستنبط نہیں ہوتا۔ البتہ باب ۱۵۲ کی روایت ۳۰۱۸ سے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ ظالم سے انتقام بالمثل لیا جاسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ امامِ وقت کی اجازت ہو۔

باب ۱۵۳ بطور فصل ہے اور روایت نمبر ۳۰۱۹ کا تعلق ایک اسرائیلی واقعہ سے ہے۔ تورات کی شریعت کی رو سے دشمن کے گھر بار جلانا وغیرہ جائز قرار دیا گیا تھا۔ (دیکھئے استثناء باب ۷، آیات ۲۰ تا ۲۵ نیز ۲-سموئیل باب ۱۲ آیت ۳۱) اور یہ اس وجہ سے تھا کہ بیت المقدس کے باشندے وحشی، خونخوار کوہستانی قبائل سے گھرے ہوئے تھے۔ وقت کی ضرورت کا تقاضا تھا کہ ان کی حالت کے مطابق برتاؤ کیا جائے۔ مگر اسلام نے مغلوب دشمن سے نرمی برتنے کا حکم دیا ہے اور سختی برتنے کی اجازت نہیں دی۔ (دیکھئے باب ۱۴۳ نیز باب ۱۶۶) ہاں امامِ وقت مجاز ہے کہ استثنائی حالات میں کسی خاص امر کا فیصلہ کرے۔ (روایت نمبر ۳۰۱۸) حضرت صعب بن جثامہؓ کی روایت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ امام کی اجازت کے بغیر کسی قسم کی سختی جائز نہ تھی۔ یہی مفہوم ہے **لَا حِمَى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ** کا۔ (دیکھئے روایت نمبر ۳۰۱۲) اسرائیلی واقعہ مندرجہ باب ۱۵۳ سے موسوی شریعت کے احکام کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

ابورافع: یہ یہودی ان مجرموں میں سے تھا جنہوں نے عہد و پیمان توڑے۔ اسلام کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکائی۔ میثاق (معاہدۂ مدنی) کی رو سے وہ قابل سزا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ اس کے اہل بیت سے تعرض نہ کیا جائے۔☆ چنانچہ اسے آواز دی گئی تا کہ کوئی دوسرا غلطی سے نہ مارا جائے اور بولنے پر وہ پہچانا گیا اور مارا گیا۔ یہ واقعہ بھی استثنائی صورت رکھتا ہے اور اس میں امامِ وقت کے حکم یا اجازت کا دخل ہے۔

خلاصہ ابواب یہ ہے کہ فتح و غلبہ کے وقت قیدیوں سے نیک سلوک ہو۔ تاوان لے کر یا بغیر تاوان لئے انہیں آزاد کیا جائے۔ ان کی عورتوں اور بچوں سے تعرض نہ کیا جائے۔ کسی فرد پر سختی نہ ہو۔ امامِ وقت یا حکومت ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے اور ظلم و ستم کی روک تھام کرنے کے لئے بطور نمونہ عبرت سخت کارروائی کے مجاز ہیں۔ جیسا کہ رِعل و عُکل، خثعم کے بت خانے، قبیلہ بنونضیر، ابورافع اور کعب بن اشرف سے کی گئی۔ یہ تمام ابواب بلحاظ نفس مضمون ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور قیدیوں اور دوسرے امور سے متعلق شریعت اسلامی کے احکام کی وضاحت کرتے ہیں۔

☆ (مؤطا امام مالک، كتاب الجهاد، باب النهي عن قتل النساء والولدان في الغزو)

بَاب ١٥٦: لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو

٣٠٢٤: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي أَوْفَى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ.

۳۰۲۴: یوسف بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن یوسف یربوعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق فزاری نے ہمیں بتایا، (کہا:) موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: سالم ابوالنضر نے مجھ سے بیان کیا جو عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام تھے کہ میں عمر بن عبیداللہ کا محرر تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ خوارج کی طرف گئے تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے انہیں (خط) لکھا۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان جنگوں میں سے جو آپؐ نے دشمن سے کیں ایک جنگ میں اس وقت تک انتظار کیا کہ سورج ڈھل گیا۔

اطرافہُ: ٢٨١٨، ٢٨٣٣، ٢٩٦٦، ٧٢٣٧.

٣٠٢٥: ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

۳۰۲۵: پھر آپؐ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگتے رہو اور اگر ان سے مقابلہ ہو جائے تو پھر استقلال دکھاؤ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے اللہ، کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کے چلانے والے اور فوجوں کو شکست دینے والے! ان کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ.

اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا: سالم ابونضر نے مجھ سے بیان کیا: میں عمر بن عبیداللہ کا محرر تھا کہ اُن کے پاس حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کا خط آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو۔

اطرافہ: ۲۹۳۳، ۲۹٦۵، ٤۱۱۵، ٦۳۹۲، ۷٤۸۹۔

۳۰۲٦: وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

۳۰۲٦: اور ابوعامر (عبدالملک بن عمرو) نے کہا: ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو اور اگر ان سے مقابلہ ہو جائے تو پھر استقلال دکھاؤ۔

تشریح: لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ: اسلامی شریعت کے احکامِ جنگ میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا لڑائی کی ابتداء مسلمانوں کی طرف سے ہونی چاہیے یا نہیں؟ اس باب کی روایات سے تو ظاہر ہے کہ لڑائی کی خواہش تک نہ ہو۔ قرآنِ مجید میں اس امر کی صراحت ہے کہ لڑائی کی ابتداء کفار سے ہوئی۔ فرماتا ہے: أَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِإِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ط أَتَخْشَوْنَهُمْ ج فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۳-۱۴) (اے مومنو!) کیا تم اس قوم سے نہیں لڑو گے۔ جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول کو (اس کے گھر سے) نکالنے کا فیصلہ کر لیا اور تم سے (جنگ چھیڑنے میں) انہوں نے (ہی) ابتداء کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ (اگر ایسا ہے تو) اگر تم مومن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ ان سے لڑو، اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دلوائے گا اور ان کو رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر غلبہ دے گا اور اس (ذریعہ) سے مومن قوم کے دلوں کو (صدمہ اور خوف سے) نجات دے گا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر) ان آیات سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ خود حفاظتی کے لئے انہیں حکماً جنگ کے لئے نکلنا پڑا۔ اسلام صرف دفاعی جنگ کی اجازت دیتا اور اس میں ابتداء کرنے سے منع کرتا ہے۔

بَاب ١٥٧ : اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ

لڑائی داؤ پیچ ہی ہے

٣٠٢٧ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اطرافه: ٣١٢٠، ٣٦١٨، ٦٦٣٠.

٣٠٢٧: عبداللہ بن محمد نے ہمیں بتایا۔ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگیا۔ اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور ان کے خزانے اللہ کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

٣٠٢٨ : وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً.

طرفه: ٣٠٢٩.

٣٠٢٨: اور آپؐ نے لڑائی کا نام داؤ پیچ رکھا۔

٣٠٢٩ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَصْرَمَ اسْمُهُ بُوْرٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خَدْعَةً.

طرفه: ٣٠٢٨.

٣٠٢٩: ابوبکر بن اَصرم جن کا نام بور ہے، نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا نام داؤ پیچ رکھا ہے۔

٣٠٣٠ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ

٣٠٣٠: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ.

سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑائی ایک داؤ فریب ہے۔

بَاب ١٥٨: اَلْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ

لڑائی میں جھوٹ بولنا

٣٠٣١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ هَذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ فَإِنَّا اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَّدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيْرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

۳۰۳۱: قُتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف سے کون نپٹے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی ایذاء دہی میں حد کردی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اسے مار ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور کہنے لگے: اس شخص نے یعنی نبی ﷺ نے ہمیں جان جوکھوں میں ڈال دیا ہے اور ہم سے صدقہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ کعب نے کہا: بخدا ابھی تو اور بھی مصیبت اُٹھاؤ گے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: ہم اب اس کے پیچھے لگ چکے ہیں، اس لئے ہم بری بات سمجھتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں جب تک کہ دیکھ نہ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے تھے کہ مسلمہؓ اس سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کو اپنے قابو میں کرلیا اور پھر اس کو مار ڈالا۔

اطرافُهُ: ٢٥١٠، ٣٠٣٢، ٤٠٣٧.

بَاب ١٥٩ : اَلْفَتْكُ بِأَهْلِ الْحَرْبِ

لڑنے والوں پر چھاپہ مارنا

٣٠٣٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِّكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِّي فَأَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

اطرافهُ: ٢٥١٠، ٣٠٣١، ٤٠٣٧.

۳۰۳۲: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے حضرت جابر (بن عبداللہ انصاریؓ) سے، حضرت جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: کعب بن اشرف سے کون نپٹے گا؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا: آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو کیا پھر مجھے اجازت ہے کہ میں کوئی بات بناؤں؟ آپؐ نے فرمایا: میری طرف سے اجازت ہے۔

بَاب ١٦٠ : مَا يَجُوْزُ مِنَ الِاحْتِيَالِ وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَّخْشَى مَعَرَّتَهُ

جس کے شر سے ڈر ہو اس کے متعلق تدبیر کرنا اور احتیاط کرنا جائز ہے

٣٠٣٣: قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ فَحُدِّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِي قَطِيْفَةٍ لَّهُ فِيْهَا

۳۰۳۳: لیث نے کہا عُقَیل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے، سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُبَیّ بن کعب کو ساتھ لے کر ابن صیاد کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ نخلستان میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخلستان میں اس کے پاس پہنچے تو آپؐ کھجوروں کی آڑ لیتے ہوئے احتیاط سے چلنے لگے اور ابن صیاد اپنی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس

رَمْرَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ {ابْنِ☆} صَيَّادٍ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

میں سے روں روں کی آواز آ رہی تھی۔ {ابن☆} صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بولی: ارے صاف! یہ محمد آ گئے ہیں۔ یہ سن کر ابن صیاد جلدی سے اُٹھ کھڑا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اسے رہنے دیتی تو اس کا حال کھل جاتا۔

اطرافهُ: ١٣٥٥، ٢٦٣٨، ٣٠٥٦، ٦١٧٤۔

تشریح: **اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ:** خَدْعَةٌ کے معنی ہیں فریب، داؤ پیچ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جنگ میں ایسی تدبیر اختیار کرنا جس سے دشمن شش و پنج میں پڑ جائے اور اسے علم نہ ہو سکے کہ کدھر سے اس کا مقابلہ کیا جائے گا اور اس لاعلمی میں وہ ایسے موقع پر لایا جائے جہاں سے اس پر کاری ضرب لگائی جائے۔ غزوۂ بدر اور اُحد میں یہی تدبیر اختیار کی گئی تھی جس سے دشمن خلافِ توقع صورتِ حال دیکھ کر بوکھلا گیا۔ خَدْعَةٌ کا مترادف لفظ آج کل کی انگریزی اصطلاح میں War Tactics ہے جس کے بغیر لڑائی جیتی نہیں جا سکتی۔ لفظ خَدَعَ کے ہر اشتقاق میں اخفاء کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: خَدَعَ الطَّرِيْقُ أَيْ لَمْ يُفْطَنْ لَهُ۔ (اقرب الموارد- خدع) راستے کا پتہ نہیں چلا کہاں جاتا ہے۔ یہ ابواب اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ کے تعلق ہی میں قائم کئے گئے ہیں۔ روایت نمبر ۳۰۳۱ میں کعب بن اشرف سے محمد بن مسلمہؓ کی گفتگو کا ہر حصہ صداقت پر مبنی تھا۔ زکوٰۃ و صدقات کا بار ہر غریب شخص کے لئے تکلیف دِہ بار تھا۔ جسے وہ بخوشی برداشت کرتا تھا۔ لیکن اسے گفتگو میں مشغول رکھنا ان کی ایک تدبیر تھی جو حالاتِ جنگ میں جائز تھی۔ اسی لئے ان کی یہ تدبیر عنوانِ باب اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ کے تحت ایک جنگی تدبیر کی قسم قرار دی گئی ہے۔ اسی طرف توجہ دلانے کی غرض سے باب ۱۵۸، ۱۵۹ کے عناوین میں بھی لفظ اَلْحَرْبُ بار بار نمایاں کیا گیا ہے۔ کیونکہ کعب بن اشرف بھی ابو رافع کی طرح آتش جنگ بھڑکانے میں پیش پیش تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مروانے کا منصوبہ اسی نے کیا تھا۔ ابن صیاد جو یہودی النسل تھا اس کا حال معلوم کرنے کا تعلق بھی جنگی حالات سے تھا۔

شر سے بچنے کے لئے ایسی انسدادی تدابیر حقیقی معنی میں کِذْب کی تعریف میں نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ عنوانِ باب اَلْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ قائم کر کے مذکورہ بالا واقعات اس کذب سے جو خلافِ واقعہ بات کا نام ہے جدا کر دیئے گئے ہیں۔ اسلام میں دروغ گوئی کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ لفظ کَذَب عربی زبان میں وسیع معانی رکھتا ہے۔ جس کے ایک معنی توہّم کے بھی ہیں۔ کہتے ہیں: كَذَبَ الرَّأْيُ أَيْ تَوَهَّمَ الْأَمْرَ بِخِلَافِ مَاهُوَ بِهِ۔ خلافِ واقعہ بات کا وہم کیا۔ اسی طرح کہتے ہیں: كَذَبَتْكَ عَيْنُكَ أَيْ أَرَتْكَ مَا لَا حَقِيْقَةَ لَهُ۔ آنکھ نے تمہیں خلافِ واقعہ دکھایا۔ (تاج العروس- کذب)

☆ لفظ ''ابن'' فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۱۹۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لفظ کَذِبٌ یہاں اسی مفہوم میں وارد ہوا ہے۔ میدانِ قتال میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے جو چالیں چلی جاتی ہیں وہ انہی معنوں میں خَدعَۃٌ اور کَذِبٌ کہلاتی ہیں۔ غزوۂ اُحد اور بدر میں اسی قسم کی تدبیر اختیار کی گئی تھی جس سے دشمن خلافِ توقع صورتِ حال دیکھ کر بوکھلا گیا۔ اس کی مزید تفصیل کتاب المغازی میں آئے گی۔ روایت نمبر ۲۹۴۱ ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہے، جہاں ابوسفیان کی شہادت کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دھوکہ فریب سے کام نہیں لیا اور اَخلاقِ محمودہ سے متصف رہے۔

بَاب ١٦١ : اَلرَّجَزُ فِي الْحَرْبِ

لڑائی میں رجزیہ شعر پڑھنا

وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيْهِ سَهْلٌ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَفِيْهِ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ.

اور خندق کھودتے وقت آواز بلند کرنا۔ اس کے متعلق حضرت سہلؓ اور حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور یزید (بن ابی عبید) نے بھی حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) سے روایت کی۔

٣٠٣٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتَّى وَارَى التُّرَابُ شَعَرَ صَدْرِهِ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ الشَّعَرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللهِ:

۳۰۳۴: مسدد نے ہمیں بتایا کہ ابوالاحوص نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحٰق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خندق میں دیکھا۔ آپؐ مٹی ڈھو رہے تھے۔ حالت یہ تھی کہ مٹی نے آپؐ کے سینے کے بالوں کو چھپا رکھا تھا اور آپؐ کے جسم پر بال بہت تھے اور آپؐ عبداللہ (بن رواحہؓ) کے یہ رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:

اللَّهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا

اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ سو ہم پر سکینت نازل فرما۔ اور ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ، اگر ہماری مٹھ بھیڑ ہو۔

إِنَّ الْأَعْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا
يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

ان دشمنوں نے ہی ہم پر ظلم کئے ہیں جب بھی انہوں نے کوئی فتنہ اُٹھانا چاہا ہم انکار کرتے رہے۔
آپؐ ان شعروں کو پڑھتے وقت اپنی آواز بلند فرماتے۔

اطرافہ: ٢٨٣٦، ٢٨٣٧، ٤١٠٤، ٤١٠٦، ٦٦٢٠، ٧٢٣٦.

تشریح: **اَلـرَّجَزُ فِي الْحَرْبِ:** عنوانِ باب میں حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت انسؓ اور یزید کی روایتوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ان کے لئے دیکھئے کتاب الجہاد باب ۳۴، کتاب المغازی باب ۳۰ روایت نمبر ۴۰۹۸ نیز باب ۳۹۔مشارٌ الیہ جنگوں کی تحریک میں ان یہودیوں کا ہاتھ تھا جن کے سرغنے ابورافع اور کعب بن اشرف تھے۔مذکورہ رزمیہ اشعار میں صراحت ہے کہ ہم نے ہر چند کوشش کی کہ ان کے فتنوں سے دور رہیں مگر انہوں نے نہیں مانا اور مجبور کر دیا کہ ہم بھی دشمن کے حملوں کا دفاع کرنے کے لئے جنگ میں داخل ہوں۔حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے رجز یہ نعرے کے لئے دیکھئے باب ۱۶۶، روایت نمبر ۳۰۴۱۔امام بخاریؒ کو یہ باب اس غرض سے بھی قائم کرنا پڑا ہے کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے اور صحابہ کرامؓ اسے برا سمجھتے تھے جیسا کہ ابوداؤد نے اس بارہ میں ایک روایت بسند قیس بن عباد نقل کی ہے☆ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۱۹۴) یہ روایت غیر طبعی ہے۔جوش کی حالت میں آواز بلند ہونا طبعی امر ہے۔حضرت سلمہ بن اکوعؓ تیر برساتے اور کہتے جاتے تھے: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ۔(دیکھئے باب ۱۶۶، ۱۶۷) یہ لو میں اکوع کا بیٹا ہوں اور خندق کی کھدائی اور غزوۂ حنین میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بآوازِ بلند رجز خوانی کی۔

بَاب ١٦٢: مَنْ لَّا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ

جو گھوڑے پر جم کر نہ بیٹھے (اس کے لئے دعا کرنا)

٣٠٣٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِهِ.

۳۰۳۵: محمد بن عبداللہ بن نُمیر نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن ادریس نے ہمیں بتایا۔انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی ﷺ نے مجھ سے (گھر میں) پردہ نہیں کرایا اور جب کبھی آپؐ نے مجھے دیکھا تو ضرور مسکرائے۔

اطرافہ: ٣٨٢٢، ٦٠٩٠.

☆ (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فيما يؤمر به من الصمت عند اللقاء)

۳۰۳۶: وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ إِنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

۳۰۳۶: اور میں نے آپؐ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے اللہ! اسے گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی توفیق دے اور اس کو راہِ راست کا رہبر بنا اور راہِ راست دِکھا۔

اطرافہُ: ۳۰۲۰، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۶۰۸۹، ۶۳۳۳۔

تشریح: یہ باب بطور فصل ہے۔ واقعہ مذکورہ مفصل دیکھئے زیر باب ۱۵۴۔ نیز دیکھئے کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ۔

بَاب ۱۶۳: دَوَاءُ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ

بوریا جلا کر زخم کا علاج کرنا

وَغَسْلُ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ وَحَمْلُ الْمَاءِ فِي التُّرْسِ.

اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی بھر کر لانا۔

۳۰۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ وَكَانَتْ يَعْنِي فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهِ وَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَأُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

۳۰۳۷: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابوحازم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا تھا؟ حضرت سہلؓ نے کہا: لوگوں میں سے اب کوئی باقی نہیں رہا جو اس بارہ میں مجھ سے بڑھ کر جانتا ہو۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور وہ یعنی حضرت فاطمہؓ آپؐ کے چہرے سے خون دھوتی تھیں اور ایک چٹائی لی گئی اور اس کو جلایا گیا۔ پھر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم بھر دیا گیا۔

اطرافہُ: ۲۴۳، ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸، ۵۷۲۲۔

تشریح: دَوَاءُ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ: جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور آپؐ کے زخم دھوئے گئے اور خون بند کیا گیا۔ اس تعلق میں کتاب المغازی باب ۲۵: ما أصاب النبي ﷺ يوم أحد بھی دیکھئے۔

بَاب ۱٦٤

مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوْبَةُ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ

جنگ میں جھگڑا اور اختلاف کرنا جو ناپسند ہے اور جو اپنے افسر کی نافرمانی کرے اس کی سزا

وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الأنفال:٤٧) يَعْنِي الْحَرْبَ. قَالَ قَتَادَةُ الرِّيْحُ الْحَرْبُ.

اور اللہ عزوجل نے فرمایا: تم آپس میں جھگڑا یا اختلاف نہ کیا کرو ورنہ تمہاری قوت کمزور ہو جائے گی اور تمہارا رُعب جاتا رہے گا۔ قتادہ نے کہا: رِيْحُكُمْ کے لفظ سے لڑائی مراد ہے۔

۳۰۳۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوْسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.

۳۰۳۸: یحيٰی (بن جعفر) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے سعید بن ابی بردہ سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا: نرمی کرنا اور سختی نہ کرنا اور لوگوں کو خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا، آپس میں مل جل کر کام کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔

اطرافه: ٢٢٦١، ٤٣٤١، ٤٣٤٣، ٤٣٤٤، ٦١٢٤، ٦٩٢٣، ٧١٤٩، ٧١٥٦، ٧١٥٧، ٧١٧٢۔

۳۰۳۹: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۳۰۳۹: عمرو بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا۔ ابواسحٰق نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا۔

يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْدُدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ ابْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُوْلُ فِي أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ

وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن پیادہ فوج پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو مقرر فرمایا اور یہ پچاس آدمی تھے اور ان سے فرمایا: اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا خواہ دیکھو کہ پرندے ہم پر جھپٹ رہے ہیں۔ اپنی جگہ پر رہنا، تاوقتیکہ میں تمہیں نہ بلا بھیجوں اور اگر تم ہمیں اس حالت میں بھی دیکھو کہ لوگوں کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں ہم نے روند ڈالا ہے۔ تب بھی یہاں سے نہ سرکنا، جب تک کہ میں تمہیں نہ کہلا بھیجوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ حضرت براءؓ کہتے تھے: بخدا میں نے (مشرک) عورتوں کو دیکھا کہ وہ بھاگ رہی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اُٹھائے ہوئے تھیں۔ ان کی پازیبیں اور پنڈلیاں ننگی ہو رہی تھیں۔ (حضرت عبداللہ) بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے یہ دیکھ کر کہا: لوگو! چلو، غنیمت حاصل کریں۔ تمہارے ساتھی غالب ہو گئے۔ تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے کہا: کیا تم وہ بات بھول گئے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا: بخدا ضرور ہم بھی لوگوں کے پاس پہنچیں گے اور غنیمت کا مال لیں گے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ان کے منہ پھیر دیئے گئے اور شکست کھا کر بھاگتے ہوئے لوٹے۔ یہی وہ واقعہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جبکہ رسول تمہاری سب سے پچھلی جماعت میں (کھڑا) تمہیں بلا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا اور کافروں نے ہم میں

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّجِيْبُوْهُ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوْا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْءُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ إِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ أُعْلُ هُبَلْ أُعْلُ هُبَلْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيْبُوْنَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا

سے ستر آدمی شہید کئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے جنگ بدر میں مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمیوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستر قیدی اور ستر مقتول۔ ابوسفیان نے تین بار پکار کر کہا: کیا ان لوگوں میں محمد ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسے جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے تین بار پکار کر پوچھا: کیا لوگوں میں ابوقحافہ کا بیٹا ہے؟ پھر تین بار پوچھا: کیا ان لوگوں میں ابن خطاب ہے؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا: یہ جو تھے وہ تو مارے گئے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بولے: اے اللہ کے دشمن! بخدا تم نے جھوٹ کہا ہے۔ جن کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں۔ جو بات ناگوار ہے اس میں سے ابھی تیرے لئے بہت کچھ باقی ہے۔ ابوسفیان بولا: یہ معرکہ بدر کے معرکے کا بدلہ ہے اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے۔ (کبھی اس کی فتح اور کبھی اس کی۔) تم ان لوگوں میں کچھ ایسے مردے پاؤ گے جن کے ناک کان کٹے ہوئے ہیں۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا اور میں نے اسے برا بھی نہیں سمجھا۔ پھر اس کے بعد وہ یہ رجزیہ فقرہ پڑھنے لگا: ہبل کی جے۔ ہبل کی جے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا اسے جواب نہیں دو گے؟ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم کہو۔ اللہ ہی سب سے بلند اور بڑی شان والا ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا: عُزّیٰ نامی بت ہمارا ہے اور تمہارا کوئی عُزّیٰ نہیں۔

تُجِيْبُوْنَهُ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ.

نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: کیا تم اسے جواب نہیں دو گے؟ حضرت براء بن عازبؓ کہتے تھے: صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو۔ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

اطرافه: ۳۹۸٦، ۴۰۴۳، ۴۰٦۷، ۴۵٦۱۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ: معنونہ موضوع کے تعلق میں محولہ بالا آیت یہ ہے: يَـأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ○ (الأنفال: ۴٦،۴۷) اے مومنو! جب تم (کافروں کی) کسی فوج کے مقابل پر آؤ تو قدم جمائے رکھو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو اور آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ (اگر ایسا کرو گے) تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی اور صبر کرتے رہو۔ اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر) روایت زیر باب کا تعلق جنگ اُحد سے ہے۔ مفصل دیکھئے کتاب المغازی، غزوۂ احد۔ یہ واقعہ نافرمانی کے بدنتائج کو پوری طرح آشکار کرتا ہے۔ جیتا ہوا میدانِ جنگ ہاتھ سے نکل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ستر صحابہ شہید اور اس کے علاوہ زخمی اور دشمن کو اپنی کامیابی پر خوشی اور نعرہ زنی کا موقع ملا۔ اس سے زیادہ سزا اور کیا ہو سکتی ہے۔ عنوانِ باب میں اس سزا کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سب سے بڑی سزا ہمارے آقا سرورِ کائنات ﷺ کا خون آلود ہو کر زمین پر گرنا تھا۔ یہی امر نمایاں کرنے کی غرض سے روایت نمبر ۳۰۲۷ اختصار سے پہلے نقل کی گئی ہے۔

بَاب ١٦٥ : إِذَا فَزِعُوْا بِاللَّيْلِ

اگر رات کو (کسی خطرہ سے) یکایک لوگ گھبرا جائیں

٣٠٤٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلًا سَمِعُوْا

۳۰۴۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب لوگوں سے زیادہ سخی اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے:

صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

ایک رات مدینہ والے یکا یک گھبرا گئے۔انہوں نے کوئی آواز سنی تھی۔ کہتے تھے: وہ باہر گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ آپؐ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ڈرو نہیں۔ڈرو نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو دریا پایا ہے۔

اطرافہ: ۲۶۲۷، ۲۸۲۰، ۲۸۵۷، ۲۸۶۲، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۶۰۳۳، ۶۲۱۲۔

بَاب ۱۶۶

مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهْ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

جو شخص دشمن کو دیکھے اور اتنی بلند آواز سے یا صباحاہ پکارے کہ لوگوں کو سنائی دے

۳۰۴۱: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بِكَ قَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهْ يَا صَبَاحَاهْ

۳۰۴۱: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی عبید نے ہمیں بتایا۔انہوں نے حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو خبر دی۔ وہ کہتے تھے کہ میں مدینہ سے نکل کر غابہ کی طرف جارہا تھا۔ جب میں غابہ کی پہاڑی کے موڑ پر پہنچا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ایک غلام مجھ سے ملا۔ میں نے کہا: ارے تم یہاں کیسے، اس نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں پکڑ کر لے گئے ہیں۔ میں نے کہا: کون لے گئے ہیں؟ کہنے لگا: غطفان اور فزارہ کے لوگ۔ میں نے تین دفعہ یا صباحاہ، یا صباحاہ للکارا۔ مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان

ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَّشْرَبُوْا فَأَقْبَلْتُ { بِهَا أَسُوْقُهَا☆ } فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَّشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ.

جتنے لوگ تھے سبھی کو سنائی دیا۔ پھر میں سرپٹ دوڑا۔ یہاں تک کہ ان سے جا ملا اور انہوں نے اونٹوں کو پکڑا ہوا تھا۔ میں ان پر تیر پھینکنے لگا اور یہ کہتا جاتا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج وہ دن ہے کہ جب کمینے لوگوں کی ہلاکت ہوگی۔ آخر میں نے ان اونٹنیوں کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ پانی پیتے۔ پھر میں {انہیں ہانک کر واپس لے☆} آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ لوگ پیاسے تھے اور پانی پینے سے پہلے ہی میں نے ان کو جا لیا۔ آپؐ ان کے پیچھے فوج بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: اکوع کے بیٹے! تم غالب آ گئے ہو درگزر کرو۔ ان لوگوں کی قوم مہمان نواز ہی رہی ہے۔

طرفهُ: ٤١٩٤۔

تشریح: إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ ... فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ: باب ۱۶۵ سے ۱۹۸ تک منصب امامت سے متعلق واجبات و فرائض و اختیارات کا مجمل علم حاصل ہوتا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت خطرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فرض سمجھا کہ خود صورت حال کا جائز لیں اور تحقیق فرمائیں۔ روایت نمبر ۳۰۴۱ کا تعلق غزوۂ ذی قرد سے ہے جو ۶ ھ میں قبائل غطفان و فزارہ سے ہوا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی باب ۳۸: غزوة ذی قرد۔ اس باب سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ افراد کا بھی فرض ہے کہ خطرہ کے موقع پر جرأت سے کام لیں۔ جیسے حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے لیا۔

يَا صَبَاحَاه عربوں میں اس کلمہ سے خطرے کا اعلان کیا جاتا تھا اور مدد کے لئے بلایا جاتا تھا۔ لفظ **اَلرُّضَّعُ** جمع ہے رَضِيعٌ کی۔ اَلْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ کا مطلب یہ ہے کہ آج کا دن کمینے اور لئیم لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ یعنی اے ابن اکوع تو غالب ہو چکا ہے اس لئے نرمی کر۔

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۱۹۷) ترجمہ اسی کے مطابق ہے۔

بَاب ١٦٧ : مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ

جوشخص (وار کرتے وقت یوں) کہے: یہ لو میں فلاں کا بیٹا ہوں

وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ.

اور حضرت سلمہؓ نے کہا: یہ لو میں اکوع کا بیٹا ہوں۔

٣٠٤٢: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهِ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ.

۳۰۴۲: عبیداللہ (بن موسیٰ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحٰق سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کہنے لگا: ابوعمارہ! کیا تم نے حنین کے دن میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیری تھی؟ حضرت براءؓ نے جواب دیا اور میں سن رہا تھا: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ ابوسفیان بن حارثؓ آپؐ کی خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ جب مشرک آپؐ پر اُمڈ آئے تو آپؐ اتر پڑے۔ فرمانے لگے:

میں موعود نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں
میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

حضرت براءؓ کہتے تھے: اس دن آپؐ سے بڑھ کر بہادر لوگوں میں سے اور کوئی نہیں دیکھا گیا۔

اطرافہ: ٢٨٦٤، ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٤٣١٥، ٤٣١٦، ٤٣١٧۔

تشریح: مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ: اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گو فخر کرنا ناپسندیدہ موضوع ہے مگر بعض مواقع پر یہ جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔ روایت نمبر ۳۰۴۲ کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب۵۵: قول اللّٰہ تعالٰی ویوم حنین اذ أعجبتکم کثرتکم۔

بَاب١٦٨ : إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ

اگر دشمن ایک شخص کے فیصلہ پر آمادہ ہو جائے

٣٠٤٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

۳۰۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے ابوامامہ سے جو سہل بن حنیف کے بیٹے تھے۔ ابوامامہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب بنوقریظہ سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر آمادہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا۔ وہ آپؐ کے قریب ہی تھے۔ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سردار کے استقبال کو اُٹھو۔ وہ آئے اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ لوگ آپؓ کے فیصلہ پر آمادہ ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والوں کو مار ڈالا جائے اور ان کے بال بچے قید کر لئے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپؓ نے ان کے متعلق شاہی فیصلہ کیا ہے۔

اطرافه: ۳۸۰۴، ۴۱۲۱، ۶۲۶۲۔

تشریح: **إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ:** روایت نمبر ۳۰۴۳ کا تعلق غزوۂ بنی قریظہ سے ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۳۱: مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجه إلى بني قريظه۔ یہودیوں کے اس قبیلہ نے غزوۂ احزاب میں سخت غداری سے کام لیا تھا مگر محصور ہو جانے اور محاصرہ سے تنگ ہونے پر حضرت سعد بن معاذؓ کو فیصلہ کے لئے ثالث منتخب کیا۔ جنہوں نے احکام تورات کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

جسے انہیں منظور کرنا پڑا۔ کیونکہ ثالثی فیصلہ کی تعمیل لازمی ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیات (۸۵تا۱۲۴) میں بطور انذار پیشگوئی معاہدۂ موالات میں شریک ہونے والوں کو قبل از وقت آگاہ کر دیا گیا تھا کہ میثاق توڑنے کا انجام برا ہوگا۔ نہ فدیہ قبول کیا جائے گا نہ سفارش۔ مشیت الٰہی یہی تھی کہ ایسا ہو۔ حَكَمْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ کے الفاظ سے یہ مراد ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود فیصلہ فرماتے تو آپؐ شان نبوت کے لحاظ سے فرماتے جو نرم ہوتا۔ لیکن حضرت سعد بن معاذؓ نے تورات کے احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہانہ عدل کے مطابق فیصلہ صادر کیا۔

بَاب ١٦٩ : قَتْلُ الْأَسِيْرِ وَقَتْلُ الصَّبْرِ

قیدی کا قتل کرنا اور کسی کو (کھڑا کرکے) باندھ کر قتل کرنا

٣٠٤٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ.

۳۰۴۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس سال مکہ فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) داخل ہوئے اور آپؐ کے سر پر خود تھا۔ جب آپؐ نے اسے اُتارا تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ابن اَخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔

اطرافہ: ١٨٤٦، ٤٢٨٦، ٥٨٠٨.

بَاب ١٧٠

هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَّكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

کیا کوئی شخص جو اپنے تئیں قید کروائے اور جو اپنے آپ کو قید نہ کرائے اور جس نے قتل کیے جانے کے وقت دو رکعتیں پڑھیں

٣٠٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

۳۰۴۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ انہوں

عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِالْهَدَأَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِّنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ قَرِيْبًا مِّنْ مِّائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوْا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوْا إِلَى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمُ انْزِلُوْا وَأَعْطُوْنَا بِأَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيْرُ السَّرِيَّةِ أَمَّا أَنَا

نے کہا: عمرو بن ابی سفیان بن اَسید بن جاریہ ثقفی نے مجھے بتایا اور وہ بنوزہرہ کے حلیف اور حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا ایک دستہ حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور عاصم بن ثابت انصاریؓ کو جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے اس کا امیر مقرر فرمایا۔ یہ لوگ چلے گئے۔ جب ہدأۃ مقام پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ان کے متعلق کسی نے بنولحیان کو خبر کردی جو ہذیل قبیلے کا ایک حصہ ہے۔ یہ خبر سن کر بنولحیان کے تقریباً دوسو آدمی جو سب کے سب تیر اَنداز تھے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانوں پر ان کے پیچھے گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کی وہ جگہ پالی۔ جہاں انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں جو مدینہ سے بطور زاد کے لی تھیں۔ وہ (گٹھلیوں کو دیکھ کر) بولے یہ یثرب کی کھجوریں ہیں۔ وہ قدموں کے نشان پر ان کے پیچھے گئے۔ جب عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو آتے دیکھا تو انہوں نے ایک ٹیلہ پر پناہ لی۔ ان لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور ان سے کہنے لگے: نیچے اتر آؤ اور تم اپنے آپ کو ہمارے سپرد کردو اور (ہماری طرف سے) تمہارے لئے یہ عہدو پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابتؓ جو اس دستہ کے امیر تھے بولے: میرا اپنے آپ کو سپرد کرنا، بخدا! میں تو آج کافر کی امان پر ٹیلے سے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ اپنے نبیؐ کو ہمارے

فَوَاللهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلَى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقِيْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ

متعلق خبر دے۔ ان لوگوں نے ان پر تیر چلائے اور عاصمؓ کو سات آدمیوں سمیت مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر تین آدمی عہد و پیمان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے پاس نیچے آگئے۔ ان میں خبیب انصاریؓ اور ابن دَثِنہؓ اور ایک اور شخص تھے۔ جب انہوں نے ان کو قابو کرلیا، انہوں نے اپنی کمانوں کے چلّے کھولے اور ان کی مشکیں کسیں۔ تیسرا شخص کہنے لگا: یہ پہلا دغا ہے۔ بخدا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے ان لوگوں میں راحت بخش نمونہ ہے جو شہید ہوئے۔ انہوں نے اس کو کھینچا اور کش مکش کی کہ وہ کسی طرح ان کے ساتھ جائیں مگر وہ نہ مانے۔ آخر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور خبیبؓ اور ابن دثنہؓ کو پکڑ کر لے گئے اور جا کر مکہ میں ان کو بیچ دیا۔ یہ جنگِ بدر کے بعد کا واقعہ ہے اور خبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے خرید لیا اور خبیبؓ ہی تھے جنہوں نے حارث بن عامر کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ خبیبؓ ان کے پاس قید رہے۔ (ابن شہاب کہتے تھے کہ) عبیداللہ بن عیاض نے مجھے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے ذکر کیا کہ جب انہوں نے اتفاق کرلیا (کہ انہیں مار ڈالیں) تو خبیبؓ نے اس سے استرا مانگا کہ اسے استعمال کریں۔ چنانچہ اس نے انہیں استرا دے دیا۔ اس وقت میری بے خبری کی حالت میں میرا ایک بچہ خبیبؓ کے پاس آیا اور انہوں نے اس کو لے لیا۔ اس نے کہا: میں نے خبیبؓ کو دیکھا کہ وہ اسے اپنی ران پر بٹھائے ہوئے ہیں اور استرا اُن کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہ دیکھ کر اتنا گھبرائی

قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوْسَى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِّنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ {فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ☆} ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا

وَلَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ

کہ خبیبؓ نے گھبراہٹ کو میرے چہرے سے پہچان لیا اور بولے۔ تم ڈرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا۔ میں تو ایسا نہیں ہوں کہ یہ کروں۔ بخدا میں نے کبھی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خبیبؓ سے بہتر ہو۔ اللہ کی قسم میں نے ایک دن ان کو دیکھا کہ خوشہ انگور ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے انگور کھا رہے ہیں اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی میوہ نہ تھا۔ کہتی تھیں: یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے خبیبؓ کو دیا۔ جب لوگ ان کو حرم سے باہر لے گئے کہ ایسی جگہ قتل کریں جو حرم نہیں ہے تو خبیبؓ نے ان سے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں {اور انہوں نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں☆} اور کہنے لگے: اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں اس وقت جس حالت (نماز) میں ہوں گھبراہٹ کا نتیجہ ہے تو میں ضرور یہ نماز لمبی پڑھتا۔ اے اللہ! ان کو ایک ایک کر کے ہلاک کر۔ (پھر آپؓ نے یہ شعر پڑھے:)

جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جا رہا ہوں مجھے پرواہ نہیں کہ کس کروٹ اللہ کی خاطر گروں گا اور میرا یہ گرنا اللہ کی ذات کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو ٹکڑے کئے ہوئے جسم کے جوڑوں کو برکت دے سکتا ہے۔

آخر حارث کے بیٹے نے ان کو قتل کیا اور یہ خبیبؓ ہی تھے جنہوں نے ہر ایسے مسلمان کے لئے دو رکعت

☆ یہ الفاظ عمدۃ القاری کے مطابق متن میں شامل ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۲۹۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قُتِلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِعَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُوْلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى أَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْ لَّحْمِهِ شَيْئًا.

پڑھنے کی سنت قائم کی جو باندھ کر مارا جائے۔ اللہ نے عاصم بن ثابتؓ کی دعا جس دن وہ شہید ہوئے قبول فرمائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا جو ان لوگوں کے ساتھ واقعہ ہوا تھا اور جو انہیں تکلیف پہنچی تھی اور جب کفارِ قریش کو بعض لوگوں نے بتایا کہ عاصمؓ قتل کئے گئے ہیں تو انہوں نے عاصمؓ کی طرف کچھ آدمیوں کو بھیجا کہ ان کی لاش میں سے ایسا حصہ لائے کہ جس سے پہچانے جائیں اور عاصمؓ نے بدر کے دن ان کے بڑے بڑے لوگوں میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو عاصمؓ کی لاش پر بھِڑوں کا ایک جُھنڈ بھیجا گیا جو سائبان کی طرح اوپر احاطہ کئے ہوئے تھا اور اس طرح ان کی لاش کو کفار کے بھیجے ہوئے آدمیوں سے بچا لیا گیا اور وہ ان کے گوشت سے کوئی ٹکڑا نہ کاٹ سکے۔

اطرافه: ۳۹۸۹، ٤٠٤٦، ٧٤٠٢.

تشریح: **هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ:** عنوانِ باب استفتاء کی صورت میں قائم کر کے صحابہ کرامؓ کے عمل سے دکھایا گیا ہے کہ موقع وحالات کے مطابق دونوں صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ (۱) کہ اپنے آپ کو دشمن کے سپرد نہ کرے بلکہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے جامِ شہادت پیئے۔ (۲) یا مقابلہ کی طاقت نہ رکھنے پر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے واقعۂ شہادت کی تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۱۰۔

بَاب ۱۷۱: فَكَاكُ الْأَسِيْرِ
قیدی کی رہائی

فِيْهِ عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٣٠٤٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوْا الْعَانِيَ يَعْنِي الْأَسِيْرَ وَأَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ.

۳۰۴٦: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گرفتار (یعنی قیدی) کو چھڑاؤ، بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔

اطرافهُ: ٥١٧٤، ٥٣٧٣، ٥٦٤٩، ٧١٧٣.

٣٠٤٧: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهْمًا يُعْطِيْهِ اللهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۳۰۴۷: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا کہ مطرف (بن طریف) نے ہم سے بیان کیا کہ عامر نے انہیں حضرت ابوجُحیفہ (وہب بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپؓ کے پاس اللہ کی کتاب کے علاوہ کچھ اور وحی بھی ہے؟ انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو پھاڑ کر اُگایا ہے اور جان پیدا کی ہے! مجھے کوئی ایسی وحی معلوم نہیں (جو قرآن میں نہ ہو) ہاں فہم ایک دوسری چیز ہے جو اللہ کسی شخص کو قرآن کے متعلق عطا کرے اور وہ قرآن میں سے مطالب اَخذ کرے اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے کہا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: دیت کے احکام اور قیدی چھڑانا اور کوئی مسلم کافر کے بدلہ میں نہ مارا جائے۔

اطرافهُ: ١١١، ١٨٧٠، ٣١٧٢، ٣١٧٩، ٦٧٥٥، ٦٩٠٣، ٦٩١٥، ٧٣٠٠.

تشریح: **فَكَاكُ الْأَسِيْرُ:** امام کے فرائض میں سے ایک فرض یہ ہے کہ اپنے قیدیوں کی رہائی کا انتظام کرے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و عمل بالکل واضح ہے۔ جس سے فقہاء نے دو طریق کا استدلال کیا ہے۔ (۱) بیت المال سے بذریعہ فدیہ قیدی چھڑایا جائے اگر بیت المال میں گنجائش ہو۔ (۲) ورنہ مبادلہ اسیرانِ جنگ کے طریق پر۔ امام احمد بن حنبل نے مبادلہ کے طریق کو ترجیح دی ہے اور بیت المال سے دیئے جانے کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۰۱) فقہاء نے اس تعلق میں یہ سوال بھی اُٹھایا ہے کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی شخص اسیر ہو جائے تو کیا وہ بھی آزاد کرایا جائے گا؟ ارشاداتِ نبویہ میں اس کی بابت تاکید ہے کہ انہیں بھی آزاد کرایا جائے۔ روایت نمبر ۳۰۴۷ کے لئے دیکھئے کتاب العلم باب ۳۹ روایت نمبر ۱۱۱۔

عَنْ أَبِي مُوْسَى: عنوانِ باب میں عَنْ أَبِي مُوْسَى کے الفاظ کہہ کر مسئلہ معنونہ کے وجوب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان کی روایت اسی باب میں درج ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد بصیغۂ امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

بَاب ۱۷۲ : فِدَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ
مشرکوں سے فدیہ لینا

۳۰۴۸ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا.

اطرافہ: ۲۵۳۷، ۴۰۱۸۔

۳۰۴۸: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی، کہا: یا رسول اللہ! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کو اُن کا فدیہ معاف کر کے چھوڑ دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

۳۰۴۹ : وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ

۳۰۴۹: اور ابراہیم بن طہمان نے عبدالعزیز بن صُہَیب سے، عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے روایت

قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ.

نقل کی کہ انہوں نے کہا: بحرین سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال لایا گیا تو حضرت عباسؓ آپؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! مجھے بھی دیں۔ کیونکہ میں نے اپنا فدیہ دیا ہے اور عقیل کا بھی فدیہ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: لے لیں اور آپؐ نے مال ان کے کپڑے میں ڈال کر دیا۔

اطرافهُ: ٤٢١، ٣١٦٥۔

۳۰۵۰: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ.

۳۰۵۰: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے محمد بن جبیر سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی اور یہ بدر کے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آئے تھے۔ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورۃ وَالطُّور پڑھتے ہوئے سنا۔

اطرافهُ: ٧٦٥، ٤٠٢٣، ٤٨٥٤۔

بَاب۱۷۳ : اَلْحَرْبِيُّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

حربی جب دارالاسلام میں بغیر امان لئے داخل ہو

۳۰۵۱: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ

۳۰۵۱: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالعمیس (عتبہ بن عبداللہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے، ایاس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: مشرکوں کا ایک جاسوس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت سفر میں تھے۔ وہ آپؐ کے صحابہ کے پاس بیٹھ کر باتیں

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ.

کرنے لگا۔ پھر واپس چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پیچھا کرو اور اسے قتل کر دو۔ (حضرت سلمہؓ نے کہا:) چنانچہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمہؓ کو اس کا سامان دلایا۔

تشریح: اَلْحَرْبِيُّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ: معنونہ مسئلہ سے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے کہ اگر حربی (برسرپیکار قوم کا فرد) بغیر اَمان حاصل کئے دارالاسلام میں داخل ہو تو کیا وہ جاسوسی کے شبہ میں قتل کیا جائے یا قبضہ میں رکھا جائے؟ امام مالکؒ کی رائے ہے کہ امام کو اس بارہ میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ امام شافعیؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک اگر وہ کہے کہ بطور ایلچی آیا ہوں تو اس کی یہ بات قبول کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس کے خلاف ہیں۔ ان کی رائے میں وہ مالِ فئے کی طرح ہے، اسے قبضہ میں رکھیں، بیچیں یا اس سے کام لیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۰۲) روایت مندرجہ سے ظاہر ہے کہ اگر جنگی حالات میں حربی بغیر اجازت دارالاسلام میں داخل ہوا ہو تو اس پر غالب شبہ یہی ہے کہ وہ حالات معلوم کرنے کی غرض سے آیا ہے اور اس کے ساتھ جاسوس کا سلوک کیا جائے گا۔ آج کل بھی یہی قانون رائج ہے کہ جاسوس ثابت ہونے پر گولی کا نشانہ بنایا جاتا ہے تا ایک شخص کی ہلاکت سے ملک ہلاکت سے محفوظ رہے اور دوسروں کے لئے عبرت ہو اور دشمن کو اَمن برباد کرنے کے لئے ملک میں داخل ہونے کی جسارت نہ ہو۔ واقعہ مذکورہ میں ثابت ہو گیا تھا کہ وہ شخص حربی جاسوس ہے، بغیر اجازت آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی باتیں سن کر چپکے سے غائب ہو گیا اور گرفتار ہونے پر قتل کر دیا گیا تا وہ دشمن کو اطلاع نہ دے سکے۔ اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کی گئی تھی۔ وہ اِدھر اُدھر چکر لگا کر حالات معلوم کرتا رہا تھا۔ جس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جا چکی تھی۔

فَقَتَلْتُهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ: حضرت ابن اکوعؓ کا یہ بیان غایت درجہ مختصر ہے اور اس میں ضمیر متکلم سے ضمیر غائب کی طرف التفات ہے۔ نَفَّلَهُ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی جاسوس کا مال و متاع انہیں عطا کیا۔

بَاب ۱۷۴: يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلَا يُسْتَرَقُّوْنَ

ذمی (کافروں) کو بچانے کے لئے لڑنا اور ان کو غلام لونڈی نہ بنایا جائے

۳۰۵۲: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۳۰۵۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین (بن عبدالرحمٰن) سے، حصین نے عمرو بن میمون سے، عمرو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

قَالَ وَأُوصِيْهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّوَفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

سے روایت کی کہ انہوں نے بوقت وفات کہا: میں اس کو (جو میرے بعد خلیفہ ہو) اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان (ذمیوں) سے ان کا وہ عہد پورا کیا جائے (جو ان سے کیا گیا ہے) اور ان کو بچانے کے لئے دشمنوں سے جنگ کی جائے اور اُن سے اتنا ہی کام لیا جائے جتنا وہ برداشت کرسکیں۔

اطرافهُ: ۱۳۹۲، ۳۱٦۲، ۳۷۰۰، ٤٨٨٨، ۷۲۰۷۔

تشریح: **يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ:** ذمیوں کی حفاظت، سلامتی کے بارے میں اہل اسلام کی ذمہ داری سے متعلق جمہور کا اتفاق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ ان سے شفقت کا سلوک کیا جائے اور وہ غلام نہ بنائے جائیں۔

وَلَا يُسْتَرَقُّوْنَ: عنوانِ باب میں فقرہ وَلَا يُسْتَرَقُّوْنَ کے بڑھانے کی کیا وجہ ہے؟ امام ابن حجرؒ کے نزدیک ابن قاسمؒ کے قول کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر حربی ذمّی کو قید کرلیں اور پھر وہ ذمّی جنگ میں مسلمانوں کی قید میں آجائے تو اس صورت میں اس سے حربیوں کا سلوک ہوگا۔ مذکورہ بالا فقرے سے یہ رائے ردّ کی گئی ہے۔
(فتح الباری جزء ٦ صفحہ ۲۰۴)

بَاب ۱۷۵ : جَوَائِزُ الْوَفْدِ

ایلچیوں کو عطیہ دینا

تشریح: عنوان بغیر کسی روایت کے ہے۔ اس تعلق میں اگلے باب کی روایت (نمبر ۳۰۵۳) بھی دیکھئے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے: أَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ کہ جو ایلچی آئیں ان سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ نمائندگانِ قوم کو انعام واکرام سے نوازتے رہتے تھے۔ یہ باب اگلے باب سے وابستہ کیا گیا ہے۔

بَاب ۱۷٦ : هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ

کیا ذمی کافروں کی اور ان کے معاملے کی سفارش (امام سے) کی جائے

۳۰۵۳: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ

۳۰۵۳: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان احول سے، سلیمان

ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا هَجَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِي فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ. وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ. وَقَالَ يَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ جمعرات کا دن اور جمعرات کا وہ دن کیسا تھا۔ یہ کہہ کر وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں نے زمین کی کنکریاں تر کر دیں اور کہنے لگے: جمعرات کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی بیماری نے سخت نڈھال کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: لکھنے کا سامان میرے پاس لاؤ کہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہ سن کر صحابہ نے جھگڑا شروع کر دیا۔ حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا زیبا نہیں تھا۔ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی شدت کی وجہ سے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ مجھے چھوڑ دو۔ جس حال میں ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ اور آپؐ نے بوقت وفات تین باتوں کی وصیت کی۔ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور ایلچیوں سے اسی طرح نیک سلوک کرنا جس طرح میں کرتا تھا اور تیسری بات میں بھول گیا۔ یعقوب بن محمد (زُہری) کہتے تھے: میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے جزیرۂ عرب سے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد مکہ، مدینہ، یمامہ اور یمن ہے۔ اور یعقوب نے یہ بھی کہا کہ تہامہ (یعنی مدینہ کا علاقہ) عرج سے شروع ہوتا ہے۔

اطرافہُ: ۱۱۴، ۳۱۶۸، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۵۶۶۹، ۷۳۶۶.

تشریح: **أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ:** بعض شارحین نے کہا ہے کہ جزیرۂ عرب سے مراد وہ علاقہ جات ہیں جو بحر ہند، بحیرہ قلزم، بحیرہ عرب اور خلیج فارس اور سواحل حبشہ کے درمیان ہیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک حکم اخراج المشرکین کا تعلق صرف ارضِ حجاز سے ہے جس میں مکہ ومدینہ و یمامہ اور اس کے مضافات ہیں۔ مقامِ عرج اس علاقہ کا حصہ ہے جسے تہامہ (بیٹ) کہتے ہیں۔ یہ وہ عرج نہیں جو طائف میں واقعہ ہے۔ امام مالکؒ نے حرم میں بھی تجارتی اغراض سے مشرکین کا آنا جانا جائز قرار دیا ہے اور امام شافعیؒ نے ان کی تائید اس شرط کے ساتھ کی ہے کہ امام کی اجازت سے وہ آ جا سکتے ہیں۔ احناف نے سوائے بیت اللہ کے مشرکین کے لئے آمدورفت کی عام اجازت دی ہے۔ بعض فقہاء نے یمن کو محفوظ علاقے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صرف ارضِ حجاز سے مراد مخصوص علاقہ ہے جس میں مکہ و مدینہ اور یمامہ واقعہ ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۰۵، ۲۰۶)

وَقَالَ يَعْقُوْبُ ... : ان سے مراد یعقوب بن محمد بن عیسیٰ ہیں۔ ان کی یہ روایت احکام القران میں آتی ہے۔ جو اسماعیل قاضی کی تالیف ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۰۵، عمدۃ القاری جزء۱۴ صفحہ۳۰۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا ارشاد عقائدِ دینیہ کی حفاظت کے لئے تھا۔ چنانچہ مشارٌ الیہا علاقہ ارضِ حجاز اب تک ان بدعتوں سے محفوظ ہے جو عالم اسلام کے باقی ممالک میں رائج ہیں اور عقیدۂ توحید ارضِ حجاز میں اپنی شکل میں بحال ہے۔ اگر کسی وقت بدعت کی کوئی صورت پیدا ہوئی تو کسی نہ کسی تحریک سے وہ بدعت مٹا دی گئی۔

بَاب ۱۷۷ : اَلتَّجَمُّلُ لِلْوُفُوْدِ

نمائندوں سے ملنے کے لئے آراستہ ہونا

٣٠٥٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوَفْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۵۴: یحيٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت عمرؓ نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا (چادر اور تہہ بند) بکتے دیکھا اور وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! یہ جوڑا خرید لیں اور عید کے موقعہ پر اور نمائندوں سے ملنے کے لئے زیب تن فرمایا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ فَقَالَ تَبِيْعُهَا أَوْ تُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ.

فرمایا: یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن میں کوئی بھلائی نہیں یا یہ فرمایا کہ اسے تو وہی پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ چند روز تک کہ جب تک اللہ کو منظور تھا حضرت عمرؓ خاموش رہے۔ پھر ایسا ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جُبّہ حضرت عمرؓ کو تحفۃً بھیجا۔ وہ اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے تو فرمایا تھا کہ یہ اس کا لباس ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں یا اسے تو وہی پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور پھر آپؐ نے مجھے یہ بھیج دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس لئے کہ تم اسے بیچو یا اپنے کسی کام میں لاؤ۔

اطرافہ: ۸۸۶، ۹۴۸، ۲۱۰۴، ۲۶۱۲، ۲۶۱۹، ۵۸۴۱، ۵۹۸۱، ۶۰۸۱۔

تشریح: اَلتَّجَمُّلُ لِلْوُفُوْدِ: اچھے لباس میں وفود کا استقبال بھی اکرام الضّیف کی شق ہی میں شامل ہے۔ اس عنوان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقاتِ خارجیہ کے متعلق اہتمام دکھانا مقصود ہے۔

بَاب ۱۷۸: كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

بچے کے سامنے اسلام کیونکر پیش کیا جائے

۳۰۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ

۳۰۵۵: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ ان سے زُہری نے روایت کی کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا: حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِيْنِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ائْذَنْ لِّي فِيْهِ أَضْرِبْ

جماعت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابن صیاد کی طرف گئے۔ انہوں نے بنی مغالہ کے محلوں کے پاس اسے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے پایا اور ان دِنوں ابن صیاد بلوغت کے قریب تھا۔ اسے اسی وقت معلوم ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ آپؐ اُمیّوں کے رسول ہیں۔ ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپؐ اقرار کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا ہوں اور فرمایا: تم کیا دیکھتے ہو؟ ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچی اور جھوٹی خبریں آتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل حقیقت تم پر مشتبہ ہوگئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے ایک بات چھپائی ہے۔ ابن صیاد نے کہا: وہ دُخ ہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چل دور ہو تم اپنی بساط سے آگے نہیں بڑھ سکو گے۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: یارسول اللہ! آپؐ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی (دجال) ہوا

عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَّكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

اطرافه: ۱۳۵٤، ٦١٧٣، ٦٦١٨۔

(جس کی خبر دی گئی ہے) تو تم اس پر قابو نہیں پاسکو گے اور اگر وہ نہ ہوا تو پھر اس کے مار ڈالنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں۔

٣٠٥٦: قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيْفَةٍ لَّهُ فِيْهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

اطرافه: ۱۳۵۵، ۲٦۳۸، ۳۰۳۳، ٦١٧٤۔

۳۰۵٦: دوسری روایت حضرت ابن عمرؓ سے اسی سند سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُبیّ بن کعبؓ اس نخلستان میں گئے جہاں ابن صیاد تھا۔ جب اس نخلستان میں داخل ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی آڑ میں چلنے لگے اور آپؐ (ابن صیاد کے پاس) دبے پاؤں آہستہ آہستہ جا رہے تھے تا آپؐ ابن صیاد سے پیشتر اس کے کہ وہ آپؐ کو دیکھے، کچھ سن لیں اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر ایک کمبل اوڑھے ہوئے لیٹا تھا۔ اس میں کچھ گنگناہٹ کی سی آواز تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ جب آپؐ کھجوروں کی آڑ لئے (دبے پاؤں) آ رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد کو پکار کر کہا: ارے صاف اور یہ اس کا نام تھا۔ (محمد آئے ہیں) یہ سنتے ہی ابن صیاد اُٹھ کھڑا ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اگر وہ اسے رہنے دیتی تو حال کھل جاتا۔

٣٠٥٧: وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ

۳۰۵۷: اور سالم (بن عبداللہ) نے کہا: حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: پھر اس کے بعد نبی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ مستحق

ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

ہے اور دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: میں بھی تم کو اس کے خطرہ سے آگاہ کرتا ہوں اور کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اپنی قوم کو اس کے خطرہ سے آگاہ نہ کیا ہو۔ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس کے خطرہ سے خبردار کیا تھا۔ مگر میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تمہیں یہ علم ہے کہ وہ یک چشم ہے اور اللہ ایسا نہیں۔

اطرافهُ: ۳۳۳۷، ۳۴۳۹، ۴۴۰۲، ٦۱۷۵، ۷۱۲۳، ۷۱۲۷، ۷۴۰۷.

تشریح: كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ: اس تعلق میں دیکھئے کتاب الجنائز باب۷۹۔ دجال کے تعلق میں یہی روایت کتاب الفتن میں آئے گی۔ دیکھئے باب ذکر الدجال۔

بَاب ۱۷۹: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے فرمانا: اسلام قبول کرلو سلامتی میں رہو گے

قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

مقبری نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

بَاب ۱۸۰
إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرَضُوْنَ فَهِيَ لَهُمْ

اگر کچھ لوگ دارالحرب میں مسلمان ہو جائیں اور ان کی جائیداد اور زمینیں ہوں تو وہ انہی کی رہیں گی

۳۰۵۸: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ☆ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ

۳۰۵۸: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق☆ نے ہمیں بتایا۔ معمر نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ زُہری نے علی بن حسین سے، علی نے عمرو بن عثمان بن عفان سے، عمرو نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کل اپنے حج کے اثناء میں کہاں

☆ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ عبدالرزاق ہے (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ۲۱۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

غَدًا فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَّا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

اطرافه: ۱۵۸۸، ۴۲۸۲، ۶۷۶۴۔

اتریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی ٹھکانا چھوڑا ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا: ہم کل خیف بنی کنانہ یعنی محصب میں اُتریں گے۔ جہاں قریش نے کفر پر رہنے کی قسمیں کھائی تھیں اور یہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ بنی کنانہ نے قریش سے بنی ہاشم کے خلاف عہد و پیمان کیا تھا کہ نہ وہ ان سے خرید وفروخت کریں گے اور نہ انہیں اپنے گھروں میں آنے دیں گے۔ زُہری نے کہا اور خیف وادی کو کہتے ہیں۔

۳۰۵۹: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ☆ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيْهِ فَيَقُوْلُ يَا

۳۰۵۹: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ مالک نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو جسے ہُنیا کہا کرتے تھے (سرکاری) رَکھ پر محافظ مقرر کیا اور اس سے کہا: ہُنیا! مسلمانوں سے اپنا بازو سمیٹے رکھنا اور مظلوم☆ کی بددعا سے بچنا۔ کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اور تھوڑی سی اونٹنیوں والے اور تھوڑی سی بکریوں والے کو رَکھ میں آنے دینا اور میری ناراضگی سے بچنا اور (عبدالرحمٰن) بن عوفؓ اور (عثمان) بن عفانؓ کے جانوروں کو نہ چرنے دینا۔ کیونکہ (وہ دونوں امیر ہیں) اگر ان کے جانور مر بھی جائیں تو وہ نخلستانوں اور کھیتوں سے کام چلا سکتے ہیں اور تھوڑی سی اونٹنیوں والا یا تھوڑی سی بکریوں والا اگر اس کے مویشی مر گئے تو میرے

☆ اسماعیلی کی روایت کے مطابق اس جگہ اَلْمَظْلُوْم ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۱۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوْا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

پاس اپنے بچوں کو لائے گا اور کہے گا: امیر المؤمنین! (ان کو پالو) تیرا باپ نہ رہے تو کیا میں ان کو بھوکا چھوڑ دوں گا؟ دیکھنا گھاس اور پانی دینا مجھ پر سونے اور چاندی کے دینے سے زیادہ آسان ہے اور بخدا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ میں نے ان پر ظلم کیا۔ یہ ان کی بستیاں ہیں جن کی وجہ سے وہ جاہلیت میں لڑتے رہے اور انہی کو بچانے کے لئے وہ اسلام میں داخل ہوئے اور اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ مویشی نہ ہوتے جن پر اللہ کی راہ میں (مجاہدین کو) سوار کرتا ہوں تو میں ان کی جائیدادوں میں سے ایک بالشت زمین بھی محفوظ نہ رکھتا۔

تشریح: إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ ... : دونوں ابواب (نمبر۱۷۹، ۱۸۰) کا موضوع ایک ہی ہے۔ مقبری کی روایت کے حوالے کے لئے دیکھئے کتاب الجزیہ، باب۶ روایت نمبر ۳۱۶۷۔ باب ۱۷۹ کا تعلق اسلام قبول کرنے سے یا نہ کرنے سے نہیں۔ یہ مضمون زیر باب ۱۴۵ گزر چکا ہے۔ باب ۱۸۰ سے بعض احناف کی رائے کا ردّ مقصود ہے۔ جن کے نزدیک حربی مغلوب جب مسلمان ہو جائے تو اس کی زمین و جائیداد غیر منقولہ مسلمانوں کی ملکیت ہوگی، اس کے سوا باقی جائیداد اس کی ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ نے اس فریق کے خلاف رائے دی ہے اور جمہور کے مذہب کی تائید کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے صخر بن عیلہ بجلی کی روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ بنو سلیم کے بعض لوگ ایک غزوہ میں اپنا علاقہ خالی کر گئے تھے۔ پھر جب وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی زمینوں کا مطالبہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معاملہ پیش ہونے پر آپؐ نے ان کے حق میں فیصلہ فرمایا☆ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۱۱) اور یہود کو بھی بٹائی کے طریق پر ان کی زمینوں اور باغات میں انہیں رہنے دیا، جب تک وہ صلح و امن سے رہیں۔

بَاب ۱۸۱ : كِتَابَةُ الْإِمَامِ النَّاسَ

امام کا لوگوں کے نام لکھنا

۳۰۶۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

۳۰۶۰: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

☆ (مسند احمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث صخر بن عيلة، جزء۴ صفحہ۳۱۰)

أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ.

اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو اور ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپؐ کو دیئے اور ہم کہنے لگے: کیا اب بھی ہمیں ڈر ہے جبکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں؟ ہم نے اپنے آپ کو آزمائش کے اس زمانہ میں بھی دیکھا ہے جب ایک شخص اکیلا نماز پڑھتا اور وہ خوف زدہ ہوتا۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِائَةٍ. قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے پھر یہی حدیث روایت کی۔ اس میں یہ ذکر آتا ہے کہ ہم نے ان کو پانچ سو کی تعداد میں پایا۔ ابومعاویہ نے کہا: چھ سات سو کے درمیان تھے۔

٣٠٦١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

اطرافہ: ١٨٦٢، ٣٠٠٦، ٥٢٣٣.

۳۰۶۱: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے عمرو بن دینار سے، عمرو بن دینار نے ابومعبد سے، ابومعبد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! فلاں فلاں مہم میں جانے کے لئے میرا نام لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

تشریح: كِتَابَةُ الْإِمَامِ النَّاسَ : ایمان باللہ اگر پختہ ہو تو مومن آیت لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس:٦٣) کا مصداق ہوتا ہے۔صحابہ کرامؓ پانچ چھ سو کی تعداد پر خوش ہیں اور یقین کئے ہوئے ہیں کہ اب انہیں کسی دشمن کا ڈر نہیں۔ان کے نزدیک یہ تعداد سارے عرب وعجم کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی ہے اور آج عالم اسلام کی کیا حالت ہے۔وہ ہر جگہ اپنے دشمنوں سے خائف وترساں ہیں۔حالانکہ ان کی تعداد کروڑوں ہے۔عنوانِ باب کا تعلق مردم شماری سے ہے۔اور اس کی پہلی روایت میں اسی کا ذکر ہے اور دوسری روایت کا تعلق جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نام لکھوانے سے ہے۔

پہلی روایت میں جو بظاہر اختلاف ہے اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مختلف موقعوں پر مردم شماری کرائی گئی ہو۔جیسا کہ داودیؒ کا خیال ہے۔مگر امام ابن حجرؒ نے یہ توجیح بھی بیان کی ہے کہ کل تعداد عورتیں اور بچے شامل کر کے پندرہ صد تھی اور لڑنے والے پانچ سو سے سات سو تک۔حضرت امام بخاریؒ نے پہلی روایت مقدم کی ہے کہ وہ سفیان ثوریؒ سے مروی ہے جن کا حافظہ ابومعاویہ کی نسبت زیادہ قوی تھا۔ (فتح الباری جزء٦ صفحہ٢١٤، ٢١٥) اس تعلق میں کتاب المغازی، باب غزوۂ حدیبیہ بھی دیکھئے۔

بَاب ١٨٢ : إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

اللہ کبھی فاجر شخص کے ذریعہ دین کی تائید کرتا ہے

٣٠٦٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ الَّذِي قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ

٣٠٦٢: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ (دوسری سند) اور محمود بن غیلان نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے ابن مسیّب سے، ابن مسیّب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک جنگ میں) تھے۔آپؐ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا: یہ دوزخیوں میں سے ہے۔جب مقابلے کا موقع آیا تو وہ سختی سے لڑا اور اس کو زخم لگے۔لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ شخص جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں

الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

سے ہے وہ آج خوب لڑا اور مر گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دوزخ ہی کو سدھارا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے: یہ سن کر قریب ہی تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جائیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ کسی نے کہا: وہ مرا نہیں بلکہ اس کو سخت زخم لگے ہیں۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے خودکشی کر لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق خبر دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے لوگوں میں یہ منادی کی: یاد رکھو جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر وہی نفس جو فرمانبردار ہو اور اللہ کبھی اپنے دین کی فاجر کے ذریعہ بھی تائید فرماتا ہے۔

اطرافُهُ: ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۶۶۰۶۔

تشریح: إِنَّ اللّٰهَ يُوَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ: امام کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی مہمات میں مختلف استعداد وطبائع رکھنے والے لوگوں سے کام لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ فراست سے دیکھا کہ مشارٌ الیہ شخص کام کا ہے اور اسے جنگ میں شریک ہونے دیا اور آپؐ کو اس کے بارے میں مکاشفہ ہوا کہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ بعض روایتوں میں اس کا نام قزمان ابو الغیداق بتایا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی باب ۳۹: غزوۃ خیبر- جہاں تفصیل سے یہ روایت آتی ہے۔

بَاب ۱۸۳: مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

جو شخص لڑائی میں بغیر اس کے کہ وہ امیر مقرر کیا گیا ہو

(امیر کی عدم موجودگی میں) خود بخود امیر بن جائے (یہ جائز ہے) اگر اسے دشمن کا خوف ہو

۳۰۶۳: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ

۳۰۶۳: یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ (اسماعیل بن ابراہیم) ابن علیہ نے ہمیں بتایا۔

عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ وَمَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَقَالَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ.

انہوں نے ایوب سے، ایوب نے حُمَید بن ہلال سے، حُمَید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں سے) مخاطب ہوئے اور فرمایا: زیدؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ نے اسے لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے اسے لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولیدؓ نے اسے لیا بغیر اس کے کہ وہ امیر مقرر کئے گئے ہوں اور ان کے ہاتھ پر اللہ نے فتح دی۔ مجھے اس امر سے خوشی نہیں یا فرمایا: انہیں اس امر سے خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ آپؐ نے یہ فرمایا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

اطرافه: ۱۲۴٦، ۲۷۹۸، ۳٦۳۰، ۳۷۵۷، ٤۲٦۲.

تشریح: **مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ:** واقعہ مندرجہ زیر باب غزوۂ موتہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس تعلق میں کتاب المغازی باب غزوة موتة من أرض الشام دیکھئے۔ اس واقعہ سے مسئلہ معنونہ اخذ کیا گیا ہے۔ جس کی تائید باجماعت نماز پڑھنے کے لئے امام کے انتخاب سے بھی ہوتی ہے۔ ابن منیرؒ نے اس واقعہ سے یہ استنباط بھی کیا ہے کہ اگر امام کسی کو اپنی جگہ امیر مقرر کرے اور وہ کسی وجہ سے نہ لوٹ سکے تو وہی اس کا جانشین ہوگا اور اس کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ جو لوگ موجود ہوں وہ متفق ہوں اور یہ امر صرف جنگ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ دیگر مواقع میں بھی جائز ہے۔ (فتح الباری جزء٦ صفحہ ۲۱۷)

بَاب ١٨٤: اَلْعَوْنُ بِالْمَدَدِ

کمک سے مدد دینا

٣٠٦٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۳۰٦۴: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد) بن ابی عدی اور سہل بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ ان دونوں نے سعید (بن ابی عروبہ) سے، سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لَحْيَانَ فَزَعَمُوْا أَنَّهُمْ أَسْلَمُوْا وَاسْتَمَدُّوْهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ يَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ فَانْطَلَقُوْا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوْا بِهِمْ وَقَتَلُوْهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ. قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَءُوْا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَا بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رِعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے آپؐ سے اپنی قوم کے مقابلہ کے لئے مدد مانگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ستر انصار صحابہ سے مدد کی۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: ہم انہیں قاری کہا کرتے تھے۔ دن کو وہ لکڑیاں لاتے اور رات کو نمازیں پڑھتے۔ وہ لوگ انہیں لے گئے جب بئرمعونہ پر پہنچے تو انہوں نے ان سے غداری کی اور انہیں مار ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک نماز میں کھڑے ہو کر رِعل، ذکوان اور بنی لحیان کے لئے بددعا کرتے رہے۔ قتادہ نے کہا: اور حضرت انسؓ نے ہم سے بیان کیا کہ صحابہ ان لوگوں سے متعلق قرآن کی آیت سمجھ کر یہ پڑھنے لگے: ہماری طرف سے ہماری قوم کو کہہ دو کہ ہم اپنے ربّ سے جا ملے ہیں۔ وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا۔ بعد میں یہ شبہ دور کر دیا گیا (کہ یہ قرآنِ مجید کی آیت نہیں۔)

اطرافہُ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱٤، ۳۱۷۰، ٤۰۸۸، ٤۰۸۹، ٤۰۹۰، ٤۰۹۱، ٤۰۹۲، ٤۰۹٤، ٤۰۹٥، ٤۰۹٦، ٦۳۹٤، ۷۳٤۱۔

تشریح: **اَلْعَوْنُ بِالْمَدَدِ:** کمک اور ذخیرہ سے مجاہدین کی مدد بہم پہنچانا امام کے فرائض میں سے ایک اہم فرض ہے۔ اسی پر مبلغین کی امداد کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔

بَاب ۱۸۵: مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا

جو شخص دشمن پر غالب ہونے کے بعد دشمن کے علاقے میں تین دن تک ٹھہرے

۳۰٦٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ

۳۰٦۵: محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ رَوح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے قتادہ

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے ذکر کیا۔ انہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابوطلحہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب آپؐ کسی قوم پر غالب ہوتے تو میدان میں تین دن اور تین راتیں ٹھہرتے۔ رَوح بن عبادہ کی طرح معاذ اور عبدالاعلیٰ نے بھی یہی روایت بیان کی۔ (ان دونوں نے کہا:) سعید نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت ابوطلحہؓ سے، حضرت ابوطلحہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

طرفہُ: ۳۹۷۶۔

تشریح: مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا: فتح کے بعد میدانِ جنگ میں استحکام کی غرض سے قیام ضروری ہوتا ہے۔ حربی نقطہ نگاہ کی رو سے بھی ضروری ہے کہ گردوپیش کے حالات کا پورا پورا جائزہ لینے کے بعد کوچ کیا جائے۔

بَاب ۱۸۶: مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ

جوشخص اپنے سفر اور حملے میں غنیمت تقسیم کرے

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ.

اور حضرت رافع (بن خدیجؓ) کہتے تھے کہ ذوالحلیفہ میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے کچھ بکریاں اور اونٹ غنیمت میں پائے تو آپؐ نے دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دیں۔

۳۰۶۶: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۶۶: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انسؓ نے انہیں خبر دی، کہا: نبی

مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ میں جہاں آپؐ نے حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا تھا، عمرہ کا احرام باندھا۔

اطرافه: ١٧٧٨، ١٧٧٩، ١٧٨٠، ٤١٤٨۔

تشریح: **مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ:** اس باب میں فقہاءِ کوفہ کا ردّ مقصود ہے جو دارالحرب میں اموالِ غنیمت کی تقسیم جائز نہیں سمجھتے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اموالِ غنیمت پر مکمل طور پر تسلط ایسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ان اموال کو دارالاسلام میں لے آیا جائے اور وہاں تقسیم کیا جائے۔ جمہور کے نزدیک اس امر کا تعلق امام کی رائے سے ہے۔ موقع مناسب دیکھے تو فوراً تقسیم کرسکتا ہے اور اگر مناسب نہ سمجھے تو نہ کرے۔ ان کے نزدیک غنائم پر تسلط صرف مسلمانوں کا قبضہ ہوجانے سے ہی ہوجاتا ہے۔ دونوں باتیں مندرجہ بالا روایتوں سے ظاہر ہیں۔ حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت کے لئے دیکھئے روایت نمبر ۳۰۷۵۔ نیز دیکھئے كتاب الذبائح، باب التسميه على الذبيحه۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۱۸)

بَاب ١٨٧: إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُوْنَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

اگر مشرک، مسلمان کا مال لوٹ لیں پھر مسلمان اپنے مال کو پالے

٣٠٦٧: وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَّهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَّهُ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافه: ٣٠٦٨، ٣٠٦٩۔

۳۰۶۷: ابن نمیر نے کہا کہ عبیداللہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ان کا ایک گھوڑا کہیں چلا گیا اور دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمان ان پر غالب آئے اور وہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں انہیں دلایا گیا اور ان کا ایک غلام فرار ہوگیا اور رومیوں سے جا ملا۔ پھر مسلمان ان پر غالب آ گئے (اور وہ غلام پکڑا گیا۔) حضرت خالد بن ولیدؓ نے وہ غلام ان کو واپس دلا دیا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا ذکر ہے۔

٣٠٦٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ

۳۰۶۸: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (عمری) سے روایت

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَارَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ وَحْشٍ أَيْ هَرَبَ.

اطرافه: ۳۰۶۷، ۳۰۶۹۔

کی کہ انہوں نے کہا: نافع نے مجھے بتایا۔حضرت ابن عمرؓ کا ایک غلام فرار ہوگیا اور رومیوں کی طرف چلا گیا۔حضرت خالد بن ولیدؓ رومیوں پر غالب آئے اور انہوں نے حضرت عبداللہؓ کو غلام واپس دلا دیا اور حضرت ابن عمرؓ کا ایک گھوڑا بھاگ نکلا اور رومیوں کے لشکر میں جا پہنچا۔ پھر (حضرت خالد بن ولیدؓ) ان پر غالب آئے اور انہوں نے وہ گھوڑا حضرت عبداللہؓ کو دے دیا۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: عَارَ، عَيْر سے مشتق ہے اور اس سے مراد جنگلی گدھا ہے یعنی جب وہ بھاگ جائے۔

۳۰۶۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

اطرافه: ۳۰۶۷، ۳۰۶۸۔

۳۰۶۹: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس دن مسلمانوں کا (رومیوں سے) مقابلہ ہوا، وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ ان دِنوں حضرت خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کی فوج کے سردار تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو امیر بنا کر بھیجا تھا۔ دشمن نے وہ گھوڑا پکڑ لیا۔ جب دشمن کو شکست دے کر بھگا دیا گیا تو حضرت خالدؓ نے ان کا گھوڑا واپس کر دیا۔

تشریح: **إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ:** یہ باب بھی ایک فقہی اختلاف کی وجہ سے قائم کیا گیا ہے کہ کیا جنگ میں مسلم سے چھینا ہوا مال غیر مسلم محارب کی ملکیت ہو جاتا ہے یا مسلم مجاہد کی ملکیت ہی قائم رہتی ہے اور اس بناء پر جب اس کو اس کا مال دوبارہ مل جائے تو کیا یہ مال اموالِ غنیمت کا حصہ ہوگا یا وہ اس مجاہد کا ہوگا جس سے لوٹا گیا تھا؟ یہ وہ سوال ہے جس کی نسبت فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ امام شافعیؒ اور ایک گروہ کی رائے ہے کہ دشمن کے قبضہ میں چلا جانے پر بھی مجاہد کی ملکیت قائم رہتی ہے اور جب دوبارہ ملے تو وہ

اموالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل بھی لے سکتا ہے اور بعد میں بھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، امام زہریؒ اور عمرو بن دینارؒ وغیرہ کے نزدیک ایسا مال اموالِ غنیمت کا حصہ ہے، بغیر تقسیم نہیں لیا جا سکتا۔ اس بارہ میں فقہاء کا ایک تیسرا گروہ بھی ہے جن میں حضرت عمرؓ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ شامل ہیں کہ تقسیم غنیمت سے قبل اگر مجاہد اپنا مال پالے تو اس کا ہے ورنہ اموالِ غنیمت کا حصہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ثوریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن ان دونوں نے غلام کو اس قاعدے سے مستثنیٰ رکھا ہے کہ قبضہ میں آنے پر اپنے آقا کا ہوگا۔ (فتح الباری جزء٦ صفحہ۲۱۹) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۲)

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ ... : عبداللہ بن نمیر کی روایت ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے موصولاً نقل کی ہے☆ گھوڑے کا دشمن کے قبضہ میں چلے جانے کا واقعہ عہدِ نبوی کا ہے اور غلام کے بھاگنے کا واقعہ اس کے بعد کا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے گھوڑے کا واقعہ قبیلہ طے اور اس سے مقابلے کے وقت ہوا۔ گھوڑا بے قابو ہو گیا تھا جس سے وہ گر گئے تھے اور غلام کے بھاگنے کا واقعہ جنگِ یرموک کا ہے (فتح الباری جزء٦ صفحہ۱۸۲) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۲)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَارَ مُشْتَقٌّ ... : دوسری روایت میں امام بخاریؒ نے لفظ عَارَ بمعنی هَرَبَ استعمال کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ واقعہ الگ ہے۔

بَاب۱۸۸ : مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

جو فارسی یا کسی اور اجنبی زبان میں گفتگو کرے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ (الروم:۲۳) وَقَالَ: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (إبراهيم:۵)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا بھی اختلاف ہے۔ اور یہ فرمانا: اور ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں ہی (وحی دے کر) بھیجا ہے۔

۳۰۷۰: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

۳۰۷۰: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہمیں بتایا۔ حنظلہ بن ابی سفیان نے ہمیں خبر دی کہ سعید بن میناء نے ان کو بتایا، کہا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے میں نے

☆ (سنن أبی داود، كتاب الجهاد، باب في المال يصيبه العدو من المسلمين ثم يدركه صاحبه)
(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب ما أحرز العدوّ ثم ظهر عليه المسلمون)

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُؤْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ.

اطرافہ: ۴۱۰۱، ۴۱۰۲۔

سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے جو ہمارا ہی تھا اور ایک صاع جو بھی پیسے ہیں۔ اس لئے آپؐ اور کچھ لوگ تشریف لائیں۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور فرمایا: اے خندق والو! جابر نے ضیافت تیار کی ہے آؤ چلو، جلدی کرو۔

۳۰۷۱: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ ابْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.

اطرافہ: ۳۸۷۴، ۵۸۲۳، ۵۸۴۵، ۵۹۹۳۔

۳۰۷۱: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن سعید سے، خالد نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَنَهْ سَنَهْ۔ عبداللہ کہتے تھے: یہ لفظ حبشی زبان میں حَسَنَة کا ہم معنی ہے۔ یعنی نہایت عمدہ ہے، نہایت عمدہ ہے۔ وہ کہتی تھیں: میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھے جھڑکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی: نت نئے کپڑے پہنتی رہو۔ نت نئے کپڑے پہنتی رہو۔ نت نئے کپڑے پہنتی رہو۔ عبداللہ کہتے تھے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھیں جب راوی نے ان کے لمبے عرصہ تک زندہ رہنے کا ذکر کیا۔

٣٠٧٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيْهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كِخْ كِخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

۳۰۷۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن زیاد سے، محمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈالی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی میں ان سے فرمایا: کِخْ کِخْ۔ یعنی چھی چھی۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟

اطرافهُ: ١٤٨٥، ١٤٩١۔

تشریح: **مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ:** بعض کمزور روایتوں میں آیا ہے کہ فارسی زبان میں گفتگو کرنا مکروہ ہے☆ اس باب میں ان روایتوں کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور اس خیال کے ردّ میں دو آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک آیت میں زبانوں کا اختلاف نشاناتِ ربانیہ قرار دیا گیا ہے اور دوسری میں وحیِ رسالت سے متعلق بتایا گیا ہے کہ نبی کی زبان ہی میں اس کا نزول ہوتا ہے۔ دونوں باتیں متضاد نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تعلق تمام اقوامِ عالم سے ہے۔ (کتاب الصلاۃ، باب ۵۶، روایت نمبر ۴۳۸) مسلمانوں کا فرض ہے کہ غیر قوموں کی زبان سے واقف ہوں تا فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے قابل ہوں۔ مندرجہ بالا روایات میں الفاظ سُؤْرًا، سَنَهْ اور كِخْ فارسی اور حبشی زبان کے ہیں۔ مشارٌ الیہا ضعیف روایات کے لئے دیکھئے فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۲۱۔

بَاب ۱۸۹: اَلْغُلُوْلُ

تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت سے کچھ لے لینا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ. (آل عمران: ١٦٢)

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: اور جو غنیمت کے مال میں خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے روز اس خیانت کے ساتھ آئے گا جو اس نے کی ہوگی۔

٣٠٧٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي

۳۰۷۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحیان (یحيٰ بن سعید) سے

☆ (المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب فضل کافۃ العرب)

أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ {شَاةٌ لَّهَا ثُغَاءٌ وَعَلَى رَقَبَتِهِ☆} فَرَسٌ لَّهُ حَمْحَمَةٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيْرٌ لَّهُ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ.

اطرافہُ: ١٤٠٢، ٢٣٧٨، ٦٩٥٨۔

روایت کی کہ انہوں نے کہا: ابوزُرعہ نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، کہا: نبی ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور غنیمت کے مال میں خیانت کرنے کا ذکر فرمایا اور اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا اور اس کی سزا بہت بڑی قرار دی۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر {بکری سوار ہو جو ممیا رہی ہو یا اس کی گردن پر☆} گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو۔ وہ شخص مجھ سے کہہ رہا ہو: یارسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں: تمہارے لئے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو جو بلبلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہہ رہا ہو: یارسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تمہیں (اللہ کا حکم) پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر سونا چاندی لادے ہوئے ہوں اور وہ کہہ رہا ہو: یارسول اللہ! میری مدد کو پہنچیں اور میں کہوں: میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر کپڑوں کے ٹکڑے لادے ہوں جو ہوا سے اُڑ رہے ہوں اور وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو پہنچیں اور میں کہوں: میں تمہارے لیے کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اور ایوب نے ابوحیان سے یہی نقل کیا کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو۔

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۲۲۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ: الغُلُوْلُ کے معنی ہیں مطلق مالی خیانت۔بعض نے غَلَّ کے معنی مالِ غنیمت میں سے کوئی مال چھپا لینے کے کئے ہیں مگر لغت میں اس کے معنی پوشیدہ طور پر کسی کا مال لے کر اپنے مال میں ملا لینے کے ہیں۔(عمدۃ القاری جزء۱۵صفحہ۶)(لسان العرب- غلّ) قرآنِ مجید کی جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ چونکہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے تعلق میں وارد ہوئی ہے، اس لئے بعض مفسرین نے لفظ غُلُوْل سے مالِ غنیمت میں خیانت مراد لی ہے۔پوری آیت یہ ہے: وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ٥ (آل عمران: ۱۶۲) کسی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو شخص خیانت کرے گا، وہ اپنے خیانت سے حاصل کئے ہوئے (مال) کو قیامت کے دن خود ہی ظاہر کر دے گا۔ پھر ہر ایک جان کو جو کچھ اس نے کمایا ہوگا پورا پورا دے دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

مالی خیانت کبیرہ گناہوں میں سے شمار کی گئی ہے اور مذکورہ بالا آیت میں انبیاء سے اس الزام کی نفی کی گئی ہے کہ وہ مالِ غنیمت میں خیانت کریں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء میں سے بعض پر ایسا الزام عائد کیا گیا تھا۔اس آیت کا اسلوب وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا☆ (البقرۃ:۱۰۳) کا سا ہے۔یہودیوں نے اپنے انبیاء پر شرک، بداعتقادی، بدعملی اور خیانت کے الزامات لگائے ہیں۔عہد قدیم کے صحیفے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم کا کوئی نبی اس قسم کے الزامات سے محفوظ نہیں رہا۔آیت محولہ بالا میں خیانت کی تہمت سے انبیاء کی برأت کا اظہار ہے۔فرائض منصبی میں کوتاہی بھی درحقیقت خیانت ہے اور لفظ غُلُوْل کے لغوی معنی ہیں طریق صواب۔یعنی راہ راست سے ہٹنا۔سیاقِ کلام میں مؤمنین مخاطب کئے گئے ہیں اور انہیں قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب اور شہادت کے بلند درجہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بعد ازاں سورۂ آل عمران میں خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (آل عمران: ۱۵۸) کہہ کر شہادت تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت قرار دی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مظہر رحمت بنایا ہے اور مؤمنین کی کوتاہیوں اور لغزشوں پر استغفار کرنے کے لیے حکم دیا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے اور جہاد کے لئے عزم کرنے کا ارشاد کیا ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے۔عنوانِ باب میں جو لفظ غُلُوْل اختیار کیا گیا ہے وہ فرضِ منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی و خیانت پر دلالت کرتا ہے۔پس سیاقِ آیات کے لحاظ سے لفظ غُلُوْل کا مفہوم صرف مالی خیانت تک محدود رکھنا روحِ کلام کے خلاف ہے اور عام معنوں میں لینا روحِ کلام کے بالکل مطابق ہے۔کیونکہ مضمون عام ہے اور مومن مجاہدین سے خطاب ہے اور یہود کی زبان زد روایات کا ردّ کرنا مقصود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بالا ہے کہ وہ فرائض منصبی میں کسی قسم کی خیانت یا کوتاہی کریں۔خصوصاً اس لئے بھی کہ بعد کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مومنوں کے لئے احسانِ عظیم اور نعمتِ عظمیٰ قرار دی گئی ہے اور اس کی چار اغراض بیان ہوئی ہیں۔جس میں سے ایک بڑی غرض تزکیہ نفس بھی ہے۔امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں محولہ بالا آیت کے حوالہ سے لفظ غُلُوْل کی تشریح کر کے یہی سمجھانا چاہا ہے کہ مومن

☆ ''اور سلیمان کافر نہ تھا بلکہ (اس کے) باغی کافر تھے۔'' (ترجمہ از تفسیر صغیر)

مجاہدین کو چاہیے کہ وہ ہوشیار رہیں اور کوئی ایسی لغزش صادر نہ ہونے دیں جو خیانت میں شمار ہو۔ چنانچہ جو روایت اس کی تائید میں پیش کی گئی ہے اس کا تعلق بھی مومنوں ہی سے ہے۔ اس میں بھی خیانت کی اخروی پاداش سے ڈرایا گیا ہے کہ وہ نہایت بھیانک شکل میں ہوگی۔ مزید تشریح وتفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الزکاۃ تشریح باب ۳ روایت نمبر ۱۴۰۲، ۱۴۰۳ جہاں مذکورہ بالا پاداش کی وضاحت کی گئی ہے۔

بَاب ۱۹۰ : اَلْقَلِيْلُ مِنَ الْغُلُوْلِ

غنیمت کے مال میں تھوڑی سی بھی خیانت

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپؐ نے خیانت کرنے والے کا سامان جلا دیا تھا بحالیکہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

۳۰۷۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَرْكَرَةُ يَعْنِي بِفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوْطٌ كَذَا.

۳۰۷۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے سالم بن ابی الجعد سے، سالم نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا جسے کِرۡکِرَہ کہتے تھے اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ ہی میں گیا ہے۔ یہ سن کر لوگ اس کو دیکھنے کے لئے گئے اور انہوں نے اس کے پاس ایک عبا پائی جو اس نے غنیمت کے مال سے چرائی تھی۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: (محمد) بن سلام نے کِرۡکِرَہ کی بجائے کَرۡکَرَہ ک کی زبر سے نقل کیا ہے اور یہ تلفظ اسی طرح درست ہے۔

تشریح: اَلْقَلِيْلُ مِنَ الْغُلُوْلِ: خیانت خواہ تھوڑے مال سے متعلق ہو یا بہت سے بلحاظِ خیانت وعقوبت دونوں ایک ہی سی ہیں۔ جیسے نجاست خواہ تھوڑی ہو یا بہت، نجاست ہی ہے۔ عنوان باب کے حوالے سے

ابوداوُدؒ کی ایک روایت کا ردّ مقصود ہے کہ انہوں نے اس بارہ میں جو روایت حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی شخص نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے تو اس کا سامان جلا دو۔ اس روایت سے متعلق ابوداوٗد کی رائے ہے کہ هَـذَا أَصَحُّ یعنی یہ صحیح ہے۔ لیکن ان کی یہ رائے درست نہیں۔ ایسی روایتیں کمزور ہیں۔ امام ترمذیؒ نے بھی اس کے راوی کو منکر قرار دیا ہے۔
(فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۲۵) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۸)

بَاب ۱۹۱ : مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

اونٹوں اور بکریوں کا غنیمت کے وقت ذبح کرنا ناپسندیدہ ہے

۳۰۷۵: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ وَأَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوْا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ

۳۰۷۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن مسروق سے، سعید نے عبایہ بن رفاعہ سے، عبایہ نے اپنے دادا حضرت رافع (بن خدیجؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ذوالحلیفہ میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی اور ہم نے کچھ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں پائی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے۔ لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیاں چڑھادیں۔ آپؐ نے ہانڈیوں کی نسبت حکم دیا تو وہ انڈیل دی گئیں۔ پھر آپؐ نے مالِ غنیمت کو تقسیم کیا اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر ٹھہرایا۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ لشکر میں گھوڑے کم تھے۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے ان کو تھکا دیا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ایک تیر چلایا۔ اللہ نے اس اونٹ کو وہیں روک دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ان جانوروں میں سے بھی بعض جنگلی جانوروں جیسے ہوتے ہیں جو قابو میں نہیں آتے۔ اس لئے جو جانور بھاگ کر تمہارے قابو سے

جَدِّي إِنَّا نَرْجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ نَّلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

نکل جائے تو تم اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔ (یعنی تیر مار کر گرالو۔عبایہ کہتے تھے:) میرے دادا نے کہا: ہم امید کرتے ہیں یا کہا کہ ہمیں اندیشہ ہے کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو اور ہمارے پاس چھریاں نہیں تو کیا ہم کھپانچ (سرکنڈے) ہی سے ذبح کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا: جو چیز بھی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے وہ کھالو۔مگر دانت اور ناخن سے ذبح کرنا درست نہیں اور میں اس کی وجہ بتائے دیتا ہوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

اطرافہُ: ۲۴۸۸، ۲۵۰۷، ۵۴۹۸، ۵۵۰۳، ۵۵۰٦، ۵۵۰۹، ۵۵۴۳، ۵۵۴۴۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ: تقسیم غنائم سے قبل بغیر اجازت کسی مال میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں۔

بَاب ۱۹۲: اَلْبِشَارَةُ فِي الْفُتُوْحِ

فتح کی خوشخبری دینا

۳۰۷٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيْرُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِّنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ

۳۰۷٦: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا، کہا: ہم سے یحيٰ (قطان) نے بیان کیا۔ہمیں اسماعیل (بن ابی خالد) نے بتایا، کہا: قیس (بن ابی حازم) نے مجھ سے بیان کیا۔ کہتے تھے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے چھٹکارا نہیں دلاؤ گے اور یہ ایک بت خانہ تھا جو قبیلہ خثعم نے بنایا تھا۔ اسے یمنی کعبہ کہتے تھے۔ میں اَحمس قبیلہ کے ایک سو پچاس مرد لے کر چل پڑا۔ یہ سب اچھے سوار تھے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں گھوڑے پر جم کر

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ فَبَارَكَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا {خَمْسَ☆} مَرَّاتٍ. قَالَ مُسَدَّدٌ بَيْتٌ فِي خَثْعَمَ.

نہیں بیٹھ سکتا۔ آپؐ نے میرے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی انگلیوں کے نشان اپنے سینہ پر دیکھے اور آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اسے گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہنما بنا اور صحیح راستہ پر چلا۔ چنانچہ وہ اس بت خانہ کی طرف چلے گئے اور جا کر اسے توڑ ڈالا اور اس کو جلا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آدمی بھیجا کہ آپؐ کو خوشخبری دے۔ حضرت جریرؓ کے پیغامبر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپؐ کے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ اس بت خانہ کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑا جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ آپؐ نے احمس قبیلے کے سواروں اور ان کے مردوں کو پانچ☆ بار برکت کی دعا دی۔ مسدد نے اپنی روایت میں كَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ کی جگہ بَيْتٌ فِيْ خَثْعَمَ نقل کیا ہے۔ یعنی خثعم قبیلہ میں بت خانہ تھا۔

اطرافہ: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۶۰۸۹، ۶۳۳۳۔

تشریح: **اَلْبِشَارَةُ فِي الْفُتُوحِ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کی بشارت کے وقت بھی ان کے لئے برکت کی دعا کی اور مجاہدین کی روانگی کے وقت بھی ان کے لئے دعا کی اور ان کی ہمت افزائی کی۔

بَاب ۱۹۳: مَا يُعْطَى الْبَشِيْرُ

خوشخبری دینے والے کو اِنعام دینا

وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِيْنَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ.

اور حضرت کعب بن مالکؓ کو جب قبولیت توبہ کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے دو کپڑے (بطور خلعت) دیئے۔

☆ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ خَمْسَ مَرَّات ہے (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ۲۲۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: **مَا يُعْطَى الْبَشِيْرُ:** اعلانِ معافی پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو خلعت دیا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالکؓ۔

بَاب ۱۹٤ : لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں

۳۰۷۷: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

۳۰۷۷: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے مجاہد سے، مجاہد نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جس دن مکہ فتح ہوا نبی ﷺ نے فرمایا: اب کوئی ہجرت نہیں۔ لیکن جہاد اور (نیک کام کی) نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد پر نکلنے کے لئے کہا جائے تو نکلو۔

اطرافہُ: ۱۳٤۹، ۱۵۸۷، ۱۸۳۳، ۱۸۳٤، ۲۰۹۰، ۲٤۳۳، ۲۷۸۳، ۲۸۲۵، ۳۱۸۹، ٤۳۱۳۔

۳۰۷۸-۳۰۷۹: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُّجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

۳۰۷۸-۳۰۷۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے ابوعثمان نہدی سے، نہدی نے حضرت مجاشع بن مسعودؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت مجاشعؓ اپنے بھائی حضرت مجالد بن مسعودؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا: یہ مجالد ہے، آپؐ سے ہجرت کرنے پر بیعت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد اَب کوئی ہجرت نہیں۔ لیکن میں اس سے اسلام پر قائم رہنے کی بیعت لیتا ہوں۔

اطرافہُ: ۲۹٦۲-۲۹٦۳، ٤۳۰۵-٤۳۰٦، ٤۳۰۷-٤۳۰۸۔

۳۰۸۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُذْ فَتَحَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

اطرافه: ۳۹۰۰، ۴۳۱۲۔

۳۰۸۰: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن دینار) اور ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے سنا۔ کہتے تھے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ ثبیر (پہاڑ) کے قریب مقیم تھیں۔ انہوں نے ہم سے کہا: جب سے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو مکہ فتح کرایا ہے ہجرت موقوف ہوگئی ہے۔

تشریح: **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ:** مکہ سے مسلمانوں کو ہجرت کی ضرورت اسی لئے پیش آئی تھی کہ وہ جگہ جو حرم کہلاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو وہاں مذہبی آزادی حاصل نہ تھی اور وہ اظہارِ عقیدہ کی وجہ سے مظالم کا تختہ مشق بنائے گئے تھے۔ فتح مکہ کے بعد آپؐ کو کامل تسلط اور غلبہ حاصل ہوگیا اور آپؐ نے مذہبی آزادی کا اعلان فرما دیا اور کوئی ایسی مشکل نہ رہی جس کی وجہ سے وطن چھوڑنا پڑتا۔ ارشاد **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ** کے تعلق میں امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں: مکہ مکرمہ کی ہجرت سے متعلق جو حکم تھا اس کا اطلاق دوسری جگہوں پر بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ اختلافِ مذہبی کی وجہ سے ظلم نہیں اور اظہارِ خیالات کی آزادی ہے تو وہاں سے ہجرت جائز نہیں۔ ورنہ اگر ویسے حالات ظلم وتعدی کے ہوں جو مکہ مکرمہ میں تھے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنی پڑی، اگر کوئی شخص ہجرت کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور ایسی جگہ چلا جائے جہاں امن ہو اور اگر ہجرت کرنے سے عاجز ہو تو وہیں ٹھہرے اور صبر وتحمل سے ظلم برداشت کرے۔ اسے اس اقامت پر بھی ثواب ہوگا۔
(فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۲۸)

بَاب ۱۹۵: إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللهَ وَتَجْرِيْدِهِنَّ

اگر (مسلمان) مرد ذمّی اور مومن عورتوں کے بال دیکھنے اور کپڑے اتارنے پر مجبور ہو جائے جبکہ وہ (عورتیں) اللہ کی نافرمان ہوں (تو ایسا کرنا جائز ہے)

۳۰۸۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

۳۰۸۱: محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ حصین (بن عبدالرحمٰن)

أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّي لَأَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ ائْتُوْا رَوْضَةَ كَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا {فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ}☆ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُّ لِلْإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِّي أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا

نے ہمیں خبر دی کہ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابوعبدالرحمٰن سے روایت کی اور وہ حضرت عثمانؓ کے حامی تھے۔ انہوں نے ابن عطیہ سے جو حضرت علیؓ کے حامی تھے، کہا: میں خوب جانتا ہوں کہ کس بات نے تمہارے ساتھی کو خونریزی کرنے کی جرأت دلائی ہے۔ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ نبی ﷺ نے مجھے اور زبیرؓ کو بھیجا اور فرمایا: فلاں باغیچہ میں جاؤ اور وہاں تم ایک عورت پاؤ گے۔ حاطبؓ نے اسے ایک خط دیا ہے۔ {چنانچہ ہم اس باغیچہ میں پہنچے}☆ اور ہم نے کہا: خط نکالو۔ کہنے لگی: مجھے تو (حاطب نے کوئی خط) نہیں دیا۔ ہم نے کہا: تمہیں خط نکالنا ہوگا۔ ورنہ میں تمہیں برہنہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے اپنے نیفے سے وہ خط نکالا۔ (ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے) آپؐ نے حاطبؓ کو بلا بھیجا۔ انہوں نے عرض کیا: حضور آپؐ جلدی نہ فرمائیں۔ اللہ کی قسم! میں کافر نہیں ہوں اور میں اسلام کی محبت میں بڑھا ہوا ہوں۔ آپؐ کے صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا مکہ میں کوئی نہ کوئی تعلق والا نہ ہو جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے بال بچوں اور جائیداد کی حفاظت کر رہا ہے اور میرا وہاں کوئی نہیں۔ میں نے چاہا کہ مکہ والوں پر کوئی احسان کر دوں۔ نبی ﷺ نے انہیں سچا قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ کیونکہ اس نے منافقت کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا علم؟ شاید اللہ نے بدر والوں کو جھانک

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۲۲۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِي جَرَّأَهُ.

کر دیکھا اور فرمایا ہو: تم جو چاہو کرو۔ سو یہ بات تھی جس نے حضرت علیؓ کو خونریزی پر جرأت دلائی ہے۔

اطرافہ: ۳۰۰۷، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹۔

تشریح: إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللّٰهَ: ایسی بات جس سے شریعت نے منع کیا ہے استثنائی حالات میں امام کے حکم سے کرنی جائز ہے۔ نامحرم عورت کو دیکھنا جائز نہیں۔ لیکن بیماری کی حالت میں طبیب اسے دیکھ سکتا ہے۔ واقعہ مذکورہ بالا میں نامحرم عورت سے بازپرس کرنی پڑی اور اگر تلاشی لینے کی نوبت پہنچتی تو تلاشی بھی لی جاسکتی تھی۔ کیونکہ اس سے ایک قوم کی حفاظت مقصود تھی۔ چونکہ روایت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ عورت ذمّی تھی یا مسلمان، اس لئے عنوان باب میں مسلم اور ذمّی کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔

سابقہ باب ہی کے تعلق میں یہ باب بھی ہے کہ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ سے یہ سمجھنا کہ قطعی طور پر آئندہ کے لئے ہجرت کا دروازہ بند کیا گیا ہے، درست نہیں۔ جیسا کہ سابقہ باب کی تشریح میں امام ابن حجرؒ کی رائے کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔

بَاب ۱۹۶: اِسْتِقْبَالُ الْغُزَاةِ

غازیوں کا استقبال کرنا

۳۰۸۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحُمَيْدُ ابْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ.

۳۰۸۲: عبداللہ بن ابی الاسود نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع اور حُمَید بن اسود نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حبیب بن شہید سے، حبیب نے ابن ابی مُلَیکہ سے روایت کی کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا تمہیں یاد ہے کہ میں نے اور تم نے اور ابن عباسؓ نے آگے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سوار کرلیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

۳۰۸۳: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

۳۰۸۳: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ زُہری سے روایت ہے کہ

قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

انہوں نے کہا: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ہم بچوں کے ساتھ ثنية الوداع تک گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جا کر ملیں۔

اطرافہ: ٤٤٢٦، ٤٤٢٧۔

تشریح: **اِسْتِقْبَالُ الْغُزَاةِ:** روایت نمبر ۳۰۸۲ کیلئے کتاب العمرة، باب ۱۳، روایت نمبر ۱۷۹۸ بھی دیکھئے اس میں یہ الفاظ ہیں: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بنو عبدالمطلب کے کم عمر لڑکوں نے آپؐ کا استقبال کیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ فوت ہوگئے تھے اور ان کا بیٹا یتیم تھا۔ اس لئے شفقت سے ان کے بچے حضرت عبداللہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بٹھا لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے سوار نہ کئے جانے سے متعلق بعض شارحین نے مسلم وغیرہ کی روایتوں کی بناء پر سوال اُٹھایا ہے کہ مذکورہ بالا روایت محل نظر ہے۔ لیکن امام ابن حجرؒ نے عیاضؒ وغیرہ کے حوالہ سے بتایا ہے کہ امام بخاریؒ کی روایت ہی درست ہے۔ امام موصوفؒ کا مذکورہ بالا باب قائم کرنے سے مقصد ایک مفصل روایت کی تصحیح کرنا بھی ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱)

بَاب ۱۹۷: مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

جب غزوہ سے لوٹے تو کیا کہے

٣٠٨٤: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ آيِبُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

۳۰۸۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں جویریہ نے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ جب سفر سے لوٹتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے: اگر اللہ نے چاہا تو ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ اپنے ربّ کے حضور توبہ کرنے والے، اپنے ربّ کی عبادت کرنے والے اور اپنے ربّ کی ستائش کرنے والے اور اپنے ربّ کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور سارے دشمنوں کو تنہا شکست دے کر بھگا دیا۔

اطرافہ: ١٧٩٧، ٢٩٩٥، ٤١١٦، ٦٣٨٥

۳۰۸۵: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

۳۰۸۵: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا، کہا: یحيٰ بن ابی اسحٰق نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ عسفان سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ نے حضرت صفیہؓ بنت حییّ کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ آپؐ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ یہ دیکھ کر فوراً اونٹ سے کودے اور بولے: یارسول اللہ! میں آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا: اس عورت کی خبر لو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور وہ کپڑا اُن پر ڈالا اور ان دونوں کی سواری درست کی جس پر وہ سوار ہوگئے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنالیا۔ جب ہم مدینہ کی بلندی پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، ہم اپنے ربّ کے حضور توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے ربّ کی عبادت کرنے والے اور اپنے ربّ کی ستائش کرنے والے ہیں۔ آپؐ اس وقت تک کہ مدینہ میں داخل ہوئے یہی کلمات فرماتے رہے۔

اطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳.

٣٠٨٦: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ يُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ الدَّابَّةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهِ فَأَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

۳۰۸۶: علی (بن مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ یحيٰ بن ابی اسحٰق نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اور حضرت ابوطلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چلے آرہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صفیہؓ تھیں۔ جنہیں آپؐ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا ہوا تھا۔ جب وہ راستے میں ایک جگہ پر پہنچے تو اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہؓ گر پڑے اور حضرت ابوطلحہؓ نے (میرا خیال ہے) یوں کیا: وہ اپنے اونٹ سے فوراً کود پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: نبی اللہ! میں آپؐ پر قربان۔ کیا آپؐ کو چوٹ تو نہیں آئی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں مگر تم اس عورت کی خبر لو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنا کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور آکر اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیا اور وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ نے ان کی اونٹنی ان کے لئے مضبوط کس دی اور وہ دونوں سوار ہوگئے اور چل دیئے۔ جب مدینہ کی اونچی سطح پر پہنچے یا کہا کہ جب بلندی پر پہنچ کر مدینہ نظر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم لوٹ کر آنے والے ہیں۔ اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی عبادت کرنے والے، اپنے ربّ کی ستائش کرنے والے ہیں۔ اس وقت تک کہ آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے آپؐ یہی

فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ. کلمات فرماتے رہے۔

اطرافہ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

تشریح: مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ: خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر الٰہی پر مشتمل کلمات جو اس باب کے تحت ذکر کئے گئے ہیں۔ قرآنِ مجید کی ایک آیت کا حصہ ہیں۔ جس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس وعدہ کے ساتھ خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ کیونکہ وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں اور پھر یا تو وہ اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر لازم ہے اور تورات اور انجیل میں بھی بیان کیا گیا ہے اور قرآن میں بھی اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے: التَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْآمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (التوبة: ۱۱۲) جو (لوگ) توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں (خدا کی) حمد کرنے والے ہیں (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم دینے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، ایسے مومنوں کو تو بشارت دے دے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

کتاب الجہاد کے پہلے باب میں اس سے پچھلی آیت مذکور ہے۔ اس طرح امام موصوف نے جہاد کا مضمون جس آیت کے حوالہ سے ابتداءً شروع کیا تھا اسی آیت سے ملحقہ آیت پر ختم کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کی تالیف و تصنیف میں نہایت لطیف ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ فجزاء الله عنا أحسن الجزاء۔ اس تعلق میں کتاب العمرة باب ۱۲ بھی دیکھئے۔

بَاب ۱۹۸: اَلصَّلَاةُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

جب سفر سے آئے تو نماز پڑھنا

۳۰۸۷: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا

۳۰۸۷: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محارب بن دثار سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب ہم

الْمَدِيْنَةَ قَالَ لِي ادْخُلِ {الْمَسْجِدَ☆} فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

مدینہ میں پہنچے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: {مسجد میں☆} جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔

اطرافہ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٧١٨، ٢٨٦١، ٢٩٦٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

٣٠٨٨: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.

۳۰۸۸: ابوعاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ اور چچا عبیداللہ بن کعب سے، انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپؐ چاشت کے وقت کسی سفر سے لوٹ کر آتے تو مسجد میں جاتے اور پیشتر اس کے کہ آپؐ بیٹھتے، دو رکعت نماز پڑھتے۔

اطرافہ: ٢٧٥٧، ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ٣٩٥١، ٤٤١٨، ٤٦٧٣، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٧٨، ٦٢٥٥، ٦٦٩٠، ٧٢٢٥۔

تشریح: اَلصَّلَاةُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ: سفر سے واپسی پر مسجد میں دو نفل پڑھنے کے تعلق میں کتاب الصلاة باب ۵۹ بھی دیکھئے۔

بَاب ۱۹۹: اَلطَّعَامُ عِنْدَ الْقُدُوْمِ

سفر سے آنے پر کھانا کھانا

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَّغْشَاهُ.

اور حضرت ابن عمرؓ ان لوگوں کی خاطر روزہ نہ رکھتے تھے جو اُن سے ملنے آتے۔

٣٠٨٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُّحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ

۳۰۸۹: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے

☆ یہ لفظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ٢٣٢) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً. زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اشْتَرَى مِنّي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا بِأَوْقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوْا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيْرِ.

محارب بن دِثار سے، محارب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچے تو آپؐ نے اونٹ ذبح کیا، یا (کہا:) گائے ذبح کی۔ معاذ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا کہ شعبہ نے محارب سے روایت کی۔ محارب نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اونٹ دو اوقیہ اور ایک یا دو درہم پر خریدا۔ جب آپؐ صرار جگہ میں پہنچے تو ایک گائے ذبح کرنے کے لئے فرمایا جو ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا۔ جب مدینہ آئے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اور آپؐ نے مجھے اونٹ کی قیمت تول کر دی۔

اطرافہ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٧١٨، ٢٨٦١، ٢٩٦٧، ٣٠٨٧، ٣٠٩٠، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

٣٠٩٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ. صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةً بِالْمَدِيْنَةِ.

۳۰۹۰: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محارب بن دثار سے، محارب نے حضرت جابر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ایک سفر سے آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو رکعت نماز پڑھو۔ صرار ایک مقام ہے جو مدینہ کے قریب ایک جانب میں ہے۔

اطرافہ: ٤٤٣، ١٨٠١، ٢٠٩٧، ٢٣٠٩، ٢٣٨٥، ٢٣٩٤، ٢٤٠٦، ٢٤٧٠، ٢٦٠٣، ٢٧١٨، ٢٨٦١، ٢٩٦٧، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٤٠٥٢، ٥٠٧٩، ٥٠٨٠، ٥٢٤٣، ٥٢٤٤، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧، ٥٣٦٧، ٦٣٨٧۔

تشریح: باب ۱۶۵ سے ۱۹۹ تک منصب امامت سے متعلق واجبات واختیارات اور فرائض بیان کئے گئے اور وہ علی الترتیب ابواب حسب ذیل ہیں: ۱- دفاع کی اولاً ذمہ داری امام پر ہے۔ ثانیاً افراد پر (باب ۱۶۵، ۱۶۶)

۲-تنفیذ (باب ۱۶۶، ۱۶۷) ۳-قصاص مظالم (باب ۱۶۸)

۴-عسکری تنظیم (باب ۱۶۹) ۵-مسلم، غیر مسلم اسیرانِ جنگ کی رہائی کا انتظام (باب ۱۷۰، ۱۷۱)

۶-دشمن کی نقل وحرکت سے متعلق نگرانی (باب ۱۷۳) ۷- ذمیوں کی بہبود و سلامتی سے متعلق ذمہ داری (باب ۱۷۴)

۸-داخلی وخارجی نظم ونسق کی ذمہ داری (باب ۱۷۵ تا ۱۷۷) ۹-تبلیغ اسلام (باب ۱۷۸)

۱۰-فتنہ وفساد سے متعلق اہتمام وانسداد (باب ۱۷۹) ۱۱-حربی نو مسلمین کے حقوق کی نگرانی (باب ۱۸۰)

۱۲-مردم شماری (باب ۱۸۱) ۱۳-فوجی بھرتی (باب ۱۸۱)

۱۴-مردم شناسی اور دور بینی (باب ۱۸۲) ۱۵-حسن انتخاب، امراء کا تقرر اور ان کی امداد (باب ۱۸۳)

۱۶- انتظام ونگرانی (باب ۱۸۳) ۱۷- فتحیابی کے بعد تدبیر استحکام (باب ۱۸۴)

۱۸- تقسیم غنیمت کی نگرانی (باب ۱۸۵، ۱۸۶) ۱۹- مسلمانوں کے اموال کی حفاظت (باب ۱۸۷)

۲۰- اجنبی زبانوں سے واقفیت (باب ۱۸۸) ۲۱- ہنگامی تدابیر (باب ۱۹۱)

۲۲-فتوحات اور اوقاتِ شادمانی پر انعامات وعطیات (باب ۱۹۳) ۲۳- بیعت اسلام (باب ۱۹۴)

۲۴- غزوات سے واپسی پر دعائے شکرانہ اور دعوت الی اللہ (باب ۱۹۷، ۱۹۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۷- كِتَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ

بَاب ۱ : فَرْضُ الْخُمُسِ

خمس کے فرض ہونے کا بیان

۳۰۹۱: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُس عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِّنْ نَصِيْبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُّ أَنْ أَبِيْعَهُ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِي وَلِيْمَةِ عُرْسِي فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ

۳۰۹۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: علی بن حسین (امام زین العابدین) نے مجھے بتایا کہ حسین بن علی علیہما السلام نے انہیں خبر دی کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ غزوۂ بدر کی غنیمت میں سے ایک جوان اونٹنی مجھے حصے میں ملی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جوان اونٹنی مجھے مالِ خمس میں سے دی۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو (بوقت رخصتانہ) گھر میں لانا چاہا تو بنوقینقاع قبیلہ کے ایک سنار کو تیار کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے تا کہ ہم دونوں اذخر گھاس لائیں۔ میرا اِرادہ تھا کہ اسے سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس کی آمد کے ذریعہ سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں گا۔ اسی اثناء میں کہ میں اپنے دونوں اونٹوں کا سامان پالان اور تھیلے اور رسیاں اکٹھی کر رہا تھا اور میری دونوں

وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَجَعْتُ حِيْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا وَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ

اونٹنیاں ایک انصاری شخص کے حجرے کے پہلو میں زانو بند بٹھائی ہوئی تھیں۔ جب میں نے جو کچھ اکٹھا کرنا تھا اکٹھا کرلیا اور لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوکھیں پھاڑ کر ان کے کلیجے نکال لئے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا۔ (بے اختیار رونے لگا) جب میں نے ان کا وہ نظارہ دیکھا میں نے کہا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حمزہ بن عبدالمطلب نے اور وہ اس گھر میں انصار کی بزمِ شراب میں مشغول ہیں۔ میں وہاں سے چلا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا۔ اس وقت آپؐ کے پاس زید بن حارثہؓ بیٹھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس صدمہ کو پہنچان لیا جو مجھے پہنچا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے آج سا (مصیبت کا) دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کیا ہے۔ ان کے کوہان کاٹ ڈالے ہیں اور ان کی کوکھیں پھاڑ ڈالی ہیں اور یہ دیکھیں وہ اس گھر میں ہیں۔ ان کے ساتھ شراب پی رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور اوڑھ کر چل پڑے اور میں اور زید بن حارثہؓ آپؐ کے پیچھے ہولئے۔ یہاں تک کہ آپؐ اس گھر میں آئے جہاں حمزہ تھے اور اندر

الَّذِي فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوْا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

آنے کی اجازت طلب کی۔ تو انہوں نے ان کو اجازت دی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شراب پی رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ کو ان کی کرتوت کے متعلق جو انہوں نے کی تھی ملامت کرنے لگے۔ حمزہ نشے سے متوالے تھے اور ان کی دونوں آنکھیں سرخ تھیں۔ حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ پھر نگاہ اُٹھا کر آپؐ کے گھٹنوں کو دیکھا۔ پھر نگاہ اُٹھائی اور آپؐ کی ناف پر نظر ڈالی۔ پھر نگاہ اُٹھائی اور آپؐ کے چہرے کو دیکھا۔ پھر حمزہ بولے: تم (لوگ تو) میرے باپ کے غلام ہی تو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہ نشے میں مدہوش ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الٹے پاؤں وہاں سے لوٹے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ باہر آ گئے۔

اطرافہ: ۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۴۰۰۳، ۵۷۹۳۔

۳۰۹۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ

۳۰۹۲: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رسول اللہ ﷺ

الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

کی وفات کے بعد مطالبہ کیا کہ انہیں اس میراث سے حصہ دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ فَے سے بطور ترکہ چھوڑی ہے۔ (یعنی وہ اموال جو بغیر جنگ کے اللہ نے آپؐ کو عطا کئے۔)

اطرافہ: ۳۷۱۱، ۴۰۳۵، ۴۲۴۰، ۶۷۲۵۔

۳۰۹۳: فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ وَصَدَقَتَهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيْغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى

۳۰۹۳: تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ اس سے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ناراض ہوگئیں اور حضرت ابوبکرؓ سے ملنا چھوڑ دیا اور اس وقت تک انہیں چھوڑے رکھا کہ وہ فوت ہوگئیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ ہی زندہ رہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ فاطمہ حضرت ابوبکرؓ سے اپنا حصہ اَموالِ خیبر و فدک اور صدقاتِ مدینہ سے مانگتی تھیں جو رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ جائیدادیں انہیں دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جو عمل رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، میں اس میں سے کوئی بات چھوڑنے والا نہیں ہوں مگر وہ ضرور کروں گا۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپؐ کے حکم سے کوئی بات میں نے چھوڑ دی، کہیں سیدھے راستہ سے بھٹک نہ جاؤں۔ مدینہ میں جو آپؐ کے اموالِ صدقہ تھے تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سپرد کر دیئے۔ لیکن خیبر اور فدک میں جو جائیدادیں تھیں حضرت عمرؓ نے انہیں روک

عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِي تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَى وَلِيِّ الْأَمْرِ قَالَ فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ اعْتَرَاكَ (هود: ۵۵) افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ فَأَصَبْتُهُ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِي.

لیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اموالِ صدقہ ہیں جو آپؐ کے ان حقوق کے مصرف کیلئے مخصوص تھے جو آپؐ کو پیش آتے اور وہ ناگہانی ضرورتیں جو آپؐ کو ہوتیں اور ان دونوں کی نگرانی اس کے سپرد ہے جو آپؐ کا ولی عہد (اور جانشین) ہے۔ زُہری کہتے تھے کہ یہ دونوں جائیدادیں آج تک اسی صورت پر ہیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اعْتَرَى - عَرَى يَعْرُو سے باب افتعال ہے۔ اِعْتَرَاكَ یعنی تجھے (کوئی معاملہ) پیش آیا۔ عَرَوْتُهُ یعنی مجھے یہ امر پیش آیا۔ اور اس سے يَعْرُوْه (یعنی اسے وہ اَمر درپیش ہے) اور اِعْتَرَانِي (یعنی یہ معاملہ مجھ پر چھا گیا) بھی ہے۔

اطرافه: ۳۷۱۲، ٤٠٣٦، ٤٢٤١، ٦٧٢٦.

٣٠٩٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ ذَلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ إِذَا رَسُوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَأْتِيْنِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَدْخُلَ

۳۰۹۴: اسحٰق بن محمد فروی نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب سے مروی ہے۔ انہوں نے مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت کی کہ (زُہری نے کہا) محمد بن جبیر نے بھی مالک بن اوس کی اس حدیث میں سے کچھ حصہ مجھ سے ذکر کیا تھا۔ پھر میں خود مالک بن اوس کے پاس چلا گیا اور ان کے پاس جا کر اس حدیث کے متعلق ان سے پوچھا تو مالک نے کہا: ایسا ہوا کہ ایک دن میں اپنے گھر والوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب دن چڑھ چکا اور دھوپ گرم ہوگئی تو حضرت عمر بن خطابؓ کا پیغامبر میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کو بلاتے ہیں چلئے۔ تو میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ یہاں

عَلَى عُمَرَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى رِمَالِ سَرِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَمَرْتَ لَهُ غَيْرِي قَالَ فَاقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَّكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيْمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ مَّالِ بَنِي النَّضِيْرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا

تک کہ حضرت عمرؓ کے پاس اندر گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بوریہ بچھائے اس پر بیٹھے ہیں۔ بوریئے پر کوئی بچھونا نہیں تھا۔ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے آپؓ کو السلام علیکم کہا۔ پھر بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا: مالک! آپ کی قوم کے چند گھرانے میرے پاس آئے ہیں اور میں نے انہیں تھوڑا سا مال دینے کا حکم دے دیا ہے۔ آپ وہ لے لیں اور ان کے درمیان تقسیم کر دیں۔ میں نے کہا: یا امیر المؤمنین! اگر آپؓ میرے علاوہ کسی اور شخص کو اس کا ارشاد فرمائیں تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا: اسے تم لے لو۔ اسی دوران کہ مَیں ابھی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا دربان یرفا نامی ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ملاقات کریں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں اور انہیں اجازت دی۔ وہ اندر آئے اور السلام علیکم کہا اور بیٹھ گئے اور یرفا کچھ دیر (اپنی جگہ پر) بیٹھا ہی تھا کہ اس نے آکر (حضرت عمرؓ) سے کہا کہ آپؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے ملاقات کریں گے؟ تو (حضرت عمرؓ نے) کہا: ہاں اور ان دونوں کو اجازت دی اور وہ اندر آئے اور اندر آکر انہوں نے السلام علیکم کہا اور دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت عباسؓ کہنے لگے: امیر المؤمنین! میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور ان دونوں کے درمیان اس جائیداد کے متعلق جھگڑا تھا جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو بنی نضیر سے بطور

مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ تَيْدَكُمْ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيْرٌ ○ (الحشر:۷) فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمُوْهُ وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ

فَے عطا فرمائی تھی تو اس جماعت نے بھی یعنی حضرت عثمانؓ اور آپؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ امیر المؤمنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں اور ایک کو دوسرے سے بےفکر کردیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ذرا ٹھہریں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنے آپ سے تھی۔ اس جماعت نے کہا: یقیناً آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا؟ ان دونوں نے کہا: یقیناً آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ تب حضرت عمرؓ نے کہا: اب میں اس معاملہ کی بابت تم سے بات کرتا ہوں کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فَے میں ایک خاص رعایت سے مخصوص فرمایا تھا جو کسی دوسرے کو وہ رعایت نہیں دی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: اور اللہ نے ان (کے اموال میں) سے اپنے رسول کو جو بطور غنیمت عطا کیا اور اس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ تو یہ جائیدادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذَلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا اللهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيْهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيْهَا أَبُو بَكْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيْهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ

خالص تھیں اور اللہ کی قسم! آپؐ نے تمہیں چھوڑ کر اپنے لئے کچھ نہیں لیا۔ نہ ان جائیدادوں سے متعلق اپنے آپ کو تم پر مقدم رکھا ہے۔ آپؐ نے یہ تمہیں دیں اور تمہارے کاموں میں وہ کھلے طور پر خرچ کر دیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے یہ مال باقی رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس جائیداد سے اپنے اہل بیت کے لئے بطور سالانہ خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی رہتا وہ لے کر اللہ کے مال میں شامل کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر اپنی ساری عمر عمل فرمایا۔ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تمہیں اس کا علم ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں بھی اس کا علم ہے؟ (تو انہوں نے کہا: ہاں۔) حضرت عمرؓ نے کہا: پھر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں اور حضرت ابوبکرؓ نے یہ جائیدادیں اپنے قبضہ میں لیں اور ان سے متعلق وہی عمل کیا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچے، نیک، راہِ راست پر چلنے والے اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو وفات دی اور میں حضرت ابوبکرؓ کا جانشین ہوا اور میں نے اپنی خلافت کے دو سال ان جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ ان سے متعلق وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں ان جائیدادوں کی

وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَجَاءَنِي هَذَا يُرِيْدُ عَلِيًّا يُرِيْدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا فَأَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ

نسبت سچا، نیک، راست رَو اور تابع حق تھا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے کہ ان جائیدادوں کی نسبت تم مجھ سے بات کرو اور تمہاری گفتگو ایک ہی تھی اور تمہارا معاملہ ایک۔ عباسؓ! تم اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگنے کو میرے پاس آئے اور یہ علیؓ بھی میرے پاس اپنی بیوی کا حصہ لینے کے لئے آئے جو انہیں ان کے باپ سے پہنچا تھا۔ تو میں نے تم دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔ پھر جب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ تم دونوں کو وہ جائیداد سپرد کر دوں۔ تو میں نے کہا: اگر تم دونوں چاہو تو میں تمہارے سپرد کر دیتا ہوں، اس شرط پر کہ تم پختہ اقرار کرو کہ تم ان جائیدادوں کے متعلق وہی عمل کرو گے جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا اور جو میں نے ان کے بارے میں عمل کیا ہے جب سے میں ان کا متولی ہوا ہوں تو تم دونوں نے کہا (ہمیں یہ شرط منظور ہے) ہمیں وہ جائیدادیں سپرد کر دیں۔ میں نے تم دونوں کو یہ جائیدادیں اس شرط کے ساتھ حوالے کر دی تھیں۔ تو میں تم سب کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے ان دونوں کو وہ جائیدادیں اس شرط کے ساتھ حوالے کر دی تھیں؟ تو جماعت نے کہا: ہاں۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا میں نے تم دونوں کو یہ جائیدادیں اس شرط کے ساتھ حوالے کر دی تھیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا: کیا

ذَلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيْكُمَاهَا.

تم مجھ سے اس کے علاوہ فیصلہ طلب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے میں اس کے سوا ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر تم دونوں ان کے انتظام سے عاجز ہو تو وہ میرے سپرد کردو۔ میں ان کا انتظام تمہارے لئے کردوں گا۔

اطرافہُ: ۲۹۰۴، ۴۰۳۳، ۴۸۸۵، ۵۳۵۷، ۵۳۵۸، ۶۷۲۸، ۷۳۰۵۔

تشریح: **فَرْضُ الْخُمُسِ:** اموالِ غنیمت کی تقسیم کا موضوع جہاد ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے کتاب الجہاد کے بعد ایک الگ کتاب میں اس موضوع سے متعلق ابواب قائم کئے گئے ہیں اور ان میں فقہاء کے اختلاف کا حل پیش کیا گیا ہے۔ جمہور کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اموالِ غنیمت کا ۴/۵ مجاہدین میں تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ وہ امام کے حکم یا اجازت سے جنگ میں شریک ہوئے ہوں۔ لیکن جو بغیر اجازت شریک جہاد ہوں کیا وہ بھی اس سے حصہ پائیں گے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اسی طرح مجاہدین میں سے کس کے لئے کتنا اور کب حصہ ملنا چاہیے اور آیا تقسیم سے قبل غنیمت میں سے کوئی مال لینا جائز ہے یا نہیں؟ ان مسائل سے متعلق مختلف نظریئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ابواب غنیمت قائم کرنے سے پہلے حضرت علیؓ کی دو اونٹنیوں کے واقعہ سے تمہید اُٹھائی ہے۔ حمزہ کا نشۂ شراب کی حالت میں ان کے کوہان کاٹنے اور کلیجے نکالنے سے متعلق واقعہ ہجرت کے ابتدائی زمانے کا ہے۔

ابن اسحاقؒ کے قول کے مطابق اموالِ غنیمت کی تقسیم سریہ عبداللہ بن جحشؓ کے موقع پر ہوئی تھی جو غزوۂ بدر سے دو ماہ قبل رجب ۲ھ میں قریش کے تجارتی قافلہ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا اور اس پہلی جھڑپ میں جو اونٹ وغیرہ مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا اسے تقسیم کیا گیا تھا۔ آیا یہ تقسیم کسی الٰہی حکم کے تحت عمل میں آئی تھی یا قدیم دستور کے مطابق عبداللہ بن جحشؓ کی مرضی سے، سیرت نگاروں کے نزدیک غزوۂ بدر تک تو تقسیم غنیمت سے متعلق کوئی واضح حکم نافذ نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کے بعد نازل ہوا اور غزوۂ بدر کی غنیمت برابر حصوں میں تقسیم کی گئی۔ داؤدیؒ اور سبکیؒ نے بھی سورۂ انفال کا نزول غزوۂ بدر ہی سے مخصوص کیا ہے اور اسی میں خمس کا ذکر ہے اور ابن بطالؒ کے نزدیک حضرت علیؓ کا قول أَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ قابل تاویل ہے کہ خمس کی اصطلاح جو بعد کے حکم سے تعلق رکھتی ہے یہاں اموالِ غنیمت کے معنوں میں استعمال کی گئی ہے۔ لیکن امام ابن حجرؒ نے اس تاویل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ کتاب المغازی میں یہی روایت مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ۔ (روایت نمبر ۴۰۰۳)
اس روایت سے ظاہر ہے کہ اونٹنی اموالِ فَے سے حضرت علیؓ کو دی گئی تھی۔ فَے وہ مال ہے جو بغیر لڑائی کے حاصل ہو۔

(فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹) (عمدۃ القاری جزء ۱۵ صفحہ ۱۸)

تقسیم غنائم کی فرضیت و مشروعیت کے تعلق ہی میں یہ تمہید اُٹھائی گئی ہے۔ روایت نمبر ۳۰۹۱ سے ظاہر ہے کہ سورۂ انفال واقعہ مذکورہ بالا کے بعد نازل ہوئی۔ امام بخاریؒ نے اب تک مختلف مواضیع کے بارے میں لکھا ہے، ان کی ابتداء آیات سے کی گئی ہے۔ مگر یہاں آیت متعلقہ خمس نہیں ہے۔ فَرْضُ الْخُمُسِ کا عنوان رکھ کر ایسی روایت نقل کی ہے جس میں شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ خمس کا تعلق دونوں قسم کے اموال سے ہے۔ اموالِ غنیمت سے بھی جو جنگ میں حاصل ہوں اور اموالِ فَے سے بھی جو بغیر جنگ حاصل ہوں۔

روایت نمبر ۳۰۹۲ کا تعلق بھی اموالِ فَے سے ہے۔ تینوں روایتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے بتایا گیا ہے کہ خمس کی تقسیم کا دستور احکام نازل ہونے سے قبل بھی تھا اور بعد میں بھی قائم رہا۔ لیکن اس کی شکل میں تبدیلی ہوئی۔ جن دو آیتوں میں تعارض کا شبہ ہوا ہے، وہ سورۂ انفال اور سورۂ حشر کی ہیں۔ پہلی آیت یہ ہے: وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ۔ (الأنفال:۴۲) اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کو غنیمت میں ملے اس میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور رسول سے قرب رکھنے والوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے پانچواں حصہ ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس پر بھی جو ہم نے اپنے بندہ پر حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والے دن میں نازل کیا تھا جس دن کہ دونوں لشکر جمع ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس آیت میں یوم الفرقان کا ذکر ہے جس سے مراد غزوۂ بدر ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خمس کے بارے میں حکم واقعہ نخلہ (یعنی سریہ عبداللہ بن جحش) کے بعد نازل ہوا۔ دوسری آیت یہ ہے: مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الحشر: ۸) بستیوں کے لوگوں کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا ہے وہ اللہ کا (ہے) اور رسول کا (ہے) اور قرابت داروں کا (ہے) اور یتیموں کا (ہے) اور مسکینوں کا (ہے) اور مسافروں کا ہے۔ تا وہ مال تم میں سے مال داروں کے اندر چکر نہ کھاتا پھرے اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہوتا ہے۔

پہلی آیت سے ظاہر ہے کہ جو غنیمت بھی حاصل ہو وہ قابلِ تخمیس ہے۔ یعنی اس کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی مال محارب مجاہدین میں تقسیم کیا جائے۔ دوسری آیت سے ظاہر ہے کہ اموال کی تقسیم کلیۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر ہے۔ اس لئے یہ آیت پہلی آیت کی ناسخ سمجھی گئی ہے۔ ایسا نہیں۔ دوسری آیت سے ماقبل کی آیت میں صراحت ہے کہ یہاں ان اموال کا ذکر ہے جو بغیر جنگ حاصل ہوں۔ دونوں قسم کے اموال میں لفظ غنیمت اور لفظ فَے سے فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔ فَاءَ يَفِيْءُ فَيْئًا کے معنی ہیں رَجَعَ - لوٹا اور فَاءَ الظِّلُّ کے معنی ہوتے ہیں تَحَوَّلَ سایہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ (اقرب الموارد- فاء) یہودیوں کے چلے جانے سے جو اَراضیات خالی ہو گئی تھیں وہ اموال فَے تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہو گئی تھیں۔ قبائل بنو نضیر کا اپنی بستیوں کو چھوڑ کر جانے کی وجہ کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر میں تفصیل سے بیان کی جائے گی کہ انہوں نے کن حالات میں یہ راہ اختیار کی۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اموالِ غنیمت اور اموالِ فَے میں کیا فرق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قسم کے اموال میں بھی

وہی طریقہ تقسیم اختیار کیا جس کی تصریح سورۂ انفال میں ہے۔ اس لئے ان دونوں آیتوں میں کوئی تعارض نہیں اور نہ وہ ایک دوسری کی ناسخ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ **کتاب فرض الخمس** کے عنوان سے دونوں قسم کے اموال کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے اور واقعہ نخلہ میں جو جھڑپ ہوئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت وعلم کے بغیر ہوئی تھی اور عبداللہ بن جحشؓ نے اموالِ غنیمت کی تقسیم بھی خود ہی کی تھی۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی حکم اس بارے میں نازل نہیں ہوا تھا اور آنحضرت ﷺ کو پانچواں حصہ پیش کیا گیا۔ اس میں سے حضرت علیؓ کو بھی ایک اونٹ ملا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے مدینہ کی جائیداد اور خیبر کے اموال میں حصۂ نبوی سمجھ کر مطالبہ کیا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حاصلات سے اہل بیت اور عزیز واقرباء کے لئے خرچ کیا کرتے تھے۔ گویا وہ ترکہ نبویہ ہیں جو ورثاء میں تقسیم ہونا چاہیے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ان کی یہ غلط فہمی واضح اور صریح فیصلہ سے دور کر دی۔ اس تعلق میں **کتاب الوصایا** باب۳۲ بھی دیکھئے۔ نیز **الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر صدقات رسول اللہ ﷺ** بھی دیکھئے۔

لفظ غنیمت ان اموال منقولہ پر اطلاق پاتا ہے جو میدانِ جنگ میں مفتوحین سے فاتحین کے قبضہ میں آئیں اور لفظ فَے اموال غیر منقولہ پر جو بغیر جنگ کے ملیں۔ مثل اراضی مفتوحہ یا اس کے حاصلات یعنی خراج۔ اموالِ غنیمت اور اموال فَے کا ۴/۵ حصہ فوج کا اور ۱/۵ حصہ بیت المال کا جو خمس کہلاتا ہے۔ یعنی پانچواں حصہ جو تین مساوی حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک تہائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا مصرف آپؐ کے اہل بیت اور اقرباء کے لئے تھا اور باقی ۲/۳ آنحضرت ﷺ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں اور فی سبیل اللہ یعنی رفاہِ عامہ کے کاموں کے لئے خرچ کرتے۔ خلفائے راشدین نے بھی اسی کی پیروی کی تھی۔ جنگ بدر کے موقع پر مالِ غنیمت سابقہ دستور کے مطابق بحصہ مساوی تقسیم ہوا تھا اور سورۃ الانفال اور سورۃ الحشر کے نزول پر مذکورہ بالا حصص کا تعین ہوا۔ (**السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر، ذکر الفیء ببدر والأساری**)

اصولی طور پر مذکورہ بالا تقسیم قائم رہی اور حالات کے تقاضا سے حضرت عمرؓ نے آیت **وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ** ٥ (**الحشر:۱۱**) سے استدلال کرتے ہوئے عراقِ عرب کی اراضی مفتوحہ بجائے تقسیم کرنے کے محفوظ کر لیں اور ان کا خرچ بیت المال کا حصہ قرار دیا گیا۔ جس سے ملکی اور ملی ضروریات حسب حالات پوری کی جاتی تھیں۔ باغِ فدک سے متعلق نزاع کی صورت ایک وقتی اور عارضی سوال تھا جو قطعی فیصلہ سے حل کیا گیا۔ اس ضمن میں **کتاب الفرائض، باب۳ قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا صدقۃ** بھی دیکھئے۔

بَاب ۲ : أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ

مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرنا بھی دین کا ایک حصہ ہے

٣٠٩٥: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

٣٠٩٥: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا کہ ابوجمرہ ضبعی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ عبدالقیس قبیلے کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم لوگ ربیعہ قبیلے کی ایک شاخ ہیں۔ ہمارے اور آپؐ کے درمیان کفار مضر بستے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر محرم کے مہینے ہی میں۔ تو آپؐ ہمیں ایسی بات کا حکم دیں جس پر ہم خود عمل کریں اور اس کی طرف ان لوگوں کو بلائیں جو ہمارے پیچھے (ملک میں) ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتیں کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں۔ (جن کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں) اللہ پر ایمان لانا یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یہ کہہ کر) آپؐ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر گرہ دی (یعنی ایک شمار کیا) اور نماز باجماعت قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور جو مالِ غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے کاموں کے لئے مخصوص کرنا اور میں تمہیں کدو کے تونبے اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن سے روکتا ہوں (جن میں شراب تیار کی جاتی ہے۔)

اطرافہُ: ٥٣، ٨٧، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٣٥١٠، ٤٣٦٨، ٤٣٦٩، ٦١٧٦، ٧٢٦٦، ٧٥٥٦۔

تشریح: **أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ:** لفظ مَا غَنِمْتُمْ سے مطلق اموال مراد ہیں، خواہ میدانِ جنگ میں حاصل ہوں یا مفتوحہ اراضی سے بصورت فَے۔ جمہور نے غنیمت اور فَے کے درمیان فرق کیا ہے۔ وہ

کہتے ہیں کہ غنیمت وہ اموال ہیں جن کی تقسیم سورۃ الانفال کی آیت میں پانچ قسم کے مصارف سے مخصوص کی گئی ہے اور فَے وہ اموال ہیں جن کا مصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء یا امام وقت پر چھوڑا گیا ہے کہ حسب حالات اور عندالضرورت جہاں مناسب سمجھے خرچ کرے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک فَے کے بھی اسی طرح پانچ حصے کرنے ضروری ہیں۔ جس طرح اموالِ غنیمت کے اور پانچواں حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا امام کی ذات کے لئے مخصوص ہوگا جیسا کہ غنیمت کی تقسیم میں حضرت فاطمہؓ اراضی فدک وخیبر کا تعلق اس پانچویں حصہ سے متعلق سمجھتی تھیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جس طریق سے ان اراضی کی آمدنی سے خرچ فرمایا، اس سے ظاہر ہے کہ اس کا مصرف صرف ذاتی اخراجات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ رفاہِ عامہ کے اخراجات کو بھی مدنظر رکھ لیا جاتا تھا۔ (فتح الباری شرح **کتاب الخمس باب**۱، جزء۶ صفحہ۲۴۹، ۲۵۰) اس باب اور مندرجہ بالا روایت کی مزید تشریح کے لئے کتاب الایمان باب۴۰ بھی دیکھئے۔

بَاب۳: نَفَقَةُ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کی ازواج کے اخراجات (کا انتظام)

۳۰۹۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

اطرافہ: ۲۷۷۶، ۶۷۲۹۔

۳۰۹۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ ابوالزناد سے مروی ہے۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے وارث (میرے بعد میرے ترکہ کو) تقسیم نہ کریں۔ خواہ ایک دینار ہو جو اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے کارپرداز کی مزدوری کے بعد میں چھوڑ جاؤں وہ صدقہ ہوگا۔

۳۰۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا

۳۰۹۷: عبداللہ بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں خبر دی۔ ہشام (بن عروہ) نے ہمیں بتایا کہ ان کے باپ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حالت یہ تھی

شَطْرُ شَعِيْرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

کہ میرے گھر میں کچھ نہ تھا جو جگر والا (جاندار) کھاتا، سوائے آدھے وسق جَو کے جو پرچھتی پر تھے تو میں اسی سے کھاتی رہی یہاں تک کہ ایک مدت گزر گئی تو میں نے اسے ماپا اور وہ ختم ہو گئے۔

طرفہ: ٦٤٥١۔

٣٠٩٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

۳۰۹۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰی (قطان) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: ابواسحٰق نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمرو بن حارثؓ سے سنا کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات کے وقت) کچھ جائیداد نہیں چھوڑی سوا اپنے ہتھیار اور سفید خچر اور کچھ زمین کے۔ ان سب چیزوں کو آپؐ نے بطور صدقہ چھوڑا تھا۔

اطرافہ: ٢٧٣٩، ٢٨٧٣، ٢٩١٢، ٤٤٦١۔

تشریح: **نَفَقَةُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهِ**: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ وقت جسے جائیداد کا منتظم مقرر کرتے وہ عامل کہلاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وصیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ آپؐ کا ترکہ وراثت کا ترکہ نہ تھا کہ آپؐ کے اہل بیت یا اولاد میں تقسیم ہوتا۔ البتہ بیت المال ان کے اخراجات کا ذمہ دار تھا۔ اس بارہ میں اہل بیت کی شہادت سے بڑھ کر اور کس کی شہادت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ تینوں روایتیں اس بارے میں متفق ہیں۔

بَاب ٤: مَا جَاءَ فِي بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ مِنَ الْبُيُوْتِ إِلَيْهِنَّ

جو ذکر نبی ﷺ کی ازواج کے گھروں کے بارے میں آیا ہے اس کا بیان نیز گھروں کا ان کی طرف نسبت دینا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (الأحزاب: ٣٤) وَ لَا تَدْخُلُوْا

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا ذکر: اے نبی کی بیویو! تم اپنے گھروں میں وقار سے رہو۔ اور اے مسلمانو!

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ (الأحزاب: ٥٤)

تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو سوائے اس کے کہ تمہیں اجازت دی جائے۔

٣٠٩٩: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخبرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ.

۳۰۹۹: حبان بن موسیٰ اور محمد (بن مقاتل) نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے کہا: عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ معمر اور یونس نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھے خبر دی کہ نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے نڈھال ہو گئے اور آپؐ کے لئے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تو آپؐ نے اپنی ازواج سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں آپؐ کی تیمارداری ہو تو آپؐ کی ازواج نے اس کی اجازت دے دی۔

اطرافہ: ١٩٨، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٧٩، ٦٨٣، ٦٨٧، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٦، ٢٥٨٨، ٣٣٨٤، ٤٤٤٢، ٤٤٤٥، ٥٧١٤، ٧٣٠٣۔

٣١٠٠: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي نَوْبَتِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَجَمَعَ اللهُ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسِوَاكٍ فَضَعُفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

۳۱۰۰: (سعید) ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ نافع نے ہمیں بتایا (کہا:) میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میری باری کے دن میرے حلق اور سینے کے درمیان فوت ہوئے اور اللہ نے میرے لعاب دہن کو آپؐ کے لعاب دہن کے ساتھ ملا دیا۔ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰنؓ ایک مسواک لے کر اندر آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے کمزور تھے کہ

فَأَخَذْتُهُ فَمَضَغْتُهُ ثُمَّ سَنَنْتُهُ بِهِ.

مسواک نہ کر سکے۔ میں نے وہ لی اور اسے چبا کر نرم کیا۔ پھر میں نے وہ آپؐ کے دانتوں پر ملی اور آپؐ کے دانت صاف کئے۔

اطرافه: ٨٩٠، ١٣٨٩، ٣٧٧٤، ٤٤٣٨، ٤٤٤٦، ٤٤٤٩، ٤٤٥٠، ٤٤٥١، ٥٢١٧، ٦٥١٠۔

٣١٠١: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ

۳۱۰۱: سعید بن عُفَیر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن شہاب سے مروی ہے۔ انہوں نے علی بن حسین (زین العابدین) سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہؓ نے انہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ سے ملاقات کرنے کے لئے آئیں جبکہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے۔ پھر وہ واپس جانے کے لئے اُٹھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ اُٹھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ مسجد کے اس دروازے کے قریب پہنچے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت اُمّ سلمہؓ کے دروازے کے پاس تھا تو انصار میں سے دو شخص (اُسید بن حُضَیر اور عباد بن بشر) وہاں سے گزرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا۔ پھر جلدی سے آگے نکل گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: ٹھہرو۔ تو دونوں نے کہا: سبحان اللہ یارسول اللہ۔ اور ان دونوں پر یہ بات شاق گزری (کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کوئی گمان کریں کہ وہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

غیر محرم کے ساتھ ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کے اندر وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک خون پہنچتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔

اطرافُهُ: ٢٠٣٥، ٢٠٣٨، ٢٠٣٩، ٣٢٨١، ٦٢١٩، ٧١٧١۔

٣١٠٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَّاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّأْمِ.

۳۱۰۲: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں بتایا کہ عبیداللہ (عمری) سے مروی ہے۔ انہوں نے محمد بن یحيٰ بن حبان سے روایت کی کہ واسع بن حبان سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت حفصہؓ کے گھر کی چھت پر چڑھا اور دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت میں ہیں۔ قبلہ کی طرف آپؐ کی پیٹھ ہے اور شام کی طرف منہ ہے۔

اطرافُهُ: ١٤٥، ١٤٨، ١٤٩۔

٣١٠٣: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

۳۱۰۳: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں بتایا۔ ہشام سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جبکہ سورج ابھی ان کے حجرہ سے باہر نہ نکلا ہوتا۔

اطرافُهُ: ٥٢٢، ٥٤٤، ٥٤٥، ٦٤٥۔

٣١٠٤: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۳۱۰۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ نافع سے مروی ہے۔ انہوں

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

نے حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہؓ کے مکان کی طرف اشارہ فرمایا اور تین بار فرمایا کہ فتنہ ادھر سے ہوگا جہاں سے شیطانی لوگوں کا خروج ہوگا۔

اطرافہ: ۳۲۷۹، ۳۵۱۱، ۵۲۹۶، ۷۰۹۲، ۷۰۹۳۔

۳۱۰۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

۳۱۰۵: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ عبداللہ بن ابوبکر سے مروی ہے۔ انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور انہوں نے کسی انسان کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ کوئی مرد ہے جو آپؐ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ وہ فلاں ہے جو حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے۔ رضاعت (دودھ پلانا) ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جو ولادت حرام کرتی ہے۔

اطرافہ: ۲۶۴۶، ۵۰۹۹۔

تشریح: **مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ**: اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ لباس اور گھریلو سامانِ معیشت کے علاوہ مکانات کا مہیا کرنا بھی بیت المال کا فرض تھا۔ باب۴ میں قرآنِ مجید کی آیات کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ گھر ازواجِ مطہرات کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ابن منیرؒ کی رائے میں اس سے ان کا دائمی استحقاق ثابت کرنا مقصود ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۵۳) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۲۸)

پہلی آیت یہ ہے: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ (الأحزاب: ۳۵) {اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔} دوسری آیت یہ ہے: يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنٰهُ (الأحزاب: ۵۴) {اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو۔}

پہلی آیت میں گھر ازواجِ مطہرات کی طرف اور دوسری میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مضاف کئے گئے ہیں اور یہ اضافت عارضی استحقاق پر دلالت کرتی ہے۔ مگر یہ استحقاق ایسا ہی تھا جیسے وقف اور موہوب لہٗ سے متعلق۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد یہ گھر ان کے وارثوں کو نہیں ملے۔ بلکہ مسجد نبوی میں شامل کئے گئے تھے۔ اس باب میں سات روایتیں ہیں اور ساتوں ہی نفس مضمون کی تائید کرتی ہیں۔

بَاب ۵

مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زِرہ اور عصا اور تلوار اور پانی پینے کا پیالہ اور مہر کی نسبت جو مذکور ہے اس کا بیان

وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعَرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا تَبَرَّكَ☆ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

نیز خلفاء نے ان میں سے جو چیزیں آپؐ کے بعد استعمال کیں۔ یعنی جن کی تقسیم کا ذکر نہیں ہوا اور آپؐ کے بال اور آپؐ کی پاپوش اور برتنوں کی نسبت جو ذکر کیا گیا ہے جن سے آپؐ کے صحابہ وغیرہ آپؐ کی وفات کے بعد برکت حاصل کرتے تھے۔☆

۳۱۰۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ

۳۱۰۶: محمد بن عبداللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے باپ (عبداللہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ ثمامہ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بحرین کی طرف انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور انہیں پروانہ لکھ کر دیا اور اس پر نبی

☆ کشمیہنی کی روایت میں اس جگہ يَتَبَرَّكُ کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۵۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ.

صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگائی۔ مہر کا نقش تین سطروں میں تھا۔ محمد ایک سطر میں، رسول دوسری سطر میں اور اللہ تیسری سطر میں۔

اطرافہ: ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ١٤٥٥، ٢٤٨٧، ٥٨٧٨، ٦٩٥٥۔

٣١٠٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۰۷: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ اسدی نے ہمیں بتایا۔ (کہا) کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہم سے بیان کیا، کہا: حضرت انسؓ ہمارے پاس دو پرانی جوتیاں نکال کر لائے۔ جن کے دو تسمے تھے اور پھر ثابت بنانی نے بعد میں مجھے بتایا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ وہ جوتیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

اطرافہ: ٥٨٥٧، ٥٨٥٨۔

٣١٠٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَقَالَتْ فِي هَذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَزَادَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ إِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنْ هَذِهِ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ.

۳۱۰۸: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ (کہا) ہم سے ایوب (سختیانی) نے ذکر کیا کہ حُمَید بن ہلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبردہ (بن ابی موسیٰ) سے، انہوں نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک پیوند شدہ کملی ہمارے پاس باہر نکال کر لائیں اور کہا کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور سلیمان (بن مغیرہ) نے حُمَید سے روایت کرتے ہوئے اتنا زیادہ بیان کیا کہ حضرت ابو بردہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ ایک موٹے کپڑے کا تہہ بند جو یمن میں بنایا جاتا ہے اور ایک کمبل کمبلوں کی اس قسم میں سے جسے تم ملبد کہتے ہو، نکال کر ہمارے پاس لائیں۔

طرفہ: ٥٨١٨۔

٣١٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَاصِمٌ رَأَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيْهِ.

طرفهُ: ٥٦٣٨۔

۳۱۰۹: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ سے مروی ہے۔ انہوں نے عاصم سے روایت کی کہ ابن سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینے کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپؐ نے جہاں سے ٹوٹا تھا وہاں چاندی کی ایک زنجیر سے اسے جوڑ دیا۔ عاصم نے کہا: میں نے وہ پیالہ دیکھا ہے اور اس میں پانی پیا ہے۔

٣١١٠: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ كَثِيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَّكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا فَقُلْتُ لَهُ لَا فَقَالَ فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَّغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ

۳۱۱۰: سعید بن محمد جرمی نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا (کہا) کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن کثیر نے انہیں بتایا کہ محمد بن عمرو بن حلحلہ دیلی نے انہیں بتایا کہ ابن شہاب (زُہری) نے ان سے بیان کیا کہ علی بن حسین (زین العابدین) نے انہیں بتایا کہ جب وہ حضرت حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے وقت یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ آئے تو مِسوَر بن مخرمہ ان سے ملے اور ان سے کہا: اگر آپ کو مجھ سے کوئی ضرورت ہو تو آپ فرمائیں (وہ بجالاؤں) میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی ضرورت نہیں تو مِسوَر نے (ان سے) کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مجھے دیں گے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ آپ سے جبراً نہ لے لیں اور اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دے

وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يَخْلُصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ الْمُحْتَلِمُ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ أَبَدًا.

دیں تو وہ ان تک کبھی نہیں پہنچے گی۔ یہاں تک کہ میری جان چلی جائے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے موجود ہوتے ہوئے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ اس بارے میں اپنے اس منبر پر کھڑے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے۔ اور میں ان دِنوں جوان تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے بدن کا حصہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں اپنے دین کے بارے میں کسی ابتلاء میں نہ پڑ جائیں۔ پھر آپؐ نے اپنے ایک داماد (عاص بن ربیعہ) کا ذکر کیا جو بنو عبدالشمس کے خاندان سے تھا اور اس کی تعریف کی کہ اس نے دامادی کا حق خوب نباہا ہے۔ فرمایا: اس نے مجھ سے بات کی اور صدق سے کام لیا اور مجھ سے جو وعدہ کیا وہ پورا کیا اور میں کسی حلال بات کو حرام نہیں قرار دیتا اور نہ حرام کو حلال۔ لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی اکٹھی نہیں ہوں گی۔

اطرافہ: ٩٢٦، ٣٧١٤، ٣٧٢٩، ٣٧٦٧، ٥٢٣٠، ٥٢٧٨۔

٣١١١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَاكِرًا

۳۱۱۱: قُتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سوقہ سے مروی ہے۔ انہوں نے منذر سے، منذر نے (محمد) بن حنفیہ سے روایت کی، کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ

عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوْا بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ أَغْنِهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے والے ہوتے تو وہ اس دن ان کے خلاف کہتے جس دن آپؓ کے پاس کچھ لوگ آئے اور حضرت عثمانؓ کے کارکنوں کا شکوہ کرنے لگے تو حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا: حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤ اور انہیں اطلاع دو کہ یہ زکوٰۃ کا مال رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صدقہ ہے۔آپؓ کارکنوں سے کہیں کہ وہ اس کے بارے میں آپؐ کے عمل کے مطابق عمل کریں۔چنانچہ میں یہ اطلاع لے کر ان کے پاس آیا۔تو حضرت عثمانؓ نے کہا: ہمیں اس اطلاع کی ضرورت نہیں (کیونکہ ہمارے پاس پروانہ موجود ہے) تو میں یہ پیغام لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان کو اطلاع دی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ اطلاع نامہ وہیں رکھ دو جہاں سے تم نے لیا ہے۔

طرفہٗ: ۳۱۱۲۔

۳۱۱۲: وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي خُذْ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيْهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ.

۳۱۱۲: حمیدی نے کہا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سوقہ نے ہمیں بتایا، کہا کہ میں نے منذر ثوری کو ابن حنفیہ سے روایت کرتے سنا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بھیجا اور (کہا:) یہ تحریر لو اور حضرت عثمانؓ کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ اس میں زکوٰۃ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود ہے۔

طرفہٗ: ۳۱۱۱۔

تشریح: **اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ ....** : روایت نمبر ۳۱۱۱ میں جس فرمانِ نبویؐ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے وہ حضرت عثمانؓ کو بھیجا اور انہوں نے کہا کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں۔شارحین کی رائے ہے کہ حضرت عثمانؓ کو وہ ارشادِ نبوی معلوم تھا۔حمیدی کی روایت میں جو آخر میں نقل کی گئی ہے یہ الفاظ ہیں لَا تَأْخُذُوا الصَّدَقَةَ

مِنَ الرُّخَةِ وَلَا مِنَ النَّخَةِ۔ یعنی بکری کے بچے اور اونٹوں کے بچے زکوٰۃ میں نہ لو۔ یہ روایت کمزور ہے۔ حمیدی امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ مذکورہ بالا حوالہ ضمناً بطور تائید نقل کیا گیا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۵۸)

بَاب ٦

اَلدَّلِيْلُ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَالْمَسَاكِيْنِ

اس بات پر دلیل کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کی ناگہانی ضرورتوں اور مساکین کیلئے ہے

وَإِيْثَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلَ حِيْنَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحَى أَنْ يُّخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ فَوَكَلَهَا إِلَى اللهِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ اور بیواؤں کو مقدم رکھا۔ جب حضرت فاطمہؓ نے چکی اور آٹا پیسنے کی شکایت کی اور آپؐ سے طلب کیا کہ قیدیوں میں سے کوئی خادمہ انہیں دی جائے تو آپؐ نے (خادمہ دینے کی بجائے) انہیں اللہ کے حوالے کیا۔

٣١١٣: حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى مِنَ الرَّحَى مِمَّا تَطْحَنُهُ فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا حَتَّى وَجَدْتُّ

٣١١٣: بدل بن محبّر نے ہم سے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حکم نے بتایا کہا: میں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا۔ (انہوں نے کہا:) حضرت علیؓ نے ہم سے بیان کیا کہ فاطمہ علیہا السلام نے اس تکلیف کی شکایت کی جو چکی میں آٹا پیسنے کی وجہ سے ان کو ہوئی تھی تو فاطمہؓ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ہیں اور (فاطمہؓ) آپؐ کے پاس ایک خادم مانگنے کے لئے آئیں تو آپؐ سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ذکر کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے فاطمہؓ کی تکلیف کا ذکر کیا۔ یہ سن کر آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت اپنے بستروں میں داخل ہو چکے تھے۔ ہم اُٹھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو (آپؐ بستر پر بیٹھ گئے) اور

بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ.

میں نے آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تم دونوں کو ایسی بات نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے جس کا تم دونوں نے مطالبہ کیا ہے۔ جب تم اپنے بستروں میں (سونے کے لیے) لیٹو تو چونتیس بار اللہ اکبر کہو اور تینتیس بار الحمدللہ اور تینتیس بار سبحان اللہ۔ یہ تمہارے لئے یقیناً اس بات سے بہتر ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔

اطرافہُ: ۳۷۰۵، ۵۳۶۱، ۵۳۶۲، ۶۳۱۸۔

تشریح: اَلدَّلِيْلُ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْمَسَاكِيْنِ: امام بخاریؒ نے امر واقعہ پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بتایا ہے کہ آپؐ نے احکام الٰہی کو جس طرح سمجھا اسی طرح ان پر عمل کیا۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بجائے اہل بیت کو دینے کے مساکین اور بیوگان میں تقسیم کیا گیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شدید ضرورت تھی۔ اس میں سے ایک غلام یا لونڈی ان کو دی جا سکتی تھی۔ مگر آپؐ نے دوسرے محتاجوں کو مقدم فرمایا اور یہ مستند روایت بھی خود اہل بیت ہی کی ہے۔ اس میں گو سائل یا مساکین کے الفاظ نہیں مگر اس کی دوسری سندوں میں ان الفاظ کی صراحت موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کی روایت میں ہے۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَى بُطُوْنُهُمْ لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَكِنِّي أَبِيْعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ ......[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے مطالبہ پر کوئی غلام تمہیں دے دوں اور اصحاب الصفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ میں بھوک چٹکیاں لے رہی ہے۔ میں غلاموں کو فروخت کر کے اصحاب الصفہ کے لئے خرچ کروں گا۔ ام الحکمؓ بنت زبیر سے یہی روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ اس میں ہے: أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبْيًا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ... وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ[2] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں اور میری بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ (آپؐ کے پاس) گئے اور ہم نے آپؐ سے مانگا کہ آپؐ ہمارے لیے کچھ قیدی دینے کا ارشاد فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدر کے یتامیٰ تم پر سبقت رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۵۹، عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۳۶۔ انہی روایتوں کے پیشِ نظر عنوانِ باب میں لفظ اَلْمَسَاكِيْن اور اَلْأَرَامِل رکھ کر یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اموالِ غنیمت سے مجاہدین کا

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند العشرة المبشرين، مسند علي بن أبي طالبؓ، جزء اوّل صفحہ۱۰۶)

[2] (سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب في بيان مواضع قسم الخمس وسهم ذي القربىٰ)

حصہ نکالنے کے بعد خمس کی تقسیم میں اپنے محتاج عزیز واقارب پر دوسرے محتاجوں کو مقدم رکھا گیا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فعل حجت ہے کہ اموالِ خمس کی تقسیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر تھی کہ چاہیں تو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے خرچ کریں یا دوسروں کو دیں۔ نَوَائِب جمع ہے نَائِبَة کی۔ جس کے معنی ہیں (حَادِثَة) ناگہانی ضرورت۔ نَوَائِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ سے ایسی ضرورتیں مراد ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رائے سے خرچ کرنے کے مجاز تھے۔ آپؐ کے فعل سے مسئلہ معنونہ کا استنباط کر کے اگلے باب میں قرآنِ مجید کے حکم کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔

بَاب ۷: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (الأنفال: ٤٢)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ذکر: اللہ اور رسول ہی کے لئے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ہے

يَعْنِي لِلرَّسُوْلِ قَسْمَ ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جسے آپؐ نے تقسیم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو تقسیم کرنے والا اور خزانچی ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

٣١١٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ وَقَتَادَةَ أَنَّهُمْ سَمِعُوْا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَى عُنُقِي فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي إِنَّمَا

۳۱۱۴: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلیمان، منصور اور قتادہ سے مروی ہے۔ انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے سنا۔ وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم انصاریوں کے ہاں ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے۔ شعبہ نے اپنی اس حدیث میں کہا جو منصور سے روایت ہے کہ انصاری نے کہا: میں نے اس بچے کو اپنی گردن پر اُٹھایا اور اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور سلیمان کی حدیث میں یوں ہے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا: میرے نام پر نام تو رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔

جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي.

میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حصین نے کہا: میں بطور قاسم مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ تمہارے درمیان تقسیم کروں۔ عمرو (بن مندوب) نے کہا: شعبہ نے ہمیں خبر دی کہ قتادہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے سالم سے سنا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

اطرافہ: ۳۱۱۵، ۳۵۳۸، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۸۹، ۶۱۹۶۔

۳۱۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ.

۳۱۱۵: محمد بن یوسف (بیکندی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش سے مروی ہے۔ انہوں نے سالم بن ابی جعد سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو انصار نے کہا: ہم تمہیں ابوالقاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور نہ تمہاری آنکھ ٹھنڈی کریں گے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے اور انصار کہنے لگے کہ ہم تمہیں ابوالقاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور نہ تمہاری آنکھ ٹھنڈی کریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انصار نے اچھا کیا۔ میرے نام سے نام رکھو۔ لیکن میری کنیت سے کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ میں تو قاسم ہوں۔

اطرافہ: ۳۱۱۴، ۳۵۳۸، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۸۹، ۶۱۹۶۔

۳۱۱٦: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاللهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِيْنَ عَلَى مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

اطرافه: ۷۱، ۳٦٤١، ۷۳۱۲، ۷٤٦٠.

۳۱۱٦: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ یونس سے مروی ہے۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے حُمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے سنا کہ وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی اللہ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کے بارے میں سمجھ دے دیتا ہے اور اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ یہ امت ہمیشہ اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے جبکہ وہ پھر غالب ہوں۔

۳۱۱۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيْكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

۳۱۱۷: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہمیں بتایا (کہا:) ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں نہیں دیتا اور نہ تم سے روکتا ہوں۔ میں تو قاسم ہوں۔ وہیں دیتا ہوں جہاں مجھے حکم ہے۔

۳۱۱۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي عَيَّاشٍ وَاسْمُهُ نُعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ

۳۱۱۸: عبداللہ بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی ایوب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابوالاسود نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عیاش سے مروی ہے اور ان کا نام نعمان تھا۔ انہوں نے خولہ (بنت قیس) انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِي مَالِ اللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ کچھ لوگ اللہ کے مال میں بلا ضرورت دخل دیتے اور بے جا خرچ کرتے ہیں۔ انہیں قیامت کے روز آگ کی سزا ہوگی۔

تشریح: فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ: عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ خمس کی تقسیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر منحصر ہے۔ آپؐ کی حیثیت ایک قاسم کی ہے جس سے متعلق آپؐ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس طرح پسند کریں خرچ کر سکتے ہیں۔ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے بھی اور دوسری ضرورتوں کے لئے بھی اور اسی اعتبار سے آپؐ قاسم کے لقب سے ملقب ہوئے۔

اکثر مفسرین نے لِلرَّسُوْلِ میں لام تخصیص مِلک کے معنوں میں سمجھا ہے کہ خمس آپؐ کی ذاتی ضرورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۲۶۱) مگر یہی لام لِلّٰهِ میں ہے اور اللہ کی ذاتی ضرورت سوا اس کے کوئی نہیں کہ خمس اس کے بندگان کے لئے خرچ ہو اور رسول کی ذاتی ضروریات کے لئے بھی اور اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں وہ مفہوم لیا ہے جو امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں بیان کیا ہے اور پانچ روایتیں نقل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب بطور قاسم نمایاں کیا ہے جو اس حصہ اموال کی تقسیم میں واضح ہوسکتا ہے جن میں آپؐ کو اختیار دیا گیا ہو کہ جس طرح چاہیں بندگانِ خدا اور اپنے لئے خرچ کریں اور آپؐ نے اپنی مرضی اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ غیروں کی ضرورت اپنی ذاتی ضرورت پر مقدم ہونی چاہیے۔ غنیمت کے ۴/۵ حصہ کی تقسیم کے تو آپؐ حکماً پابند تھے اور یہ حصہ مجاہدین کا حصہ تھا جو انہیں بہر حال ملنا تھا۔ مگر قاسم کی شان اسی وقت نمایاں ہوسکتی ہے جب تقسیم آپؐ کی مرضی پر چھوڑی گئی ہو۔ فرمایا: میرے دینے سے کسی پر احسان نہیں ہوتا۔ مَا أُعْطِيْكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ۔ یعنی نہ میں تم کو دیتا ہوں اور نہ تم سے کچھ روکتا ہوں۔ میں تو بانٹنے والا ہوں۔ جس کے لئے حکم ہوتا ہے اس کو دیتا ہوں۔ آپؐ نے خمس کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ کے محتاج بندوں کو مقدم فرمایا اور اپنے آپ کو پیچھے رکھا۔ کیونکہ آیت مذکورہ میں اوّل اللہ کا ذکر ہے اور پھر رسول کا۔

زیر باب پانچ روایتیں مذکور ہیں۔ پہلی روایت متعدد سندوں سے نقل کر کے الفاظ اَرَادَ أَنْ يُّسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے بچے کا نام قاسم رکھنا چاہا یا رکھا تو انصار نے اعتراض کیا جس پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کو آیا۔

روایت نمبر ۳۱۱۶ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دین کی باتیں سمجھنے میں انشراحِ صدر عطا فرمائے۔ امام موصوفؒ نے اس سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا مفہوم جو اوپر بیان کیا گیا ہے، اس

میں انہیں انشراحِ صدر ہے۔حدیث مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهُ فِي الدِّيْنِ کی تشریح کے لئے کتاب العلم، باب ۱۳ دیکھئے۔نیز دیکھئے کتاب الاعتصام، باب قول النبي ﷺ لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق ۔ آخری روایت سے بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس سے بالا ہے کہ تقسیم اموال میں ایسا طریق اختیار کریں جو علم وبصیرت پر مبنی نہ ہو۔

بَاب۸: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: غنیمتیں تمہارے لئے جائز کی گئی ہیں

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا (الفتح:۲۱) الْآيَةَ. وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتَّى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: اللہ نے تم سے کثیر اموالِ غنیمت کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرو گے۔اور یہ سب لوگوں کا حق تھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مصرف بیان فرما دیا (کہ کون کون ان کا مستحق ہے۔)

۳۱۱۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ وَالْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اطرافه: ۲۸۵۰، ۲۸۵۲، ۳۶۴۳.

۳۱۱۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہمیں بتایا (کہا) حصین نے ہم سے بیان کیا کہ عامر (شعبی) سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں پر خیر وبرکت کی گرہ بندھی ہوئی ہے۔روزِ قیامت تک اجر بھی ملتا رہے گا اور غنیمت بھی حاصل ہوگی۔

۳۱۲۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۳۱۲۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔(کہا) ابوالزناد نے ہمیں بتایا کہ اَعرج سے مروی ہے۔انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اطرافہ: ۳۰۲۷، ۳۶۱۸، ۶۶۳۰۔

کہ کسریٰ (شاہِ ایران) جب ہلاک ہوگا اس کے بعد اور کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر (شاہِ روم) ہلاک ہوگا اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور اللہ کی راہ میں ان دونوں کے خزانے خرچ کروگے۔

۳۱۲۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيْرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللهِ.

اطرافہ: ۳۶۱۹، ۶۶۲۹۔

۳۱۲۱: اسحاق (بن راہویہ) نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے جریر سے سنا۔ وہ عبدالملک سے روایت کرتے تھے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور اسی ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

۳۱۲۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ.

اطرافہ: ۳۳۵، ۴۳۸۔

۳۱۲۲: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ (کہا:) سیار (بن ابی سیار) نے ہمیں خبر دی۔ یزید فقیر نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ہمیں بتایا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنیمتیں میرے لئے حلال کی گئیں۔

۳۱۲۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

۳۱۲۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالزناد سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

مروی ہے۔انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اللہ کے راستے میں جہاد اور اس کی باتوں کی تصدیق کے سوا اور کسی غرض نے اسے گھر سے نہیں نکالا، اللہ نے ایسے مجاہد کے لئے ذمہ لیا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے اس اجر کے ساتھ جو اس نے حاصل کیا ہے یا غنیمت دے کر اس کی رہائش گاہ کی طرف لوٹائے گا جس سے وہ نکلا ہے۔

اطرافہ: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٢٩٧٢، ٧٢٢٦، ٧٢٢٧، ٧٤٥٧، ٧٤٦٣.

٣١٢٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا آخَرُ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ

۳۱۲۴: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن مبارک نے ہمیں بتایا کہ معمر سے مروی ہے۔انہوں نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سے ایک نبی نے دشمن پر چڑھائی کی اور اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے عورت سے عقد کیا ہو اور وہ اسے گھر میں لانا چاہتا ہو اور ابھی تک اسے نہ لایا ہو اور نہ ایسا شخص جس نے گھر کے کمرے بنائے اور ان کی چھتیں مکمل نہ کی ہوں اور نہ وہ جس نے بکریاں یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہیں اور وہ ان کے جننے کا انتظار کر رہا ہو۔چنانچہ وہ نبی جنگ کے لئے نکلا اور نمازِ عصر یا اس کے قریب اس گاؤں (اریحا) کے قریب پہنچا تو سورج سے کہنے لگا کہ تو بھی مامور (یعنی تابع حکم الٰہی ہے) اور

وَأَنَا مَأْمُوْرٌ اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَأْسٍ {مِثْلِ رَأْسِ☆} بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا.

میں بھی مامور ہوں۔ اے میرے اللہ! اس سورج کو ہمارے لئے روک رکھ (اس وقت تک کہ ہمیں فتح حاصل ہو۔ چنانچہ) سورج روکا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس نبی کو اُن پر فتح دی اور اس نے اموالِ غنیمت جمع کیے اور آگ آئی تا کہ انہیں جلائے۔ لیکن آگ نے اسے نہ چھوا۔ تو اس نبی نے کہا: تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے مالِ غنیمت سے چوری کی ہے، اس لئے چاہیے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ چنانچہ ایک شخص کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو نبی نے کہا: تمہارے قبیلہ میں چوری کا مال ہے۔ چاہیے کہ تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے۔ دو یا تین اشخاص کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ جس پر نبی نے کہا کہ چوری کا مال تمہارے پاس ہے۔ تو وہ ایک سونے کا سر لائے جو گائے کے سر☆ کی مانند تھا اور انہوں نے وہ سر رکھ دیا۔ آگ آئی اور اسے جلا دیا۔ اللہ نے ہمارے لئے غنیمتیں حلال کر دیں۔ اس نے ہماری کمزوری کو دیکھا۔ اس لئے غنیمتوں کے اموال ہمارے لئے جائز کر دیئے۔

طرفہ: ۵۱۵۷۔

تشریح: **أُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ:** یہ باب غنیمتوں کی حلت کے تعلق میں قائم کیا گیا ہے اور جن آیات کا ذکر عنوانِ باب میں کیا گیا ہے وہ یہ ہیں: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَّأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (الفتح: ۲۱، ۲۲) یعنی اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم لوگے اور یہ موجودہ اموال (خیبر) تمہیں جلد عطاء کر دیئے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے کہ یہ (واقعات) مومنوں کے لئے ایک نشان بن جائیں اور وہ تمہیں اس کے ذریعے سے سیدھا راستہ دکھائے اور اس کے علاوہ اور بھی (فتوحات) ہیں جو تم ابھی حاصل نہیں کر سکے اور اللہ اپنی ہر مشیت کو پوری کرنے پر پورا پورا قادر ہے۔

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ۲٦۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الفاظ اُحِلَّتْ لَكُمْ سے ظاہر ہے کہ غنائم صرف مجاہدین ہی کے لئے نہیں بلکہ قوم کے باقی افراد کے لئے بھی ہیں اور اس کے لئے خمس (پانچواں) حصہ غنیمت کی اجازت دی گئی ہے اور اگر یہ خمس صرف ایک فرد یا ایک خاندان کے لئے مخصوص سمجھا جائے تو معاشرے کے محتاج افراد محروم رہیں گے اور اُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ کا منشاء پورا نہ ہوگا۔ قَاعِدِيْن (یعنی معذوروں) کا طبقہ بھی اپنی اپنی جگہ اور بساط کے مطابق شریک جہاد ہی تھا۔ کیونکہ وہ دعاؤں میں لگا رہا اور اس نے مجاہدین کے بیوی بچوں کا خیال رکھا اور خالی شدہ شہر کی حفاظت میں مدد دی۔ اس لئے جنگ میں شریک نہ ہوسکنے کی وجہ سے معذور لوگ فتح وظفر کے ثمرات سے محروم نہیں رکھے گئے۔ بلکہ ان کے لئے بھی ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ تعلق ہے اس باب کا پہلے باب سے اور اس میں چھ روایتیں درج ہیں۔

وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ کا وعدہ غنائم ایسا حتمی امر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر صحابہ کرام کو یقین دلایا کہ کسریٰ ایران اور قیصر روم دونوں تباہ ہوں گے اور مسلمان ان کے خزانوں کے وارث بنیں گے اور وہ انہیں فی سبیل اللہ خرچ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کسریٰ اور قیصر کے دَور کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔

لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ: پانچویں روایت میں حدیث نبوی کے الفاظ جو مروی ہیں ان میں اس امر کی صراحت ہے کہ مجاہدین اسلام اموالِ غنیمت کے لالچ سے خالی الذہن ہوں گے۔ ان کی طرف سے جہاد کی مہم خالصۃً رضائے الٰہی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کی غرض سے جاری کی جائے گی اور اموالِ غنیمت کا حصول اور ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت کا تعلق فضل ربانی اور اِذنِ الٰہی سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کا نام انفال یعنی بخششیں رکھا گیا۔

غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ ... فَقَالَ لِلشَّمْسِ .... : چھٹی روایت کا مفہوم سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل باتیں مدنظر رکھنا ضروری ہیں۔ **اوّل** بنی اسرائیل کو اَموالِ غنیمت جلا دینے کا حکم تھا۔ **دوم** یوشع بن نون اور داؤد علیہما السلام سے متعلق اسرائیلی قصص میں ایسی روایتیں آئی ہیں جن میں سورج کے رُکنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ قدیم اسلوبِ بیان کا مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ انبیاء کی دعا سے غیر معمولی اسباب پیدا ہوئے جن کی وجہ سے سورج غروب ہونے سے قبل انہیں دشمن پر فتح حاصل ہوگئی۔ اس سے سورج کا رُک جانا مراد نہیں۔ **سوم** یہودی علماء کا یہ طریق تھا کہ قرآنِ مجید کی کسی آیت میں لفظی مشابہت دیکھتے تو اسے اپنے قصوں پر چسپاں کر دیتے اور اس طرح مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ آیات اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ○ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي ج حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ ○ (صٓ:۳۲ تا ۳۴)[1]

---

[1] ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: {جب شام کے وقت اس کے سامنے تیز رَو گھوڑے لائے گئے تو اس نے کہا یقیناً میں مال کی محبت اپنے ربّ کی یاد کی وجہ سے کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ اَوٹ میں چلے گئے۔ (اس نے کہا:) انہیں دوبارہ میرے سامنے لاؤ۔ پس وہ (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر (پیار سے) ہاتھ پھیرنے لگا۔}

سے متعلق کہا گیا کہ رُدُّوْهَا سے مراد یہ ہے کہ سورج کو جو ڈوب چکا تھا، لوٹانے کا حکم دیا تا وہ نمازِ عصر پڑھ سکیں جو گھوڑ دوڑ میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تھے اور انہیں گھوڑوں پر غصہ آیا کہ ان کی وجہ سے نماز ضائع ہوگئی ہے اور اس غصہ میں ان کی ٹانگیں تلوار سے کاٹ دیں۔ یہودی علماء نے سیدھے سادے معانی کو اپنے کسی قصہ سے تطبیق دینے کے شوق میں یا شرارت سے بگاڑ دیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے کعب الاحبار کی یہ تفسیر سن کر حضرت علیؓ کو کہنا پڑا: كَذِبَ كَعْبٌ وَإِنَّمَا أَرَادَ سُلَيْمَانُ جِهَادًا۔ کعب نے غلط کہا ہے یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے جہاد کا ذکر ہے۔ یہ قصہ نقل کرنے کے بعد امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کے مذکورہ بالا قول پر ایک جماعت نے خاموشی اختیار کی ہے اور اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ یہ قول نہ حضرت ابن عباسؓ سے ثابت ہے اور نہ ان کے سوا کسی اور سے، بلکہ جمہور اہل علم سے جو تفسیر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رُدُّوْهَا میں ضمیر (هَا) سورج کی طرف نہیں بلکہ گھوڑوں کی طرف ہے جو معائنہ کی غرض سے آپؑ کے سامنے پیش کئے گئے تھے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۶۶، ۲۶۷) فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ کے معنی یہ ہیں کہ وہ خوش ہوکر گھوڑوں کی گردنوں اور ٹانگوں پر تھپکی دینے لگے اور أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي کے معنی ہیں مجھے مال و دولت سے محبت اس وجہ سے ہے کہ یہ مجھے میرے ربّ کو یاد دِلانے کا باعث ہیں۔ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا یہ مطلب ہے کہ گھوڑے دوڑتے ہوئے نظر سے اوجھل ہوگئے نہ کہ سورج۔ فرمایا: رُدُّوْهَا - انہیں لوٹاؤ اور جب وہ لوٹے تو انہیں تھپکیاں دیں۔ ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے جہاد فی سبیل اللہ سے تعلق و اہتمام کا ذکر ہے۔

چہارم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کا قصہ بیان کر کے صرف یہ فرمایا کہ غنیمت ان کے لئے حرام تھی مگر ہمارے لئے جائز قرار دی گئی ہے۔ کفار نے مسلمانوں کو ہتھیار اُٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔ کفار مسلمانوں کی کمزوری اور بے بسی دیکھ کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مالی و جانی نقصان کا سبب بنے۔ اس لئے مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے نقصان کی تلافی ان کے مالوں سے کریں۔ دنیا کی عام قومیں قطع نظر اس سے کہ وہ مظلوم ہوں یا ظالم، غالب ہونے پر تاوانِ جنگ مغلوب قوم سے وصول کرنے کو اپنا جائز حق سمجھتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہلے یہ حکم تھا کہ اموالِ غنیمت جلا دیئے جائیں۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم کی کتاب گنتی میں ہے: ”شریعت کا وہ آئین جس کا حکم خداوند نے موسیٰ کو دیا یہی ہے کہ سونا اور چاندی اور پیتل اور لوہا اور رانگا اور سیسہ غرض جو کچھ آگ میں ٹھہر سکے، وہ سب تم آگ میں ڈالنا... اور جو کچھ آگ میں نہ ٹھہر سکے، اسے تم پانی میں ڈالنا...“ (دیکھئے گنتی باب ۳۱ آیت ۲۱ تا ۲۳) اور پھر بعد میں اموالِ غنیمت سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی گئی۔ (دیکھئے گنتی باب ۳۱ آیت ۲۵ تا ۲۷)

پنجم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ قصے کے باقی ماندہ حصے کو نظر انداز فرمایا ہے۔ البتہ بعض شارحین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ خائن اس وقت تک رہن قید و بند رہا جب تک کہ خیانت کا مال اس سے واپس نہیں لے لیا گیا۔ خَلِفَات جمع ہے خَلِفَة کی یعنی حاملہ اونٹنی یا بکری جو جننے والی ہو۔ بُضْعٌ کے معنی ہیں اندامِ نہانی اور

مَلِکَ بُضْعَ امْرَأَةٍ سے نکاح مراد ہے اور **بَنٰی بِهَا** سے مراد ہے کہ نکاح کر کے گھر لایا اور مباشرت کی۔ مذکورہ بالا شرائط عائد کرانے سے مقصود یہ تھا کہ فارغ البال لوگ جنگ کے لئے نکلیں۔ یہ سوال کہ روایت نمبر ۳۱۲۴ میں کس نبی کا ذکر ہے؟ بعض شارحین نے یوشع بن نون اور بعض نے حضرت داؤد علیہما السلام کا ذکر کیا ہے۔
(فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۶۵) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ ۴۲)

بَاب ۹ : اَلْغَنِيْمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ

غنیمت اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہو

۳۱۲۵: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۳۱۲۵: صدقہ (بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے ہمیں خبر دی۔ مالک سے مروی ہے۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر پچھلے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی میں فتح کرتا اسے فتح کرنے والوں میں تقسیم کر دیتا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم فرمایا۔

اطرافہ: ۲۳۳٤، ٤۲۳٥، ٤۲۳٦۔

تشریح: **اَلْغَنِيْمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ:** عنوانِ باب کے الفاظ عبدالرزاق کی روایت سے ماخوذ ہیں۔ طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو لکھا کہ غنیمت کا مستحق وہی ہوگا جو لڑائی میں شریک ہو☆ اس روایت کی سند صحیح ہے اور مسئلہ معنونہ مسلمہ فقہاء ہے۔ عنوانِ باب کے تحت مذکورہ روایت میں ایک زائد بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے مفتوحہ اراضی کو دوسروں کے لئے بھی محفوظ رکھا جن کا خراج بیت المال میں داخل ہوتا تھا، جیسا کہ کتاب الحرث والمزارعة، باب۱۴ میں گذر چکا ہے۔

بَاب ۱۰ : مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ

جو غنیمت کی خاطر لڑا، کیا اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو جائے گا؟

۳۱۲۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو

۳۱۲۶: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا (کہا) کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ

☆ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجهاد، باب لمن الغنيمة، جزء۵ صفحہ۳۰۲)

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ مَنْ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

عمرو(بن مرہ) سے مروی ہے۔انہوں نے کہا: میں نے ابووائل سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا، کہا کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کوئی شخص غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اس کی شہرت ہو اور کوئی اس لئے لڑتا ہے کہ اس کا رُتبہ جنگجوئی معلوم ہو۔ ان میں سے کون اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: جو اس لئے لڑے کہ اللہ کی بات کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں مجاہد ہے۔

اطرافه: ۱۲۳، ۲۸۱۰، ۷۴۵۸۔

تشریح: مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ: استفتاء کا جواب حذف ہے۔ اس کا جواب قلبی حالات سے تعلق رکھتا ہے۔ نیت کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ بعض فقہاء کی رائے میں دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں، اعلاءِ کلمۃ اللہ اور غنیمت بھی۔ مگر غنیمت کا خیال نیت جہاد کی قدر و قیمت کم کرنے کا موجب ہوگا۔ امام بخاریؒ اس نقطہ نظر کی تائید میں معلوم نہیں ہوتے۔ امام ابن حجرؒ نے بھی لکھا ہے کہ ان کے نزدیک ثواب کا کم و بیش ہونا ایک نسبتی امر ہے۔ اس باب کا مضمون کتاب الجهاد باب ۱۵ میں گزر چکا ہے۔

بَاب ۱۱

قِسْمَةُ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ

امام کے پاس جو (تحفہ) آئے اس کا اسے بانٹ دینا

اور وہ اس کے لئے علیحدہ طور پر محفوظ رکھے جو موجود نہ ہو یا کہیں غائب ہو

۳۱۲۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ

۳۱۲۷: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا کہ ایوب (سختیانی) سے مروی ہے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی مُلیکہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ریشمی قبائیں جنہیں سونے

لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَاءً فَتَلَقَّاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ يَا أَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ. تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

کے بٹن لگے ہوئے تھے بطور تحفہ دی گئیں تو آپؐ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں میں وہ تقسیم کردیں اور ان میں سے ایک قبا حضرت مخرمہ بن نوفلؓ کے لئے الگ کردی۔ پھر حضرت مخرمہؓ آئے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹے مِسوَر بن مخرمہؓ تھے۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے اور (بیٹے سے) کہا: (اندر جاکر) آپؐ کو میرے لئے بلالاؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سن لی اور وہ قباء لی اور اسے لے کر ان سے ملے اور ان بٹنوں کو ان کے سامنے نمایاں کرکے ان کا استقبال کیا اور فرمایا: ابومِسوَر! یہ میں نے آپ کے لئے چھپا رکھی تھی۔ دو بار یہ بات فرمائی اور حضرت مخرمہؓ کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ (اسماعیل) بن عُلَیَّہ نے یہی بات ایوب سے روایت کی کہ حاتم بن وَرْدان نے کہا: ایوب نے ہمیں بتایا کہ ابن ابی مُلَیکہ سے مروی ہے۔ انہوں نے مِسوَر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ لیث (بن سعد) نے بھی (ایوب کی طرح) ابن ابی مُلَیکہ سے روایت کی ہے۔

اطرافہُ: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۵۸۰۰، ۵۸۶۲، ۶۱۳۲۔

تشریح: **قِسْمَةُ الإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَّمْ يَحْضُرْهُ:** مجاہد فی سبیل اللہ کو چاہیے کہ وہ اپنی نیت بہرحال خالص رکھے۔ ہاں یہ امام کا فرض ہے کہ مجاہدین کا خیال رکھے خواہ حاضر ہوں یا غیر حاضر۔

بَاب ۱۲

كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ مِنْ نَوَائِبِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ قریظہ اور نضیر کے اموال کس طرح تقسیم کئے اوران میں سے جو ناگہانی ضرورتوں کے لئے دیا

۳۱۲۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

۳۱۲۸: عبداللہ بن ابی الاسود نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا کہ ان کے باپ (سلیمان) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: (انصار میں سے) بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کے درخت مخصوص کر دیتے تھے یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر مفتوح ہوئے تو اس کے بعد آپؐ نے یہ درخت انہیں واپس کر دیئے تھے۔

اطرافه: ۲۶۳۰، ۴۰۳۰، ۴۱۲۰۔

تشریح: كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ: بنوقریظہ اور بنونضیر سے حاصل شدہ اموال بغیر جنگ کے تھے۔ اس لئے وہ اموال فَے میں سے شمار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بھی ایک حصہ مخصوص فرمایا اور دوسری ضرورتوں کے لئے بھی تقسیم کئے۔ بنونضیر کی جلاوطنی کے بعد ان کی جائیدادیں بطور مال وقف رہیں اور آپؐ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت صہیب بن سنان اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کو بھی زمینیں اور باغات دیئے۔ جس پر انصار کے باغات اور اراضیات انہیں واپس کی گئیں جو انہیں گزارہ کے لئے دیئے گئے تھے۔ اس تعلق میں الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ بني النضير دیکھئے۔

بَاب ۱۳: بَرَكَةُ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَوُلَاةِ الْأَمْرِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء کی معیت میں غازی کے مال کو جو برکت دی گئی اس وقت بھی جبکہ وہ زندہ تھا اور اس وقت بھی جبکہ وہ فوت ہوا

۳۱۲۹: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ

۳۱۲۹: اسحاق بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا، کہا:

قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيِّ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُوْمٌ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفَتُرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَّالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بُنَيَّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهِ لِبَنِيْهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَّالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَجَعَلَ يُوْصِيْنِي بِدَيْنِهِ وَيَقُوْلُ يَا بُنَيَّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ يَا أَبَةِ مَنْ مَّوْلَاكَ قَالَ اللهُ قَالَ فَوَاللهِ مَا وَقَعْتُ

ابواسامہ سے میں نے پوچھا: کیا ہشام بن عروہ نے تمہیں بتایا کہ ان کے باپ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ سنا کہ انہوں نے کہا: جب جنگ جمل کے دن حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور میں اُٹھ کر ان کے پہلو میں کھڑا ہوا۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! آج ظالم یا مظلوم ہی مارا جائے گا اور میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں آج مظلوم مارا جاؤں گا۔ مجھے سب سے بڑی فکر جس چیز کی ہے وہ میرا قرضہ ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارا قرضہ ہماری جائیداد سے ادا ہو جائے گا؟ انہوں نے کہا: بیٹا ہماری جائیداد فروخت کر کے میرا قرضہ ادا کر دینا اور انہوں نے تہائی مال کی وصیت کی اور ایک تہائی انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیٹوں کے لئے یعنی ۱/۶ مال کی۔ کہا: اگر ہمارے مال سے قرض ادا کر دینے کے بعد کچھ بچ رہے تو اس کی تہائی تم اپنی اولاد کو دینا۔ ہشام کہتے تھے: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بعض بیٹے حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کے ہم عمر تھے۔ یعنی خُبَیب اور عباد اور ان دِنوں ان کے نَو بیٹے تھے اور نَو بیٹیاں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا: زبیر اپنے قرضے سے متعلق مجھے وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے: بیٹا اگر کچھ قرض ادا کرنے سے عاجز رہو تو پھر اس کی ادائیگی میں میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ حضرت عبداللہ کہتے تھے: بخدا! میں نہیں سمجھا کہ ان کی کیا مراد تھی۔ آخر میں نے پوچھا: ابا! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ۔ حضرت عبداللہؓ

فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيْهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرَضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيْهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لَا وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيْمٌ وَاللهِ مَا أُرَى أَمْوَالَكُمْ

کہتے تھے: اللہ کی قسم! میں ان کا قرضہ ادا کرنے میں جب بھی کسی گھبراہٹ میں ہوا تو میں نے یوں دعا کی: اے زبیر کے مولیٰ! ان کی طرف سے ان کا قرضہ ادا کیجیو تو وہ ضرور اسے ادا کر دیتا۔ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور انہوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا اور نہ درہم۔ صرف زمینیں ہی چھوڑیں جن میں غابہ تھا اور مدینہ میں ان کے گیارہ گھر تھے اور دو گھر بصرہ میں اور ایک گھر کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں چھوڑا۔ حضرت عبداللہؓ کہتے تھے: اور وہ قرضہ جو ان کے ذمہ تھا۔ صرف اسی وجہ سے ہوا تھا کہ کوئی شخص ان کے پاس مال لاتا اور ان کے ہاں امانت رکھتا اور حضرت زبیرؓ کہتے: یہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے اور حضرت زبیرؓ کبھی نہ کسی امارت پر یا کسی خرچ کی وصولی پر مقرر ہوئے اور نہ کسی اور کام پر بجز اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت یا حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی معیت میں جنگ میں نکلتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے تھے: میں نے اس قرض کا حساب کیا جو اُن کے ذمہ تھا تو میں نے اسے بائیس لاکھ درہم پایا۔ کہتے تھے: حضرت حکیم بن حزامؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ملے اور پوچھنے لگے: میرے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرضہ ہے؟ تو حضرت عبداللہ نے ان سے چھپایا اور کہا: ایک لاکھ۔ حضرت حکیمؓ نے کہا: بخدا میں نہیں سمجھتا کہ تمہاری جائیدادیں اس کو نپٹا

تَسَعُ لِهَذِهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ أَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هَذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوْا لِي قِطْعَةً قَالَ عَبْدُ اللهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةُ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ

سکیں گی۔ حضرت عبداللہ نے ان سے کہا: بھلا بتلائیں تو سہی اگر وہ قرضہ بائیس لاکھ ہو تو؟ انہوں نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے ادا کر سکو گے۔ اگر تم اس میں سے کسی قرضہ کی ادائیگی نہ کر سکو تو مجھ سے مدد لینا۔ کہتے تھے: حضرت زبیرؓ نے غابہ ایک لاکھ ستر ہزار (درہم) میں لیا تھا تو حضرت عبداللہ نے اس کو سولہ لاکھ پر فروخت کیا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور کہا: زبیرؓ کے ذمہ جس کا کوئی حق ہو تو وہ ہمیں غابہ میں آ کر ملے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ان کے پاس آئے اور حضرت زبیرؓ کے ذمہ ان کا چار لاکھ قرضہ تھا تو انہوں نے حضرت عبداللہ سے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ نے کہا: نہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا: اچھا۔ اگر تم چاہو تو (میرے) اس قرضہ کو ان قرضوں میں رکھو جو تم بعد میں ادا کرو گے۔ اگر تمہیں کوئی قرضہ بعد میں ادا کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا: نہیں۔ کہتے تھے انہوں نے کہا: تو میرے لئے پھر ایک ٹکڑا الگ کر دو۔ حضرت عبداللہ نے کہا: آپ کے لئے یہاں سے یہاں تک ہوگا۔ کہتے تھے: حضرت عبداللہ نے غابہ کی زمین کا ایک حصہ بیچا اور اس سے ان کا سارا قرضہ ادا کر دیا اور پورے کا پورا ادا کیا اور اس غابہ کی زمین سے ساڑھے چار حصے بچ گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیرؓ معاویہؓ کے پاس آئے اور ان کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور (عبداللہ) بن زمعہؓ بیٹھے تھے۔ معاویہؓ نے ان سے پوچھا: غابہ کی کیا قیمت

أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَنِصْفٌ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِستِّ مِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا قَالَ لَا وَاللهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ. { ☆ فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُوْنَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.}

ڈالی گئی تھی؟ انہوں نے کہا: ہر حصہ ایک لاکھ کا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کتنا باقی رہ گیا ہے؟ عبداللہ نے کہا: ساڑھے چار حصے۔ منذر بن زبیر نے کہا: میں نے ایک حصہ ایک لاکھ درہم میں لے لیا۔ عمر بن عثمان نے کہا: میں نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ درہم میں لے لیا اور (عبداللہ) بن زمعہؓ نے کہا: میں نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لے لیا۔ معاویہؓ نے کہا: باقی کتنے حصے رہے؟ انہوں نے کہا: ڈیڑھ حصہ۔ معاویہؓ نے کہا: میں نے اس کو ایک لاکھ پچاس ہزار میں لے لیا۔ کہتے تھے: عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ درہم پر بیچا۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ ان کا قرض ادا کرنے سے فارغ ہوئے تو حضرت زبیرؓ کے بیٹے کہنے لگے: اب ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کریں۔ انہوں نے کہا: بخدا میں تمہارے درمیان اس وقت تک نہیں تقسیم کروں گا جب تک کہ چار سال تک حج کے موقع پر یہ منادی نہ کرلوں کہ زبیرؓ کے ذمہ جس کا قرضہ ہو وہ ہمارے پاس آئے تا ہم اس کو ادا کردیں۔ کہتے تھے: ہر سال وہ حج کے موقع پر یہ منادی کیا کرتے تھے۔ جب چار سال گزر گئے تو انہوں نے ان میں ترکہ تقسیم کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں اور حضرت عبداللہ نے ایک تہائی نکالا۔ پھر بھی ہر ایک بیوی کو بارہ بارہ لاکھ حصہ ملا۔ {اور☆ ان کی ساری جائیداد پانچ کروڑ اور دو لاکھ درہم تھی۔

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ٢٧٥) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: **بَرَكَةُ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا**: اس باب سے مجاہد فی سبیل اللہ کے اموال میں برکت کا نمونہ دکھانا مقصود ہے کہ اس کی نیت خالصاً اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہوتی ہے۔ مگر وہ دنیا کی برکت سے بھی بہت بڑا حصہ پاتا ہے۔ روایت مندرجہ بالا کا محل استدلال اس کے یہ الفاظ ہیں: يَا بُنَيَّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ ... مَنْ مَّوْلَاكَ قَالَ اللّٰهُ۔ جو شخص اپنے مولا (آقا) کے لئے غایت درجہ اخلاص رکھے اور اس کی محبت میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا، اس کا مولا اس کو ہر قسم کی برکت سے نوازے گا۔ علامہ ابن حجرؒ نے ابن سعد کے حوالہ سے حضرت زبیرؓ کے ترکہ کا اندازہ چار کروڑ درہم اور واقدی کے حوالے سے پانچ کروڑ دس لاکھ درہم نقل کیا ہے۔ امام بخاریؒ کی روایت کے مطابق پانچ کروڑ دو لاکھ درہم اندازہ ہے۔ ابن سعد کی روایت سفیان بن عیینہ سے مروی ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۸۰) اندازوں میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ لیکن ان روایات سے ظاہر ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے غیر معمولی برکت ہوئی۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کے اموال میں بھی۔

يَوْمُ الْجَمَلِ: واقعہ جمل سے مراد وہ جنگ ہے جو حضرت عائشہؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان حضرت عثمانؓ کی شہادت کے واقعہ پر ہوئی تھی۔

بَاب ١٤

إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُوْلًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ

اگر امام کسی غرض کے لئے کسی کو ایلچی بنا کر بھیجے یا اسے ٹھہرنے کا حکم دے تو کیا اس کا حصہ (مال غنیمت) میں نکالا جائے؟

٣١٣٠: حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ.

۳۱۳۰: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ عثمان بن موہب نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت عثمانؓ تو بدر سے صرف اس لئے غیر حاضر ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جو اُن کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں بھی اتنا ہی ثواب اور حصہ غنیمت ملے گا جتنا اس شخص کو جو جنگ بدر میں شریک ہوا۔

اطرافہُ: ٣٦٩٨، ٣٧٠٤، ٤٠٦٦، ٤٥١٣، ٤٥١٤، ٤٦٥٠، ٤٦٥١، ٧٠٩٥

تشریح: إِذَا بَعَثَ الإِمَامُ رَسُوْلًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ: معنونہ اختلافِ مسئلہ یہاں یہ ثابت کرنے کی غرض سے دُہرایا گیا ہے کہ جنس کی تقسیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر تھی اور آپؐ تقسیم غنیمت کو تقاضائے حالات میں ملحوظ رکھتے۔

بَاب ۱۵ : وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ

اس بات پر دلیل کہ پانچواں حصہ مسلمانوں کی غیر معمولی ضرورتوں کے لئے تھا

مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعِهِ فِيْهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُّعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ وَمَا أَعْطَى الْأَنْصَارَ وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ مِنْ تَمْرِ خَيْبَرَ.

یہ واقعہ بھی ہے کہ ہوازن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بناء پر اُن کے قیدی چھوڑنے کی درخواست کی تھی کہ آپؐ نے ان کے ہاں بچپن میں دودھ پیا تھا۔ تو آپؐ نے مسلمانوں سے کہا اور وہ اپنے حق سے دستبردار ہوگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے وعدہ فرمایا کہ آپؐ انہیں فَے اور پانچویں حصہٗ غنیمت سے دیں گے اور یہ دلیل بھی ہے کہ آپؐ نے انصار کو (خمس سے) عطا کیا اور حضرت جابر بن عبداللہ کو خیبر کے نخلستان سے کھجوریں دیں۔

۳۱۳۱-۳۱۳۲: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ

۳۱۳۱-۳۱۳۲: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا، کہا: لیث نے مجھ سے بیان کیا، کہا کہ عُقیل نے مجھے بتایا۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اور عروہ کہتے تھے کہ مروان بن حکم اور حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ دونوں نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ہوازن کے نمائندے مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کو ان کے مال اور قیدی واپس کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّطَيِّبَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ

نے ان سے فرمایا: مجھے سب سے پیاری بات وہ لگتی ہے جو نہایت سچی ہو۔تم دو چیزوں میں سے ایک پسند کرلو۔قیدی یا مال اور میں نے تم لوگوں کے انتظار میں ان کی تقسیم میں تاخیر کی تھی اور ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹ کر آئے تو آپؐ نے دس دن سے کچھ اوپر ان کا انتظار کیا تھا۔پس جب ان پر یہ واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو واپس نہیں دیں گے۔مگر دو چیزوں میں سے ایک ہی چیز۔ تو انہوں نے کہا: پھر ہم یہی پسند کرتے ہیں کہ ہمارے قیدی واپس کئے جائیں۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں (خطبہ کیلئے) کھڑے ہوئے اور آپؐ نے اللہ کی وہ تعریف کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: دیکھو تمہارے یہ بھائی توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں نے مناسب سمجھا کہ اِن کو اِن کے قیدی واپس کردوں۔ سو جو خوشی سے یہ بات پسند کرے تو انہیں واپس کردے اور جو تم میں سے یہ چاہے کہ وہ اپنے حصے پر ہی رہے تو وہ بھی واپس کردے۔ہم اس کو اس کا حصہ اس پہلی فَے سے دے دیں گے جو اللہ ہمیں عطا کرے گا۔لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم خوشی سے ان کے قیدی ان کو واپس کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ہم نہیں جانتے، تم میں سے کس نے اس سے متعلق اجازت دی اور کس نے

مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا فَأَذِنُوْا فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

اجازت نہیں دی۔ تم واپس جاؤ تا کہ تمہارے نقیب ہمارے سامنے تمہارا مشورہ پیش کریں۔ لوگ لوٹ گئے اور ان کے نقیبوں نے ان سے بات چیت کی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور انہوں نے آپؐ کو بتایا کہ انہوں نے خوشی سے مانا ہے اور اجازت دی ہے یہ وہ واقعہ ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کی نسبت پہنچا ہے۔

اطراف الحدیث ۳۱۳۱: ۲۳۰۷، ۲۵۳۹، ۲۵۸۴، ۲۶۰۷، ۴۳۱۸، ۷۱۷۶۔
اطراف الحدیث ۳۱۳۲: ۲۳۰۸، ۲۵۴۰، ۲۵۸۳، ۲۶۰۸، ۴۳۱۹، ۷۱۷۷۔

۳۱۳۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيُّ وَأَنَا لِحَدِيْثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى فَأُتِيَ ذَكَرَ دَجَاجَةً وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَأُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا

۳۱۳۳: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا۔ حماد نے ہمیں بتایا کہ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوقلابہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا۔ نیز قاسم بن عاصم کُلَیبی نے مجھ سے بیان کیا اور میں قاسم کی حدیث کو زیادہ یاد رکھتا ہوں کہ انہوں نے زہدم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) کے پاس تھے۔ مرغی کا ذکر آیا اور اس وقت ان کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک شخص بھی موجود تھا جس کا رنگ سرخ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی غلام ہے۔ انہوں نے اس کو بھی کھانے پر بلایا۔ اس نے کہا: میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے۔ اس سے مجھے کراہت ہوگئی اور میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: ادھر آؤ میں اس بارہ میں تمہیں حدیث بتاتا ہوں۔ بعض اشعری لوگوں کے ساتھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ

أَحْمِلُكُمْ وَأُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيْتَ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا.

آپؐ سے سواری مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا: بخدا میں تمہیں سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری کے جانور نہیں کہ تمہیں سوار ہونے کے لئے دوں۔ اتنے میں نبی ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے اور آپؐ نے ہمارے متعلق دریافت کیا، فرمایا: وہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ اور آپؐ نے پانچ اونٹ جو سفید کوہان والے تھے ہمیں دینے کیلئے ارشاد فرمایا۔ جب ہم چلے گئے ہم نے کہا: ہم نے جو کیا ہے وہ ہمیں کبھی مبارک نہ ہوگا۔ ہم یہ خیال کر کے آپؐ کے پاس واپس گئے اور ہم نے کہا: آپ سے ہم نے درخواست کی تھی کہ ہمیں سواری دیں اور آپؐ نے قسم کھائی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے۔ کیا آپؐ بھول گئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے تمہیں سواری نہیں دی۔ بلکہ اللہ ہی نے تمہیں سواری دی ہے اور میں تو بخدا جو قسم بھی ایسی کھا بیٹھوں کہ پھر اس کے سوا کسی اور بات کو بہتر سمجھوں تو انشاء اللہ ضرور وہی بات کروں گا جو بہتر ہوگی اور اس قسم کا کفارہ دوں گا۔

اطرافهُ: ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١، ٧٥٥٥.

٣١٣٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا إِبِلًا كَثِيْرَةً فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ

۳۱۳۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک دستہ فوج بھیجا۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے اور انہوں نے بہت سے اونٹ غنیمت میں لئے اور ان کے حصے میں

اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا.

طرفهُ: ٤٣٣٨۔

بارہ یا گیارہ اونٹ (فی کس) آئے اور ایک ایک اونٹ انہیں انعام دیا گیا۔

٣١٣٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَّبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قِسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

۳۱۳۵: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کو فوج میں بھیجتے ان میں سے بعض کو ان کے عام فوجی حصہ سے زیادہ بھی بطور انعام دے دیتے تھے جو خاص کر انہی کی ذات سے مخصوص ہوتا تھا۔

٣١٣٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ

۳۱۳۶: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ برید بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم یمن میں ہی تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ہمیں خبر پہنچی۔ ہجرت کر کے آپؐ کی طرف ہم روانہ ہوئے۔ میں تھا اور میرے دو بھائی۔ میں ان سے چھوٹا تھا۔ ایک ان میں ابوبردہ تھے اور دوسرے ابورُہم۔ انہوں نے کہا: چند آدمیوں سمیت یا کہا: ترپن یا باون آدمیوں سمیت (ہم نکلے) جو میری قوم میں سے تھے۔ ہم ایک کشتی میں سوار ہوئے اور اس کشتی نے ہمیں حبش کے ملک میں نجاشی کے پاس

بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوْا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

جا اُتارا اور وہاں اس کے پاس اتفاق سے ہم جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ساتھیوں سے ملے۔ جعفرؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور یہیں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اس لئے ان کے ساتھ ہم ٹھہر گئے اور پھر اکٹھے ہی ہم (مدینہ میں) آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جب آپؐ خیبر فتح کر چکے تھے۔ آپؐ نے ہمیں بھی حصہ دلوایا یا کہا: آپؐ نے ہمیں بھی خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا۔ بحالیکہ آپؐ نے سوائے اس کے جو آپؐ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے تھے اور کسی کو بھی جو خیبر کی فتح سے غیر حاضر تھے اس میں سے کوئی حصہ نہ دیا۔ مگر صرف ہم کشتی والوں کو ہی دیا جو جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ تھے۔

اطرافہ: ۳۸۷٦، ٤٢٣٠، ٤٢٣٣۔

۳۱۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا

۳۱۳۷: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ محمد بن منکدر نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس بحرین کا مالیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا۔ مگر وہ مال اس وقت آیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تھے۔ جب بحرین کا مالیہ آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس کا کوئی

فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَثَا لِي ثَلَاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْثُو بِكَفَّيْهِ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي قَالَ قُلْتَ تَبْخَلُ عَلَيَّ مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَثَا لِي حَثْيَةً وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ.

قرضہ یا وعدہ ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ یہ سن کر میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے تین لپ بھر کر دیئے۔ (علی بن مدینی کہتے تھے کہ) سفیان دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے لپ بھرتے (کہ یوں دیا) پھر انہوں نے ہم سے کہا: ابن منکدر نے ہمیں اسی طرح بتایا اور ایک بار انہوں نے یوں کہا (کہ حضرت جابرؓ کہتے تھے:) میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ میں نے مانگا اور انہوں نے مجھے نہ دیا۔ پھر میں ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھے نہ دیا۔ پھر میں ان کے پاس تیسری بار آیا اور میں نے کہا: میں نے آپؓ سے مانگا۔ آپؓ نے مجھے نہیں دیا پھر میں نے آپؓ سے مانگا۔ تب بھی آپؓ نے مجھے نہیں دیا۔ پھر میں نے آپؓ سے مانگا تب بھی آپؓ نے مجھے نہ دیا۔ یا تو آپؓ مجھے دیں ورنہ آپؓ مجھ سے بخل کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: تم یہ کہتے ہو کہ میں تم سے بخل کرتا ہوں۔ میں نے جب کبھی بھی تمہیں محروم کیا ہے تو یقیناً میں اس وقت یہی ارادہ رکھتا تھا کہ میں تمہیں دوں گا۔ سفیان کہتے تھے: عمرو (بن دینار) نے محمد بن علی سے، انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے یوں بیان کیا: حضرت ابوبکرؓ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا اور کہا: اسے شمار کرو۔ میں نے پانچ سو دینار پائے۔ انہوں نے کہا: اتنے ہی دو دفعہ اور لے لو اور انہوں نے یعنی ابن منکدر نے کہا: بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا بیماری ہوگی۔

اطرافہ: ٢٢٩٦، ٢٥٩٨، ٢٦٨٣، ٣١٦٤، ٤٣٨٣

۳۱۳۸: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ اعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِيْتَ إِنْ لَّمْ أَعْدِلْ.

۳۱۳۸: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ قرہ بن خالد نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ حضرت جابرؓ نے کہا: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے آپؐ سے کہا: آپؐ انصاف کریں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم تو بدبخت ہو گئے اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

تشریح: وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ: اس باب کا عطف باب ۶ پر ہے۔ اس تصرف سے ظاہر ہے کہ ان دونوں ابواب کے درمیان ابواب کا تعلق اسی مضمون سے ہے کہ خمس سے متعلق اموال ایسے نہ تھے کہ ان کی نسبت ملکیت اور ورثہ کا سوال کیا جاتا۔ اَلْخُمُسُ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ سے مراد یہی ہے کہ ان کا مصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء پر موقوف تھا۔ سات روایتیں پیش کر کے آپؐ کے اختیارات کی نوعیت واضح کی ہے۔ مثلاً کسی وجہ سے احسان کرنے یا انعام دینے کی ضرورت محسوس کی ہے تو آپؐ نے فَے اور انفال واپس کر دیئے یا بعض مجاہدین کو اُن کے حصہ غنیمت سے بڑھ کر دیا۔ یہ انعام خمس سے تھا۔ اس قسم کا اختیار خلیفہ وقت کو بھی ہے۔ اور یہ تقسیم علیٰ بصیرت ہوتی جس میں انصاف ملحوظ رکھا جاتا۔ روایت نمبر ۳۱۳۴ میں جس حملہ کا ذکر ہے کہ بہت سے اونٹ بطور غنیمت ملے، اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب المغازی، باب ۵۸: اَلسَّرِيَّةُ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ۔

بَاب ۱۶: مَا مَنَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّخَمِّسَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر جو احسان کیا بغیر اس کے کہ آپؐ پانچواں حصہ نکالتے

۳۱۳۹: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ

۳۱۳۹: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے محمد بن جبیر سے، انہوں نے اپنے باپ (حضرت جبیر بن مطعم) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

نے بدر کے قیدیوں کی نسبت فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور مجھ سے ان ناپاک لوگوں کے متعلق سفارش کرتے تو میں ان کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

طرفہ: ٤٠٢٤۔

تشریح: مَا مَنَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّخَمَّسَ: فقہاء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا امام کے لئے اصل غنیمت میں بھی تصرف کرنا جائز ہے یا صرف خمس ہی میں اسے اختیار ہے۔ جمہور کے نزدیک خمس کے علاوہ جو اموالِ غنیمت ہوں ان کی تقسیم میں ایک تہائی میں امام اپنا اختیار استعمال کرسکتا ہے کہ کسی حصہ فوج کو زیادہ دے یا کم دے۔ امام ابن حجرؒ نے باب ۱۵ کی تشریح میں فقہاء کے فتوے تفصیل سے نقل کر کے امام شافعیؒ کی رائے ان الفاظ میں بیان کی ہے: لَا يَتَحَدَّدُ بَلْ هُوَ رَاجِعٌ إِلَى مَا يَرَاهُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَصْلَحَةِ۔ یعنی امام کا اختیار کسی ایک فتویٰ سے محدود کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ مصلحت وقت کے مطابق امام کو اختیار ہے اور انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں آیت قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الأنفال:۲) سے استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ٦ صفحہ ۲۸۹)

مذکورہ بالا استدلال الفاظ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ... سے بھی کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہ ہوتی تو ایسا نہ فرماتے۔ آپؐ کی شان سے بعید ہے کہ کوئی ناجائز امر کسی شرط سے بطور فرض معلّق فرمائیں۔ اس استدلال پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ واقعہ بدر سورۂ انفال سے پہلے کا ہے جبکہ غنیمت کے بارے میں واضح احکام نازل نہ ہوئے تھے۔ اس اعتراض کا جواب باب ۱۵ میں ہے جو حرف واؤ سے باب ٦ پر معطوف ہے۔ غزوۂ خیبر سورۃ الانفال کے نزول سے بعد کا ہے۔ اموالِ غنیمت میں سے ان لوگوں کو بھی دیا گیا جو جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۳۱۳٦)

بَاب ١٧: وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِلْإِمَامِ

اور اس بات پر دلیل کہ غنیمت کا پانچواں حصہ امام کے لئے ہے

وَأَنَّهُ يُعْطِي بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُوْنَ بَعْضٍ مَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِي الْهَاشِمِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذَلِكَ وَلَمْ يَخُصَّ قَرِيْبًا

اور وہ اپنے بعض رشتہ داروں کو دے اور بعض کو نہ دے۔ یہ بھی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے پانچویں حصہ میں سے بنو مطلب اور بنو ہاشم کو حصہ دیا۔ عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے: آپؐ نے ان سب کو نہیں دیا اور نہ ہی آپؐ نے ان لوگوں کو چھوڑ کر جو اس

دُوْنَ مَنْ أَحْوَجُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الَّذِي أَعْطَى لِمَا يَشْكُوْا إِلَيْهِ مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسَّتْهُمْ فِي جَنْبِهِ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَاءِهِمْ.

کے زیادہ محتاج تھے کسی قریبی کو خصوصیت دی۔ اگرچہ وہ جنہیں آپؐ نے دیا، اس وجہ سے دیا کہ وہ اپنی محتاجی کا آپؐ سے شکوہ کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ ان کو آپؐ کی خاطر ان کی اپنی قوم اور اپنے حلیفوں سے تکلیفیں پہنچی تھیں۔

٣١٤٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَّاحِدٌ. قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيْهِمْ.

۳۱۴۰: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابن مسیّب سے، ابن مسیّب نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور ہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ نے مطلب کے بیٹوں کو دیا اور ہمیں چھوڑ دیا اور ہم اور وہ آپؐ سے ایک ہی تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو مطلب اور بنو ہاشم تو ایک ہی ہیں۔ لیث نے کہا: یونس نے بھی مجھ سے یہ بیان کیا اور اتنا بڑھایا کہ حضرت جبیرؓ نے کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد شمس کی اولاد کو نہیں دیا اور نہ نوفل کی اولاد کو۔ اور ابن اسحاق نے یوں کہا: عبد شمس اور ہاشم اور مطلب بھائی تھے۔ ایک ہی ماں کے تھے اور ان کی ماں عاتکہ بنت مرہ تھی اور نوفل ان کے باپ کی طرف سے بھائی تھا۔

اطرافہُ: ٣٥٠٢، ٤٢٢٩.

تشریح: **وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِلْإِمَامِ:** بنومطلب اور بنوہاشم بھی عبدمناف کی اولاد سے تھے، جس طرح عبدشمس کی اولاد جن کی نسل سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور ابن نوفل کی اولاد بھی جن کی اولاد سے حضرت جبیر بن مطعمؓ تھے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے تھے۔ مگر تقسیم غنائم میں ان کو دیا اور باقیوں کو نظر انداز فرما دیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بنوہاشم اور بنومطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں سخت اذیتیں اُٹھائیں اور مالی نقصان برداشت کئے۔

عنوانِ باب میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے قول کا حوالہ عمر بن شبہ نے اپنی کتاب اخبار المدینہ میں مفصل نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۲۹۳)

بَاب ۱۸ : مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ

جوسامان سے پانچواں حصہ نہ نکالے

وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ وَحُكْمُ الْإِمَامِ فِيْهِ.

اور جومجاہد جنگ میں کسی کوقتل کرے توجوسامان اس سے ملا ہے وہ اس کا ہوگا بغیر اس کے کہ اس میں سے پانچواں حصہ نکالا جائے اور امام کا اس کے متعلق حکم دینا۔

۳۱۴۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِي وَشِمَالِي فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ

۳۱۴۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن ماجشون نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، صالح نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں بدر کی لڑائی میں صف میں کھڑا تھا کہ میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو انصاری لڑکے ہیں۔ ان کی عمریں چھوٹی ہیں۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ایسے لوگوں کے درمیان ہوتا جو ان سے زیادہ جوان تنومند ہوتے۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے ہاتھ سے دبا کر پوچھا: چچا! کیا آپؓ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ بھتیجے تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے بتلایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور اس ذات کی قسم

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوْتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِي مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَّظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ. وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ. قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَسَمِعَ إِبْرَاهِيْمَ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ.

اطرافہ: ۳۹۶۴، ۳۹۸۸۔

ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میری آنکھ اس کی آنکھ سے جدا نہ ہوگی جب تک ہم دونوں میں سے وہ نہ مر جائے جس کی مدت پہلے مقدر ہے۔ مجھے اس سے تعجب ہوا۔ پھر دوسرے نے مجھے ہاتھ سے دبایا اور اس نے بھی مجھ سے اسی طرح پوچھا۔ ابھی تھوڑا عرصہ گزرا ہوگا کہ میں نے ابوجہل کو لوگوں میں چکر لگاتے دیکھا۔ میں نے کہا: دیکھو یہ ہے وہ تمہارا ساتھی جس کے متعلق تم نے مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں جلدی سے اپنی تلواریں لئے اس کی طرف لپکے اور اسے اتنا مارا کہ اس کو جان سے مار ڈالا اور پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے پوچھا: تم میں سے کس نے اس کو مارا ہے؟ دونوں نے کہا: میں نے اس کو مارا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ کر صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے تلواروں کو دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: تم دونوں نے ہی اس کو مارا ہے۔ اس کا سامانِ غنیمت معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا اور ان دونوں کا نام معاذ تھا۔ معاذ بن عفراء☆ اور معاذ بن عمرو بن جموح۔ محمد نے کہا: یوسف نے صالح سے سنا اور ابراہیم نے اپنے باپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے سنا۔

☆ بعض روایات میں ہے کہ عفراء کے دو بیٹوں (معوّذؓ اور معاذؓ) نے ابوجہل کو موت کے قریب پہنچا دیا تھا، بعدازاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سرتن سے جدا کیا تھا۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب ۸) امام ابن حجرؒ نے اس احتمال کا اظہار کیا ہے کہ معاذ بن عمروؓ اور معاذ بن عفراءؓ کے بعد معوّذ بن عفراءؓ نے بھی اس پر وار کیا ہوگا۔ (فتح الباری شرح کتاب المغازی، باب ۸)

٣١٤٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَدْبَرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُّ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ

۳۱۴۲: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے یحيٰ بن سعید سے، یحيٰ نے (عمر بن کثیر) بن افلح سے، ابن افلح نے ابومحمد سے جو حضرت ابوقتادہؓ کے غلام تھے۔ ابومحمد نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: جس سال☆ حنین کی جنگ ہوئی ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان اِدھراُدھر ہٹ گئے اور میں نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان شخص کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ میں گھوم کر پیچھے سے اس کے پاس آیا اور تلوار سے اس کے مونڈھے کی رگ پر ایک ضرب لگائی۔ وہ مجھ پر لپکا اور اس نے مجھے ایسا دبوچا کہ میں نے موت کی بو سونگھی۔ مگر موت نے اس کو آپکڑا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمر بن خطابؓ سے جا کر ملا اور میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کا حکم۔ پھر اس کے بعد لوگ لوٹ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس کا ثبوت بھی ہو تو اسی کا وہ سامانِ غنیمت ہے جو مقتول سے لیا گیا ہو۔ میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا: میرے لئے کون گواہی دے گا؟ اور یہ کہہ کر میں پھر بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس کا ثبوت بھی ہو تو اسی

☆ فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ عَامَ حُنَيْنٍ ہے (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۲۹۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَاهَا اللهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ{☆فَبِعْتُ الدِّرْعَ} فَابْتَعْتُ {☆بِهِ} مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

کا وہ سامانِ غنیمت ہے جو مقتول سے پایا ہو۔ میں کھڑا ہوا اور یہ کہہ کر میں پھر بیٹھ گیا۔ آپؐ نے تیسری بار پھر ایسے ہی فرمایا۔ میں پھر کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوقتادہ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟ میں نے آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ تو ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اس نے سچ کہا ہے اور اس کا سامانِ غنیمت میرے پاس ہے۔ آپؐ میری طرف سے اسے راضی کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا! ایسا نہیں ہوگا کہ اس (کے شکار) کا کوئی اور قصد کرے۔ وہ تو اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہ سلوک نہیں کریں گے کہ اس کا سامانِ غنیمت تمہیں دے دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے اور آپؐ نے وہ سامان مجھے دلایا۔ {میں نے زرہ بیچی☆} اور {اس کی قیمت سے☆} بنوسلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا اور یہ پہلی جائیداد ہے جو میں نے اسلام میں پیدا کی۔

اطرافه: ۲۱۰۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۷۱۷۰۔

تشریح: **مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّخَمَّسَ:** مسئلہ معنونہ مقتول اور زخمی کے سامان و اسلحہ وغیرہ کے متعلق ہے۔ جس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ وہ اسے ملے گا جس نے اسے قتل کیا ہو۔ **أَسْلَاب، سَلَبٌ** کی جمع ہے جس کے معنی ہیں چھینا ہوا مال۔ یہ لفظ کپڑے اور اسلحہ کی قسم کے سامان پر اطلاق پاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سواری وغیرہ کے جانور اس میں شامل نہیں اور امام شافعیؒ مذکورہ بالا اجازت صرف اسلحہ سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ مجاہد ایسا سامان تقسیم غنیمت سے پہلے پہلے لے سکتا ہے۔ اگر یہ

☆ یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ حاشیہ صفحہ ۲۹۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

اشیاء اموالِ غنیمت میں داخل ہوجائیں تو نہیں لے سکتا۔ مالکیوں اور حنفیوں کے نزدیک اس میں بھی امام کی طرف سے صراحت ضروری ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۲۹۷) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ ۶۵) اسی اختلاف کے پیشِ نظر یہ باب قائم کیا گیا ہے۔ گذشتہ ابواب کا موضوع بھی یہی ہے کہ تقسیم کا تعلق امام کی رائے پر موقوف ہے۔ یہ باب بھی اسی کے تسلسل میں ہے۔

بَاب ۱۹

مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ

ان لوگوں کو جن کی تالیفِ قلب مقصود ہوتی اور ان کے سوا دوسروں کو بھی غنیمت کے پانچویں حصے یا اسی قسم کے اموال میں سے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے

رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۳۱۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيْمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ

۳۱۴۳: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے سعید بن مسیّب سے اور عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا اور آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر میں نے آپؐ سے مانگا اور آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا: حکیم یہ مال ہرا بھرا ہے۔ شیریں ہے۔ سو جس نے سیر چشمی اور سخاوتِ نفس سے اسے لیا تو اس کو اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے نفس کے لالچ سے اسے لیا، اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے۔ حضرت حکیمؓ کہتے تھے:

يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَّأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ.

میں نے (یہ سن کر) کہا: یارسول اللہ! اسی ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس وقت تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ میں آپؐ کے بعد اور کسی سے بھی کچھ نہ لوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ حضرت حکیمؓ کو بلاتے کہ انہیں بھی وظیفہ دیں تو وہ انکار کرتے کہ ان سے کچھ لیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی انہیں بلایا کہ ان کو وظیفہ دیں۔ مگر انہوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: مسلمانو! میں ان کے سامنے ان کا وہ حق جو اللہ نے اس فَے سے مقرر کیا ہے، پیش کرتا ہوں تو یہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ غرض حضرت حکیمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی موت تک لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ لیا۔

اطرافه: ١٤٧٢، ٢٧٥٠، ٦٤٤١۔

٣١٤٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّفِيَ بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبْيِ

۳۱۴۴: ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں میرے ذمہ یہ نذر تھی کہ ایک دن اعتکاف بیٹھوں گا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اسے پورا کریں۔ نافع کہتے تھے: اور حضرت عمرؓ نے حنین کے قیدیوں میں سے دو لڑکیاں حصے میں پائی تھیں۔ انہوں نے ان دونوں کو مکہ کے کسی گھر میں رکھا۔ نافع کہتے تھے: پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا تو وہ چھوٹ

حُنَيْنٍ فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا هَذَا قَالَ مَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوْ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلَى عَبْدِ اللهِ. وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ مِنَ الْخُمُسِ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٍ.

کر گلی کوچوں میں دوڑنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے (اپنے بیٹے عبداللہ کو) کہا: عبداللہ! دیکھو کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے قیدی بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: جاؤ اور تم بھی ان دونوں لڑکیوں کو چھوڑ دو۔ نافع کہتے تھے: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کا احرام نہیں باندھا تھا اور اگر آپؐ باندھتے تو حضرت عبداللہؓ سے پوشیدہ نہ رہتا۔ اور جریر بن حازم نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے کچھ زیادہ بیان کیا اور کہا: (وہ لڑکیاں) خمس میں سے (حضرت عمرؓ کو ملی) تھیں اور معمر نے نذر کی بابت بیان کیا اور یہ نہیں کہا کہ (حضرت عمرؓ نے) ایک دن (کی نذر کا ذکر کیا۔) معمر نے بھی ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ روایت کی۔

اطرافہ: ٢٠٣٢، ٢٠٤٣، ٤٣٢٠، ٦٦٩٧۔

٣١٤٥: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِيْنَ فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ

۳۱۴۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ حسن (بصری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا، کہا: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اموال یا قیدیوں میں سے) بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ آپؐ سے ناراض ہیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا کہ میں بعض دفعہ ایسے لوگوں کو دیتا ہوں کہ جن سے

ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنَى مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. زَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ بِهٰذَا.

اطرافہ: ۹۲۳، ۷۵۳۵۔

مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ ٹھوکر نہ کھائیں اور بے صبر نہ ہو جائیں اور بہت لوگوں کو اس بھلائی اور سیر چشمی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ ان میں سے عمرو بن تغلبؓ بھی ہیں۔ حضرت عمرو بن تغلبؓ کہتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت جو یہ کلمہ فرمایا، اگر اس کے بدلے سرخ اونٹ مجھے ملتے تو میں اتنا خوش نہ ہوتا (جتنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ہوا) اور ابو عاصم نے جریر سے روایت کرتے ہوئے کچھ زیادہ بیان کیا، کہا: میں نے حسن سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عمرو بن تغلبؓ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے اور آپؐ نے انہیں تقسیم کیا۔ پھر یہی روایت بیان کی۔

٣١٤٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

۳۱۴۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قریش کو دیتا ہوں تا انہیں مانوس کروں کیونکہ زمانہ جاہلیت سے ابھی نکلے ہیں۔

اطرافہ: ۳۱۴۷، ۳۵۲۸، ۳۷۷۸، ۳۷۹۳، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

٣١٤٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ

۳۱۴۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتایا کہ جب اللہ

قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ

نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے مالوں میں سے عطا کیا اور آپؐ قریش کے بعض آدمیوں کو سوسو اونٹ دینے لگے تو اس وقت بعض انصاری لوگوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہا: اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرمائے۔ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ بحالیکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی یہ بات بیان کی گئی تو آپؐ نے انصار کو بلا بھیجا اور انہیں چمڑے کے ایک بڑے خیمے میں جمع کیا اور ان کے سوا اور کسی کو بھی ان کے ساتھ نہ بلایا۔ جب وہ اکٹھے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا: یہ کیا بات تھی جو تمہاری نسبت مجھے پہنچی ہے۔ ان میں سے عقل مندوں نے آپؐ سے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں سے جو اہل الرائے ہیں، انہوں نے تو کچھ نہیں کہا۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو نوعمر ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کرے قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو چھوڑ رہے ہیں بحالیکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے آدمیوں کو دیتا ہوں جو زمانہ کفر سے قریب ہیں۔ کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ لوگ تو مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھروں کو

النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

لوٹ رہے ہو۔ بخدا جسے لے کر تم لوٹو گے وہ اس چیز سے بہتر ہے جس کو لے کر وہ لوٹیں گے۔ انصار نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ ہم خوش ہیں۔ پھر آپؐ نے ان سے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم سخت خودغرضی کو دیکھو گے۔ سو اس وقت تک صبر کرنا کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض پر ملو۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: مگر ہم نے صبر نہ کیا۔

اطرافہ: ٣١٤٦، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١.

٣١٤٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتَّى اضْطَرُّوْهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۴۸: عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھے بتایا کہ محمد بن جبیر نے کہا: حضرت جبیر بن مطعمؓ نے مجھے بتایا کہ ایک بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپؐ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ آپؐ حُنَین سے آ رہے تھے۔ بدوی لوگ آپؐ سے لپٹ گئے۔ آپؐ سے مانگتے تھے۔ اتنے لپٹے کہ انہوں نے آپؐ کو ایک ببول کے درخت کی طرف ہٹنے کے لئے مجبور کر دیا جس کے کانٹوں نے آپؐ کی چادر اُچک لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپؐ نے فرمایا: میری چادر مجھے دے دو۔ اگر (میرے پاس)

فَقَالَ أَعْطُوْنِي رِدَائِي فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنَنِي بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا.

طرفہ: ۲۸۲۱۔

ان جنگلی درختوں کی گنتی کے مطابق اونٹ ہوتے تو میں انہیں تم میں بانٹ دیتا اور پھر تم مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

۳۱۴۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ مُرْ لِي مِنْ مَّالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

اطرافہ: ۵۸۰۹، ۶۰۸۸۔

۳۱۴۹: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحق بن عبداللہ سے، اسحق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپؐ ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک گنوار نے آپؐ کو آپکڑا اور آپؐ کی چادر اس زور سے کھینچی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کو دیکھا کہ چادر کے کنارے نے اس میں زور سے کھینچے جانے کی وجہ سے نشان ڈال دیا تھا۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے اس مال سے جو آپؐ کے پاس ہے مجھے بھی دلوائیں۔ آپؐ نے مڑ کر اس کو دیکھا اور ہنسے۔ پھر آپؐ نے اس کو کچھ دینے کے لئے فرمایا۔

۳۱۵۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ

۳۱۵۰: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا وَمَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسَى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

حنین کی جنگ ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم میں کچھ لوگوں کو مقدم کیا۔ چنانچہ اقرع بن حابسؓ کو آپؐ نے سو اونٹ دیئے اور عیینہ (بن حصنؓ) کو بھی اتنے ہی دیئے اور کچھ ایسے آدمیوں کو بھی دیا جو شرفاءِ عرب میں سے تھے تو اس دن آپؐ نے تقسیم میں ان کو مقدم کیا۔ ایک شخص کہنے لگا: بخدا! یہ تقسیم تو ایسی ہے کہ اس میں انصاف مدنظر نہیں رکھا گیا اور نہ اس سے اللہ کی رضا مندی مقصود ہے۔ میں نے کہا: بخدا! میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ضرور بتاؤں گا۔ چنانچہ میں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ کو بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: پھر اور کون انصاف کرے گا اگر اللہ اور اس کے رسول نے انصاف نہ کیا؟ موسیٰ پر اللہ رحم کرے، ان کو اس سے بھی زیادہ دُکھ دیا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

اطرافهُ: ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٢٩١، ٦٣٣٦۔

٣١٥١: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ. وَقَالَ أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ

۳۱۵۱: محمود بن غیلان نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں: حضرت زبیرؓ کی اس زمین سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دی تھی، میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر لایا کرتی تھی اور یہ زمین دو تہائی فرسخ کے فاصلہ پر تھی۔ اور ابوضمرہ نے یہ

هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِّنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيْرِ.

روایت ہشام (بن عروہ) سے (مرسلاً) نقل کی۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کی جائیدادوں میں سے ایک زمین حضرت زبیرؓ کو بطور جاگیر دی تھی۔

طرفهُ: ٥٢٢٤۔

٣١٥٢: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُوْدِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَأَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَّكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتْرُكُكُمْ عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَأُقِرُّوا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيْحَاءَ.

۳۱۵۲: احمد بن مقدام نے مجھ سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نافع نے مجھے بتایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز کے ملک سے جلاوطن کر دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب آپؐ اہل خیبر پر غالب آئے، ارادہ فرمایا تھا کہ یہودیوں کو وہاں سے نکال دیں اور جب آپؐ غالب آئے تو ان اراضی میں سے کچھ یہودیوں کیلئے رہیں اور کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور کچھ مسلمانوں کے لئے۔ اور یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ زمین انہی کے قبضہ میں رہنے دیں، اس شرط پر کہ محنت وہ کریں گے اور آدھی پیداوار ان کی ہوگی (اور آدھی مسلمانوں کی۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک ہم چاہیں گے اس شرط پر رہنے☆ دیں گے۔ چنانچہ وہ اس شرط پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں انہیں تیماء یا اَریحاء کی طرف نکال دیا۔

اطرافهُ: ٢٢٨٥، ٢٣٢٨، ٢٣٢٩، ٢٣٣١، ٢٣٣٨، ٢٤٩٩، ٢٧٢٠، ٤٢٤٨۔

☆ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ لفظ "نُقِرُّكُمْ" ہے (فتح الباری جزء ٦ حاشیہ صفحہ ٣٠٣)

تشریح: **مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ:** یہ باب اوراس کی دسوں روایتیں سابقہ موضوع ہی کی تائید میں ہیں۔امام کے فرائض منصبی وسیع ہیں۔اس لیے جب تک اس کے مالی اختیارات وسیع نہ ہوں، وہ انہیں پورا نہیں کرسکتا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کم وبیش ایک سوسات وفد آئے جن کی مہمان نوازی اور خاطر وتواضع میں آپؐ نے خاص اہتمام فرمایااوران کی واپسی پر انہیں تحائف اوراخراجاتِ سفر تک دیئے۔آپؐ پرصرف جنگی اخراجات اور یتامیٰ ومساکین وغیرہ کے نفقات ہی کا بوجھ نہ تھا، بلکہ ان کے علاوہ سیاسی معاملات اور عام نظم ونسق اورتبلیغ اسلام کے متعلقہ امور کے انصرام کی بھی ذمہ داری تھی۔ تالیف القلوب کا صیغہ اپنے مفہوم میں بہت وسعت رکھتا ہے۔وفود کی خاطر تواضع کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت دیکھئے روایت نمبر ۳۱۶۸۔

روایت نمبر۳۱۴۳ کے لئے دیکھئے **کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسئلۃ**، روایت نمبر۱۴۷۲۔تالیف قلب ہی کی غرض سے اموالِ غنیمت جوغزوۂ حنین میں حاصل ہوئے تھے،تقسیم کئے گئے تھے۔اسیرانِ ہوازن کی آزادی کا واقعہ بھی تالیف قلب کی نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔ان کی تقسیم اموالِ خمس کے طریقہ پر ہوئی تھی جن میں سے حضرت عمرؓ کو دولونڈیاں ملی تھیں جوآزاد کردی گئیں۔

أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ: **ظَلَعٌ** کے معنی ہیں اِعْوِجَاجٌ ٹیڑھاپن۔اس سے مراد نفاق اورکمزوریٔ ایمان ہے۔ابوعاصمؒ کے قول سے بتایا ہے کہ مشارٌ الیہ مال بھی غنیمت کا تھاجس میں سے بعض کوتالیف قلب کی غرض سے دیااور بعض کونہیں دیا۔اس سے بھی آپؐ کے اختیار وتصرف کی وسعت اورآپؐ کی بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔

روایت نمبر۳۱۴۶ کاتعلق اموالِ حنین ہی سے ہے جس کا ذکر روایت نمبر۳۱۴۴ اور۳۱۴۷ میں ہے۔روایت نمبر۳۱۵۱ میں ابوضمرہ کی ہشام سے روایت مرسل ہے اورابواسامہ کی موصولہ، اسی لئے اس کو مقدم کیا گیا ہے اور دوسری روایت کا ازالہ ابواسامہ کی موصولہ روایت سے کیا گیا ہے۔روایت نمبر۳۱۵۲ سے ظاہر ہے کہ اموالِ غنیمت کی تقسیم وتنفیل وتخمیس کا تعلق امامِ وقت کی رائے سے تعلق رکھتا ہے۔مذکورہ بالا مثالوں سے جہاں معنونہ مسئلہ کی پوری طرح وضاحت ہوتی ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اموالِ غنیمت کی تقسیم میں احکامِ الٰہی کو پوری طرح ملحوظ رکھ کر احسن تصرف کیا۔چنانچہ آپؐ نے ہوازن کے قیدیوں کی واپسی کے وقت غازیوں سے فرمایا کہ ان میں سے جواپنے حق پر قائم رہنا چاہے، وہ رہے۔ہم اس کواس کا حق پہلی غنیمت سے دیں گے۔گویا آپؐ نے کسی غازی سے اس کا حق خلافِ مرضی نظرانداز نہیں ہونے دیا۔

بَاب ٢٠: مَا يُصِيْبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

لڑنے والا غازی کھانے کی جو چیزیں ملک میں پائے

٣١٥٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

طرفهُ: ٥٥٠٨۔

۳۱۵۳: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید بن ہلال سے، حمید نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے تھیلہ پھینکا جس میں چربی تھی۔ میں اس کے لینے کو لپکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ سو میں شرم کی وجہ سے اس کو لینے سے رُک گیا۔

٣١٥٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِي مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ.

۳۱۵۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم اپنی لڑائیوں میں شہد اور انگور بھی پایا کرتے تھے اور انہیں کھاتے اور اُٹھا کر رکھ نہ چھوڑتے۔

٣١٥٥: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ

۳۱۵۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبدالواحد نے ہمیں بتایا کہ شیبانی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: غزوۂ خیبر کی راتوں میں ہم بھوکے رہتے تھے۔ جب خیبر کی لڑائی ہوئی تو ہم پالتو گدھوں پر لپکے اور انہیں ذبح کیا۔ جب ہانڈیاں

الْقُدُوْرُ نَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ فَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُّحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ آخَرُوْنَ حَرَّمَهَا أَلْبَتَّةَ. وَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا أَلْبَتَّةَ.

اُبل رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی: ہانڈیاں اُلٹ دو اور گدھوں کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ۔ حضرت عبداللہ (بن ابی اوفیؓ) کہتے تھے: ہم کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس لئے منع فرمایا ہے کہ ان کا پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا۔ (شیبانی نے) کہا: اور بعض نے کہا: آپؐ نے اس کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ سعید بن جبیر سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا: آپؐ نے ان کو قطعی حرام قرار دیا تھا۔

اطرافهُ: ۴۲۲۰، ۴۲۲۲، ۴۲۲۴، ۵۵۲۶۔

تشریح: **مَا يُصِيْبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ:** باب کی تینوں روایتوں سے مسئلہ معنونہ کا جواز ظاہر ہے کہ غازی حلال اشیاء سے بوقت ضرورت میدانِ جنگ میں اپنی بھوک پیاس کا ازالہ کرسکتا ہے۔ اس کے لئے جائز ہے کہ خوردنی اشیاء ملنے پر انہیں استعمال میں لائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۸- كِتَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ

بَاب ۱ : اَلْجِزْيَةُ وَالْمُوَادَعَةُ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ

جزیہ وصول کرنا نیز ذمیوں اور لڑنے والوں کے ساتھ ایک مدت تک لڑائی نہ کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبة:۲۹) يَعْنِي أَذِلَّاءُ. وَمَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوْسِ وَالْعَجَمِ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ الشَّأْمِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيْرَ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِيْنَارٌ قَالَ جُعِلَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اہل کتاب میں سے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ان باتوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہیں اور نہ سچائی کی روش اختیار کرتے ہیں، ان سے اس وقت تک لڑتے رہو کہ وہ مطیع ہوکر بقدرِ استطاعت جزیہ دیں۔ یعنی بے بس ہوکر۔ اور یہود، نصاریٰ، پارسی اور ہر اجنبی ملک سے جزیہ لینے کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں۔ اور ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے نقل کیا ہے (کہ وہ کہتے تھے:) میں نے مجاہد سے پوچھا: اہل شام کی کیا خصوصیت ہے کہ ان پر چار دینار جزیہ ہے اور اہل یمن پر ایک دینار؟ انہوں نے کہا: بوجہ آسودگی کے یہ جزیہ مقرر کیا گیا تھا۔

۳۱۵۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرًا

۳۱۵۶: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا، کہا: میں

قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ.

نے عمرو (بن دینار) سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ساتھ زمزم کی سیڑھیوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ستر ہجری کا واقعہ ہے۔ جس سال کہ مصعب بن زبیر نے بصرہ والوں کے ساتھ حج کیا تو بجالہ نے ان دونوں سے بیان کیا، کہا: میں جزء بن معاویہ کا جو اَحنف کے چچا تھے کاتب تھا۔ ہمارے پاس حضرت عمر بن خطابؓ کا خط ان کے فوت ہونے سے ایک سال پہلے آیا کہ پارسیوں میں سے ہر ایک ذی محرم کو الگ کردو اور حضرت عمرؓ نے اس وقت تک پارسیوں سے جزیہ نہیں لیا تھا۔

۳۱۵۷: حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ.

۳۱۵۷: جب تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ شہادت نہ دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

۳۱۵۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ

۳۱۵۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت عمرو بن عوف انصاریؓ نے جو بنو عامر بن لوئی کے حلیف اور بدر میں شریک تھے، ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ اس کا جزیہ لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَقَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

أطرافه: ٤٠١٥، ٦٤٢٥.

کے باشندوں سے صلح کر لی تھی اور حضرت علاء بن حضرمیؓ کو ان کا امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بحرین کا مالیہ لے کر آئے اور انصار نے حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد کی خبر سنی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپؐ فجر کی نماز ان کو پڑھا چکے تو آپؐ مڑے۔ صحابہ آپؐ کے سامنے آبیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو آپؐ مسکرائے اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: پھر تمہیں بشارت ہو اور اسی بات کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی۔ بخدا! تمہارے متعلق مجھے محتاجی کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا تمہارے لئے اس طرح کشادہ نہ ہو جائے جس طرح ان لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور پھر تم اس میں اس طرح ایک دوسرے سے بڑھ کر حرص کرنے لگو جس طرح انہوں نے کی اور یہ حرص تمہیں بھی ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے انہیں ہلاک کیا ہے۔

٣١٥٩: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

۳۱۵۹: فضل بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر رقی نے ہمیں بتایا۔ معتمر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبیداللہ ثقفی نے ہمیں

سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيْرُكَ فِي مَغَازِيَّ هَذِهِ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرَى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلَى كِسْرَى. وَقَالَ بَكْرٌ وَزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي

بتایا۔ بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر نے جبیر بن حیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ نے لوگوں کو بڑے بڑے شہروں میں مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ آخر ہرمزان نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے (ان سے) کہا: میں تم سے ان مقامات پر حملہ کے بارے میں مشورہ چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں۔ ان مقامات کی مثال اور ان لوگوں کی مثال جو ان میں ہیں یعنی وہ جو مسلمانوں کے دشمن ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کا سر بھی ہو اور جس کے دو بازو اور دو ٹانگیں بھی ہوں۔ اگر دو بازوؤں میں سے ایک بازو توڑ دیا جائے تو دو ٹانگوں ایک بازو اور سر کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوگا اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دو ٹانگوں اور سر کے بل اُٹھ کھڑا ہوگا اور اگر سر کچل دیا جائے تو دو ٹانگیں اور دو بازو اور سر ناکارہ ہو جائیں گے۔ سر تو کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر اور دوسرا بازو فارس۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ کی طرف نکلیں۔ بکر اور زیاد دونوں نے جبیر بن حیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے ہمیں جنگ کیلئے روانہ کیا اور حضرت نعمان بن مقرنؓ کو ہم پر امیر مقرر کیا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین میں پہنچے اور کسریٰ کا ایک افسر چالیس ہزار سپاہ لے کر ہمارے مقابلے کے لئے آیا تو ایک ترجمان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: چاہیے کہ تم میں سے ایک شخص مجھ سے بات کرے۔ حضرت مغیرہ (بن شعبہؓ)

أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِيْنَ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ.

طرفہُ: ۷۵۳۰۔

نے کہا: جو تم پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اس نے کہا: تم کون ہو؟ حضرت مغیرہؓ نے کہا: ہم عرب لوگ ہیں۔ ہم سخت بدبختی اور نہایت کڑی مصیبت میں تھے۔ بھوک کے مارے کھالیں چوسا کرتے اور گٹھلیاں چبایا کرتے اور اون اور بال پہنتے تھے اور درختوں اور پتھروں کو پوجتے تھے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ آسمانوں اور زمینوں کے ربّ نے جس کی تعریف تمام بلندیوں میں ہو رہی ہے اور جس کی عظمت ہر جگہ جلوہ گر ہے، ہمارے پاس ایک نبی بھیجا جو ہم میں سے تھا۔ ہم اس کے ماں باپ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ تو ہمارے اس نبی نے جو ہمارے ربّ کا رسول ہے- اللہ اپنی خاص رحمتوں سے انہیں نوازے- ہمیں ارشاد فرمایا کہ جب تک تم واحد خدا کی عبادت نہ کرو یا جزیہ نہ دو اس وقت تک تم سے لڑیں اور ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے- اللہ انہیں ابدالآباد تک سلامتی میں رکھے- ہمارے ربّ کا یہ پیغام ہمیں دیا کہ ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ جہاں وہ ایسی نعمتوں میں ابدی زندگی بسر کرے گا جن کی مانند نعمتیں اس نے کبھی نہ دیکھیں اور جو ہم میں سے جیتا بچ رہے گا تو وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا۔ (حضرت مغیرہؓ نے یہ گفتگو ختم کرنے کے بعد نعمان سے کہا: لڑائی شروع کرو۔)

۳۱۶۰: فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۶۰: حضرت نعمانؓ نے (حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے) کہا: تمہیں تو اللہ ایسی کئی لڑائیوں میں نبی ﷺ

فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.

کے ساتھ شریک رکھ چکا ہے اور اس نے نہ تمہیں شرمندہ کیا اور نہ تمہیں رسوا کیا۔ البتہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں موجود تھا۔ آپؐ کی عادت تھی کہ اگر دِن کے شروع میں آپؐ نہ لڑتے تو اس وقت تک انتظار کرتے کہ ہوائیں چلنے لگیں اور نمازوں کا وقت ہو جائے۔

تشریح: **اَلْجِزْيَةُ وَالْمُوَادَعَةُ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ:** جزیہ کی اصطلاح کا مفہوم وہی ہے جو بدلِ نقدی کا (یعنی جنگ کے بدلہ میں نقد رقم) حکومت عثمانیہ اسلامی حکومت تھی اور ہر مسلمان پر جہاد فرض تھا۔ لیکن قوانین حکومت میں گنجائش تھی کہ جو جنگ میں کسی معقول وجہ سے شامل نہ ہو سکے تو بدل نقدی دے کر اجازت لے سکتا تھا۔ اگرچہ غیر مسلموں پر جہاد فرض نہیں لیکن ملک کی حفاظت ان پر بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح مسلمان باشندگان ملک پر۔ اس لئے اسلام نے ان پر ایک ٹیکس مقرر کر کے ان کو فریضہ جہاد کی پابندی سے آزاد رکھا ہے۔ اس معاوضے کا نام جزیہ یعنی بدل نقدی ہے۔ مخالفین اسلام نے غلط مفہوم بیان کر کے اس اصطلاح کی نسبت بہت بڑی غلط فہمی پیدا کر دی ہے۔ بحالیکہ مذکورہ بالا ٹیکس بالکل انصاف پر مبنی ہے اور جزیہ مذہبی آزادی کے اصول کو ملحوظ رکھ کر جاری کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة:۲۵۷) دین کے معاملہ میں جبر واکراہ نہیں۔ جو مذہبی فرائض ایک مسلم پر عائد ہوتے ہیں، انہیں غیر مسلم پر ٹھونسنا اسلام میں جائز نہیں۔ لیکن اگر غیر مسلم نیک نیتی سے دفاعِ وطن کے جہاد میں شریک ہونا چاہے تو اس کے لیے کوئی روک نہیں۔ اسلامی تاریخ میں ایسی مثالیں بہت ہیں کہ غیر مسلم دفاعِ وطن میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے اور پھر جزیہ ان سے نہیں لیا گیا۔ ان کے لئے اس بارہ میں کوئی روک نہ تھی، سوائے اس شرط کے کہ وہ نیک نیت اور اصل ہوں اور یہی شرط ایک مسلم مجاہد کے لئے بھی ہے۔

امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں لفظ اَلْجِزْيَة کے ساتھ لفظ اَلْمُوَادَعَة شامل کیا ہے۔ مُوَادَعَة کے معنی لڑائی ترک کر کے صلح وصفائی کے ساتھ رہنے کے ہیں اور یہ مصالحت ذمیوں کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور حربیوں کے ساتھ بھی۔ ذمی اور حربی دو اسلامی اصطلاحیں ہیں۔ اوّل الذکر کا اطلاق اس غیر مسلم قوم پر ہوتا ہے جو دارالاسلام میں رہے اور جس کی حفاظت وسلامتی کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہو۔ اس مصالحت وذمہ داری کے عوض میں جو ٹیکس ان سے طے پائے وہ جزیہ کہلاتا ہے اور یہ ٹیکس اقتصادی حالات کے مطابق کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ عنوانِ باب ہی میں اس امر کی صراحت بحوالہ مجاہد کی گئی ہے کہ شام کے ملک میں کشائش ودولت تھی۔ اس لئے وہاں اقتصادی حالت اچھی ہونے کی وجہ سے چار دینار فی کس جزیہ تھا اور یمن میں صرف ایک دینار سالانہ یعنی تقریباً دس درہم۔ یہ ٹیکس اس شخص سے لیا جاتا تھا جو کمانے کے قابل ہو اور اس سے ایک خاص طبقہ مستثنیٰ کیا گیا ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ...: مشارٌ الیہ حوالہ مسند عبدالرزاق میں موصولاً منقول ہے[۱] (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۱۲) عنوانِ باب میں ذمی وحربی کا اکٹھا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ جزیہ کی نوعیت مصالحت کی سی ہے۔ایک برسرِ پیکار قوم سے بھی صلح ہوسکتی ہے اوراس سے تاوانِ جنگ حسب شرائط وصول کیا جاتا ہے اور ذمی جو اسلامی ملک میں رہائش اختیار کرتا ہے۔ اس سے بھی شرطِ مصالحت طے پاتی ہے اور حربی جو اپنے وطن کو واپس جاتا ہے اس سے بھی شرط طے پاتی ہے۔ دونوں قسم کی شرطیں ایک ہی بنیاد پر قائم ہیں۔یعنی موادعت و مصالحت اور ان سے جو رقم حاصل ہوتی ہے وہ بھی درحقیقت جزیہ ہی ہے یعنی معاوضہ۔اس مماثلت کی وجہ سے دونوں کا ذکر ایک ہی عنوان میں کیا گیا ہے۔عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ یہ ہے: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۝ (التوبة:۲۹) ترجمہ از تفسیر صغیر: ''جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ یومِ آخرت پر اور نہ اسے جسے اللہ اوراس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے حرام قرار دیتے ہیں اور نہ سچے دین کو اختیار کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے ان سے جنگ کرو جب تک کہ وہ اپنی مرضی سے جزیہ ادا نہ کریں اور وہ تمہارے ماتحت نہ آجائیں۔''

اس آیت سے قبل کفارِ عرب کا ذکر ہے۔جنہوں نے معاہدات توڑے اور تعلقاتِ قرابت کی پرواہ نہیں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا اور لڑائی میں ابتداء کی۔ان باتوں کو بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے: فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (التوبة:۱۲) اے مسلمانو! کفر کے سرغنوں سے تم لڑو تا کہ یہ لوگ شرارتوں سے باز آجائیں۔اس کے بعد آیت قَاتِلُوا الَّذِيْنَ... میں یہ فرمایا کہ اگر اہل کتاب حملہ کریں تو ان سے جنگ جائز ہے۔لیکن اگر شکست کھا کر جزیہ دینے کو تیار ہو جائیں تو پھر لڑائی کو لمبا نہ کیا جائے۔ بلکہ ان کی غلطی کو معاف کر دیا جائے۔آیت کے آخری حصہ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اقرار کریں کہ انہوں نے حملہ کرنے میں غلطی کی اور شکست کھا کر ذلیل ہوئے اور آخر ان کو مسلمانوں سے جزیہ پر صلح کرنی پڑی۔آیت مذکورہ بالا میں امرِ واقعہ کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ مغلوب ہو کر مسلمانوں کے مقابلے میں عاجز ہوئے۔ عَنْ يَّدٍ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی طاقت و مقدرت کے مطابق جزیہ دیں۔اس باب کے تحت پانچ روایتیں ہیں اور پانچوں سے ظاہر ہے کہ مشرکین عرب سے صلح کی گئی اور پارسیوں سے بھی۔پہلی روایت کا تعلق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ خلافت سے ہے۔ان کی طرف سے حضرت مصعب بن زبیرؓ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے۔بجالہ تمیمی جو راوی ہیں مشہور تابعی ہیں اور جزء بن معاویہ بن حصن بن عبادہ تمیمیؓ کے کارپرداز تھے۔ جزء بن معاویہؓ احنف بن قیس کے چچا ہیں اور صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اَہواز کا امیر مقرر کیا تھا۔بقول بلاذری معاویہ بن سفیانؓ کی خلافت تک زندہ رہے اور زیاد کے بھی کارکن رہے۔حضرت عمرؓ کے جس پروانہ کا یہاں ذکر ہے، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی اسے نقل کیا ہے۔[۲] (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۱۳) خلاصہ روایت یہ ہے کہ ایرانیوں کو شکست ہوئی اور وہ صلح پر تیار ہو گئے اور ان سے جزیہ قبول کیا گیا۔

---

۱ (مصنف عبد الرزاق، كتاب أهل الكتابين، باب كم يؤخذ منهم في الجزية، جزء۱۰ صفحہ۳۱۰)
۲ (سنن الترمذی، كتاب السير، باب ما جاء في أخذ الجزية من المجوس)
(سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب في أخذ الجزية من المجوس)

فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ: حضرت عمرؓ کے ارشاد فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں۔ لیکن سیاقِ کلام میں اس کی صحیح تشریح یہ ہے کہ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ صلح کی شرائط کا اظہار اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ آخری فیصلہ نہ ہو جائے اور معلوم کرنا چاہتے تھے کہ مجوسیوں سے اہلِ کتاب والا سلوک کیا جائے یا مشرکین والا۔ سعید بن منصورؒ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: فَرِّقُوا بَيْنَ الْمَجُوسِ وَبَيْنَ مَحَارِمِهِمْ كَيْمَا نُلْحِقَهُمْ بِأَهْلِ الْكِتَابِ[1]۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک جزیہ قبول کرنے کے لئے یہ شرط تھی کہ وہ اہلِ کتاب میں سے ثابت ہوں۔ گویا اس جملہ میں ذی محرم سے مراد راز دار ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ تم راز داروں کو بھی جدا کر دو تا کہ وہ فیصلہ جو مجوس کے بارے میں کیا جا رہا ہے اس کا افشاء نہ ہو۔ بجالہؒ کی روایت دو سندوں سے ہے، ایک حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو سماعی ہے اور ایک حضرت عمرؓ کی تحریر سے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے کہ ہجر کے مجوس (شکست کھانے پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ان سے جزیہ قبول کیا جائے تو آپؐ نے فرمایا: اسلام قبول کرو یا لڑائی جاری رکھو۔[2] لیکن یہ روایت کمزور ہے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اسے ردّ کیا اور بتایا ہے کہ مجوسِ ہجر سے آپؐ نے جزیہ قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابوداؤد نے حضرت ابن عباس کی روایت بسند قشیر بن عمرو نقل کی ہے جو کمزور ہے۔ بعض روایتوں میں ایرانی ساحروں کے قتل کئے جانے کا بھی ذکر آتا ہے جو درست نہیں۔ روایت نمبر ۳۱۵۸ سے ظاہر ہے کہ اہلِ بحرین سے جزیہ قبول کیا اور وہ اس وقت مشرک تھے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵)

تیسری روایت میں ہرمزان کے اسلام قبول کرنے کا ذکر مختصراً بیان ہوا ہے۔ معرکۃ الآراء جنگوں کے بعد ایرانیوں کو ہتھیار ڈال دینے پڑے۔ حضرت نعمان بن مقرن مزنی کی قیادت میں جس جنگ کا ذکر کیا گیا تھا وہ نہاوند کی جنگ تھی اور ان کے لشکر میں کبار صحابہ شامل ہوئے۔ اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ عجمیوں سے جزیہ قبول کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۱۸، عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ ۸۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کا جو ذکر روایت نمبر ۳۱۶۰ کے آخر میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھنڈے وقت اور سکون کی حالت میں جنگ شروع کی جاتی تھی اور نمازیں پڑھ لی جاتی تھیں۔ تا دعاؤں کا موقع ملے۔ حضرت نعمانؓ بھی اسی طرح کرتے۔ ان کی ہدایات میں سے جو فوج کو دی گئیں ایک ہدایت یہ مروی ہے: فَلْيَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ[3] کہ ہر مجاہد کو چاہیے کہ اپنی ضرورت پوری کر لے اور وضو کر لے۔ پھر جو دعا وہ کرتے، اس کے یہ الفاظ آتے ہیں: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَقَرَّ عَيْنِي الْيَوْمَ بِفَتْحٍ يَكُوْنُ فِيْهِ عِزُّ الْإِسْلَامِ وَذُلُّ الْكُفْرِ۔ یعنی اے میرے خدا! ہمیں ایسی فتح دے کہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں جس میں اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت ہو۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۲۰)

---

[1] (سنن سعید بن منصور، روایت ۲۰۲۴، جزء۵ صفحہ ۱۹۴)
[2] (سنن أبي داود، كتاب الخراج، باب في أخذ الجزية من المجوس)
[3] (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب التاريخ، باب في توجيه النعمان بن مقرن الى نهاوند)

بَاب ۲ : إِذَا وَادَعَ الْإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُوْنُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ

اگر امام بستی کے حاکم سے صلح کرلے تو کیا یہ صلح بستی والوں سے بھی ہوگی

۳۱۶۱: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوْكَ وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ.

۳۱۶۱: سہل بن بکار نے ہم سے بیان کیا کہ وُہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن یحيٰ سے، انہوں نے عباس ساعدی سے، عباس ساعدی نے حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک پر حملہ کرنے کے لئے نکلے اور ایلہ کے بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر ہدیہ بھیجا اور آپؐ کے استعمال کے لئے ایک چادر بھی پہننے کے لئے بھیجی اور آپؐ نے ان کی بستیاں اسی کے نام لکھ دیں۔

أطرافه: ۱۴۸۱، ۱۸۷۲، ۳۷۹۱، ۴۴۲۲۔

تشریح: إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ: مسئلہ معنونہ سے متعلق مندرجہ بالا روایت میں تو صراحت نہیں کہ ملک ایلہ کو جو امان دی گئی وہ سب رعایا پر شامل تھی۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ ہدیہ پیش کرنے سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس کا ملک اسی کے پاس امن وسلامتی سے رہے اور اس کے باشندگان سے کوئی تعرض نہ ہو۔ امام ابن حجرؒ اس استدلال کو کمزور سمجھتے ہیں اور کہا ہے کہ یہ امر تو عام معروف ہے کہ بادشاہ کی صلح رعایا کی صلح سمجھی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک یہاں عباس حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی بعض دیگر سندوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جن میں اس امر کی صراحت ہے کہ ملک ایلہ یحنہ بن رؤبہ غزوۂ تبوک کے اثناء میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے جزیہ پر صلح کی۔ معاہدہ کے پورے الفاظ یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذِهِ أَمَنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِيُحَنَّةَ بْنِ رُؤْبَةَ وَأَهْلِ أَيْلَةَ، سُفُنُهُمْ وَسَيَّارَتُهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لَهُمْ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْيَمَنِ وَأَهْلِ الْبَحْرِ فَمَنْ أَحْدَثَ مِنْهُمْ حَدَثًا فَإِنَّهُ لَا يَحُوْلُ مَالُهُ دُوْنَ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ طَيِّبٌ لِمَنْ أَخَذَهُ مِنَ النَّاسِ وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَنْ يُّمْنَعُوْا مَاءً يَرِدُوْنَهُ وَلَا طَرِيْقًا يَرِدُوْنَهُ مِنْ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ. (السيرة النبي لابن هشام، غزوة تبوك، الصلح بين الرسول ويحنة) {یعنی یہ اللہ اور نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یحنہ بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے لیے امان نامہ

ہے۔ان کے بری اور بحری قافلے اور کشتیاں اللہ تعالیٰ اور نبی محمد ﷺ کی امان میں ہیں اور ان کے بھی جو اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان میں سے جو بھی اس معاہدہ کو توڑے گا تو اس کا مال اس کی جان نہیں بچا سکے گا۔ اور لوگوں میں سے جو بھی اسے پکڑ لے گا، اس کے لیے وہ جائز ہوگا۔ اور کسی کو بھی پانی اور بری و بحری راستہ سے روکا نہیں جائے گا۔} روایت نمبر۳۱۶۱ کے لیے كتاب الهبة باب ۲۸ بھی دیکھئے۔ مسئلہ معنونہ پر فقہاء متفق ہیں۔ اس بارہ میں ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

بَاب ۳: اَلْوَصَاةُ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جو باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہوں ان کی نسبت تاکیدی حکم

وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْإِلُّ الْقَرَابَةُ.

اور لفظ ذِمَّةٌ کے معنی عہد و پیمان اور اِلٌّ کے معنی رشتہ داری کے ہیں۔

۳۱۶۲: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ.

۳۱۶۲: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابو جمرہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے جویریہ بن قدامہ تمیمی سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ ہم نے کہا: امیر المؤمنین ہمیں وصیت کریں۔ انہوں نے کہا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے عہد کی نگہداشت رکھنا۔ کیونکہ وہ عہد تمہارے نبی ﷺ کا عہد و پیمان ہے اور تمہارے بال بچوں کا رزق۔

أطرافه: ۱۳۹۲، ۳۰۵۲، ۳۷۰۰، ۴۸۸۸، ۷۲۰۷۔

تشریح: اَلْوُصَاةُ بِاَهْلِ الذِّمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: عنوان باب میں الفاظ ذِمَّةٌ اور اِلٌّ کی جو تشریح کی گئی ہے، اس سے قرآن مجید کی آیت ہے: لَا يَرْقُبُوْنَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ○ (التوبة:۱۰) مومن سے متعلق نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کی ذمہ داری کا۔ اور وہ (اپنی دشمنی میں) حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمیوں کے بارے میں عہد و پیمان کی نگہداشت رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ بلکہ آپؐ نے دشمنوں سے بھی معاہدہ کا احترام فرمایا۔ (دیکھئے كتاب الصلح باب ۷) عمرو بن میمون کی روایت میں حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ یوں منقول ہیں: أُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ أَنْ

يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ۔ یعنی میں اس کو (جو میرے بعد خلیفہ ہو) اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان (ذمیوں) سے ان کا وہ عہد پورا کیا جائے (جو ان سے کیا گیا ہے) اور ان کو بچانے کے لئے دشمنوں سے جنگ کی جائے اور اُن سے اتنا ہی کام لیا جائے جتنا وہ برداشت کر سکیں۔ (دیکھئے کتاب الجهاد والسير، باب ۱۷۴، روایت نمبر ۳۰۵۲) ان الفاظ کے پیش نظر **رِزْقُ عِيَالِكُمْ** کا مفہوم واضح ہے کہ ذمیوں کے ساتھ عدل وانصاف اور نرمی و مہربانی کا سلوک کرنے سے تمہارے تعلقات استوار رہیں گے اور آمدنی کی صورت قائم رہے گی۔

بَاب ٤ : مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَّالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین (کی اراضی) میں سے جو (جاگیریں) اور بحرین کے مالیہ اور جزیہ سے جو دینے کا وعدہ فرمایا

وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ.

فَے اور جزیہ کن لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔

٣١٦٣: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ حَتَّى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَلَى ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

۳۱۶۳: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تا ان کو بحرین کی سندیں لکھ دیں۔ انہوں نے کہا: بخدا! ہم نہیں لیں گے، جب تک کہ آپؐ ہمارے قریش بھائیوں کو بھی ویسی ہی سندیں نہ لکھ دیں۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ چاہے انہیں بھی ملیں گی۔ وہ آپؐ سے یہی بات کہتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم دیکھو گے کہ دوسرے تم پر خود غرضی کی وجہ سے مقدم کئے جائیں گے تو اس وقت تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملو، صبر کرنا۔

أطرافه: ٢٣٧٦، ٢٣٧٧، ٣٧٩٤

۳١٦٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَقَالَ لِي احْثُهُ فَحَثَوْتُ حَثْيَةً فَقَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَدْتُّهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ.

۳١٦۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: روح بن قاسم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اگر بحرین کا مالیہ ہمارے پاس آ گیا تو میں تمہیں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور بحرین کا مالیہ آیا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا: جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: اگر بحرین کا مالیہ ہمارے پاس آیا تو میں تمہیں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا: اس میں سے ایک لپ بھر لو۔ چنانچہ میں نے ایک لپ بھر لیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: انہیں گنو۔ میں نے ان کو گنا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پانچ سو ہیں اور انہوں نے مجھے ایک ہزار پانچ سو دیا۔

أطرافه: ٢٢٩٦، ٢٥٩٨، ٢٦٨٣، ٣١٣٧، ٤٣٨٣.

۳١٦٥: وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ

۳١٦۵: اور ابراہیم بن طہمان نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ فَمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مالیہ لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس کو مسجد میں رکھ دو۔ یہ سب سے زیادہ مال تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ آپؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! مجھے بھی دیں۔ میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا بھی۔ آپؐ نے فرمایا: لے لیں۔ تو وہ اپنے کپڑے میں لپ بھر کر ڈالنے اور اسے اُٹھانے لگے تو اسے نہ اُٹھا سکے۔ انہوں نے کہا: کسی سے فرمائیں کہ وہ مجھے اُٹھوا دے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عباسؓ نے کہا: پھر آپؐ ہی اسے اُٹھا کر مجھ پہ رکھ دیں۔ فرمایا: نہیں۔ تو انہوں نے اس میں سے کچھ نکال ڈالے اور پھر اس کو اُٹھانے لگے مگر پھر بھی نہ اُٹھا سکے۔ حضرت عباسؓ نے کہا: آپؐ کسی سے فرمائیں کہ اس کو اُٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ کہنے لگے: تو آپؐ ہی اس کو اُٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ فرمایا: نہیں۔ پھر انہوں نے کچھ اور نکال ڈالے اور اس کے بعد اس مال کو اپنے کندھے پر اُٹھا لیا اور چل دیئے۔ حضرت عباسؓ جب تک ہم سے اوجھل نہیں ہوگئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے رہے۔ آپؐ کو ان کی حرص پر بہت تعجب ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نہیں اُٹھے جب تک کہ اس مال میں سے ایک درہم بھی باقی رہا۔ (یعنی سب بانٹ کر اُٹھے۔)

أطرافه: ٤٢١، ٣٠٤٩.

تشریح: مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْبَحْرَيْنِ ... : عنوانِ باب میں تین مسائل بیان ہوئے ہیں اور ان سے متعلق تین روایتیں علی الترتیب درج ہیں۔ بحرین سے آمدہ مال کی آمد و تقسیم حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ شرطیہ لَوْ قَدْ جَاءَ نَا کہہ کر اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا تھا۔ امام بخاریؒ نے اس سے اموالِ فَے و جزیہ کی تقسیم کا حکم مستنبط کیا ہے کیونکہ اگر اراضیاتِ فَے کی تقسیم درست نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے نہ فرماتے کہ میں تمہیں بحرین میں معاش کی سندیں لکھ دیتا ہوں۔

عنوانِ باب میں اموالِ فَے اور اموالِ جزیہ تقسیم کی رو سے ایک ہی شق میں شمار کئے گئے ہیں کہ وہ امام کی رائے کے مطابق تقسیم کئے جائیں گے۔ اسی غرض سے یہ باب قائم کر کے اموالِ جزیہ و فَے ایک دوسرے پر عطف کئے گئے ہیں۔ ابوعبید نے فَے، خراج، جزیہ اور عُشر کو جو ذمیوں سے وصول ہو بیت المال کا حصہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ سب مسلمانوں کا ان اموال میں حق ہے۔ صحابہ کرام میں فَے کی تقسیم سے متعلق اختلاف تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے برابر تقسیم کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ حضرت علیؓ، عطاء بن ابی رباح اور امام شافعیؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی رائے میں تقاضائے حالات کی بناء پر اموالِ فَے کم وبیش تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ مساوات مدنظر رکھنا ضروری نہیں۔ امام مالکؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ احناف کے نزدیک امامِ وقت مجاز و مختار ہے۔ جیسا مناسب سمجھے تقسیم کرے۔ برابر یا کم وبیش۔ عامۃ المسلمین کی مصلحت، رفاہِ عامہ اور ناگہانی ضرورتوں کے لئے یہ اموال ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۲۳، ۳۲۴)

بَاب ۵: إِثْمُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

اس شخص کا گناہ جس نے بغیر جرم کے ایسے آدمی کو قتل کیا جس سے معاہدہ ہو

٣١٦٦: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.

۳۱۶۶: قیس بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہمیں بتایا۔ حسن بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ مجاہد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبداللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایسے آدمی کو قتل کیا جس سے معاہدہ ہو، اس نے جنت کی خوشبو نہ سونگھی بحالیکہ جنت کی خوشبو تو ایسی ہے کہ چالیس برس کی مسافت پر بھی محسوس ہوتی ہے۔

طرفہ: ٦٩١٤.

تشریح: **إِثْمُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ:** امام بخاریؒ کی مستند روایت ۳۱۶۶ میں حدیث کے الفاظ بغیر قید وشرط کے ہیں۔ لیکن امام موصوف نے اس روایت کی بعض سندوں کی بناء پر عنوانِ باب میں تصریح کر دی ہے کہ بغیر جرم معاہد کو قتل کرنا گناہ ہے۔ ابومعاویہ کی روایت میں الفاظ **بِغَيْرِ حَقٍّ** مروی ہیں اور نسائی اور ابوداؤد کی روایت کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں: **مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ**☆ جس نے معاہد نفس کو ناحق قتل کیا، اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔ جس طرح مومن کے ارادتاً قتل کرنے کی سزا قرآن کریم میں جہنم بتائی گئی ہے۔ اسی طرح یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہد قوم کے ایک فرد کو قتل کرنے کی سزا جنت سے محرومی قرار دی ہے۔ گویا انسانی حقوق کو برابر رکھا ہے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۲۴) اس بارہ میں **کتاب الدیات، باب إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ** بھی دیکھئے۔

بَاب ٦: إِخْرَاجُ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

جزیرۂ عرب سے یہودیوں کا نکالنا

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ.

اور حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے: میں تمہیں یہاں اس وقت تک ٹھہرنے دوں گا جب تک کہ اللہ تمہیں ٹھہرائے۔

٣١٦٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ

۳۱۶۷: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: سعید مقبری نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم مسجد میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور آپؐ نے فرمایا: یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم باہر نکلے۔ اس مدرسہ میں پہنچے جہاں تورات کا درس ہوتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اسلام قبول کر لو تم

☆ (سنن النسائی، کتاب القسامة، باب تعظیم قتل المعاهد)
(سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته)

الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ يَّجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُوْلِهِ.

أطرافه: ٦٩٤٤، ٧٣٤٨.

سلامتی میں رہو گے اور تمہیں معلوم ہو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس زمین سے نکالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص اپنی جائیداد کی کچھ قیمت پاتا ہو وہ اس کو بیچ دے ورنہ معلوم رہے کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

٣١٦٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِي بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا لَهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِي فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا

۳۱۶۸: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے سلیمان بن ابی مسلم احول سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے سنا۔ سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے تھے: جمعرات کا دن۔ جمعرات کا دن بھی کیا مصیبت کا دن تھا۔ یہ کہہ کر وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں بھی تر کر دیں۔ میں نے کہا: ابن عباسؓ! وہ جمعرات کا دن کیا تھا۔ کہنے لگے: جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری نے سخت نڈھال کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس شانے کی ایک ہڈی لاؤ۔ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لوگوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا اور نبی ﷺ کے پاس جھگڑنا نہیں چاہیے تھا۔ لوگوں نے کہا: آپؐ کو کیا ہو گیا ہے کیا آپؐ بیماری کی شدت میں بول رہے ہیں؟ آپؐ سے پوچھ کر سمجھ تو لو۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو۔ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جدھر تم مجھے بلاتے ہو اور آپؐ نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا۔ فرمایا: جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکال دو اور نمائندوں کی ویسے ہی خاطر

كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ {☆خَيْرٌ} إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ.

کرتے رہنا جس طرح کہ میں کرتا تھا اور تیسری بات {بھی بہت اچھی ہے☆} یا تو سعید خاموش ہو رہے، اس کو بیان نہ کیا یا انہوں نے وہ بات بتائی اور میں وہ بھول گیا۔ سفیان نے کہا: یہ جملہ (وَالثَّالِثَةُ خَيْرٌ) سلیمان (اَحْوَل) کا قول ہے۔

أطرافه: ١١٤، ٣٠٥٣، ٤٤٣١، ٤٤٣٢، ٥٦٦٩، ٧٣٦٦۔

تشریح: **اِخْرَاجُ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ:** آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا مقصد دعوتِ اسلام تھا اور اس کے لئے آپؐ نے انتہائی کوشش فرمائی اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیا اور صحابہ کو بھی فریضہ تبلیغ کی تاکید فرمائی اور اس کی ادائیگی میں نرمی کا پہلو اختیار کرنے کی ہدایت دی۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہودیانِ خیبر اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو قبائل یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے ہدایت دی تھی اور اگر کسی نے سختی سے کام لیا تو اس پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ آپؐ کی جنگیں خود حفاظتی کے لئے تھیں اور ان جنگوں میں بھی آپؐ کی خواہش رہتی کہ کسی طرح خونریزی رُک جائے اور صلح کی بار بار تحریک آپؐ کی طرف سے کی گئی تا امن کی فضا پیدا ہو۔ کیونکہ بغیر امن کے تبلیغ محال تھی۔ اس لئے آپؐ نے ہمیشہ کوشش فرمائی کہ لڑائی سے قبل صلح وسلامتی کا پیغام بھیجا جائے۔ (اس تعلق میں دیکھئے کتاب الجهاد، باب۱۰۲)

اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عام ہے۔ اس میں یہودی بھی آجاتے ہیں۔ لیکن اس ارشاد کے تحت وہی یہودی آتے ہیں جنہوں نے بار بار جنگ کی اور شکست کھانے پر مشروط طور پر خیبر میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ باب کا تعلق معاہدہ کی نگہداشت رکھنے سے ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہودی بھی معاہد تھے۔ لیکن انہوں نے معاہدہ میں بار بار غداری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رویہ سے یقین ہو چکا تھا کہ یہ قوم امن پسند مسلمانوں سے خیانت کئے بغیر نہیں رہے گی۔ اس لئے آپؐ نے ان کے لئے وصیت فرمائی اور آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مطابق معاہدہ انہیں نکالنا پڑا اور وہ خود بھی محسوس کرتے تھے کہ ان کے لئے اسی بات میں امن ہے کہ وہ اس غلامی سے نکل جائیں اور آج کل ہمارے زمانہ میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ ایک قوم کے ساتھ ہمسایہ قوم کی عداوت جب انتہائی شدت اختیار کر لیتی ہے تو مجلس اقوام عالم کو یہی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ایسی قوم کسی دوسری جگہ آباد کی جائے۔ الفاظ اُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ ۔ میں تمہیں اس وقت تک یہاں رہنے دوں گا جب تک اللہ تمہیں رہنے دے۔ یعنی جب تک تم حدود آئین کی نگہداشت رکھو گے یہاں رہ سکو گے۔ لیکن جب تم امن عامہ میں مخل ہو گے تو اس وقت یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے اور کسی اور جگہ آباد کئے جاؤ گے اور تمہیں اس غلامی میں بطور ہمسایہ قوم زندگی بسر کرنے کا حق

☆ یہ لفظ عمدة القاری کے مطابق ہے۔ (عمدة القاری جزء۱۵ صفحہ۹۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا گیا۔لیکن جب وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شرارت کرنے لگے تو نکال دیئے گئے۔

امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ روایت نمبر ۳۱۶۷ میں مندرجہ واقعہ ان یہودیوں سے متعلق ہے جو قبائل بنوقینقاع اور بنونضیر میں سے بعض شرائط پر مدینہ منورہ میں رہے اور جب ان سے شرائط کی خلاف ورزی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی جلاوطن کردیا۔ آپؐ نے پہلے کوشش فرمائی کہ انہیں تبلیغ اسلام کی جائے جیسا کہ یہود کی درسگاہ میں جانے اور دعوتِ اسلام دینے سے ظاہر ہے۔اس واقعہ میں حضرت ابوہریرۃؓ خود موجود تھے اور ان کا یہ بیان کردہ واقعہ بنوقینقاع اور بنونضیر کی جلاوطنی سے بہت بعد کا ہے۔حضرت ابوہریرۃؓ فتح خیبر کے بعد مدینہ میں آئے اور اسلام قبول کیا۔(فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۲۶) غزوہ خیبر ۷ھ میں ہوا۔غزوۂ بنوقینقاع ۲ھ اور غزوۂ بنونضیر ۳ھ کے اواخر میں اور غزوۂ بنوقریظہ ۵ھ میں ہوا۔واقعات سے ظاہر ہے کہ یہود کی جلاوطنی تدریجاً عمل میں آئی۔اس عرصہ میں انہیں تبلیغ اسلام کی دعوت برابر ہوتی رہی اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول کرلیا اور اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔لیکن باقیوں کی غداری ظاہر ہونے پر انہیں حسب معاہدہ آخر مدینہ چھوڑنا پڑا۔اس کی تفصیل موقع پر آئے گی۔ یہاں یہ ذکر کردینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ روایتوں میں اختصار ہے۔اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ ادھر سے اَسْلِمُوْا کہا گیا اور اُدھر سے انکار ہوا اور انکار کرنے والے فوراً جلاوطن کردیئے گئے۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔خیبر مدینہ سے ۲۰۰ میل دور ہے اور یہودیانِ خیبر کی جلاوطنی ایک لمبے عرصہ کے بعد عمل میں آئی تھی۔یعنی خلافت ثانیہ میں انہیں کافی مہلت دی گئی کہ وہ ایک نیک ہمسایہ کی طرح رہیں اور ان کی غداریاں معاف کی جاتی رہیں۔لیکن جب انہوں نے اپنا رویہ نہ بدلا اور امن سے رہنا نہ چاہا تو ناچار انہیں نکالنا پڑا، جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے سے آگاہ کردیا تھا۔

بَاب ۷: إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ

اگر مشرک مسلمانوں سے دغا کریں تو کیا ان سے درگزر کی جائے

۳۱۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِي

۳۱۶۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔انہوں نے کہا: سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب خیبر فتح کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (ایک بھنی ہوئی) بکری ہدیہ بھیجی گئی جو زہر آلود تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو یہودی یہاں ہوں ان کو اکٹھا کرکے میرے پاس لے آؤ۔

مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُوْدَ فَجُمِعُوْا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوْا {أَرَدْنَا☆} إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيْحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

أطرافه: ٤٢٤٩، ٥٧٧٧.

چنانچہ وہ آپؐ کے پاس لائے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بارہ میں مجھ سے سچ کہو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ یہود نے کہا: فلاں شخص۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: آپؐ نے سچ کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے سچ بات بیان کرو گے اگر میں تم سے وہ پوچھوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ابوالقاسم۔ اور اگر ہم نے جھوٹ بولا تو آپؐ ہمارے جھوٹ کو پہچان لیں گے۔ جیسا کہ باپ سے متعلق ہمارا جھوٹ پہچان گئے ہیں۔ آپؐ نے ان سے پوچھا: آگ میں پڑنے والے کون ہیں؟ انہوں نے کہا: تھوڑی دیر تو ہم اس میں رہیں گے۔ پھر ہمارے بعد تم لوگ اس میں رہ جاؤ گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: چلو دور ہو۔ تم ہی اس میں رہو گے۔ بخدا! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے جانشین نہیں ہوں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے سچ بات بیان کرو گے، اگر میں تم سے وہ پوچھوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ابوالقاسم۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے پوچھا: تمہیں کس بات نے اس پر آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا: {ہم☆ چاہتے تھے کہ} اگر تم کاذب ہوئے تو ہم تم سے آرام پائیں گے اور اگر تم نبی ہوئے تو یہ زہر تمہیں نقصان نہ دے گا۔

☆ یہ لفظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ حاشیہ صفحہ ۳۲۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: **إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ:** امام بخاریؒ نے عنوانِ باب استفتاء کی صورت میں رکھ کر اس کا جواب حذف کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زہر دینے والی یہودن کی سزا میں اختلاف ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۳۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زہر کے بارے میں فوراً دریافت نہیں فرمایا۔ بلکہ پہلے ان کے صدق و کذب سے متعلق آزمائشی سوالات کئے تا خوف و ہراس کی حالت دور ہو کر بے تکلفی میں سوال و جواب ہوں اور حقیقت معلوم ہو جائے۔ یہ نفسیاتی طریق تفتیش اکثر کامیاب ہوتا ہے۔ خوفزدہ انسان عموماً جھوٹ کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

بَاب ۸: دُعَاءُ الْإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا

جس نے عہد توڑا، اس کے خلاف امام کا دعا کرنا

۳۱۷۰: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَقُلْتُ إِنَّ فُلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْقُرَّاءِ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَعَرَضَ لَهُمْ هَؤُلَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

۳۱۷۰: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بن یزید نے ہمیں بتایا۔ عاصم نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کی بابت پوچھا۔ انہوں نے کہا: رکوع کرنے سے پہلے۔ میں نے کہا: فلاں شخص کہتا ہے کہ آپؐ نے کہا ہے: رکوع کے بعد ہوتا ہے۔ تو انہوں نے کہا: اس نے غلط کہا ہے۔ پھر حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہمیں بتایا کہ آپؐ رکوع کے بعد کھڑے ہو کر ایک مہینہ تک بنی سلیم کے چند قبیلوں کے خلاف دعا کرتے رہے۔ انہوں نے کہا: آپؐ نے قاریوں میں سے چالیس یا ستر آدمیوں کو بعض مشرک لوگوں کے پاس بھیجا تو یہ قبائل آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالانکہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ میں نے آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا کہ کسی پر اتنا غم کیا ہو جتنا کہ آپؐ نے ان قاریوں پر غم کیا۔

اطرافہ: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۳۹۴، ۷۳۴۱.

تشریح: **دُعَاءُ الْإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا:** مشارٌ الیہ غداری کا تعلق دو واقعات سے ہے جو ۴ھ میں جنگ احد کے بعد ہوئے۔ پہلا واقعہ عضل وقارۃ کا ہے جن کے بعض لوگ اسلام قبول کرنے کے بہانہ سے مدینہ میں آئے اور ان کی درخواست پر دس قارئین حضرت عاصم بن ثابتؓ کی سرکردگی میں بغرض تبلیغ و تعلیم بھیجے گئے۔ عضل وقارۃ کے آدمیوں نے بنولحیان کو خفیہ اطلاع بھیجی اور انہوں نے بمقام رجیع انہیں گھیر کر قتل کر دیا۔ دوسرا واقعہ غدر بئرمعونہ کا ہے۔ ان غدار قبائل کے خلاف دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جلد ہی انہیں قحط سالی وغیرہ مصائب میں گرفتارِ بلاء کر دیا۔ واقعہ مندرجہ زیر باب کی تشریح کے لئے دیکھئے **کتاب الجہاد باب۹، کتاب المغازی باب۱۰، باب۲۹۔**

بَاب ۹: أَمَانُ النِّسَاءِ وَجِوَارُهُنَّ

عورتوں کا پناہ دینا اور ان کی حمایت کرنا

۳۱۷۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ ابْنَةِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ ابْنَةَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ

۳۱۷۱: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمر بن عبیداللہ کے غلام ابونضر سے روایت کی کہ ابومرہ نے جو حضرت امّ ہانی بنت ابی طالبؓ کے غلام تھے، ان کو بتایا کہ انہوں نے حضرت امّ ہانی بنت ابی طالبؓ سے سنا۔ وہ کہتی تھیں کہ جس سال مکہ فتح کیا گیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نہا رہے ہیں اور فاطمہؓ آپؐ کی بیٹی آپؐ کے سامنے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے آپؐ کو السلام علیکم کہا: آپؐ نے پوچھا۔ یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں امّ ہانی ابوطالب کی بیٹی۔ آپؐ نے فرمایا: مرحبا امّ ہانی۔ جب آپؐ غسل سے فارغ ہوئے، کھڑے ہو کر آپؐ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ آپؐ نے ایک ہی کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میری ماں کا بیٹا علیؓ کہتا ہے کہ وہ اس شخص کو ضرور مار ڈالے گا جس کو

بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى.

میں نے پناہ دی ہے۔ یعنی ہُبَیرہ کے فلاں بیٹے کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امّ ھانی! جس کو تم نے پناہ دی، ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔ امّ ھانی کہتی تھیں کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔

اطرافُہُ: ۲۸۰، ۳۵۷، ۶۱۵۸۔

تشریح: أَمَانُ النِّسَاءِ وَجِوَارُهُنَّ: فقہاء کا اتفاق ہے کہ دشمن کو پناہ دینے نہ دینے کا تعلق امام سے ہے۔ حضرت امّ ہانی نے جسے پناہ دی تھی، آخر اس کا فیصلہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا تھا۔ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ ۔ایک مسلمان فرد بھی جو کسی کو پناہ دیتا ہے اس کی امان بھی قابل اعتبار ہے۔ بشرطیکہ امام منظور فرمائے اور اس پناہ دینے میں مرد و عورت کی تفریق نہیں۔ ہر مسلم فرد کی ذمہ داری قابل احترام ہے۔ سحنون اور عبدالمالک بن ماجشونؒ کے نزدیک اس کا آخری فیصلہ امام کی رائے پر ہے اِنْ أَجَازَهُ جَازَ وَاِنْ رَدَّهُ رُدَّ۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۳۲۸)

بَاب ۱۰ : ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ

مسلمانوں کی ذمہ داری اور امان ایک ہی سی ہے ان میں سے ادنیٰ شخص بھی امان دے سکتا ہے

۳۱۷۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَقَالَ فِيْهَا الْجِرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْإِبِلِ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوَى فِيْهَا مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ

۳۱۷۲: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت علیؓ نے ہمیں مخاطب کیا اور کہا: ہمارے پاس اور کوئی کتاب نہیں جسے پڑھتے ہوں۔ مگر اللہ کی کتاب ہی ہے اور وہ جو اس ورق میں ہے۔ انہوں نے کہا: اس میں زخموں کے قصاص ہیں اور اونٹوں کے نصاب سے متعلق احکام اور یہ بھی کہ مدینہ کی زمین جبل عیر سے فلاں مقام تک حرم ہے، جس نے اس حرم میں کوئی بدعت کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔

وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ.

اس سے نہ کوئی فریضہ عمل قبول کیا جائے گا نہ کوئی معاوضہ اور جس نے اپنے موالی کے سوا کسی اور کو مولی بنایا تو اس پر بھی اسی طرح لعنت ہوگی اور مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہی سی ہے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا تو اس پر بھی ویسی ہی لعنت ہوگی۔

اطرافہُ: ۱۱۱، ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۹، ۶۷۵۵، ۶۹۰۳، ۶۹۱۵، ۷۳۰۰۔

تشریح: **يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ** ...: أَدْنَاهُمْ میں ہر مسلمان شخص ادنیٰ واعلیٰ، غریب وامیر، غلام وآقا شامل ہیں۔ مرد ہو یا عورت ان کی پناہ قابل اعتبار ونفاذ ہوگی۔ محض اس وجہ سے نظر انداز نہ کی جائے گی کہ پناہ دینے والا معمولی حیثیت کا ہے یا مرد یا عورت ہے۔ جمہور کے نزدیک غلام خواہ لڑائی میں شامل ہو یا نہ ہو، پناہ دے سکتا ہے۔ بچے کی امان رشد وبلوغت سے مشروط ہے۔ مجنون کی پناہ جائز نہیں۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر ذمی مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہو اور وہ کسی کو پناہ دے تو امام اگر چاہے تو اسے نافذ کر دے ورنہ اس کو وہاں پہنچانے کا انتظام کرے جہاں اس کے لئے امن ہو۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۲۹) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۹۳)

بَاب ۱۱ : إِذَا قَالُوْا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا أَسْلَمْنَا

اگر (حربی کافر) یہ کہیں کہ ہم نے دین تبدیل کرلیا ہے
اور اچھی طرح یہ نہ کہیں کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ. وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ مَتْرَسْ فَقَدْ آمَنَهُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ.

اور حضرت ابن عمرؓ نے کہا: خالد نے (ایک جنگ میں لڑنے والوں کو) قتل کرنا شروع کر دیا۔ (حالانکہ وہ کہتے جاتے تھے ہم نے دین بدل لیا۔) نبی ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا: اے اللہ! میں تیرے حضور خالد کے فعل سے بے زاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا: اگر کوئی (مسلمان کسی کافر سے فارسی میں) کہے: مترس۔ (ڈرو نہیں) تو اس نے اس کو امان دے دی۔ کیونکہ اللہ تو تمام زبانیں جانتا ہے۔ اور (حضرت عمرؓ نے ہرمزان سے) کہا: بات کرو، ڈرو نہیں۔

تشریح: إِذَا قَالُوْا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوْا أَسْلَمْنَا: عنوانِ باب میں تین حوالے ہیں جن سے یہ بتایا گیا ہے کہ مقاصد ومطالب کا تعین قرائن سے ہوتا ہے۔ صرف الفاظ کے ظاہر سے تمسک کر کے کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں۔ دلالت لفظی بھی ہوتی ہے اور معنوی بھی۔ جیسے لفظ صَبَأْنَا کے معنی ہیں مائل ہوگیا یا صابی ہوگیا۔ ابتداءً صابی کا لفظ مسلمانوں کے لئے بولا جاتا تھا۔ پس اگر کوئی شخص صَبَأْنَا اَسْلَمْنَا کے معنوں میں استعمال کرے تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے اسلام قبول کرنے کا اظہار اپنے محاورۂ زبان کے مطابق کیا ہے۔ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس لفظ سے اظہارِ اسلام تسلیم نہ کیا اور یہ ان کی غلطی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے ان کے فعل سے بیزاری کا اعلان فرمایا۔ (دیکھئے کتاب المغازی باب ۵۹ **بعث النبي ﷺ خالد بن الوليد الى بني جزيمة**)

دوسرا حوالہ عبدالرزاق[1] نے نقل کیا ہے۔ مَتَرس فارسی لفظ ہے۔ بمعنی مت ڈر۔ ابووائل سے مروی ہے کہ ہم ایران میں ایک شاہی محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پروانہ ہمیں ملا جس میں یہ ہدایت تھی: إِذَا حَاصَرْتُمْ قَصْرًا فَلَا تَقُوْلُوْا انْزِلْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا حُكْمُ اللّٰهِ وَلَكِنِ انْزِلُوْهُمْ عَلَى حُكْمِكُمْ ثُمَّ اقْضُوْا فِيْهِمْ وَإِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ لَا تَخَفْ فَقَدْ اَمَّنَهُ وَإِذَا قَالَ مَتَرس فَقَدْ أَمَّنَهُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا۔ امام مسلمؒ نے بھی اس روایت کا پہلا حصہ مرفوع نقل کیا ہے[2] (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۳۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا خلاصہ یہ ہے کہ محاصرہ ختم کرنے کے لئے یہ نہ کہا جائے: اللہ کے فیصلے پر اُترو کیونکہ تمہیں علم نہیں، اللہ کا فیصلہ کیا ہو۔ اپنے فیصلے پر قلعہ گیر فوج کو اُتار کر فیصلہ کیا کرو اور اگر کوئی کسی سے کہے مَتَرس یعنی تو نہ ڈر۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو پناہ دے دی۔

تیسرا حوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپؓ نے الفاظ تَكَلَّمْ وَلَا بَأْسَ کہہ کر ہرمزان کا خوف دور کیا اور تسلی دی کہ وہ امن میں ہے۔ یہ الفاظ بھی پناہ دینے کے معنوں ہی میں ہیں۔ مشارٌ الیہ واقعہ ابن ابی شیبہ[3] سے مروی ہے اور یعقوب بن سفیانؒ نے اپنی تاریخ میں بھی صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ہم نے شہر تستر کا محاصرہ کیا اور ہرمزان نے حضرت عمرؓ کے فیصلے پر ہتھیار ڈال دیئے۔ جب اسے حضرت عمرؓ کے پاس لائے تو بوجہ خوف بات نہ کرسکا۔ حضرت عمرؓ نے اسے تَكَلَّمْ وَلَا بَأْسَ کہہ کر تسلی دی۔ یہ واقعہ سنن سعید بن منصور[4] میں زیادہ تفصیل سے مروی ہے کہ ہرمزان کو حضرت انسؓ کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس مدینہ بھیجا اور جب انہوں نے دیکھا کہ ہرمزان خاموش ہیں تو آپؓ نے انہیں بات کرنے کے لئے کہا: ہرمزان بولے: أَكَلَامُ حَيٍّ اَمْ كَلَامُ مَيِّتٍ؟ آپؓ نے

---

[1] (مصنف عبد الرزاق، كتاب الجهاد، باب دعاء العدو، روایت نمبر ۹۴۲۹، جزء۵ صفحہ۲۱۹)

[2] (مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب تأمير الإمام الأمراء على البعوث)

[3] (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب السير، باب في الأمان ما هو وكيف هو، جزء۶ صفحہ۵۱۱)

[4] (سنن سعيد بن منصور، كتاب الجهاد، باب قتل الأسارى والنهي عن المثلة، جزء۶ صفحہ۳۳۸)

فرمایا: تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ ۔ پھر حضرت عمرؓ نے ہرمزان کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو حضرت انسؓ نے کہا کہ ابھی آپؓ اسے کہہ چکے ہیں کہ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ اور ان الفاظ سے آپؓ اسے امان دے چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے بھی اس کی شہادت دی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو چھوڑ دیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور ان کے لئے بیت المال سے وظیفہ جاری ہوا۔
(فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۳۳۰، ۳۳۱) (عمدۃ القاری جزء ۱۵ صفحہ ۹۴، ۹۵)

غرض ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ذمہ داری کا احساس یہاں تک قوی تھا کہ اگر دلالت معنوی یا قرینے سے بھی ذمہ داری کا مفہوم پیدا ہوتا وہ اسے ملحوظ رکھتے۔ اس باب کے تحت الگ روایت درج نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ باب سابقہ باب ہی کے تسلسل میں ہے۔

بَاب ۱۲ : اَلْمُوَادَعَةُ وَالْمُصَالَحَةُ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ

مشرکوں سے مال وغیرہ پر سمجھوتہ کر کے لڑائی ترک کرنا اور ان سے صلح کرنا

وَإِثْمُ مَنْ لَّمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَقَوْلُهُ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ جَنَحُوْا طَلَبُوْا السَّلْمَ فَاجْنَحْ لَهَا (الأنفال: ٦٢) الْآيَةَ.

اور اس شخص کا گناہ جو عہد پورا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک۔ وہ جھکیں یعنی وہ صلح کرنا چاہیں۔

٣١٧٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَأَتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيْلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ

۳۱۷۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر نے جو مفضل کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا کہ یحییٰ (بن سعید انصاری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے بُشَیر بن یسار سے، بُشَیر نے حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عبداللہ بن سہلؓ اور محیصہ بن مسعود بن زیدؓ خیبر کو گئے اور اہل خیبر نے ان دنوں صلح کر لی تھی وہ دونوں الگ ہو گئے۔ پھر محیصہ عبداللہ بن سہل کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ مقتول ہیں اور خون میں تڑپ رہے تھے۔ آخر انہیں دفن کیا۔ پھر وہ مدینہ میں آئے اور عبدالرحمٰن بن سہلؓ اور مُحَیِّصہؓ اور حُوَیِّصہؓ جو دونوں مسعود کے بیٹے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ فَقَالُوْا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

عبدالرحمٰن بولنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: بڑے کو بولنے دو اور وہ ان لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور دوسرے دونوں نے گفتگو شروع کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم قسم کھاؤ گے؟ اور اس صورت میں اپنے قاتل سے دیت لینے کے حق دار ہو گے۔ قَاتِلَكُمْ کا لفظ حضور نے فرمایا یا صَاحِبَكُمْ فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: ہم کیسے قسم کھائیں حالانکہ ہم موجود نہ تھے اور ہم نے دیکھا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسمیں دلوا کر تمہارے سامنے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا: ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے لیں؟ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت اپنے پاس سے ادا فرمائی۔

اطرافہُ: ۲۷۰۲، ۶۱۴۳، ۶۸۹۸، ۷۱۹۲۔

تشریح: اَلْمُوَادَعَةُ وَالْمُصَالَحَةُ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ: وَادَعَ وَدَعَ سے باب مفاعلہ ہے بمعنی تَرَكَ يُتَارِكُ مُتَارَكَة۔ یعنی اہل حرب سے لڑائی ترک کر دینا۔ مصالحت میں ضروری نہیں کہ فریقین برسرِ پیکار ہی ہوں۔ صلح بغیر لڑائی کے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ واقعہ حدیبیہ میں ہوا۔ یہ فرق ملحوظ رکھ کر دونوں لفظ اختیار کئے گئے ہیں۔ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ سے مراد یہ ہے کہ مال اور حق چھوڑ کر بھی مصالحت کرنی پڑے تو صلح جنگ پر مقدم کی جائے۔ بعض فقہاء نے مُوَادَعَة وَمُصَالَحَة میں یہ شرط رکھی ہے کہ اگر مسلمان مقابلے سے عاجز ہوں اور یہ ڈر ہو کہ لڑائی سے وہ بیخ و بن سے اُکھڑ جائیں گے تو ایسی خطرناک حالت میں ان کے لئے دشمن سے وقتی صلح کر لینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ موت فی سبیل اللہ تو مسلم کے لئے شہادت ہے اور بغیر خطرہ ہتھیار ڈالنا ذلت، جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۳۲) (عمدۃ القاری جزء۱۵ صفحہ۹۷) امام بخاریؒ اس رائے سے متفق نہیں۔ کیونکہ باب کے تحت جس واقعہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں انتہائی خطرے کی صورت نہ تھی بلکہ یہود مغلوب تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول مسلم کی خود دِیت دے کر مصالحت کرائی اور لڑائی ہوتے ہوتے رُک گئی۔ شہادت کے لئے دو گواہ ضروری تھے جو عینی شہادت دیتے کہ حضرت عبداللہ بن سہلؓ کو فلاں یہودی نے قتل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عادلانہ اور صلح و امن پسندانہ رویہ اور صحابہ کرام کا تقویٰ اور نمونہ اطاعت شعاری اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

عنوان باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے: وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ o وَإِنْ يُّرِيْدُوْا أَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ط (الأنفال: ٦٢، ٦٣) (اگر تمہاری تیاریوں کو دیکھ کر) کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہوا ور اللہ پر توکل کرو۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا اور بہت جاننے والا ہے اور اگر وہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہوں کہ بعد میں تجھے دھوکا دیں تو یاد رکھو کہ اللہ تمہارے لئے کافی ہے۔ امام موصوفؒ نے جَنَحُوْا کی تشریح طَلَبُوْا السَّلْمَ سے کر کے ان فقہاء کے مذہب کی طرف اشارہ کیا ہے جنہوں نے مسلمانوں کی طرف سے مصالحت کے مطالبہ کو کمزوری پر محمول کر کے اس کی اجازت دی ہے۔ واقعہ مذکورہ بالا میں صورتِ حال کے تقاضا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مصالحت مناسب سمجھی۔ یہودیوں کی طرف سے کسی مطالبے کا ذکر نہیں۔ واقعہ حدیبیہ میں تو مطالبہ صلح کمزوری کی بناء پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس واقعہ میں تو کمزوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صلح حدیبیہ بھی کمزوری کی وجہ سے نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ اس سے قبل کفارِ قریش دو جنگوں اور کئی جھڑپوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لوہا آزما چکے تھے اور انہیں اچھی طرح علم تھا کہ اگر مقابلہ ہوا تو مسلمان میدان نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ اس امر کی طرف اگلے باب میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا روایت میں ذکر ہے کہ محیصہ بن مسعودؓ زید کے پوتے تھے۔ بعض کے نزدیک مسعود بن زید نہیں بلکہ مسعود بن کعب ہیں۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۳۲)

بَاب۱۳ : فَضْلُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

ایفائے عہد کی فضیلت

۳۱۷۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا تِجَارًا بِالشَّأْمِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

۳۱۷۴: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ (انہوں نے ان کو خبر دی۔) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے انہیں بتایا کہ ابوسفیان بن حرب نے ان کو بتایا کہ ہرقل نے انہیں قافلہ قریش سمیت بلا بھیجا۔ وہ شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے کفارِ قریش کے متعلق میعادی صلح کی تھی۔

اطرافه: ٧، ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧١٩٦، ٧٥٤١

تشریح: فَضْلُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ: سابقہ ابواب میں ذمیوں وغیرہ کی طرف سے معاہدہ کی نگہداشت نہ رکھنے کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاہدات کی غایت درجہ نگہداشت رکھنے کا ذکر ہے اور اس باب میں آپؐ کی تعلیم اور ہدایات بیان کر کے آپؐ کی ممتاز شانِ رسالت نمایاں کی گئی ہے۔ غیر نبی بھی وفادار ہوسکتا ہے لیکن ایفائے عہد کا عظیم خلق مخالف حالات میں ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس تعلق میں تشریح روایت نمبر۷ بھی دیکھئے۔ اس روایت میں ابوسفیان نے تسلیم کیا ہے۔ اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ ۔ لڑائی میں کبھی ان کا پلہ بھاری ہوتا ہے اور کبھی ہمارا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ واقعہ حدیبیہ میں کفارِ مکہ سے نبرد آزمائی کے لئے بے قرار تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے انہیں قابو میں رکھا۔ پس صلح حدیبیہ کسی کمزوری کے نتیجہ میں ہرگز نہ تھی۔ بلکہ علی بصیرت اور دور رَس نتائج کا احاطہ کرتے ہوئے منشاءِ الٰہی کے تحت عمل میں آئی۔ جیسا کہ بعد کے واقعات نے حقیقت کا انکشاف کیا۔ تفصیل کے لئے کتاب الشروط باب۱۵ بھی دیکھئے۔ واقعہ حدیبیہ سے یہ استدلال کرنا کہ کمزوری کی حالت اور اندیشۂ اِستیصال ہو تو مصالحت کرنی چاہیے، سراسر غلط استدلال ہے۔ اسلامی تعلیم اخلاقِ فاضلہ اور خصائلِ حمیدہ پر مبنی ہے۔

بَاب ١٤ : هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ

کیا ذمی سے اگر وہ جادو کرے درگزر کیا جائے

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ أَعَلَى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

اور ابن وہب نے کہا: یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ ان سے پوچھا گیا: کیا وہ شخص جو جادو کرے اور وہ معاہدین میں سے ہو قتل کر دیا جائے؟ انہوں نے کہا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ (جادو) کیا گیا تھا اور آپؐ نے اس شخص کو قتل نہیں کیا جس نے جادو کیا تھا اور وہ اہل کتاب میں سے تھا۔

٣١٧٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا

۳۱۷۵: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو یہ خیال ہوتا کہ آپؐ نے کوئی

وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

کام کیا ہے۔مگر آپؐ نے نہ کیا ہوتا۔

اطرافهُ: ٣٢٦٨، ٥٧٦٣، ٥٧٦٥، ٥٧٦٦، ٦٠٦٣، ٦٣٩١۔

تشریح: هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کئے جانے کے متعلق بحث كتاب الطب، باب السحر میں کی جائے گی۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

بَاب ١٥ : مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ

دغابازی سے جو بچا جائے

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَىٰ: وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ الْآيَة.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اگر وہ تجھے دھوکا دینے کا ارادہ کریں تو اللہ تجھے کافی ہے۔ (الأنفال: ٦٣)

٣١٧٦: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ

٣١٧٦: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن علاء بن زبر نے ہم سے بیان کیا۔انہوں نے کہا: میں نے بسر بن عبیداللہ سے سنا کہ انہوں نے ابوادریس سے سنا۔انہوں نے کہا: میں نے حضرت عوف بن مالکؓ سے سنا۔انہوں نے کہا: میں غزوۂ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔آپؐ ایک چمڑے کے بڑے خیمہ میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا: موعودہ گھڑی سے پہلے چھ علامتوں کو گن رکھو۔میری وفات، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر مری جو تم میں پڑے گی جیسے بکریوں میں مری پڑتی ہے۔پھر مال کا اس کثرت سے آنا کہ ایک ایک آدمی کو سوسو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ابھی ناخوش ہوگا۔ پھر اس کے بعد ایک فتنہ ایسا اُٹھے گا کہ عربوں کا کوئی گھر بھی باقی نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

پھر ایک میعادی صلح جو تمہارے اور عیسائیوں کے درمیان ہوگی اور وہ دغا کریں گے اور وہ اُسی جھنڈوں کے نیچے تمہاری طرف آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (فوج) ہوگی۔

تشریح: مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ: احتیاطی تدابر واَسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی وعدۂ حفاظت کے باوجود وسائل حفاظت اختیار کئے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ الٰہی وعدہ کو پورا کرنے کے جس قدر وسائل میسر آ سکیں، ان کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہ توکل کے خلاف نہیں۔معاشرہ دارالاسلام سے تعلق رکھنے والے افراد چار قسم میں منقسم ہو سکتے ہیں۔(۱) مسلم جو شریعت اسلامیہ کو تسلیم کرتا ہے۔(۲) ذمی جو مذہباً تو مسلم کے عقائد سے اختلاف رکھتا ہے مگر اسلامی معاشرہ کا فرد ہے اور اسلامی حکومت کا تابع۔(۳) معاہد جو دارالاسلام سے باہر ہو لیکن بذریعہ معاہدات اسلامی معاشرہ سے وابستہ ہو۔(۴) حربی یعنی وہ جو مسلمانوں سے جنگ کی حالت میں ہے۔اسلامی شریعت نے ان میں سے ہر قسم کے لئے ضابطہ قواعد مقرر کیا ہے۔جس کی رو سے ایک مسلم کی ہر فرد سے متعلق ذمہ داری متعین ہے۔مسلم کے متعلق ذمہ داری کے لئے دیکھئے کتاب الصلاۃ، باب ۲۸، روایت نمبر۳۹۱، ۳۹۲۔ ذمی کے لئے دیکھیں روایت نمبر ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸۔ معاہد کے متعلق دیکھئے روایت نمبر ۳۱۷۲۔حربی کافر سے متعلق سلوک کرنے کے بارے میں دیکھئے روایات زیر باب ۱۳ تا ۱۶۔

اسلامی معاشرہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی ایک دوسرے سے متعلق ذمہ داریاں کیا ہیں؟ یہاں چند ابواب میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔روایت نمبر ۳۱۷۶ کے بعض حصے قابل تشریح ہیں جو درج ذیل ہیں:-

اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: اُعْدُدْ سِتًّا يَعْنِي سِتَّ عَلَامَاتٍ- چھ علامتیں گن لو۔اَلسَّاعَةُ سے آخری قیامت مراد نہیں بلکہ دنیا کی قیامت ہے جو قومی محاسبہ کا تلخ ترین وقت ہوتا ہے۔جب کسی قوم سے خوفِ الٰہی اُٹھ جاتا ہے اور وہ برے بھلے کا امتیاز کھو بیٹھتی ہے اور حرص وطمع سے اندھی ہو کر خیانت، ظلم، جور اور معصیت پر دلیر ہو جاتی ہے تو الٰہی مؤاخذہ کے نیچے آتی اور تباہ ہو جاتی ہے۔اس تعلق میں کتاب الإیمان باب ۳۷، روایت نمبر ۵۰ کی تشریح بھی دیکھئے۔پس اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں پر تنزل کی گھڑی آنے سے پہلے چھ اُمور کا ظہور پذیر ہونا لازمی ہے۔

پہلی علامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے۔آپؐ کی وفات پر فتنہ ارتداد ہوا۔اگرچہ حضرت ابوبکرؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس فتنہ پر قابو پا لیا تھا مگر وہ فتنہ ایک ایسا زلزلہ تھا جس نے قصر اسلامی کے ارکان ہلا دیئے تھے۔

دوسری علامت فتح بیت المقدس بیان ہوئی ہے جو حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہوئی اور اس فتح کے بعد عیسائی اقوام سے جو تمدنی رابطہ قائم ہوا، اس سے بھی اسلامی اَخلاق متاثر ہوئے۔

تیسری علامت یہ بتائی کہ مَوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ۔کہتے ہیں اَخذَ الْإِقْعَاصُ وَهُوَ الْقَتْلُ مَكَانَهُ یعنی جہاں تھا وہیں مار ڈالا۔یعنی ایسی مری پڑے گی جیسی جانوروں میں پڑتی ہے۔غزوۂ عمواس میں ہلاکت خیز طاعون پھیلا تھا۔فتح بیت المقدس ۱۶ھ کے بعد وباء طاعون فلسطین وشام میں پھوٹی اور اسلامی لشکر بھی اس وباء سے محفوظ نہ رہا۔

چوتھی علامت جو بتائی گئی ہے یہ ہے: ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ ۔یعنی مال کی کثرت۔مال کی کثرت کا تعلق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہے۔اسی وجہ سے ان کا عہد اسلامی تاریخ میں سنہری زمانہ کے نام سے موسوم ہے۔

پانچویں علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ ۔پھر ایسا فتنہ برپا ہوگا جس میں عرب کا ہر گھر مبتلا ہو جائے گا۔یہ وہ خانہ جنگی کی آگ ہے جس کی ابتداء حضرت عثمانؓ کے آخری زمانہ میں ہوئی اور ۴۱ھ میں حضرت امام حسنؓ کے ہاتھوں ایک صلح کے ذریعہ سے مدہم ہوئی اور اس وجہ سے یہ سال عام الصلح کے نام سے مشہور ہوا۔

چھٹی علامت یہ بتائی گئی ہے ثُمَّ هُدْنَةٌ ...... بنوالاصفر سے مراد رومی ہیں۔بعض روایات میں غَايَةٌ کی جگہ رَايَةٌ بھی آیا ہے۔غَايَةٌ سے مراد جھنڈا ہے اور جھنڈے کو غایۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ دستہ فوج کی آخری حد ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا تعلق ان جنگوں سے ہے جو مسلمانوں کو رومی حکومت سے کرنی پڑیں۔

ابوداؤدؒ نے بھی مومل بن فضل سے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک چھوٹی سی چھولداری تھی جس میں نبی کریم ﷺ تھے۔آپؐ نے حضرت عوف بن مالکؓ سے فرمایا: اندر آجاؤ۔انہوں نے عرض کی أَكُلِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ۔☆ آیا میں سارا اندر آجاؤں؟ فرمایا: سارا۔چنانچہ میں اندر گیا۔یہ حصہ حضرت امام بخاریؒ کی روایت میں نہیں۔

بَاب ١٦ : كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ

عہد والوں سے معاہدہ کیونکر ختم کیا جائے

وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ (الأنفال: ٥٩) الْآيَةَ.

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: اگر تو کسی قوم سے عہد شکنی کا ڈر رکھتا ہو تو تو اس طرح ان کا عہد ختم کر کہ جس سے وہ یہ سمجھ لیں کہ اب تم دونوں (فریق اپنی پابندیوں سے) آزاد ہو۔

٣١٧٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ

۳۱۷۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ان لوگوں

☆ (سنن ابي داود، كتاب الأدب، باب ماجاء في المزاح)

يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيْلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ.

کے ساتھ بھیجا جنہوں نے قربانی کے دن منیٰ مقام میں اعلان کرنا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے کیلئے نہ آئے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور حج اکبر کا دن یہی قربانی کا دن ہے اور اسے حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ لوگ (عمرے کو) حج اصغر کہتے ہیں۔ سو حضرت ابوبکرؓ نے اس سال لوگوں کو اطلاع دی کہ ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں رہا۔ اس لئے کوئی مشرک حجۃ الوداع کے سال حج کرنے کے لئے نہیں آیا جس میں نبی ﷺ نے حج کیا تھا۔

اطرافہ: ۳۶۹، ۱۶۲۲، ۴۳۶۳، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷۔

تشریح: **كَيْفَ يُنْبَذُ اِلَى اَهْلِ الْعَهْدِ:** معاہد کی طرف سے اگر خلاف ورزیٔ عہد ہو تو تاوقتیکہ واضح کھلے الفاظ میں اعلان نہ کر دیا جائے جائز نہیں کہ مسلم اپنا عہد توڑے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی غلط فہمی ہوگئی ہو۔ عہد توڑنے سے پہلے اسے موقع دینا ضروری ہے۔ یہ مفہوم ہے عنوانِ باب کا۔ اس مفہوم کی وضاحت کیلئے قرآنِ مجید کی آیت کا حوالہ دیا گیا ہے جو یہ ہے: وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ ○ (الأنفال:۵۹) کہ اگر تو کسی قوم سے عہد شکنی کا ڈر رکھتا ہے تو اس طرح ان کا عہد ختم کر دے کہ جس سے وہ سمجھ لیں کہ اب تم دونوں (فریق اپنی پابندیوں سے) آزاد ہو۔ اللہ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ اس آیت سے قبل یہ مضمون ہے کہ جن لوگوں نے عہد کیا ہے ان کا طریق ہی یہ ہو چکا ہے کہ جب کبھی وہ کوئی معاہدہ کرتے ہیں، اسے توڑ دیتے ہیں۔ وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (الأنفال:۵۷) اور وہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ مگر مومن کی شان یہ ہے کہ اس کے سارے کام تقویٰ اللہ پر مبنی ہوتے ہیں اور وہ ہر کام میں رضائے الٰہی چاہتا ہے اور محبت الٰہی کا نشان بنتا ہے۔ کتنی اعلیٰ تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اسلام غدار دشمن سے بھی عدل کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اسے بے خبر رکھ کر معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

محولہ بالا آیت کی وضاحت میں مذکورہ بالا واقعہ پیش کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مشرکین عرب میں اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں شروع ہو رہی ہیں اور وہ جنگ کی تیاری میں ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے سال میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ منیٰ میں اعلان کر دیا جائے کہ چونکہ ان کی طرف سے غداری کا ارادہ ہے۔ اس لئے آئندہ ہم بھی معاہدہ کی پابندیوں سے آزاد ہوں گے۔ اس اعلان سے ان کے حوصلے پست ہوگئے۔ سورۂ توبہ کا نزول اسی اعلان سے متعلق ہے۔

بَاب ١٧ : إِثْمُ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

اس شخص کا گناہ جس نے معاہدہ کر کے پھر دھوکہ کیا

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ○ (الأنفال: ٥٧)

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمایا: (کفار میں سے) وہ لوگ جن سے تو نے عہد کیا لیکن وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔

٣١٧٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا.

اطرافہ: ٣٤، ٢٤٥٩۔

٣١٧٨: قُتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے، انہوں نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار خصلتیں ہیں۔ جس میں وہ پائی جائیں وہ پکا منافق ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔ اور جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔ جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔ جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت پائی جاتی ہو تو وہ نفاق کی خصلت ہوگی۔ جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔

٣١٧٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ

٣١٧٩: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن ثوری) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے اپنے باپ (یزید بن شریک) سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم نے نبی ﷺ سے سوائے قرآنِ مجید کے اوران باتوں کے جو اس ورق میں ہیں اور کچھ نہیں لکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مدینہ جبل عائر سے لے کر فلاں جگہ تک حرم ہے جس نے (اس میں) بدعت پیدا کی یا بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس سے کوئی بدل قبول نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی نقدی اور مسلمانوں کی ذمہ داری ایک سی ہے۔ ان میں سے ایک ادنیٰ شخص بھی اس ذمہ داری سے متعلق کوشش کرسکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کی ذمہ داری کو توڑا تو اس پر اللہ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی نہ اس سے نقدی قبول ہوگی اور نہ کوئی معاوضہ۔ اور جس نے بغیر اپنے موالی کی اجازت کے کسی قوم سے موالات کی تو اس پر بھی اللہ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اس سے نہ کوئی نقدی قبول کی جائے گی اور نہ معاوضہ۔

اطرافهُ: ١١١، ١٨٧٠، ٣٠٤٧، ٣١٧٢، ٦٧٥٥، ٦٩٠٣، ٦٩١٥، ٧٣٠٠.

۳۱۸۰: قَالَ أَبُو مُوْسَى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا فَقِيْلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ

۳۱۸۰: اور ابوموسیٰ (محمد بن مثنیٰ) نے کہا: ہاشم بن قاسم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سعید بن عمرو) سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم (خراج سے)

كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِي وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ قَالُوْا عَمَّ ذَلِكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوْبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُوْنَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ.

نہ دینار وصول کرو گے نہ درہم؟ تو ان سے پوچھا گیا: ابوہریرہ! آپؓ کے خیال میں یہ کیسے ہوگا؟ تو انہوں نے کہا: اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے! میں نے یہ بات اُس کے بتانے سے لی ہے جو سچے تھے اور ان سے سچی بات ہی کہی جاتی تھی۔ لوگوں نے کہا: بیان کریں کہ کس وجہ سے ایسا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کی ہتک کی جائے گی۔ تو اللہ عزوجل ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا تو وہ مال جو ان کے ہاتھوں میں ہوں گے، روک لیں گے۔

تشریح: **اِثْمُ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ:** غداری بالاتفاق ممنوع اور حرام ہے۔ خواہ معاہد سے ہو یا ذمی سے۔ عنوانِ باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا ذکر سابقہ باب کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ پوری آیت یہ ہے: اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ٥☆ (الأنفال: ۵۶، ۵۷) ان آیات میں ایسے لوگ بدترین حیوان قرار دیئے گئے ہیں جو معاہدہ کی پاسداری نہیں کرتے بلکہ اسے توڑتے ہیں۔ تقویٰ اللہ سے خالی، خائن اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابل نفرت مخلوق ہیں۔

اس باب کے تحت تین روایتیں ہیں۔ تیسری روایت وَقَالَ أَبُو مُوْسَى ...... ابونعیم نے مستخرج میں یہ نقل کی ہے۔ لیکن صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہ روایت لفظ حَدَّثَنَا سے ہے۔ **لَمْ تَجْتَبُوْا**، جَبَايَه سے ہے۔ جس کے معنی مالیہ کے ہیں۔ اِجْتَبَى فُلَانٌ اس نے مالیہ وصول کیا۔ يَمْنَعُوْنَ مَا فِي اَيْدِيْهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ وہ خراج نہیں دیں گے۔ یعنی مسلمانوں کی غداری سے یہ حال ہو جائے گا کہ ذمی بھی خراج دینا بند کر دیں گے۔ جو نفس اپنے خالق کی ذمہ داری نظر انداز کرتا ہے اللہ کی مخلوق بھی اپنی وہ ذمہ داریاں پس پشت ڈال دیتی ہے جو اس کے حق میں کسی نفس سے عائد ہوتی ہیں۔

☆ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ''یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین جاندار وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور وہ کسی صورت ایمان نہیں لاتے۔ (یعنی) وہ لوگ جن سے تو نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں۔''

بَاب ۱۸

۳۱۸۱: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَّ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرِ أَمْرِنَا هٰذَا.

۳۱۸۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوحمزہ نے ہمیں خبر دی، کہا: میں نے اعمش سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابووائل سے پوچھا۔ کیا آپ صفین کی جنگ میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں اور میں نے حضرت سہل بن حنیفؓ سے سنا۔ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ اپنی رائے کمزور سمجھو۔ میں نے ابوجندلؓ کے واقعہ میں دیکھا۔ مجھے خیال آیا: کاش مجھے طاقت ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ردّ کردوں تو میں ضرور ردّ کر دیتا اور ہم نے اپنے کندھوں پر کسی ایسے امر کے لئے جس نے ہمیں گھبرا دیا ہو تلواریں نہیں رکھیں۔ مگر آخر وہ امر ہمارے لئے آسان ہوگیا اور ہمیں اس کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لیکن ہمارا یہ ایسا امر ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہو۔

اطرافه: ۳۱۸۲، ۳۱۸۹، ٤٨٤٤، ۷۳۰۸۔

۳۱۸۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا

۳۱۸۲: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن آدم نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) یزید بن عبدالعزیز نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ (ان کے باپ نے کہا) کہ حبیب بن ابی ثابت نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابووائل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم صفین میں تھے کہ حضرت سہل بن حنیفؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے لوگو! اپنے آپ کو ہی غلطی پر سمجھو۔ کیونکہ ہم حدیبیہ کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَعَلَامَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا أَنَرْجِعُ وَلَا يَحْكُمُ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُوْلُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ.

اگر ہم مقابلہ کی صورت دیکھتے تو ضرور مقابلہ کرتے۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ آئے اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں اور وہ (کافر) باطل پر؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں نہیں اور ان کے مقتول آگ میں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا: ہم اپنے دین سے متعلق ایسی ذلت کیوں برداشت کریں؟ کیا ہم یہاں سے یونہی لوٹ جائیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ کردے؟ تو آپؐ نے فرمایا: خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے ہرگز کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے وہی کچھ کہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۃ فتح نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو آخر تک پڑھ کر سنائی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ صلح فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

اطرافُهُ: ۳۱۸۱، ۳۱۸۹، ٤٨٤٤، ۷۳۰۸۔

۳۱۸۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ

۳۱۸۳: قُتَیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدَّتِهِمْ مَعَ أَبِيْهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا.

اطرافه: ۲۶۲۰، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹.

انہوں نے کہا: میری ماں اپنے باپ (حارث بن مدرک) کے ساتھ اس حالت میں کہ وہ مشرکہ تھی میرے پاس اس وقت آئی جب قریش سے عہد تھا اور میعادی صلح تھی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا، کہا: یا رسول اللہ! میری ماں میرے پاس اپنی خواہش سے آئی ہے کیا میں اس سے نیک سلوک کروں؟ فرمایا: ہاں۔ اس سے نیک سلوک کرو۔

تشریح: یہ باب بطور فصل ہے جیسا کہ امام ابن حجرؒ نے بھی اس بارے میں تصریح کی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے کہ آپؐ نے اپنے معاہدے کو نازک ترین حالات میں بھی خود پورا کیا اور صحابہ کرامؓ سے بھی اس کی نگہداشت کرائی۔ اس باب کے تحت دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت ابو وائل کی ہے جو دو طریق سے مروی ہے۔ صفین عرق اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جہاں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا مقابلہ ہوا اور جب حضرت معاویہؓ کی فوج کے لوگوں کو یہ محسوس ہوا کہ ان کو شکست ہونے لگی ہے تو انہوں نے قرآنِ مجید کو اونچا کیا اور کہا کہ قرآنِ مجید کو حکم بنا کر فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ اس پر جنگ بند ہوگئی۔ بعض لوگوں کی طرف سے جنگ بندی پر اعتراضات ہوئے تو حضرت سہل بن حنیفؓ صحابی نے ان سے کہا: اِتَّهِمُوْا أَنْفُسَكُمْ اپنی رائے ہی کو نادرست سمجھو۔ کیونکہ اس سے قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کو غلط فہمی پیدا ہوئی۔ لیکن آخر واقعات نے بتا دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت اور ایفائے عہد کو برکت دی گئی اور آپؐ خطرہ سے محفوظ ہوگئے۔ لوگ جس بات کو کمزوری اور ذلت پر محمول کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو قوت و عزت کا باعث بنا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چھوٹی بڑی بات میں معاہدہ کی نگہداشت ملحوظ رکھی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ اپنی والدہ سے حسن سلوک کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ وہ مشرکہ ہے اور ایسی قوم سے ہے جو دشمن اور غدار ہے۔ قریش نے معاہدہ توڑا اور وہی فتح مکہ اور آخر غلبہ کا سبب بنا۔ اس تعلق میں مزید دیکھئے كتاب الصلح باب ۷، نیز كتاب الأعتصام باب مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ۔

بَاب ۱۹: اَلْمُصَالَحَةُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ

تین دن کے لئے یا ایک معین مدت کے لئے صلح کرنا

۳۱۸۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ

۳۱۸۴: احمد بن عثمان بن حکیم نے ہم سے بیان کیا

بْنِ حَكِيْمٍ حَدَّثَنِي شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَتَّابَعْنَاكَ☆ وَلَكِنِ اكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَا وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَا أَمْحَاهُ

کہ شریح بن مسلمہ نے مجھے بتایا۔(انہوں نے کہا:) ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسحاق سے مروی ہے۔انہوں نے کہا: حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کا ارادہ کیا، مکہ والوں کو کہلا بھیجا اور مکہ میں آنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے آپؐ پر یہ شرط عائد کی کہ آپؐ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے اور ہتھیار غلافوں میں ہی لے کر داخل ہوں گے اور اہل مکہ میں سے کسی کو اپنے پاس نہیں بلائیں گے۔انہوں نے کہا: حضرت علیؓ بن ابی طالب ان کے درمیان یہ شرطیں لکھنے لگے اور انہوں نے یوں لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نے تصفیہ کیا ہے۔تو کفارِ قریش بولے۔اگر ہم جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں نہ روکتے اور ضرور تمہاری بیعت☆ کر لیتے۔بلکہ یوں لکھو: یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے تصفیہ کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا: بخدا! میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں اور اللہ کا رسول بھی۔حضرت براء بن عازبؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ لکھنا نہیں جانتے تھے تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے کہا: رسول اللہ کے الفاظ مٹا دو تو حضرت علیؓ نے کہا: بخدا! میں تو ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔تو آپؐ نے فرمایا: تو پھر مجھے جگہ دکھا دو۔حضرت براءؓ کہتے تھے:

☆ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ وَلَبَایَعْنَاکَ ہے۔(فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۳۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَبَدًا قَالَ فَأَرِنِيْهِ قَالَ فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَارْتَحَلَ.

تو حضرت علیؓ نے آپؐ کو وہ جگہ دکھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیئے۔ جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور وہ دن گزر گئے تو اہل مکہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی سے کہو، اب یہاں سے کوچ کر جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ہاں اور آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا۔

اطرافہ: ١٧٨١، ١٨٤٤، ٢٦٩٨، ٢٦٩٩، ٢٧٠٠، ٤٢٥١۔

بَاب ۲۰: اَلْمُوَادَعَةُ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ

غیر معین مدت کے لئے صلح کرانا

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقِرُّكُمْ عَلَى مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (خیبر کے یہودیوں سے یہ) فرمانا کہ میں تمہیں اس وقت تک ٹھہراؤں گا جب تک کہ اللہ تمہیں (یہاں) ٹھہرائے۔

تشریح: اَلْمُصَالَحَةُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ اَوْ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ: ان دو ابواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق دو مختلف واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ایک میں معاہدہ کی رو سے وقت کی پابندی کا ذکر ہے اور دوسرے واقعہ میں وقت غیر معین اور یہود کا خیبر میں قیام مشروط ہے۔ پابندیٔ معاہدہ کا انحصار دراصل رویہ کے اچھا ہونے پر ہے۔ اس تعلق میں کتاب الحرث والمزارعة باب ۹ تا ۱۱، کتاب الشروط باب ۱۴، ۱۵ بھی دیکھئے۔

بَاب ۲۱: طَرْحُ جِيَفِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْبِئْرِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ

مشرکوں کی لاشیں کنوئیں میں پھینکوا دینا اور ان کی قیمت نہ لی جائے

۳۱۸۵: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ

۳۱۸۵: عبدان بن عثمان نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے عمرو بن میمون

عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذْ جَاءَهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرُّوْهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبِئْرِ.

سے، انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار سجدہ میں تھے اور آپؐ کے پاس مشرکین قریش میں سے کچھ لوگ بھی تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹنی کا بچہ دان لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اسے ڈال دیا تو آپؐ نے اپنا سر نہ اُٹھایا۔ اتنے میں حضرت فاطمہ علیہا السلام آئیں اور انہوں نے آپؐ کی پیٹھ سے وہ اُٹھا لیا اور اسے بددعا دینے لگیں جس نے یہ حرکت کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے اللہ! تو ہی قریش کے سرداروں سے سمجھ۔ اے اللہ! ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا فرمایا ابی بن خلف سے نپٹ۔ تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور وہ کنوئیں میں ڈالے گئے۔ سوائے امیہ یا ابی کے کیونکہ وہ موٹا آدمی تھا۔ جب انہوں نے اسے گھسیٹا تو اس کا جوڑ جوڑ الگ ہوگیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ کنوئیں میں ڈالا جاتا۔

اطرافہ: ۲۴۰، ۵۲۰، ۲۹۳۴، ۳۸۵۴، ۳۹۶۰۔

تشریح: **طَرْحُ جِيَفِ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْبِئْرِ:** یہ باب بھی غداری کے بدانجام ہی سے متعلق ہے۔ جہاں مادی اسباب سازگار نظر نہ آئیں، وہاں دعا سے تقدیر الٰہی جنبش میں آتی اور غیر معمولی اسباب پیدا کر کے انسان کے ذہنی ساختہ پرداختہ کو خس وخاشاک کر دیتی ہے۔ جس کا انجام عبرتناک ہے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مقتولوں کی بعض لاشیں طلب کیں اور معاوضہ پیش کیا۔ مگر ان غداروں کی لاشیں اس قابل نہ تھیں کہ کوئی

قیمت لے کر واپس کی جاتیں اور باعزت طور پر دفنائی جاتیں۔ایک غلام کی آہ نے قریش مکہ کو بدنصیبی کا یہ دن دکھایا کہ اپنے معزز سرداروں کی لاشیں بھی نہ سنبھال سکے۔روایت زیرباب کے لئے کتاب الصلاۃ باب۱۰۹ بھی دیکھئے۔

وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ: عنوانِ باب میں الفاظ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ ترمذی☆ وغیرہ کی روایت سے ماخوذ ہیں جو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔اس میں ہے کہ قریش مکہ نے اپنے مقتولین کی لاشیں قیمتاً لینی چاہیں مگر آپؐ نے قیمت لینے سے انکار کردیا۔(فتح الباری جزء۶ صفحہ۳۴۰)

بَاب ۲۲: إِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

نیک اور فاجر سے دغا کرنے والے کا گناہ

۳۱۸۶-۳۱۸۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنْصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

۳۱۸۶-۳۱۸۷: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔انہوں نے سلیمان اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔اور شعبہ نے ثابت سے بھی روایت کی۔انہوں نے حضرت انسؓ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا: ہر دغاباز کا قیامت کے روز ایک جھنڈا ہوگا۔ان دونوں راویوں میں سے ایک نے کہا: جھنڈا نصب کیا جائے گا اور دوسرے نے کہا: قیامت کے روز جھنڈا دیکھنے سے وہ پہچانا جائے گا کہ یہ دغاباز ہے۔

۳۱۸۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ

۳۱۸۸: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ہر دغاباز

☆ (سنن الترمذی، کتاب الجہاد، باب ما جاء لا تفادی جیفة الأسیر)

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِغَدْرَتِهِ.

کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی دغابازی کے موافق نصب کیا جائے گا۔

اطرافهُ: ٦١٧٧، ٦١٧٨، ٦٩٦٦، ٧١١١۔

۳۱۸۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

۳۱۸۹: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے مجاہد سے، مجاہد نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اب ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں (جہاد کے لئے) نکلنے کو کہا جائے تو تم (جہاد کے لئے) نکلو اور فتح مکہ کے دن یہ بھی فرمایا کہ اس شہر (مکہ) کو اللہ نے حرم قرار دیا ہے، اس دن سے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو یہ روزِ قیامت تک اللہ کی حرمت سے حرم ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس میں جنگ جائز نہیں ہوئی۔ اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی کے لئے ہی جائز ہوئی ہے تو یہ شہر قیامت کے روز تک اللہ تعالیٰ کی حرمت سے حرم (معزز) ہے۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا شکاری جانور نہ بدکایا جائے۔ کوئی اس کی گری پڑی چیز نہ اُٹھائے مگر وہی جو اسے شناخت کرائے اور اس کا گھاس نہ کاٹا جائے۔ حضرت عباسؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اِذخر کو مستثنیٰ فرمائیں کیونکہ یہ ان کے کاریگروں کے کام آتی ہے اور ان کے گھروں کے لئے درکار رہے۔ فرمایا: سوائے اِذخر کے۔

اطرافهُ: ١٣٤٩، ١٥٨٧، ١٨٣٣، ١٨٣٤، ٢٠٩٠، ٢٤٣٣، ٢٧٨٣، ٢٨٢٥، ٣٠٧٧، ٤٣١٣

تشریح: **إِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ:** باب ۱۷ کا عنوان ان الفاظ سے ہے اِثْمُ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ اور اس باب کا عنوان ہے إِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ ۔ پہلا عنوان عام ہے۔اس میں معاہدہ کی خلاف ورزی مطلق حرام قرار دی گئی ہے اور یہ عنوان خاص ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ معاہدہ خواہ نیک انسان کی طرف سے کسی نیک انسان کے ساتھ ہو یا بدکار سے، یا بدکار کی طرف سے نیک کے ساتھ ہو یا بدکار سے، وہ بہرحال پورا کیا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والا گنہگار ہوگا۔

اس باب کے تحت چار حدیثیں ہیں۔ پہلی دو حدیثوں کے الفاظ ہم معنی ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہیں۔ دونوں کا مفہوم یہی ہے کہ غدار کی فضیحت نمایاں کی جائے گی۔ دنیا میں بھی وہ بدنام ہوتا ہے اور چاروں طرف سے انگشت نمائی ہوتی ہے کہ فلاں بدعہد ہے اور آخرت میں بھی اس کی رسوائی۔ یہی مفہوم ہے غادر کے لئے علم نصب کئے جانے کا۔ تیسری روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِغَدْرَتِهِ اَی بِقَدَرِ غَدْرَتِهِ ۔یعنی غدار کی غداری کے مطابق علم بلند کیا جائے گا۔ عربوں میں دستور تھا کہ وہ اپنے عہد کا سفید جھنڈا اور غداری کا سیاہ جھنڈا نصب کرتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۳۴۱) چونکہ آخرت میں جزا سزا اَعمال کے مماثل ہوگی، اس لئے ہر غدار اور عہد شکن کے لئے اس کی غداری کے مطابق جھنڈا بلند ہوگا۔ حدیث وہی ہے جس سے کتاب الجہاد کا پہلا باب شروع کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابیات

قرآن کریم

قرآن کریم : ۱۔تفسیر صغیر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔
۲-اُردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔

أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي:
ناصر الدين أبو الخير عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي (۶۹۱ھ)
دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان۔ الطبعة الأولىٰ – ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء

جامع البيان فی تأويل القرآن: ابو جعفر محمد بن جرير الطبري (۹۲۳ھ)
دارالديان للتراث، دار الحديث القاهرة۔ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷م

کتب لمتون الحدیث

صحیح البخاری: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری–(المتوفی ۲۵۶ھ)

i. فتح الباری – احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)
مطبوعه دار السلام الرياض– الطبعة الاولیٰ –۲۰۰۰ء

ii. **فتح الباری** –احمد بن علی بن حجر العسقلانی–
المطبعة الأميرية ببولاق بمصر– ۱۳۰۱ھ

iii. **فتح الباری** –احمد بن علی بن حجر العسقلانی–
المطبع الأنصاري دہلی– ۱۳۰۵ھ

iv. **صحيح البخاری**–قدیمی کتب خانه آرام باغ کراچی۔۱۳۵۷ھ

v. **عمدة القاری**-بدرالدين ابومحمدمحمودبن احمدالعينی(المتوفی۸۵۵ھ)
داراحياء التراث العربی۔ بيروت لبنان

صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيری النيسابوری – (المتوفی ۲۶۱ھ)
دارالسلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولیٰ۔۱۹۹۸ء

جامع ترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی – (المتوفی ۲۷۹ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعۃ الاولیٰ۔ ۱۹۹۹ء
سنن ابی داؤد: ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی الأزدی – (المتوفی ۲۷۵ھ)
دار السلام ۔ الریاض۔ الطبعۃ الاولیٰ۔ ۱۹۹۹ء
سنن نسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائی – (متوفی ۳۰۳ھ)
دارالسلام ۔ الریاض۔ الطبعۃ الاولیٰ۔ ۱۹۹۹ء
سنن ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی – (المتوفی ۲۷۵ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعۃ الاولیٰ۔ ۱۹۹۹ء
مؤطا امام مالک: مالک بن انس – (المتوفی ۱۷۹ھ)
دار إحیاء التراث العربی، ۱۹۸۵ء
مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی – (المتوفی ۲۴۱ھ)
دار الفکر العربی ، المکتب الاسلامی بیروت۔
مسند أحمد مذیلة بأحکام شعیب الأرنؤوط، مؤسسة قرطبة – القاہرۃ۔
صحیح ابن خزیمۃ: محمد بن إسحاق بن خزیمۃ ابو بکر السلمی النیسابوری (المتوفی ۳۱۱ھ)
المکتب الإسلامی بیروت– ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء
صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن احمد ابوحاتم التمیمی – (المتوفی ۳۵۴ھ)
بترتیب ابن بلبان **المسمی** الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان
مؤسسة الرسالة بیروت۔ الطبعة الثالثة۔ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء
المستدرک علی الصحیحین: ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری – (المتوفی ۴۰۵ھ)
دارالمعرفة بیروت۔لبنان۔ الطبعة الاولیٰ ۱۹۸۶ء
مصنف ابن ابی شیبہ: ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ الکوفی – (المتوفی ۲۳۵ھ)
مکتبة الرشید الریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۰۹ھ
مصنف عبدالرزاق: ابو بکرعبد الرزاق بن ہمام الصنعانی – (المتوفی ۲۱۱ھ)
المکتب الاسلامی بیروت۔ الطبعة الثانیة، ۱۴۰۳ھ
سنن الدارقطنی: علی بن عمر ابو الحسن الدار قطنی البغدادی –(متوفی ۳۸۵ھ)
(۱)دار المحاسن القاہرۃ۔ (۲)دار المعرفة بیروت۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء
سنن الدارمی: عبد اللہ بن عبد الرحمان ابو محمد الدارمی – (متوفی ۲۵۵ھ)
دارالکتاب العربی بیروت – الطبعة الاولیٰ – ۱۴۰۷ھ

مسند أبي داؤد الطيالسي: سليمان بن داؤد بن الجارود – أبی داؤد الطيالسی –(متوفی ۲۰۴ھ)
دار المعرفة بيروت۔

التوحيد: محمد بن إسحاق بن خزيمة ابو بكر السلمی النيسابوری (المتوفی ۳۱۱ھ)
مكتبة الرشد الرياض ـ الطبعة الخامسة۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴م

سنن الكبریٰ: احمد بن الحسين بن علی بن موسی ابو بكر البيهقی – (متوفی ۴۵۸ھ)
مكتبة دارالباز مكة المكرمة، ۱۹۹۴ء

السنن الكبریٰ: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن علی النسائی – (متوفی ۳۰۳ھ)
دار الكتب العلمية بيروت – الطبعة الأولیٰ – ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

شرح معانی الآثار: احمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك ابو جعفر الطحاوی –(متوفی ۳۲۱)
دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولیٰ، ۱۳۹۹ھ

المعجم الكبير: ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب الطبرانی – (متوفی ۳۶۰ھ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل۔ الطبعة الثانية۔ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء

دلائل النبوة للبيهقی: احمد بن الحسين بن علی بن موسی ابو بكر البيهقی – (متوفی ۴۵۸ھ)
دارالكتب العلمية بيروت لبنان – الطبعة الاولیٰ – ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م

معرفة السنن والآثار: احمد بن الحسين بن علی بن موسی ابو بكر البيهقی – (متوفی ۴۵۸ھ)
دار الوفاء بمصر – ۱۴۱۲ھ۔

الأمثال في الحديث النبوي: عبد اللّٰه بن محمد بن جعفر أبو الشيخ الأصبهاني (متوفی ۳۶۹ھ)
الدار السلفية – بومباي الهند۔ الطبعة الثانية ۱۹۸۷ء

کتب لشرح الحدیث وعلوم الحدیث

فتح الباری : أبو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی – (المتوفی ۸۵۲ھ)
مطبوعه دارالسلام الرياض، الطبعة الاولیٰ –۲۰۰۰ء

عمدة القاری: بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد العينی – (المتوفی ۸۵۵ھ)
داراحياء التراث العربی بيروت لبنان

الإستيعاب في معرفة الأصحاب: يوسف بن عبد اللّٰه بن محمد بن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ھ)
دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ الطبعة الأولیٰ – ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵م ۔

الإصابه فی تمييز الصحابه: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)
دار الجيل۔ بيروت۔ الطبعة الاولیٰ ۔۱۹۹۲ء۔

طبقات المدلسين / تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس
أبو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی – (المتوفی ۸۵۲ھ)
مکتبة المنار الأردن – الطبعة الأولى۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلامی اصول کی فلاسفی: روحانی خزائن-جلد۱۰	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد: روحانی خزائن جلد۱۷
کشتی نوح: روحانی خزائن-جلد۱۹	

کتب الفقه و التاريخ و اللغات

بداية المجتهد ونهاية المقتصد: محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد–
فاران اکیڈمی۔ اردو بازار لاہور۔
كفاية الأخيار فی حلّ غاية الإختصار: تقی الدين أبی بكر بن محمد – (متوفی ۸۲۹ھ)
دار قتيبة – دمشق۔
السيرة النبوية: عبد الملك بن ہشام– (متوفی ۲۱۳ھ)
دار الجيل بيروت۔ الطبعة الأولٰی – ۱۴۱۱ھ
الطبقات الكبرٰی: محمد بن سعد بن منيع الزہری (متوفی ۲۳۰ھ)
دار احياء التراث العربی بيروت لبنان– الطبعة الأولٰی ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶م
الكامل في التاريخ: عز الدين أبو الحسن علي بن أبي الكرم المعروف بابن الأثير
دار صادر ، دار بيروت ـ ١٣٨٦ھ / ١٩٦٦ء
تاريخ الأمم والملوک: أبو جعفر محمد بن جرير الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)
دار الكتب العلمية بيروت– الطبعة الأولی – ۱۴۰۷ھ
المفصل في الردّ على شبهات أعداء الإسلام: علي بن نايف الشحود۔
تاج العروس: ابو فيض محمد مرتضٰی الحسينی الواسطی الزبيری الحنفی–
دارالفکر بيروت، الطبعة الاولٰی –۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء
لسان العرب: محمد بن مكرم بن علی بن احمد جمال الدين ابو الفضل الشہير بابن المنطور)
دار احياء التراث العربی۔ الطبعة الاولٰی ۔۱۹۸۸ء
أقرب الموارد فی فصح العربية والشوارد: سعيد الخوری الشرتوتی اللبنانی۔
منشورات مكتبة آية اللّٰه العظمی المرعشی النجفی – ايران–۱۴۰۳ھ

النهاية في غريب الحديث والأثر:

مجد الدین ابو السعادات المبارك بن محمد الشيباني الجزری ابن الأثیر(المتوفی۶۰۶ھ)

دار إحیاء التراث العربی بیروت لبنان– الطبعة الاولی –۱۴۲۲ھ

المنجد في اللغة: الاب لویس معلوف الیسوعي۔

المطبعة الکاثولیکیة بیروت۔ الطبعة الخامسة عشرة–۱۹۵۶ء

اردولغت: اردولغت بورڈ۔ترقی اردو بورڈ کراچی۔ایڈیشن اوّل۔۱۹۹۲ء۔

فیروزاللغات: فیروزسنز لمیٹڈ–لاہور–طبع ششم–۱۹۷۶ء۔

الكتب الأخرى

احمدیت یعنی حقیقی اسلام: حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ–انوارالعلوم جلد۸

بائیبل: کتاب مقدس (یعنی پرانااور نیا عہدنامہ) پاکستان بائبل سوسائٹی–انارکلی لاہور– ۱۹۹۳ء

The Arabs A Short History Author: Philip Khuri Hitti
published by: Regmery Gateway ١٩٩٦
ISBN :٠٨٩٥٢٦٧٠٦٣ , ٩٧٨٠٨٩٥٢٦٧٠٦١